بہ عنوان حسن آفرین گلہائے خندان گلشن سخن عشق آموز عندلیبان چمن
ریاض لطافت
مسمیٰ بہ اسم تاریخی سحاب عمیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالے عزاسمہ

تاج ہی سارے کلامون مین کلام اللہ کا
کیون سرِ دیوان پہ مصرع ہو نہ بسم اللہ کا

عجز سی لکھا سرِ دیوان کلام اللہ کا
شاعرون سے ہوسکا مصرع نہ بسم اللہ کا

فرد ہونا کلک نے ثابت کیا اللہ کا
لکھدیا مصرع سرِ دیوان جو بسم اللہ کا

ابتدا مین دل جو طالب ہو خدا کی راہ کا
جادۂ ملکِ طریقت مد ہو بسم اللہ کا

اپنے سکہ ہے جو اسمِ انور اللہ کا
کیا چلن ہے درہم و دینار مہر و ماہ کا

یاد مین تیری کرے تکیہ توکل پر اگر
پائے اکدم مین گدا بھی تخت شاہنشاہ کا

دے کے چھینٹا قلزمِ رحمت بجھاتا ہے ترا
یادِ عصیان مین اگر اوٹھتا ہے شعلہ آہ کا

ہی عجب باریک یہ نکتہ کہ جو نقطہ نہین
ہی مبرا اور منزہ شک سے نام اللہ کا

ہاتھ اوٹھاتے ہی ملا فی الفور مطلب باصواب
پھر گیا محروم کب سائل تری درگاہ کا

انبیا عاجز ہون جب خالق کی کنہِ ذات مین
ذکر کیا ہم سب کی عقلِ ناقص و کوتاہ کا

ہو گیا ثابت خدا کے بعد ہین بس پنجتن
ہی ہے آخر سب کے اور اول الف اللہ کا

کردیا سرسبز پیدا کرکے تجکو خاک سے
ہی یہ کلمہ ہر زبانِ تیزِ برگِ کاہ کا

انبیا بھیجے ہدایت کو کہ ہر دل ہو خنک — عذر بارد تا نہ کام آئے کسی گمراہ کا
نور عرفان ہی چمکتا مومنون کے دل مین گیا — طور کے مانند جلوہ ہے تجلی گاہ کا
مذہب باطل مین سر جس نے چلن کا اوٹھ گیا — ہو گیا پامال فوراً جیسے سبزہ راہ کا
لن ترانی سن چکے ہین دید کے طالب ہون کیا — ہی کلیم اللہ ہے کافی کلام اللہ کا
یاد عصیان مین دل صد پارہ جو ہے بیقرار — میرے سینے پر گمان سیماب کی ہی چاہ کا
پائی ہین پانچ اونگلیان اسمین نہین ابہام راست — پنجتن سے ہاتھ آیا ہمکو نام اللہ کا
طی کرون مین زار دشت عشق رحمان و رحیم — ہاتھ آجائے عصا گر مد بسم اللہ کا
کر کے غالب عقل کو دی نفس کی پہلو مین جا — ایک ہی مسکن بنایا ضیغم و روباہ کا
پاؤن کو لغزش ہی تھی پا کے لفظ لا الٰہ — مل گیا لیکن سہارا ہمکو الا اللہ کا
کر دیا آراستہ ہر ایک زلف شعر کو — شانہ لیکر طبع نے تشدید بسم اللہ کا

قبر مین کہنا فرشتون سے لطافت نحیط — چاردہ معصوم کا شیعہ ہون عبد اللہ کا

نعت حضرت سرور کائنات

خدا کا شکر ہے پیرو ہوا مین اوس محمد کا — ہمیشہ انبیا مین غل تھا جسکی آمد آمد کا
بہار گلشن کونین ہے جلوہ محمد کا — بہشت اعلیٰ جو ہی ادنے سا بوٹا اوسکی مسند کا
دہن سے لین نہ کیونکر کام انسان مدح احمد کا — نشان صانع نے یہ گویا دیا میم محمد کا
نظر کرتے ہی چھد جاتا ہی دل ہر ایک مرتد کا — مثال تیر کافر کو الف ہے اسم احمد کا
خیال اسمین رہا کرتا ہے رخسار محمد کا — دل شفاف میرا گھر بنا آئینہ خد کا
پیمبر کی ولادت کا جو مضمون فکر مین آیا — ہوا بیساختہ پیدا زبان پر شعر آمد کا
بنی سرتاج حمد کبریا اللہ رے رتبہ — شرف انصاف سے دیکھے کوئی میم محمد کا

کیا تھا شہرہ علم اللہ نے پہلے ہی سے انکو
تہین احسان دال احمد یہ درس حرف ابجد کا

محمد فخر اسمٰعیل و ابراہیم و آدم تھے
شرف احمد اد تلک پہونچا تھا اس فرزند ارشد کا

ہوا ثابت کہ تھے یکتا پیمبر حمد کرنے مین
خبر دیتا ہے الف کو ہی الف یہ اسم احمد کا

شہنشاہی ملی ملکِ قناعت کی جو احمد کو
توکل کو فقط تکیہ بنایا اپنی مسند کا

مرا دعوی ہی دال اسپر دلیلِ اثبت ہین
خبر دیتا ہے سبکو رتبہ دال اسم احمد کا

ائمہ سے کہا احمد نے جو مطلب حقیقی تھا
کلید قفل ہے کھولا اقفل معنی ابجد کا

طویل القامت انکے سامنے ہوتے تھے بالا
یہ ادنےٰ معجزہ تھا مصطفےٰ کے خوشنما قد کا

نبی پیدا نہوتے گر نہوتا جز خدا کوئی
احد رہتا اگر جلوہ نہوتا میم احمد کا

بنا ہی مصرعِ تر رشک سروِ گلشن جنت
ہوا موزون یہ مضمون شاد کی موزونی قد کا

نظر جب لڑ گئی کافر کی فوراً اٹک گیا دل مین
تشبیہ و صورت شیر ہے جلوے احمد کا

پیمبر کے جو سنگِ آستان کا آکے بوسہ لے
شرف پائے ابھی ہو رنگ اُنہین سنگِ اسود کا

نہ کوئی روشنی تھی انکے نورِ جسم پر غالب
یہی سر تھا نظر آیا نہ جو سایہ کبھی قد کا

سہارا حسبِ احمد کا اگر ہوتا نہ گردون کو
تھمتا بی ستون دم بھر نہ یہ گنبد زبرجد کا

شرف پایا پیمبر کے لب اسنے حج مین چومے ہین
یہی ہی وجہ جو لیتے ہین بوسہ سنگ اسود کا

فرشتے باغِ جنت مین جسے طوبےٰ سمجھتے ہین
زمین سے آسمان پر چڑھ گیا سایہ اسی قد کا

نگاہِ فیض سے اسکو جو ختم المرسلین دیکھین
سمٹ کر آسمان ڈر سے نگینہ ہو زبرجد کا

مدینہ کی زیارت ہو گئی حجاج پر لازم
ہزارون حج اکبر طوف ہے احمد کے مرقد کا

جمال اسطرح کا پاتے نہ ہرگز حضرت یوسف
چھلکتا گر نہ مملو ہو کے ساغر حسنِ احمد کا

مطیع احمد کا ناجی ہی عدو احمد کا ناری ہے
خدا نے خوب رکھا امتحان یہ نیک اور بد کا

عوض آدم کے احمد نے کبھی گندم نہین کھایا
سنا تھا ترک اولےٰ جب سے اپنے جد امجد کا

چرندون کی درندون نے اطاعت انکی مانی ہے
جھکا ہی معجزے سے سر قدم پر دام اور دد کا

مسلمان ہون کہین بہرِ مدد تشریف لاتے ہین
سدا یکسان ہے پاس احمد کو اقرب اور ابعد کا

بہت مشہور ہی عالم مین حسنِ چہرۂ یوسف
وہ پرتو تھا اسی محبوب کے آئینۂ خد کا

تہی قالب ہوئی خم ہو کے سقفِ کہنۂ گردون
ترفّع اللہ اللہ گنبدِ پُرنور مرقد کا

زمین سی جب گئی افلاک پر معراج مین احمدؐ
فرشتے کہہ رہے ہین تجھے مرحبا کلمہ خوشامد کا

میانِ قبر و منبر ہے یقینی روضۂ رضوان
عجب رتبہ ہے پیغمبر کی مسجد اور مشہد کا

ازل سے مصطفا و مرتضیٰ اسطرح باہم ہینؐ
محمد مین ہے جلوہ جسطرح میم مشدّد کا

نبی نے کھینچ دی حدِّ شریعت کفر و ایمان مین
ہوا دنیا مین ذو القرنین بانی جسطرح سدّ کا

خدا کا شکر و احسان مصطفےٰ کا مین مقلّد ہون
قلادہ میری گردن مین پڑا میم محمّد کا

کیا تجکو مسلمان شیعہ سید اور اصولی بھیؐ
لطافت کیا ہو شکر اللہ کے احسان مجید کا

پیرو نہ کیون ہون شرع رسالت پناہ کا
گم کردہ راہ گیر نہین شاہ راہ کا

ایما یہ تھا رسول کی ریشِ سیاہ کا
دیکھو ہجوم حور کی تارِ نگاہ کاؐ

آدم ہوے جو خلق فرشتون نے یہ کہا
خاکا بنا شبیہ رسالت پناہ کا

کیا نورِ نقشِ پاے نبی سے مثال دون
ڈہلکا ہوا ہے ساغرِ بلّور ماہ کاؐ

خالق ہی وہ رقیب سوا ہوگا مہربانؐ
جتنا بڑھے گا عشق حبیبِ آلہ کاؐ

نورِ محمد اسیلئے آیا زمین پرؐ
لنگر ہو آسمان کے جہازِ تباہ کا

احمد سا آفتاب ہے موجود زیر خاک
کیا کام میری قبر مین خورشید و ماہ کا

کیونکر زمین کو فخر نہو اوسکے دفن سے
نعلین جسکی تاج ہو عرشِ آلہ کاؐ

پیوستہ ابروون سے محمّد کی کیا مثالؐ
ہی دو ہلال چرخ مین فرق ایک ماہ کا

عصیان کا سم ہوا جو مُضر پڑھ لیا درود
تریاق مل گیا مجھے زہرِ گناہ کا

جو شرع مصطفےٰ اپہ چلا مل گیا بہشتؐ
ہوتا غنی ہے جلد گدا شاہ راہ کا

شاگردِ فیضِ عصمتِ احمد ہوئے ملک
لیکر سبق عبادت و ترکِ گناہ کا

ہر ذرّہ ہر نبی کو ملا انکے حسن رخ
اوڑکر غبار روے رسالت پناہ کا

آخر سب انبیا کے محمد جہان مین آئے
آگے تھی فوج بعد حشم بادشاہ کا

ہونگے نبی کے پاس ہی محشر مین کلمہ گو
جس جا ہو مدعی وہین مجمع گواہ کا

تقسیم قطرہ قطرہ ہوا ہر رسول پر
دریا بڑہا جو حسنِ رسالت پناہ کا

نعتِ نبی کو سنکے پڑہین مومنین درود
نعرہ ہی کیون سخن پہ لطافت کی واہ کا

مدحِ حضرت اسد اللہ الغالب

دل مین بھرا ہے عشق جنابِ امیر کا
شیشہ بغل مین ہے مئے خمِ غدیر کا

کہدونگا ہون فقیر جنابِ امیر کا
ہوگا گذر جو قبر مین منکر نکیر کا

دل پر ہے نقش نام جنابِ امیر کا
سو جان سے فقیر ہون مین اس لکیر کا

بلبل ہون بی عدیل گلِ بے نظیر کا
عنقا ہوا ہے نام مرے ہمصفیر کا

مین حیدری مرید علی سے ہون پیر کا
بستر درِ نجف پہ لگا ہے فقیر کا

موسیٰ عصا کے سبکو دکھاتے تھے معجزے
ہاتھ آگیا تھا نام مرے دستگیر کا

ہے ذرہ بخت سے فلک سائل ضیا
کاسہ لیے ہے ہاتھ مین مہرِ منیر کا

اولیٰ کو بھی نہ ترک علی نے کبھی کیا
کیا ذکر ہے گناہ صغیر و کبیر کا

خیبر کا در اوکھاڑ کے خندق کا پل کیا
کیا زور تھا جناب مین نانِ شعیر کا

بچھ بچھ گیا ادب سے جو مین لاغر و فقیر
دھوکا ہوا رواقِ علی مین حصیر کا

مارا علی نے مرّہ قیسِ لعین کو کیا
تھا انگلیون مین معجزہ شمشیر و تیر کا

روشن ہوا ہے مین کلفِ ماہتاب سے
داغی غلام ہے شہِ روشن ضمیر کا

لغزش قدم کو ہو گی نہ ہر گز صراط پر
کافی فقط ہے نام مرے دستگیر کا

قاتل کو زخم کھا کے کھلایا طعام روز
تا مرگ تھا خیال یہ اپنے اسیر کا

وہ چند انبیا سے جو یوسف کا تھا جمال
شمّہ تھا شہ کے حسن کے عُشرِ عشیر کا

غدار لوگ غدر کرین لاکھہ ہو گا کیا
قرآن مین تا بہ حشر ہے قصّہ غدیر کا

کیونکر نہ ہم پیئین کہ خدا نے رسول کو
ساقی بنا دیا مئے خُمِ غدیر کا

حیدر نے بوریے پہ بسر کی تمام عمر
سچ ہے انھین پہ حصر ہے فرشِ حصیر کا

شیعون کو ذکر آیۂ بلّغ سے ہے سرور
مستون مین دور ہے مئے خُمِ غدیر کا

اللہ رے رجوع کہ نکلا نماز مین
مشکل ہوا تھا پاؤن سے کھینچنا جو تیر کا

تصویر مرتضےٰ کا بنا حکم حق سے تخت
دیکھے تو کوئی بخت جوان چرخ پیر کا

ہفتاد و دستی و دہ ہین علی کے عدد تمام
حامی ہے یعنے پیر و جوان و صغیر کا

شیرِ خدا و صاحبِ شمشیر ہو گئے
کیا زور واہ بنت اسد کے ہے شیر کا

آتے ہین نزع مومن و کافر مین مرتضےٰ
عہدہ دیا خدا نے بشیر و نذیر کا

سیراب ہونگے حشر کو کوثر کے آب سے
جاری جو ہو گا فیض جنابِ امیر کا

سائل ہوا گدا تو شہنشاہ کر دیا
دستور تھا سدا یہ نبی کے وزیر کا

دنیا ہوئی ہے ترک بھروسا علی کا ہے
ہے وادیِ السلام مین تکیہ فقیر کا

کہتا ہے آفتاب درخشان جسے جہان
ذرّہ ہے خاک پائے جنابِ امیر کا

اوڑکر نجف کی خاک نے برسا دیا جو نور
رتبہ گھٹا دیا وہ ہین ابرِ مطیر کا

فرش علی تھا تخت سلیمان کی طرح ابر
اللہ رے مرتبہ شۂ گردون سریر کا

کیا خوب دوستی کی بنا کی خلیل نے
مولد بنا رکھا تھا جنابِ امیر کا

قوسین کے مقام پہ پہنچا نبی کے پاس
ذہنِ علی مین زور ہے قدرت کے تیر کا

تعویذ مِل گیا ہے حفاظت کا خاک کو
نبکر زمین پہ نقش علی کے حصیر کا

کرنا مدد ضرور لطافت کی یا علیؑ
آئیگا وقت حشر مین جب دار و گیر کا

مدح حضرت صاحب العصر و الزمانؑ

جلد آئے وقت عیش و نشاط و سرور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

ظلمت کدے مین دہر کے عالم ہو نور کا
مشتاق ہون امامِ زمان کے ظہور کا

عیسٰی ہین کہہ رہے کہ ارادہ ہی دور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

دیکھون گا نور روے امامِ غیور کا
کا جل لگا کے دود سرِ شمع طور کا

ہی حسن ان سطور سے بین السطور کا
یہ شامِ زلف حور وہ تڑکا ہے نور کا

ہم سب ہما ہون وقت جو آئے ظہور کا
نالہ یہ ہر سحر ہے چمن مین طیور کا

جلتے ہین دل جو سنتے ہین شہرہ ظہور کا
سینون پہ منکرون کے گمان ہی تنور کا

غارِ مغیب شاہ پہ عالم ہے نور کا
ہر ایک سنگریزے مین جلوہ ہی طور کا

تشریف جلد لائیے یا صاحب الزمان
کیجے علاج میرے دلِ ناصبور کا

نرگس کی چشم وا ہی تو استادہ سرو باغ
اللہ رے اشتیاق تمھارے ظہور کا

آپ آئین تو ہو ظلمتِ کفر و نفاق دور
یہ صاف ہو زمین کہ ہو تختہ بلور کا

ایمان یا کہ کفر مین کامل ہین جو مرے
اون سبکو انتظار ہے شق قبور کا

پر نور باغِ دہر ہو آپ آئیے اگر
عالم ہر اک درخت مین ہو نخلِ طور کا

سینہ مین دل ہے دل مین محبت امام کی
یہ شیشہ طاق مین ہی شرابِ طہور کا

امڈین جو اشک دیدہ سوزان سی شوق مین
ہو نوح کی قسم ابھی طوفان تنور کا

جس طرح آفتاب تہ ابر سے ہو نفع
غیبت مین یون ہی فیض ہر اکجا حضور کا

سنتی ہین زندہ آپ کو مردہ ہوے ہین دل
سینون پہ دشمنون کے ہے عالم قبور کا

آپ آئیے جہان مین تو جھکجائین سب کے سر
آفاق مین رواج ہے کبر و غرور کا

یا صاحب الزمان مرے مُنہ سے نکل گیا
دریائے غم سے قصد ہوا جب عبور کا

چمکین نصیب شیعون کے کیجے کہین ظہور
نکلے جو مہر ذرّون مین عالم ہو نور کا

پڑھتا ہون روز جھک کے دعائے چہل صباح
چلّہ مری کمان کو دیا حق نے نور کا

مولد امام عصر کا ہونے کو تھا وہ شہر
کیون سُرّ من رائ نہ محل ہو سرور کا

آپ آئیے تو زہد پہ باندھے ہر اک کمر
عنقا جہان مین نام ہو فسق و فجور کا

مشتاق لحن حضرتِ داؤد کے ہین کان
آکر سنائیے ہین پڑھنا زبور کا

بنتِ خدا ہی ہے شبِ قدر آپ کی یہ قدر
کرتے ہین حال عرض ملک سب امور کا

پیدا ہوئے کیا مہِ شعبان کو نصف
اللہ رے عدل بادشہِ ذی شعور کا

شیعہ کہین ہون بہر مدد آتے ہین امام
یکسان ہے پاس آپ کو نزدیک و دور کا

حق نے مہِ چہار دہم آپ کو کیا
تا صبحِ حشر نور نہ کیون ہو حضور کا

لکھتا ہون حسن دیدۂ حق بین شاہِ دین
عالم مری دوات پہ ہے چشمِ حور کا

دم مین ملین ثوابِ شہیدانِ بدر کی
مر جاؤن انتظار جو کر کے ظہور کا

پہنچین گے پاس امام کے مومن دمِ ظہور
طے ایک دم مین ہوگا سفر دور دور کا

طفلی مین بدلے کھیل کے دکھلائے معجزے
چاہا جو امتحان کسی نے شعور کا

آنکھین حباب کی ہین کھلی بیقرار موج
اللہ رے شوق امام زمان کے ظہور کا

شوقِ امامِ عصر مین ہون خاک اڑا رہا
اوٹھے بگولا کیون نہ تتق بنکے نور کا

پڑھ کر دعائے ندبہ میانِ چہار عید
کرتا ہون انتظار خوشی سے ظہور کا

ملجائین مجکو خضر تو معلوم ہو پتا
ہے کس طرف جزیرۂ خضرا حضور کا

مومن جھکین گے شکر کے سجدے کو قبلہ رو
کعبے مین غلغلہ جو اوٹھے گا ظہور کا

گھٹنے لگا ہے آج سے شرمندہ ہوکے چاند
پندرہوین شب جو نور ہے چمکا حضور کا

موجود جسم مین ہی پہ غائب ہی سبکی روح
جلوہ اسی طرح ہی جہان مین حضور کا

زندہ ہو یہ بھی عالمِ رجعت مین یا امامؑ
مداح و منتظر ہے لطافت حضور کا

مدح حضرت علی ابن ابی طالب

دلِ شیدا پہ اپنے نقش ہے اوسکی محبت کا
رہیگی تا قیامت اب نشان ہی پاے حضرت کا
نہایت شوق دل کو زندگی مین ہی زیارت کا
نجف مین دفن جب ہونگا یہ عالم ہوگا رفعت کا
دلِ نازک مین اپنے جوش ہی حیدر کی الفت کا
نجف مین قبر ہو کِس سے کہین حال اپنی حسرت کا
مبارک ہو وسیلہ ہو گیا پیدا شفاعت کا
نہ سمجھا جزوِ ایمان جو علی کے اسمِ اعلے کو
طریقِ مرتضے کی پیروون سی کہتی ہین حورین
لحد مین دفن ہوتے ہی علی تشریف لاتے ہین
بنایا بعدِ احمد جب یداللہ کو صدا آئی
بڑہائی پنجہ مژگان مین مردم مردمِ دیدہ
برا ہون یا بھلا ہون پر نہ ہرگز ساتھ چھوڑونگا
علی کو نزع مین دیکھا تو دل کی آرزو نکلی
نبی ہین چاردہ معصوم اک نورِ الٰہی سے
وہ دیوانہ ہون اے دشتِ نجف مین دل ابھی بچپن

قدم جسکا نگینہ بنگیا مہرِ نبوت کا
زمین نے خاک ہو کر نقش پایا ہی حفاظت کا
زمانہ یا خدا دکھلا مجھے حیدر کی رجعت کا
بنی گا آسمانِ سبز سبزہ میری تربت کا
بغل مین روز و شب شیشہ ہی صہبائے ولایت کا
نشان کھینچ آئے ہین ہم روضۂ حیدر مین تربت کا
صبا دیتی ہی مژدہ سبکو حیدر کی ولادت کا
ہوا مومن نہ وہ ناقص رہا کلمہ شہادت کا
چلے آؤ چلے آؤ یہی رستہ ہے جنت کا
زیارت گاہ ہونا ہے بجا مومن کی تربت کا
رہی عز و شرف ہی نقش ثانی دستِ قدرت کا
اشارہ ہی کرو دستِ خدا سے عزم بیعت کا
قیامت کو مرا ہاتھ اور دامن ہوگا حضرت کا
نہ پایا عمر بھر محبوب کوئی اچھی صورت کا
نظر آتا ہی جلوہ ہمکو اِس کثرت مین وحدت کا
اگر درِ نجف پر فیصلہ ہو جاے قیمت کا

ارادہ ہے علی کی شکل کھینچوں صفحۂ دل پہ
شفق کی مانگ لون سرخی سفیدہ صبح جنت کا

کبھی بار آئی بن بن کے دولھن گو سامنے دنیا
چلا پر کچھ نہ حیدر سے فریب اس بیمروت کا

زمین مین خود علی سا آفتاب ذرہ پرور ہے
لحد مین بو ترابی کی بھلا کیا کام ظلمت کا

بنی تصویر حیدر عرش اعلے پر زیارت کو
ملائک کو بھی پایا ہمنے عاشق اچھی صورت کا

بھرین شوق نجف مین ہمنے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین
کہا حورون نے جھونکا ہے نسیم باغ جنت کا

نجف کی رہنے والون سے کوئی اسکا مزا پوچھے
بیان کیا ہو ضریح پاک کے بوسونکی لذت کا

علی جب قبر سے تشریف لیجا ینگے پوچھونگا
بتائی چاہیئے درمان تو کوئی درد فرقت کا

نجف کی خاک کا فیض علی سے نور تو دیکھو
غبار اوٹھا اوٹھ کے بنتا ہے سفیدہ صبح جنت کا

دیا صورت گر قدرت نے کچھ کچھ پیار ہمپر کو
بچا تھوڑا جو آب و رنگ بنگر حسن حضرت کا

مجھے تو ہند مین چھوڑا نجف مین آپ جا پہنچا
ارے او بیوفا دل کیون یہی حق ہے رفاقت کا

لطافت مدح حیدر مین قصیدہ تو کہا تونے
غلو کی بو نہ آئی بات تکلف ہے یہ مدحت کا

ایضاً

رنج اوٹھا کر عشق حیدر مین ہون خواہان حور کا
کیا کھری مزدوری چوکھا کام ہے مزدور کا

ایکدم پر تو جو پڑجائے علی کے نور کا
صاف انگارون مین پیدا ہوا اثر کافور کا

وصف ہو کس سے علی کے روضۂ پر نور کا
رات کو ہر شمع مین عالم ہے شمع طور کا

ہو گیا فیض رخ حیدر سے جلوہ نور کا
عالم اس ظلمت کدے مین تھا شب دیجور کا

وصف لکھون گا علی کے چہرۂ پر نور کا
روشنائی مین پڑے دود چراغ طور کا

کہتے ہین در نجف بے آبرو سے بحث کیا
عیب ہی ہر ایک مروارید مین ناسور کا

ہو جو دل زخمی کسی زائر کا ہو جائے خنک
ہو اثر صبح نجف مین خلد کی کافور کا

غم ہی چرخ نیلگون کو قبر حیدر سے ہے دور
ہر ستارہ پر گمان کیونکر نہو ناسور کا

جنکو جائین روضۂ حیدر مین گر ہم دل جلے
شمع کافوری ہر اک مرہم بنے کافور کا

ساقیِ کوثر کے غم مین آبلے جب پڑ گئے
دل مرا خوشہ بنا فردوس کے انگور کا

ہی نجف کے زائرون سے کہہ رہا دار السلام
ہر بگولا میرے صحرا مین ہے بکّہ نور کا

نیت خالص تھی جب نکلا زبان سے یا علی
درد سب جاتا رہا اپنے دلِ رنجور کا

ساقیِ کوثر کا فیض انصاف سے دیکھے جو بحر
جم گئے حیرت کے سبب تختہ بنے بلور کا

الفتِ حیدر مین ہون مستِ مئے خُمِ غدیر
جام کی حاجت نہ مین محتاج ہون انگور کا

پائے کیا نامِ خدا اسمِ علی نے مرتبے
تندرستون کی سپر یہ ہے عصا رنجور کا

دم جو حیدر کا صفائی سے بھرے ثابت رہے
ہر حبابِ آب اِک ساغر بنے بلور کا

رحم اِسکا نام ہے دیکھو یتیمون کے لیے
نورِ حق صدما اوٹھائے گرمئ تنور کا

رجعتِ حیدر ہو یارب کفر سے دنیا ہو پاک
صاف ہو ایسی زمین تختہ بنے بلور کا

ساقیِ کوثر جب آئے باغ مین تو بہرِ دید
دیدۂ بینا بنا دانہ ہر اک انگور کا

واہ کیا کہنا علی نے ترک دنیا کو کیا
نوش تھا گر شہد کا تو نیش تھا زنبور کا

حضرتِ موسیٰ سے کوئی پوچھ لے حالِ نجف
گنبدِ پُر نور مین جلوہ ہے برقِ طور کا

کیون تردد ہی زیارت کر علی کی جلد چل
جب کمر باندھی تو کیا دہر کا قریب و دور کا

یا علی مین بے سر و سامان ہون آؤن کسطرح
دور ہی سے عذر ہو مقبول مجھ معذور کا

مدح حیدر مین ہی قابل دید کے کلک و دوات
اوسمین ہے عالم نگہ کا اسمین چشم حور کا

پائی انور پشت احمد پر جو حیدر نے رکھا
جڑ گیا مُہرِ نبوّت پر نگینہ نور کا

لافتیٰ اِلّا علی لاسیف اِلّا ذوالفقار
جنگ مین یہ وصف تھا کِس ناصر و منصور کا

آیۂ الیوم اکملت لکم بہرِ علی
کام کرتا ہے خلافت کے لیے منشور کا

پاؤن رکھتے ہی نجف مین اوڑ گئے سارے گناہ
خاصۂ زہرِ ہلاہل کو ملا کافور کا

روضۂ حیدر کو اکثر ہمنے دیکھا خواب مین
بند کی جب آنکھ رستہ ہو گیا طے دور کا

صفحۂ کاغذ جو ہی جنت کا تختہ مدح مین
شبہہ ہر شعر مسلسل پر ہے زلف حور کا

لحمک لحمی نبی نے حق حیدر مین کہا
تھے جدا ظاہر مین جلوہ تھا مگر اک نور کا

ہند مین ہم ہین نجف مین قبر حیدر غم نہین
دل سے تو نزدیک ہے گو راستہ ہے دور کا

عشق صادق الفت حیدر سے ہی دونو طرف
حور ہے مشتاق میری مین ہون طالب حور کا

جبکہ صحن روضۂ حیدر مین چھٹکی چاندنی
مین یہ سمجھا فرش ہی فردوس مین کافور کا

الفت حیدر حسین بنکر جو آئی قبر مین
آنکھ کھلتے ہی ہوا حاصل نظارہ حور کا

موذیون کا مال ہو گا رجعت شہ مین حلال
چاندنی مین شہد لوٹا جائے گا زنبور کا

گر در حیدر پہ آجائے تو اتنا مال پائے
ہر گدا ہو کر غنی محتاج ہو فغفور کا

شاعری مین مدح مین بعد امانت ہی جو نام
ای لطافت فیض پر ہے انھین مغفور کا

ہوا ہی جب سے سودا یار کی زلف پریشان کا
سراسر مانگ کی صورت ہے چاک اپنے گریبان کا

قریب لب ہی جلوہ حسن سے بینی جانان کا
عجب شعلہ اوٹھا ہی آتش لعل بدخشان کا

غضب مژگان کی نیزہ زنی مین ہے عالم چشم جانان کا
یہ ہم ہو شکل صفحۂ شعر رہنے والا ہے نیستان کا

پنھایا خلعت زرین مجھے ریگ بیابان کا
جنون کو نذر دینا چاہیے کنٹھا گریبان کا

جو دیکھا جلوہ اوس زلف سیہ مین ہم نے افشان کا
نظر آیا شب تاریک مین عالم چراغان کا

بیان ہی بلبلو نہین چہرۂ رنگین جانان کا
سحر کو بوستان مین درس ہوتا ہی گلستان کا

مزی لوٹے زبان خواہان لذت دل ہو انسان کا
عجب نا منصفی ہے باندھنا پیری مین دندان کا

ہوئی وحشت جو تیری چاندسی صورت کی الفت مین
بنا تار شعاع ماہ تار اپنے گریبان کا

وفور اشک ہے بیکار ٹھنڈی سانسین بھرتے نہین
زمستان مین برسنا شاق ہو جاتا ہے باران کا

مرا آئینہ رو اوترا جو بہر غسل دریا مین
ہوا دھوکا حبابون پر ہر اک کو چشم حیران کا

رہا مر کر بھی روشن نام مجھ وحشی کا صحرا مین
ہوا تربت پہ چشم غول سے عالم چراغان کا

جنون مین بھی مجھے آرایش و تزئین سی مطلب ہے
لگایا گوکھرو چاکِ گریبان پر بیابان کا

کیا ہی گھائل وس مہ رو نے شمشیرِ ہلالی سے
جگر کے زخم پر لازم ہے چھاہا ماہِ تابان کا

پیا زہرِ ہلاہل عشقِ خطِ سبز مین ہمنے
تصور مین ترے دندان کے ہیرا کوٹ کر کھایا کا

خطِ سبزِ صنم سی کرکے الفت دیکھیئے لب کو
خضر سی چلکے رستہ پوچھیے آبِ حیوان کا

تمھاری مصحفِ عارض کو پہرون یاد کرتا ہے
ہوا ہی شوق میرے طفلِ دل کو حفظ قرآن کا

مثالِ خار مین لاغر ہون ناحق اسکو کاوش ہے
پھپھولا پھوٹ جائیگا کسی دن چرخِ گردان کا

نہین خالِ سیہ کا گورے گورے گال پر جوبن
لگا کر سرمہ ٹپکا ہی آنسو چشمِ جانان کا

دیا ہی قیس کو خلعت جنون نے دشت مین اکثر
گریبان لے کے مجھ دیوانے کا دامن بیابان کا

غضب آغازِ پستان ہے تمھارے صاف سینے پر
گمان ہوتا ہے مجکو عکس ہے سیبِ زنخدان کا

خدایا آرزو ہی طوس مین پہنچا **لطافت** کو
بہت مشتاق ہے یہ روضۂ شاہِ خراسان کا

پھرا ہی عشق ہر رشکِ چمن کی زلفِ پیچان کا
ہوا ہی صاف کشتِ دل مین عالم سنبلستان کا

نظر آتا ہی جوبن جبکہ خط و خالِ جانان کا
سمجھتا ہون اسے ریحان تو اوسکو تخم ریحان کا

لکھا ہی وصفِ پیشانی پہ اوّل روے جانان کا
بنا ہی بیتِ ابرو صاف مطلع میرے دیوان کا

ہوا رو پوش ہر بے مہر دم نکلا جو انسان کا
گلہ غیرون سے کیا سب اقربا نے پہلے منہ موڑا

ہوا ایسا ضعیف و ناتوان قاتل کی فرقت مین
گریبان پہ مجھے دھوکا ہوا شمشیرِ عریان کا

جنون کی آمد آمد سنکے استقبال کو نکلا
جو پہنچا تا بہ دامن بڑھ کے چاک اپنے گریبان کا

نکلتے ہین شرر ایسے دلِ سوزان سی فرقت مین
گمان ہوتا ہی مجکو آہ پر سرو چراغان کا

حقیقت میری سودے کی نہو پوشیدہ جانان سے
عوض خط کے اوسے بھیجون گا مین پرزہ گریبان کا

لبِ جانان کی شہرت سی اوڑا ہے رنگ دنیا مین
عقیقِ سرخ کا یاقوت کا لعلِ بدخشان کا

ہوا ہی زاہدون کو بھی جنون فصل بہاری مین
عوض تسبیح کے ہے ہاتھہ مین کنٹھا گریبان کا

سوال اوس سے ہے افراط جراحت کا ہوا ثابت
کشادہ ہونا ہی باعث نہین زخمونکے دامان کا

نظر آیا جو اوسکے کان مین یاقوت کا بُندا
کہی یہ بات دل نے مسکن ہے مار زلف پیچان کا

کہین کا بھی نرکھا ہمکو ضعف و ناتوانی نے
بنا زنجیر آہن تار وحشت مین گریبان کا

جنون کے جوش مین فرحت ہوئی کچھہ بلبل دلکو
قفس کا چاک گویا چاک ہے میرے گریبان کا

لطافت شاعری کے فن مین ہی بیکار سب محنت
نہین اب قدردان کوئی زمانے مین سخندان کا

ہی جوش مرکے بھی مری چشم پُر آب کا
پنبہ کی جا کفن مین ہو ٹکلہ سحاب کا

پیر فلک پہ جلوہ نہین آفتاب کا
ہی دست رعشہ دار مین ساغر شراب کا

اوس دست پُرضیا مین ہے ساغر شراب کا
توام طلوع دیکھہ لو دو آفتاب کا

جاری بہار مین ہے جو دریا شراب کا
ہی ساغر بلور پہ عالم حباب کا

شیشے مین حسن اور ہی پایا کچھہ ہی شراب کا
محتاج روے دختر رز ہی نقاب کا

جلوہ شفق نہ صبح کو ہے آفتاب کا
کہتے ہین مست جام ہے چھلکا شراب کا

طغرا قلم سے کھینچا ہے موج شراب کا
مشتاق خط جام ہے ساقی جواب کا

دن کو مہ صیام مین ہے بند میکشی نے
سرپوش جام پر ہے ڈھنکا آفتاب کا

ساحل پہ میکشی کو ہی آیا وہ نازنین
گرداب کا ہو جام تو شیشہ حباب کا

آتے ہین یاد ہاے وہ مستون کے جگھٹے
وہ میکدے پہ جھوم کے آنا سحاب کا

دیکھو سحاب و برق کو عبرت سے غافلو
پیری کا وقت یہ ہے وہ عالم شباب کا

پیری مین بھی سفید نہین میرے سر کے بال
لیتا ہون کام بخت سیہ سے خضاب کا

کی بدمزاجیون کی شکایت تو بولے وہ
ہی عیب تلخ و تند نہونا گلاب کا

عاشق جو بلبلین ہین گل روے یار کی
صیاد نے ہے دام بنایا نقاب کا

جائی دوات و خامہ منگاتے ہین آہ نہ | اب ہم ہین قصد ہے خطِ رخ کے جواب کا
مثلِ فقیر جمع ہین اوس در پہ نامہ بر | کہتے ہین سب سوال ہے خط کے جواب کا
اوشہسوار کیا تری نعلین کا ہے نور | دھوکا ہی سبکو مردمِ چشمِ رکاب کا
وہ صید ہون کہ تھامے دم تا ترا جسکا | بنتا ہی دام ٹوٹ کے ڈورا کباب کا
جاتی ہی موج نگہت الگ ہے ورق ورق | شیرازہ کھل گیا گلِ تر کی کتاب کا
اصحاب کہف کا جو پتا پوچھتا ہون مین | منظور جاگنا شبِ فرقت ہی خواب کا
یان لاغری ہی اور وہان رخ پہ خط نمود | دیکھو محاق مین ہے گہن آفتاب کا
وہ بی ثبات ہون جو ہے گا مرا غبار | سرمہ بنے گا بحر مین چشمِ حباب کا

لاغر جو یون ہوے ہو لطافت نزاد ہین
ہی قصد کس حسین کی کمر کی جواب کا

یہ قول آسمان سے ہے ہر حباب کا | مدت سے منتظر ہون ترے انقلاب کا
اوس رخ کے آگے گنجفہ مین بھی ذلیل ہے | پھنکتا ہی پہلے دن کو ورق آفتاب کا
تلوون سی دشت مین ہی جو دریا کی خون بہا | ہر ایک آبلہ پہ گمان ہے حباب کا
اترون گا جب کفن مین تجھے یاد کرکے مین | ہوگا گمان فرشتون کو برق و سحاب کا
گر ہوگیا خفا تو نہ پھر آئیگا وہ یار | جیسے محال پھر کے ہے آنا شباب کا
گیسون مین ہین سیاہی زر دیکھتے بخیل | بس ہو اگر تو نسخہ بنائین خضاب کا
محفل چمن ہے اوس رخِ گلگون کی عکس سے | ہر شعلہ شمع کا ہے کہ غنچہ گلاب کا
شبنم سحر کو دیکھ کے اوس شوخ نے کہا | رکھتا ہی شوق شاہدِ گل بھی نقاب کا
قاصد کو ہاتھ کاٹتے ہین دے خط اونکو کیا | کچھ ہاہ رعب کچھ اثر ہے مری اضطراب کا
آیا خط اوسکے رخ پہ حقیقت کہو ہی ہم | تھا منتظر مرا خطِ قسمت جواب کا
ہنس ہنس کے سہہ تو طرح جلنے کی گر تو ... | اے درد کے ناپسند ہے جلنا کباب کا

اکسیر سیر سیم بدن کی ہے خاکِ پا
چاندی بنا ہی دھوپ مین لوہا رکاب کا

جو تیرے ساتھ سونے کی حسرت ہی غیر کو
کیونکر کہے کہ حال ہی گونگے کے خواب کا

منظور ہی حفاظتِ تصویر روئے یار
آئینہ آسمان سے لون آفتاب کا

دریا مین پارسے مین لپٹتا ہون وقتِ غسل
نظارہ ناگوار ہے چشمِ حباب کا

وہ پاس تو بلا ہی مین رونگا اسطرح سے
پردہ بنیگا بیچ مین لکہ سحاب کا

ہر قدرتی حسین ہی خزان مین بھی رنگ پر
محتاج کب ہا گیسوئے سنبل خضاب کا

اوس گل نے فاتحہ جو پڑہا سنگِ نشان پر
عاشق کی قبر ہوگئی تختہ گلاب کا

عاشق کو آئنہ مین دکھاتا ہی روئے صاف
استاد اوسنے طرفہ کیا ہے نقاب کا

نافہم کو سواد ہی سیرِ کتب سے کیا
عالم بھی ہوا ہی مین کیڑا کتاب کا

دل کو شروعِ عشق مین ہی وصل کا خیال ہے
کیا اعتبار عالمِ طفلی کے خواب کا

کیا گورے گورے پاؤن ہین اُس شہسوار کے
فانوس ہر ایک ہی شمع کہ حلقہ رکاب کا

ان دو نشانیوں پہ لطافت ہی یہ غرور
دیکھے تو پھوڑ لینا کوئی ہر اک حباب کا

جلوہ ہی اوسکے صحنِ رخ پر نقاب کا
جزدان جانتے ہین خدا کی کتاب کا

ہم متقی ہین پی کے پاک ہین شیخ جی نجس سے
کیا مختلف مزاج ہی اس آفتاب کا

ساحل پہ بہرِ غسل جو آئے وہ بحرِ حسن سے
نقارہ چوبِ موج بجائے حباب کا

مستو بہار آئی مبارک ہو میکشی سے
کہتا ہے دوڑ دوڑ کے لکہ سحاب کا

دل پر شباب مین ہے سیاہی گناہ کی
پیری مین کام لینگے اسی سے خضاب کا

تارِ نگاہ دیکھنے والون کے جمع ہین سے
جلوہ نہین ہے یار کے زنجیر نقاب کا

بجلی زمین سی ابر مین جاکر نہان ہوئی سے
تڑپے جو نام لے کے مرے اضطراب کا

ق

لاتے ہین میری قبر پہ اوس شہسوار کو سے
سب کرکے التجا کہ ہو باعث ثواب کا

تسمے لگامِ اسپ کے ہین ہاتھ جوڑتے
بڑھ بڑھ کے پاؤن پڑتا ہی حلقہ رکاب کا

پاس اونکے مثلِ برق تڑپ کر پہنچ گئی
احسان ہم پہ ضعف مین ہے اضطراب کا

اُستاد ہی بہار تو گلشن ہے مدرسہ
بلبل سبق پڑھے ہے گلِ تر کی کتاب کا

غفلت کہانکی چھاگئی آتی ہے دہر مین
آنکھین کھلی ہوئی ہین پہ عالم ہی خواب کا

کِسکا سمند گھاٹ پہ کرتا ہے تیزیان
چھپتی ہوا ہے قلعہ بنا کر حباب کا

پُرزہ جنون مین میرے گریبان کا جب اوڑا
صحرا مین بنگیا وہی لکہ سحاب کا

قطرے مرے لہو کے جمے ہوگئی بہار
تلوار یار کی ہے کہ تختہ گلاب کا

طفلی ہی سی بغل مین کفن کو دبائے ہین
مطلب فقط ہی موت ہماری کتاب کا

جاگا شبِ فراق کا تھا موت آگئی
مدت کے بعد شکر ہی وقت آیا خواب کا

برسات مین وہ آنہین سکتے ہمارے گھر
کِس کِسکے آگے روئیے رونا سحاب کا

شرمندہ کردیا مرے بختِ سیاہ نے
اوڑ جائے جلد رنگ نہ کیونکر خضاب کا

اہلِ صفا جہان مین غفلت سے ہین برے
ممنون کب ہی دیدۂ آئینہ خواب کا

تصویرین بلبلون کی جو کھینچی ہین آپنے
شیرازہ باندھیے رگِ گل سے کتاب کا

ہی دیکھنی کی صحبتِ سیماب و آئینہ
سکتہ اسے تو ہم اسکو مرض اضطراب کا

پھیکین جو مست پنبۂ مینا نکال کے
اوڑ کر بنے بہار مین لکہ سحاب کا

رونے کا حال جبکہ **لطافت** اوسے لکھا
نامہ ہمارا بنگیا لکہ سحاب کا

لالہ ہی شعلہ اوسکے رُخِ بے عدیل کا
یہ ایک پھول فخر ہے باغِ خلیل کا

بہنا تو دیکھو نزع مین آنکھون کے نیل کا
دریا ہے اشک پر ہے گمان رود نیل کا

دنیا مین آ کے کیون نہ مصیبت سے ہو بسر
کھولے جو آنکھ سامنا تھا اِس بخیل کا

کہتے ہین آبلے مرے سیراب کرکے خار
مجنون کی روح کو ہو ثواب اس سبیل کا

لوہے کے ظرف پر جو ملمّع ہوا تو کیا
دولت سے مرتبہ نہین بڑھتا رذیل کا

کیسون کے رنگ کا یہ اشارہ ہے غافلو
یون ہین ہے جمع زر سے سیہ دل بخیل کا

قطرے جمے ہین دامن خنجر پہ خون کے
محضر یہ ہوگا حشر کو تیرے قتیل کا

دھبا یہ زر لگاتا ہے اچھا ہو یا برا
دیکھو سخی کا ہاتھ سیہ دل بخیل کا

ہوشیار ہو کہ گذرے چہل سال عمر کے
آتا ہے آسمان سے پیام الرحیل کا

کرتا ہی تیز سنگ فسان تیغ کو تو کیا
اک عیب ہی شریف پہ احسان رذیل کا

بوسہ کبھی کسی کو جو ملتا نہین صنم
گویا دہان تنگ بھی دل ہے بخیل کا

تو وہ ہی بے نیاز کہ شاہد ہے نار پر
جلنا تری کلیم کا بجھنا خلیل کا

تسکین ہو چشم یار سے عاشق کے دل کو کیا
بیمار سے علاج ہو کیونکر علیل کا

غنچے جو مٹھیون مین دبائے ہوئے ہین زر
کیا نکلے مال لے کے زمین سے بخیل کا

آنکھین جھپک جھپک کے ہوئی زندگی تمام
اک پل تھا اک برس مری عمر قلیل کا

چشم سیاہ یار کو ہی سرمہ دان سے بحث
تیر نگہ ادہر ہے اودہر تیر میل کا

وہ بے ثبات وزار ہون ٹپکا جو ایک اشک
ساغر چھلک گیا مری عمر قلیل کا

کامل کہا جو ماہ کو اُس رخ کے روبرو
محتاج شاعرؔ ہے یہ دعوی دلیل کا

قاصد کو کیا کہ عاشق و معشوق مین ہو ربط
یہ کام ہے رسول کا یا جبرئیل کا

کہتا ہی جام دیکھ کے شیشہ کو تنگ چشم
مین ہاتھ ہون سخی کا یہ دل ہے بخیل کا

رخ سے تمھارے کعبہ کو نسبت بھلا ہے کیا
یہ صنعت خدا وہ بنایا خلیل کا

پیری مین اسلیئے ہین فلک کی طرف سے خم
دیکھین گے صبح صبح نہ منہ اس بخیل کا

سرمہ بھی چشم یار پہ کیا ہے پسا ہوا
کرتا ہی پل مین فاصلہ طے ایک میل کا

اس بادۂ نجس سے **لطافت** کو کام کیا
مشتاق ہے جنان کی مئے سلسبیل کا

کیا قمری کو قیدی سرو گلشن کی محبت کا
فلک سی تحت ہو ہی شوخ دیکھین کون رنگت کا
کبھی فرقت کی صدمے ہین کبھی خواہان ہو وصلت کا
نہین محتاج تیرا عاشق نادار زینت کا
غضب ڈہایا ہی ان آنکھون نے مارا ہون محبت کا
زبان کھولین جنا دل بند ہون بات تہو شہرت کا
یگانے تو گئی بیگانہ مین باقی رہا لیکن
مرے محبوب نے جب خواب مین دیکھا کہا ہنکر
گواہی حشر کو دینگے لہو کی بوندین تربین مین
مرے محبوب کا نقشہ بنایا جبکہ صانع نے
وہ آئینہ سی اکثر پوچھتے ہین بعد آرائش
گنہگار و روان ہوتی ہی آنسو دھو گئی عصیان
بہ نسبت منعمون کے ہم گرسنہ چین کرتے ہین
پڑہا کرتے ہین واعظ دل لگا کر سورۂ یوسف
ازل سی آب و گل مین ہی شریک الفت حسینونکی
مدار زندگی ای چشم تر ہے اشکو رونے پر
ملی جب دولت دیدار آنکھین پھر گئین میری
برہمن ہین خدا کہتے بتون کو ہم حسین کہتے
جو آنکھین ہمنے پھیرین نزع مین وہ بدگمان بولا
غنیمت ای حسینو چاہنے والون کو تم سمجھو
صدا ہی آسیا کی یون قناعت سیکھو بے صبرو

[illegible] کر طوق الفت مین جنون نے میری منت کا
[illegible] کہا ہو اسپہ سبزہ میری تربت کا
[illegible] دل [illegible] ہوا اس محبت کا
[illegible] دستار سر [illegible] مین پیچ قسمت کا
[illegible] دل آگیا دیکھا جو معشوق اچھی صورت کا
[illegible] کچھ اپنی طبیعت کا
زبان حال سی کہتا ہی سبزہ میری تربت کا
یہی یوسف ہین شہرہ ہے آئی جوبن کا صورت کا
تری تلوار ہی محضر ہے عاشق کی شہادت کا
لیا خود حسن نے بڑہ بڑہ کے بوسہ دست قدرت کا
کوئی معشوق دیکھا ہی نہ ایسی اچھی صورت کا
نمونہ دیکھ لو اللہ کے دریاے رحمت کا
مزا نان جوین مین شکر ہی پاتے ہین نعمت کا
بیان ہی وعظ مین بھی منبر و منبر اچھی صورت کا
بنایا کالبد کی جا مجھے پتلا محبت کا
ہوا آشکو نیہ موقوف آب و دانہ اپنی قسمت کا
نظر آیا جو وقت نزع محبوب اچھی صورت کا
فقط ہی کفر و دین مین فرق اپنی اپنی نیت کا
ارے بے دید کرتا ہے نظارہ حور جنت کا
نہو عاشق تو ہی بیکار معشوق اچھی صورت کا
نوالہ مجکو گھر بیٹھے ملا غیرون کی قسمت کا

شب وصلت کہا اچھا پھر یہ شمع سے ہنس کے
چلی باد سحر وقت آیا معشوقونکی رخصت کا

اسی ابرو کی طرح چین جبین کی قتل کرتی ہے
اگر ہو وضع یکسان جلد اثر ہوتا ہے صحبت کا

عوض معشوق کے پیری مین ہم عاشق ہین تربت کے
اگر اے موت پردہ بیچ مین ہوتا نہ غفلت کا

جوانی ہے وہ موسم کہ نہ سمجھے کہ ہے اچھا
بری صورت کا ہو انسان یا ہو اچھی صورت کا

چراغ و شمع و مشعل کوئی ہو پروانہ ہے مشتاق
حسین ہے کوئی یکسان حال ہے اپنی محبت کا

ہوا ہے یون فشار اپنے تن خاکی کو تربت مین
گلے جیسے ملے چھوٹا کوئی ہمجنس مدت کا

تمہاری ہاتھ مین آئینہ کہتا ہے تماشا ہے
ہوا اشتیاق دیکھو خوبصورت خوبصورت کا

نہ کیونکر ذبح مین ہم ہاتھ پاؤن مارین اے قاتل
نہایت پیرنا مشکل ہے دریائے شہادت کا

کبھی رکھتے تھے دل ہاتھ دست نخجیر انسان ہم بھی
خدا بخشے جوانی کو کہ چسکا تھا محبت کا

ہلال و بدر بنتا ہے فلک پر مہ تماشا ہے
کبھی ہے میری صورت کا کبھی ہے تیری صورت کا

سر محفل جو ہین سر شمع کا کٹ گیا سر ہے کاٹا
پر پروانہ پر لکھا گیا محضر شہادت کا

ہمیشہ دل لگانے کا نتیجہ وصل ہوتا ہے
ملے ہم اپنے مین لب سے لب جو نام آیا محبت کا

نئی ہے بحث آئینہ سے روئے یار کہتا ہے
بتا مین تیری صورت ہون کہ تو ہے میری صورت کا

جوانی کے گئی ہمراہ طاقت بھی بصارت بھی
سدا ہین ساتھ دیتے بیمروت بیمروت کا

حسینون مین نہایت فخر سے وہ شوخ کہتا ہے
نیا ہے لطف دیکھو ہم پہ دل آیا لطافت کا

وہی تو بڑھ کے بنا زلف رائگان نہوا
کمر اوسکی کان کی لو کا کبھی دھوان نہوا

بتنگ ہجر سے تھا مین کہین نہان نہوا
زمین نہ نرم ہوئی پاس آسمان نہوا

تمہاری چشم سخنگو کا یہ اشارہ ہے
ہر ایک موے مژہ کب مری زبان نہوا

پڑی جو دھوپ گڑی میرے دشت وحشت مین
روان ہوا مرا سایہ پہ مین روان نہوا

بنی ہین آپ اسے منہ پہ خلق مین جلاد
کہ ذبح آپ سے مین ایک نیمجان نہوا

زمین پہ قیس کو ہی نجد کی بتائی راہ
یہ بے سبب مری زنجیر کا نشان نہوا

ہمارا سوز و گداز اوس سے بزم مین کہتے
یہ کام تجھسے بھی اے شمع کی زبان نہوا

ہماری آنکھہ کو کس طرح بار ہو آنسو
صدف کی چشم کو اپنا گہر گران نہوا

سمٹ کے بنگیا کاجل کسی کی آنکھو نمین
ہماری آہ کا ضایع کبھی دھوان نہوا

گئے ہین کوچۂ جانان مین سر کے بل عشاق
یہ وجہ ہی جو عیان پاؤن کا نشان نہوا

وہ ناتوان ہون کہ بارِ گران ہے تار نفس
تمھارا ناز اوٹھانا مگر گران نہوا

بتنگ تھے دلِ مضطر سے گر کے مرتے ہم
قریب کیا کہین سیماب کا کنوان نہوا

جو بہرِ غسل تم آئے یہ محو دید ہوا
کہ بہتی چیز تھا دریا مگر روان نہوا

وہ پوچھنے کے لیے دل کا حال آئے تھے
یہ کیا ہوا کہ بیان تجھسے اے زبان نہوا

یہ بوسے یار کے پاتے سوال وہ کرتا
زبان دہن نہوئی اور دہن زبان نہوا

کدورتین مرے دل کی یہ بڑہ کے کہتی ہین
یہ وہ زمین ہے جہان دورِ آسمان نہوا

ہماری پاس تو آنا کجا اونھین ہے یہ شرم
کہ عکس آئینہ کے گھر مین مہمان نہوا

کیا اشارہ فنا ہونے کا حبابون نے
پھر اسپہ بھی متنبہ کچھ آسمان نہوا

تمھارے پنجۂ رنگین طلسم تازہ ہین
کہ بھڑکی آتشِ رنگِ حنا دھوان نہوا

نظر لگی جو سمندر کو کر دیا ہے خجل
یہ طفلِ اشک اسی وجہ سے جوان نہوا

نہار تیز کیا اوسنے تیغ کو لیکن
سبق شہادتِ عاشق کا بر زبان نہوا

کھلی وہ زلف تو کیا آئنہ کو قید کیا
بندہا رہا جو یہ پانی کبھی روان نہوا

ہلال دیکھہ کے دیوانے اونگلیان ہین اٹھائے
کہ اے جنون یہ گریبان دہجیان نہوا

جوان کا وصل ہے ایسا کشیدہ تو بھی ہے
جو تیر زینتِ آغوش اے کمان نہوا

عزیز مر گئے پر داغ دے گئے دل پہ
گئے وہ لوگ روان پر یہ کاروان نہوا

ہم اون سے حال کہین کچھ ذرا ٹھہرے درد
جگر مین دل مین رہا پر مزاج دان نہوا

خیال خواب گران دل مین آگیا تو بسا
جہان مین مثل مرے کوئی ناتوان نہوا

قد خمیدہ سے میرے نہ ہمسری ہوگی
کہ ایک چلہ ترا پورا اے کمان نہوا

نظر کی طرح ہوا عرش تک نبی کا گذر
کہین سے شق شب معراج آسمان نہوا

نہ اپنی تیر سے قد پر ہوا ے جوان مغرور
سلام جھک کے کرون گا اگر کمان نہوا

مثال بدر لطافت کے دل مین داغ پڑے
کمال گھٹ گیا جب کوئی قدردان نہوا

غیر کی سمت سی مڑ مڑکے ادھر دیکھ لیا
کہیے ابتو مری آہون کا اثر دیکھ لیا

حسن پر کرتی ہے دزدیدہ نظر دیکھ لیا
نہ نگہ کی اودہر اوسنے جو ادھر دیکھ لیا

قصد شاید ہی ترا غیر کے گھر دیکھ لیا
چھپ کی ای شوخ چلا مجھسے کدھر دیکھ لیا

کیا تصور مین جمال اے گل تر دیکھ لیا
جھپکی جب آنکھ تجھے ایک نظر دیکھ لیا

لیتے پھرتے ہین جو وہ بزم مین عشاق کے دل
میرے پہلو کی صدا ہی کہ ادھر دیکھ لیا

دم ہی دم مین مجھے ٹالا نہوا وصل نصیب
لو ہوئی باتون ہی باتون مین سحر دیکھ لیا

ہم نہ کہتے تھے کہ زلفین نہ بڑھا کر چھوڑو
بل نزاکت سے لگی کھانے کمر دیکھ لیا

دانہ اشک کی تسبیح پہ رونے کے لیے
استخارہ کہوا ے دیدہ تر دیکھ لیا

قبر مین شانہ ہلا کر مرا وہ کہتے ہین
اپنے وعدے پہ ہم آئے ترے گھر دیکھ لیا

داغ اور زخم کے ہونیکا ہوا تمکو یقین
چاک کر کے مرا دل اور جگر دیکھ لیا

کردیا مست صفین بادہ کشونکی اولٹین
چشم مستانہ سے ساقی نے جدھر دیکھ لیا

طاقت اوڑنیکی نشیمن سے نہین قید نکر
تونے صیاد ٹٹولے مرے پر دیکھ لیا

جشن اوڑتے ہین مزے رہتی ہین ہی عید وصال
آنکھ کھولی ترا منہ وقت سحر دیکھ لیا

کہتے ہین وہ مرے دانتون سے ہوئے سر سبزہ
آبرو کھو گئی بیدھے تھے گہر دیکھ لیا

اب دوپٹے سے چھپاؤ بھی تو کیا ہوتا ہے
سرو مین آئے ہین دو تازے ثمر دیکھ لیا

گر وہ دلدار سر بازار اگھر کو — آہ کا دل کو سہارا ہوگا
ہوگا مسرور دلِ اہل شکر — دُور اگر کاسۂ مل ہوگا
او لحد رکھ کہ دلِ مردہ مرا — سنگِ دلدار کا حصا ہوگا
رکھہ مسلسل گُل مدحِ دلدار — کہ سرِ کلک کا سہرا ہوگا
سادہ رو ہمکو ملا اک دلدار — وصل اوس حور ادا کا ہوگا
گردِ دلدار رہا گر مرا دل — نالۂ و ماہ کا دھوکا ہوگا
دل کو سلگاؤ کہ اور آگ لگاؤ — راکھہ ہوکر کہو سرما ہوگا

لطفِ پرواز قفس مین نہ مجھے یاد آیا — پر نکلنے بھی نپائے تھے کہ صیاد آیا
نزع مین بہر عیادت ستم ایجاد آیا — ملک الموت کے بدلے وہ پریزاد آیا
جس گھڑی دام مین مین بلبلِ ناشاد آیا — اوڑگئے ہوش پھڑکتا ہوا صیاد آیا
صدمۂ ہجر سے مشتاقِ اجل ہون ایسا — تن مین جان آئی جو سر پر مرے جلاد آیا
یہ جہان دارِ محن ہے جو ولادت کیوقت — ہر بشر کرتا ہوا نالہ و فریاد آیا
بنگئی اوس بُت کافر کی گلی مین تُربت — آج قبضہ مین مرے گلشنِ شداد آیا
قمریان صدقے ہوئین دیکھ کے پس لس گئی دل — باغ مین سنتے جو وہ غیرتِ شمشاد آیا
قابلِ رحم جو ہے حال نہایت میرا — بند آنکھونکو کیے ہی مرا جلاد آیا
تھی جنون مین مجھے زنجیر نبھانا مشکل — سچ تو یہ ہے کہ کڑی جھیل کے حداد آیا
کیا ترقی ہی مجازی سے حقیقی ہوا عشق — حسن دیکھا جو بتون کا تو خدا یاد آیا
یاد دلوائی وہ ابرو شب عید اے مہِ نو — تو بھی آیا تو مری جان کو جلاد آیا
ہچکیان آتی ہین شیشہ کو نہین یہ قلقل — کوئی میخوار ہے شاید کہ اسے یاد آیا
چھپے باغ مین اُس رشکِ چمن کے جو سُنے — بلبلین بہرِ تصدق لیے صیاد آیا

میں وہ مجنون ہون اگر دشت مین رکھتا ہون قدم
غل مچاتا ہی جنون قیس کا اوستاد آیا

جشن رہتے ہین شب و روز مزے اوڑتے ہین
جب سے پاس اپنے وہ معشوقِ پری زاد آیا

کٹ سکا حلق نہ عاشق کا ہوا یہ عاری
تیز ہو ہو کے بہت خنجرِ فولاد آیا

یادِ مژگان مین ہوا جوشِ جنون کیون مجکو
اسلیے تشنۂ خون نشترِ فصاد آیا

ہچکیان نزع مین بوجہ نہین آتی ہین شہ
شاید اسدم ملک الموت کو مین یاد آیا

جز معاصی نہ صد افسوس ہوی نیک اعمال شہ
ہاے کیون مین طرفِ عالمِ ایجاد آیا

یا علی دل سے لطافت نے جو مشکل مین کہا
قدمِ حیدرِ صفدر لیے امداد آیا

مُرغ دل پھنستا ہی خود ہر عاشقِ دلگیر کا
جال پھیلا ہے جو اونکی جوہرِ شمشیر کا

اسقدر سودے نے دکھلایا اثر تسخیر کا
لوگ سننے آتے ہین نالہ مری زنجیر کا

دل نشانہ ہو گیا کس عاشقِ دلگیر کا
ہر کمان کی چشم سے آنسو روان ہی تیر کا

عشق دونا ہو گیا مقتل مین مجھہ دلگیر کا
دل بنا سینہ مین پیکان آکے اونکے تیر کا

کیا گوارا اوس جوان کو وصل ہو مجھہ پیر کا
ہی ٹھہرنا مشکل آغوشِ کمان مین تیر کا

بڑھ گیا یہ ضعف مجھہ دیوانۂ دلگیر کا
کام ہر تارِ گریبان نے لیا زنجیر کا

حال ہی ہنسنے کے قابل جو تری نخچیر کا
خندہ لب اسوجہ سے سوفار ہے ہر تیر کا

ای مصور کھینچتا ہے تو جو مجھہ گریا کی شکل شہ
ہی یہ بہتر کاغذ ابری ہو مری تصویر کا

وصفِ زلفِ یار مین نکلا مسلسل جبکہ شعر شہ
جوشِ سودا مین مجھے دھوکا ہوا زنجیر کا

یہ کمانِ لب سے جاتا ہی طرف افلاک کے
نالۂ عاشق کرے کیونکر نہ پلہ تیر کا

عاشقون کی بلبلِ جان کا ہے ای قاتل ہجوم
کیا چمن پھولا ہوا ہے جوہرِ شمشیر کا

گرمیان اوس شعلہ رو کی مین بیان کرتنکو ہون
شمع کی دم بھر زبان مانگون دہن گلگیر کا

مین وہ گریان ہون کبھی کھینچی مصور نے جو شکل
بنتے بنتے مٹ گیا نقشہ مری تصویر کا

ضعف نے قیدی بنا رکھا ہے مجھ مجنوں کو
طوق کا ممنوں نہ شرمندہ ہوں میں زنجیر کا

زخم میرے تن کے ہوجاتے ہیں اے قاتل ہرے
لہلہاتا ہے جو سبزہ جوہر شمشیر کا

تیرہ بختی کے سبب ہوں خال کا عاشق سدا
کیا زحل یارب ستارا ہے مری تقدیر کا

رزق ہی رزاق کے ذمے ہراساں ہو نہ تو
دیکھ اے ناداں قبل طفل ہونا شیر کا

کسر نفس و خاکساری ہوگئی دل سے پسند
ہاتھ آیا ہے عجب نسخہ ہمیں اکسیر کا

میں عجب دیوانۂ خاموش ہوں آفاق میں
قید ہے زنداں میں نالہ بھی مری زنجیر کا

دل سمجھتے ہیں جسے دھوکے سے عالم میں بشر
ہے ہر اک سینے میں آئینہ تری تصویر کا

چل سکے دیوانہ کیا لڑکوں کی آنکھیں ہیں لڑی
کام کرتے حلقہ ہائے چشم ہیں زنجیر کا

کہکشاں میں جھلملاتے ہیں جو تارے رات کو
چشمکیں کرتا ہے ہر جوہر تری شمشیر کا

جسکو کہتے ہیں منجم ماہ کامل کا گہن
یہ دھواں پہنچا ہے میرے نالۂ شبگیر کا

خواہش نعمات دنیا از خلقی سے ذلالت
طفل آتے ہی یہاں ہوتا ہے طالب شیر کا

حب سیم و زر ہی انساں کو ملاتے خاک میں
دیکھ لے حال زبوں ہر صاحب اکسیر کا

جب موذن سو گیا صبح شب وصل صنم
بتکدے سے غل کیا ناقوس نے تکبیر کا

شوق ہے اس ترک کو ہر دم ہلانے کا و ماں
ہے بلند آٹھوں پہر نالہ یہاں زنجیر کا

ہے جو حسن چہرۂ یوسف کی دھوم آفاق میں
ہے وہ اک خاکا مرے محبوب کی تصویر کا

ملتے ہیں آآکے آنکھیں فخر سے عاشق تمام
نقش پائے یار گویا نقش ہے تسخیر کا

خون کس بے جرم کا دنیا میں اے قاتل ہوا
سر ندامت سے ہے خم اب تک ہر اک شمشیر کا

گر مصور کھینچتا ہے شکل مجھ پامال کی
خاک پائے یار سے گردہ بنے تصویر کا

اے لطافت اسم اعظم ہے یہ مشکل کے وقت
ہے مقرر ہر اک علی کے نام کی تاثیر کا

اٹھ گیا وہ یار محفل سے تو ایسا غم ہوا
حلقۂ احباب مجھکو حلقۂ ماتم ہوا

رنج سہتے سہتے میرے دل کا یہ عالم ہوا
گر کہین سیماب بھی کشتہ ہوا تو غم ہوا

مرگیا گیسو کا سودائی تو ہر جا غم ہوا
خانۂ زنجیر مین بھی غل رہا ماتم ہوا

لاغری کا تیرے دیوانے کے یہ عالم ہوا
طوق اے رشکِ سلیمان حلقۂ خاتم ہوا

ایک ہی دل پاس میرے تھا سو آنکو دیدیا
منصفی سے سچ اگر پوچھو تو مین حاتم ہوا

رات کی یاد آگئین باتین جو اونکو صبحِ دل
شرم سے مُنہ کو چھپایا سر حیا سے خم ہوا

زندگی ہی تک ہی اخوانِ جہان کی دوستی
دفن کی عجلت ہوئی جب آدمی بیدم ہوا

آجتک دونکی کمر کا کچھ ہوا ظاہر نہ بھید
لی عدم کی راہ جو اِس راز سے محرم ہوا

ساغرِ مئی پی کے کیا حاصل ہوئی سیرِ جہان
ٹھیکرا اپنی نظر مین آج جامِ جم ہوا

جب کہا مشکِ ختن مینے خطا سرزد ہوئی
کیا مزاجِ زلفِ جانان درہم و برہم ہوا

اونسے جب مِسّی ملی لب پر ہوی پیچان رقیب
نامبارک روسیہ غیرون پہ یہ نیلم ہوا

صانعِ قدرت نے جب پیدا کیا عاشق کا دل
گھر ملا رہنے کی خاطر شاد و خرّم غم ہوا

ایکدن وہ تھا کہ گل کھاتا تھا چھلّے کے تئے
ایکدن یہ ہے کہ جھکتے جھکتے مین خاتم ہوا

آمد آمد میکدی مین جب ہوئی محتسب کی
جامِ استقبال کو آیا تو شیشہ خم ہوا

بعدِ مُردن اسقدر چمکے ہماری دلکے داغ
گورِ تیرہ مین شبِ مہتاب کا عالم ہوا

جب نہ دی آرام سے اسکو کسی نے دِلمین جا
آکے گریان قبرِ عاشق پر نہایت غم ہوا

پیشِ خالق رتبہ ہوجاتا ہے جھکنے سے بلند
آسمان نے پائی رفعت اسقدر جب خم ہوا

خوف کھا کر بھاگے صحبت سے جوان مانندِ تیر
جب کمان کی طرح پیری سے قد اپنا خم ہوا

وقتِ زینت دی سزا اُوس شوخ نے کس تنگ سے
ہتکڑی دُزدِ حنا کو حلقۂ خاتم ہوا

جھکتے ہین مفلس سے اہلِ ظرف ہین جو مایہ دار
جامِ خالی جب قریب آیا تو شیشہ خم ہوا

چشم کو بیمار عاشق نے کہا تقصیر کی
نشترِ مژگانِ جانان کسقدر برہم ہوا

رفتہ رفتہ ماہِ کامل کر دیا اللہ نے
انکسار و عاجزی سے جب مہِ نو خم ہوا

ناک مین اونکے ہمین یاد آئی اک موتی کی تھی
خط سبز اوس گل کے گورے گورے کالو نہین
شب کو زنبق پر جو پیدا قطرۂ شبنم ہوا
زلف کی ناگن سے ہے پیدا یہ سارا سم ہوا

ای لطافت پنجتن کا نور ہی مسجود تھا
سب فرشتون کو جو حکمِ سجدۂ آدم ہوا

سر ہی فروتنی سے خمیدہ ہلال کا
کیون چند دن مین پائے نہ رتبہ کمال کا
جلوہ ہی طاق ابروی جانان مین خال کا
کعبے مین جسطرح کہ گذر ہو بلال کا
بازار عشق مین دلِ عاشق ہے بک رہا
گاہک کوئی حسین ہو مُردے کے مال کا
چشمِ سیاہ یار جو اک پل نظر پڑی
کھلجا ئین آنکھین نشۂ ہرن ہو غزال کا
چشمِ حباب و نرگس و شمس و قمر ہے وا
مشتاق کون کون ہے اونکے جمال کا
مانع ہو شرم جاؤن بھی گر پیشِ اغنیا
مشکل ہو میرے منہ سے نکلنا سوال کا
مین راتدن فراق مین روتا ہون ہمدمو
پڑھ پڑھ کے مرثیہ دلِ مُردہ کے حال کا
روشن مثال بدر ہین سارے جہانمین
اقرار ہی ہر اک کو ہمارے کمال کا
گل ہین خجل جو باغ مین اُس رُخ کی سامنے
شبنم یہ ہے گمان عرقِ انفعال کا
لکھی تمھاری آنکھونکی تعریف مینے جب
ہر دائرے پہ نشک ہوا چشمِ غزال کا
حیرت مین ہی کبھی کبھی سکتے مین آئنہ
ہی محو کِسکے حسن عدیم المثال کا
چشمِ سیاہ یار ہے مژگان مین دیکھنا
مسکن بنا میان نیستان غزال کا
مانگا جو مینے بوسۂ عارض لگائی تیغ
اچھا دیا جواب ہمارے سوال کا
پھنسنا نہ جاکے دام مین ہوشیار مرغِ دل
ہر حلقہ زلف یار مین پھندا ہے بال کا
معدوم کر دیا ہی جو صانع نے وہ دہن
نقطہ دیا ہی نشک کے لیے اوس سیہ خال کا

ہوتا ہے سُرخ رو جو لطافت میان حشر
رکھے اپنے دل مین عشق پیمبر کی آل کا

آزردہ سجدہ کرنے پہ دلدار ہوگیا
انکار ثواب پر مین گنہ گار ہوگیا

عاشق فراق یار مین یہ زار ہوگیا
آنا لبون کا تک آہ کا دشوار ہوگیا

بے تیغ قتل دم مین گنہگار ہوگیا
اونکا کشیدہ رہنا بھی تلوار ہوگیا

مین عشق زلف مین جو گرفتار ہوگیا
مشہور عاشقون مین سیہ کار ہوگیا

نکلا ہلال عید جو قاتل کی ہجر مین
عاشق کے قتل کرنے کو تلوار ہوگیا

سرمہ لگایا چشم خمارین مین یار نے
سوتا یہ فتنہ قہر ہے بیدار ہوگیا

سر کٹ کی جب گرا مرا قاتل کے پاؤن پر
دی جسم سے صدا مین سبکبار ہوگیا

ڈالے گلے مین عاشق لاغر نے جبکہ ہاتھ
اوس برہمن کو رشتہ زنار ہوگیا

صبح شب وصال جب آئی جہان مین
سوئے مرے نصیب وہ بیدار ہوگیا

ترچھی نگہ سے وار جو اوس ترک نے کیا
اک تیر تھا کہ دل سے مرے پار ہوگیا

رویا جو یاد زلف مین مین زار و ناتوان
پھانسی گلے مین آنسوون کا تار ہوگیا

پیمانے بھی بنا نہ سکے رند ساقیا
ٹوٹا خم اسطرح سے کہ بیکار ہوگیا

برگشتگی بخت سے اقرار وصل کا
منہ سے ترے نکلتے ہی انکار ہوگیا

وہ آئے خواب مین یہ نہ ممکن ہوا وصال
مین بدنصیب پہلے ہی ہشیار ہوگیا

مین دیکھنے لگا دم تزئین جو انکا حسن
آئینہ آکے بیچ مین دیوار ہوگیا

مختار حور و قصر لطافت وہی ہوا
جسکو کہ عشق احمد مختار ہوگیا

رنگ دیکھے جو مری بادیہ پیمائی کا
نشہ ہوجائے ہرن آہوی صحرائی کا

قتل منظور ہے ہر ایک تماشائی کا
اوسنے مژگان کو دیا حکم صف آرائی کا

آئنہ آٹھ پہر پاس رہا کرتا ہے
پھیرے خودبین کو ہوا شوق خودآرائی کا

رتبتک مین ہوتے ہین اخوان جہان قاتل جان
کچھ کیا پاس نہ یوسف سے حسین بھائی کا

بولتا خوب قفس مین ہے اکیلا بلبل / شعر گوئی مین نہ کیون شوق ہو تنہائی کا

پتلیون کا جو دکھاتی ہین تماشا خوش چشم / پل مین دل لیتے ہین ہر ایک تماشائی کا

خونچکان آبلۂ پا جو مرے ہون ای دشت / ہو بیابان مین گمان لالۂ صحرائی کا

تاج سر داغ جنون ریگ ہی تن پر خلعت / دشت مین ہے یہ حشم آپکے سودائی کا

حشر کو خلد مین بھی حسن ترا ڈھونڈھے گا / دل لگیگا نہ کہین تیرے تماشائی کا

کعبہ و دیر و کلیسا مین ہین عاشق مشتاق / کسجگہہ ذکر نہین ہے مرے ہرجائی کا

پرورش کے نہین محتاج جہان مین وحشی / دیکھو بڑھنا شجر و میوۂ صحرائی کا

راز الفت کو کیا فاش لڑکپن کے سبب / کم سنی اسکی ہے باعث مری رسوائی کا

صورت آئنہ کی آنکھہ نہ پھر کھول کے بند / سکتہ ہے قابل دیداونکے تماشائی کا

در جانانہ پہ رسائی ہوئی اللہ رے نصیب / حوصلہ آج نکالون گا جبین سائی کا

اسکی دو آنکھین ہین اور حسن ہین تجھمین لاکھون / کسطرح سیر ہو دل تیرے تماشائی کا

اسلیے کر دیا اللہ نے سایہ پیدا / ان بتون کو کہین دعوی ہو نہ یکتائی کا

کہتی ہی طالب دیدار سے تیری نرگس / حال ہو جائیگا دیکھو یہی بینائی کا

گرم تقریر ہوا تھا کبھی وہ شعلہ عذار / آجتک شمع کو یارا نہین گویائی کا

عاشقون کو ہی جلاتا خط سبز جانان / آجکل خضر کو دعوی ہے مسیحائی کا

کیا پسند آئے مجھے رقص حسینان جہان / حسن دیکھا کسی بیباختہ انگڑائی کا

یہ لب و لہجہ بھلا پائیگی کیونکر بلبل / رنگ اوڑائیگی ہزار آپکی گویائی کا

جان بلب سیکڑون عاشق ہین جلاتے نہین کیون / تمکو دعوی ہے اسی منہ پہ مسیحائی کا

بادہ کش کوئی کوئی خون جگر پیتا ہے / طرفہ نیرنگ ہی اس گنبد مینائی کا

در شبیر دکھائے جو مجھے بخت رسا
ای لطافت ہو عجب لطف جبین سائی کا

بت حسینون کو نہ کچھ کام ہے سودائی کا
انہین کب حسن ہے تقریر خود آرائی کا

دوڑ کر چھوڑے جو ساتھ آپکے سودائی کا
اپنے سائے پہ ہو شک آہوے صحرائی کا

شک ہی دوسرے عالم مین تو بدنام نہین
ایک عالم مین ہی شہرہ مری رسوائی کا

کبھی آنکھو نمین تصور ہے کبھی دل مین خیال
جلوہ کیسا نہین میری بت ہرجائی کا

صنم اورون کے اسی منہ پہ خدا بنتے ہین
بت بنے بیٹھے ہین یارا نہین گویائی کا

نالہ ماہ مجھے یاد دلا دیتا ہے
ہاتھ اوٹھا کر وہ سمان آپکی انگڑائی کا

مرنے والونپہ جو اے جان جہان رحم کرو
ملک الموت کو عہدہ ہو مسیحائی کا

آفتاب رخ جانان نے کیا کیا اندھا
دیدۂ آئنہ محتاج ہے بینائی کا

صاف کہتی ہے یہ تصویر تری یک چشمی
ابتو دعوے مجھے زیبندہ ہے یکتائی کا

شوخیان آپ ہی کر کے مجھے بیتاب کیا
آپ ہی اوسنے دیا حکم شکیبائی کا

شعر بن نکلے طبیعت سے جو نکلے تو کہا
ہمسے معشوق سبق پڑھ لین خود آرائی کا

چشم یعقوب جو روشن ہوئی یوسف تجھسے حسین
عود کر آنا تعجب نہین بینائی کا

دست ساقی سے ملی ہمکو صراحی مملو
بولنا چاہیے ایمان سے بھر پائی کا

عارضہ جب سے ہوا شمع کو خاموشی کا
غم سے پروانے کو یارا نہین گویائی کا

ہاے نئی سمجھ وہ رخ زلف سے کہتا ہے یہی
تو دو تا اور ہے دعوے مجھے یکتائی کا

رشک سے کہتے ہین وہ دیکھ کے گھر مین مرجانہ
یہ طریقہ ہمین بھاتا نہین ہرجائی کا

شمع و پروانہ جو محفل مین ہین دونون خاموش
عشق صادق ہے تو یارا نہین گویائی کا

پتلیان آپ کے توسن کی اوڑاتی ہین جو گرد
کہتے ہین سرمہ ہے یہ قوت بینائی کا

آپ دھوکے سے سمجھتے ہین جسے خال سیاہ
دل ہی رخسار پہ آیا کسی سودائی کا

قتل کرنیکا تری چشم کو ہے کام سپرد
لب کو سرکار سے عہدہ ہے مسیحائی کا

جو مجھے شوق شہادت ہی بیان تمسے کرے
تیغ رکھتی ہے زبان حکم ہو گویائی کا

جانتی ہے سکو منجم ہین کہان دھوکے سے
وہ وہ آہ جگر ہی ہے جسے سودائی کا

نرم سمجھے ہین جو دشمن ہین زبان کی دلدار
حال کھلجائیگا پیری مین صف آرائی کا

پیر سے حق بتے نالہ و شیون لیتے خلق ہے
قدرت خدا کیسی ہین پیا ہو شوق ہے تنہائی کا

دوست اسواسطے سہلا کے اٹھاتے ہین کفن
مرنے والونکو نہین شوق خود آرائی کا

شعرگوئی کا ہے شوق لطافت تا دم ک
سلسلہ جانے نپائے فن آبائی کا

وقت پیری جبکہ وصل نوجوان ہو جائیگا
تیر آکر زیب آغوشِ کمان ہو جائیگا

جبکہ دل مثلِ جرس ہم فغان ہو جائیگا
کاروان فرقت مین اشکون کا روان ہو جائیگا

بحرِ غم مین تن جو زار و ناتوان ہو جائیگا
کشتیِ عمرِ روان کا بادبان ہو جائیگا

آتشِ گل کو اگر بھڑکائیگی بادِ بہار
سنبلِ گلزار اوڑ اوڑ کر دھوان ہو جائیگا

آمد آمد جب ہوئی ہے خوش خزان کی ہوگی باغ مین
سرو استقبال کرنے کو روان ہو جائیگا

جب خزان آئیگی گل اوڑ جائینگے گلزار سے
بلبلو تمکو قفس پر آشیان ہو جائیگا

وقت آخر شعرگوئی کا زیادہ ہوگا حسن
پیر جب ہونگے کمال اپنا جوان ہو جائیگا

عشقبازی کا بھرا کرتے ہین دم اکثر رقیب
تیغِ قاتل جب کھنچے گی امتحان ہو جائیگا

کبر و نخوت سے نہ تن تن کر چلو اے خوش قدو
ایک دن یہ تیر مانندِ کمان ہو جائیگا

ربط معشوقون کی زلفون سے رہیگا بعد مرگ
صرف شانون مین مرا ہر استخوان ہو جائیگا

بامِ جانان پہ پہنچ جائینگے ہین زار و نحیف
ہمکو دودِ آہ مثلِ نردبان ہو جائیگا

کسقدر عاشق صفائی قلب سے حیران ہین
راز بھی جو کچھ چھپائینگے عیان ہو جائیگا

عندلیب زار و لاغر ہین بہار آنے تو دو
مثلِ بو گل مین ہمارا آشیان ہو جائیگا

غیظ سے دیکھیگا جب وہ کہہ سکونگا کچھ نہ مین
حلقۂ چشمِ حسین قفلِ دہان ہو جائیگا

جان کر دلسوز ہم باتین کرینگے شمع سے
کوئی تو محفل مین اپنا ہمزبان ہو جائیگا

مین پڑا رہجاؤنگا سر پر لیے بارِ گناہ
ہائے محشر مین رواں سب کارواں ہوجائیگا

گل چٹک کر باغ مین ہر بار دیتا ہی صدا
جسپہ آئیگی بہار اک دن خزان ہوجائیگا

تیر جب قاتل لگائیگا وہان زخم مین
شکر احسان کے لیے گویا زبان ہوجائیگا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے تو کہتی ہے اجل
ایکدن رخصت یہ تازہ میہمان ہوجائیگا

تن سے عاشق کے نکلکر روح دیتی ہے صدا
ہائے میرے بعد ویران یہ مکان ہوجائیگا

بیت کے بدلے جنان مین بیت دینگے اہلبیت
تو جو اونکا اے **لطافت** مدح خوان ہوجائیگا

رحم کرتا یار فوراً ہم پہ بدخو کچھ نہ تھا
پُر اثر اے نالۂ دل عشق مین تو کچھ نہ تھا

اب ہی پھر رزق کیون بے صبر کردہ عہد یاد
وقتِ طفلی جبکہ ہوش و زور بازو کچھ نہ تھا

مثل تیری تھے ہزارون انکے دامِ زلف مین
اے دلِ شیدا اکیلا مبتلا تو کچھ نہ تھا

خجل کیا بدبات ہی اہل طمع نے جان لی
پھینک دیتا مشک نافے کو جو آہو کچھ نہ تھا

ہو کے خلوت مین مکدر توڑتے آئینہ کیون
منہ دکھا دیتا جو انکا صاف زانو کچھ نہ تھا

جبسے ہم عاشق ہوے معشوق تو مشہور ہے
ورنہ اے بت حسن تیرا کچھ نہ تھا تو کچھ نہ تھا

تیری بے فیضی کا یون ہوتا نہ شور اے اشکِ چشم
کوپلین پیدا جو کرتی شاخ آہو کچھ نہ تھا

جذبِ دل سے کھینچتا لیلا کو اے قیس اپنی سمت
میری شاگردی نہ کی کیون آگے گرتو کچھ نہ تھا

وصل کی شب دل سے دھو جاتا مری فرقت کا غم
ہنستے ہنستے گر نکلتے اونکے آنسو کچھ نہ تھا

اوس ستمگر نے کہا تڑپانا کیا آتا نہ تھا
قتل کرتا تھا جو اک دم مین ہلاکو کچھ نہ تھا

گو مین اونکے سامنے روتا تھا پر آتی ہے ہنسی
پونچھ لیتے وہ اگر آنچل سے آنسو کچھ نہ تھا

پھر نہ رہتا شکوہ رونے کی خبر ہوتی اونھین
تار اشکون کا لگا دیتے جو آنسو کچھ نہ تھا

تمنے آنچل مین جو باندھا او عزت ہوگئی
میری آہِ پُر شرر کے آگے جگنو کچھ نہ تھا

سخت جانی تھی ہوا اسوجہ سے عاشق نہ ذبح
کیون ہو شرمندہ قصورِ دست و بازو کچھ نہ تھا

کیا عجب گر بزم مین وہ آپ ہی دیتا شراب
خود بخود ہوتا اگر عاشق کو اچھو کچھ نشہ تھا

ہنسکے وہ کہتے ہین کیا کرتا ہے دندان سے صحبت
تھا گہر چشم صدف کا ایک آنسو کچھ نہ تھا

جب دوا پی عاشق بیمار نے بالغ تھے سب
زہر پہنچتے وقت پھندا اور اچھو کچھ نہ تھا

طعن سے کہتے ہین وہ مہر فلک کو دیکھ کر
پشت جو پھیری ادہر ثابت ہوا وہ کچھ نہ تھا

ہو گیا بیتاب معشوق سنتے ہی غزل
تھی لطافت عاشقانہ شعر جادو کچھ نہ تھا

عشق اسمین بھر گیا ہے کربلا کی خاک کا
ہے دل وابستہ یا صرہ ہی خاک پاک کا

پھوٹ نکلا رنگ کندن سا جو اس بیباک کا
کامدانی بنگیا کپڑا ہر اک پوشاک کا

ایکدن مٹی مین ملجائیگا بیجا ہے غرور
خاکساری چاہیے انسان ہے پتلا خاک کا

درد سر ہوتا ہے عطر مشک و عنبر سے سدا
سونگھنے والا ہون اونکی ملگجی پوشاک کا

شانہ بنکر زلف مین سر حسینون کے چڑھا
مرتبہ دیکھے کوئی میرے دل صد چاک کا

ہجر مین اونکے ہماری چشم تر دریا بنے
مردم دیدہ پہ کیون دھوکا نہو پیراک کا

خوب نہلایا تجھے حمام مین اے سیم تن
زر سے بھرنا چاہیے کیسہ تری دلاک کا

بنکے دریا مین بگڑ جاتا ہے ہر جا حباب
سر پھرا گرداب کیون ہم سے ہوا ہے چاک کا

کسقدر مضمون ہین وصف بام جانان کے بلند
ہوش اوڑتا ہے یہان ہر طایر ادراک کا

دیکھتا کوئی نہین تاریخ در روز و سعد و نحس
قطع کرنا ہے جو منظور آخری پوشاک کا

آئنہ مجمر بنا اللہ ری گرمی حسن کی
عکس جس دم پڑ گیا اس روئے آتشناک کا

دل پہ ہے جو کچھ گذرتی جلد دیتا ہے خبر
ہجر مین ہر اشک ہر کارہ بنا ہے ڈاک کا

یار کی ذرہ نوازی سے یہ ہوتی ہے امید
ہو جو کوچے مین ٹھکانا میری مشت خاک کا

یاد ابرو مین غش آیا مجکو جو نکالے کوئی
دے کے چھینٹا منہ پہ آب خنجر سفاک کا

ناتوانی ہے بڑھی جیسے گڑا جاتا ہون مین
دب گیا تن پر پڑا گر ایک ذرہ خاک کا

خاک سے افلاک تک پہونچا تھا ہوا اوس شہسوار — رکھے فرشتہ جاکر اپنے توسن چالاک کا

بلبلِ دل اسقدر سینے مین گھبراتا ہے کیون — پسلیون مین اپنے عالم ہے قفس کی چاک کا

صبح اوٹھکر یار نے مانجھے جو دندانِ صبیح — شاخ طوبے سے سوا عالم ہوا مسواک کا

ماہِ نو کہہ کر چڑہایا جسکو سر پر چرخ نے — ہے گریبان کہنہ اور تیری پوشاک کا

پھوٹ نکلا رنگِ تن پہنا جو ملبوسِ سفید — دردِ سر تسکین ہو تن کو صندلی پوشاک کا

میکشون کی سردی و گرمی گذرتی ہے یونہین — دھوپ پیچاسنی کوٹھی کی ہے سایہ تاک کا

عشق مین پرکار کے صورت ہے چکر پاؤن کو — سر مرا دوران مین ہمسر ہوا ہے چاک کا

اشک کے دریا مین ہمنے جبکہ مارے ہاتھ پاؤن — آشناؤن کو گمان ہونے لگا پیراک کا

ہجر مین آنکھون مین رہتی ہین عقیقِ لختِ دل — منہ نہ دیکھا ان نگینون نے کبھی حکاک کا

حشر کے دن ای لطافت ہے خدا سے التجا
ہاتھ مین ہو میرے دامن سیدِ لولاک کا

مہربان ہاے فلک تو کبھی ہمسر نہوا — وصل اوس ماہ کا اک رات میسر نہوا

لاکھ چاہا مگر اپنا وہ ستمگر نہوا — نہوا پر نہوا پر نہوا پر نہوا

قتل کیا مینے سدا یاد مین اون زلفون کے — کب بپا خانۂ زنجیر مین محشر نہوا

اوسکی افشان کے ستارے جو گرے وقتِ خرام — آسمانون کا گمان کسکو زمین پر نہوا

خوفِ بدنامی جلاد سے سوکھا یہ لہو — ترمرے خون سے کہین نام کو خنجر نہوا

خودپسندون کو نہین غیر کی خوبی سے غرض — عطر سے جامہ کسی گل کا معطر نہوا

دولتِ عشق سے باطن مین تو ہون صاحبِ زر — غم نہین گو کہ مین ظاہر مین تونگر نہوا

کب نہ یادِ رخِ جانان مین لہو مین رویا — غیرتِ تختۂ گل کب مرا بستر نہوا

دولتِ فقر سے ہی دولتِ عقبےٰ حاصل — جو کہ افلاس ہی سمجھا وہ تونگر نہوا

شب کو اس شوخ نے کی لوٹ کے کانٹون پہ بسر — کبھی شبنم کی روش گل کا جو بستر نہوا

کتنے آئے ہین رخِ یار کو سب آئینہ
کون کون اپنے زمانے کا سکندر نہوا

جاکے دیتا مرا یارانِ عدم کو نامہ
ہاے ایسا کوئی دنیا مین کبوتر نہوا

صفتِ موسے کمر مین جو لکھا تھا نامہ
اوڑتے ہی بس مجھے معلوم کبوتر نہوا

خاکساری سے غرض رکھتے ہین اہلِ دوِل
دیکھ لو صاحبِ اکسیر تونگر نہوا

مہِ نو کا ہی گمان قدِ خمیدہ پہ مرے
عشقِ ابرو مین تو ایسا کوئی لاغر نہوا

دیکھکر قد کو ترے سرو نے یہ چھپائی خاک
پاؤن تک گڑ گئے مٹی مین پہ ہمسر نہوا

کچھ نہ کچھ داد وہ دیتا مری حیرانی کی
ہین کیے آئینہ بنا جب کہ سکندر نہوا

پردہ رکھ لیتی مرا عالمِ عریانی مین
نکئے کام اتنا بھی ای زرتاب کی چادر نہوا

بوسہ ابرو کا لیا مینے تو بولا قاتل
ہاے اسوقت مرے ہاتھ مین خنجر نہوا

سنگدل بت کی نہین یاد دلِ وحشی کو
شکر ہے ہاتھ مین دیوانے کے پتھر نہوا

کج اداؤن نے سدا ٹیڑھی سنائین باتین
اے لطافت کبھی سیدھا یہ مقدر نہوا

سوالِ نور تھا اوس رخ سے جب کمال نتھا
لیے تھا کاسۂ خالی فلک ہلال نتھا

کبھی وہ دن تھے کوئی کام جز وصال نتھا
مزے تھے خواب مین بھی ہجر کا خیال نتھا

ہلالِ عید نکل کر خجل ہوا کیسا
ہزارون انگلیان اٹھتین نکیون کمال نتھا

وہ اپنی بام پہ ابرو دکھانے آئے تھے
کمال خیر ہوئی شام کو ہلال نتھا

فلک پہ مہر کا منہ پھیر کر وہ رخ بولا
کیا جو بدر کو شرمندہ کچھ کمال نتھا

جو ہجر مین شبِ عید آئی دل کیا ٹکڑے
ہمارے قلب کو تھا نیشتر ہلال نتھا

چمک گیا تھا ترش کر کسی کا ناخنِ پا
فلک پہ شام کو ثابت ہوا ہلال نتھا

غضب ہی سامنے میرے وہ غیر سے لڑکر
پھر اسطرح سے ملے جیسے کچھ ملال نتھا

کل آپ نے مجھے غیرون مین گالیان دی تھین
مگر حضور کو اس بات کا خیال نتھا

خدا بچائے تمھیں چشم بد سے اے صاحب
جو اگلی سال ہے جوبن یہ اگلے سال نہ تھا

کنارہ جام کا کہتا ہے توبہ کر ساقی
یہ میکدہ تو فلک تھا مگر ہلال نہ تھا

جو ابھرا داغ جنون سر پہ تھا گریبان چاک
جب آفتاب نمایان ہوا ہلال نہ تھا

وہ یاد آئی پھر آیا مرا دل مجروح
بہت تھے زخم سوا اسکے اندمال نہ تھا

جو ذکر حضرت یوسف کیا تو وہ بولے
ارے ہماری طرح سے وہ خوش جمال نہ تھا

کبھی وہ دن بھی زمانے مین اے **لطافت** تھے
خوشی وصال کی تھی ہجر کا ملال نہ تھا

کیا حاکم مجھے اللہ نے ملک تحمل کا
ملی سند شکیبائی کی اور تکیہ توکل کا

پڑے ہین دانے شبنم کے پھنسے دل کیون نہ بلبل کا
بہار باغ نے ہے جال پھیلا یا رگ گل کا

گلستان مین ہے دم نکلا یہ کس ناشاد بلبل کا
کہ سنبل بال کھولے ہے گریبان چاک ہے گل کا

غزل مین آج یارب وصف لکھتا ہون کس گل کا
صریر کلک ہی کا غذ پہ یا نالہ ہے بلبل کا

اثر اس بزم مین تھا صدائے خندۂ گل کا
بہار آتی ہی غنچہ کھل گیا منقار بلبل کا

بنا کنج قفس مین اشک خونین چشم بلبل کا
اڑا فصل خزان مین رنگ جتنا چہرۂ گل کا

ہوا در وصل پر واشد رقیب الفت مین بلبل کا
چمن مین شمع مین جلوہ ہو دیکھو ایک ہی گل کا

کیا عالم دگرگون ہائے ناداری نے بلبل کا
خزان کی فصل آتے ہی ہوا توڑا زر گل کا

قفس مین تنا ہے تابوتی جو موسم آگیا گل کا
جنازہ خانۂ صیاد سے اوٹھے گا بلبل کا

تیرین زلف مسلسل کی ہین انکے کان مین بالے
تماشا فلسفی دیکھین نئی دور و تسلسل کا

کیا شبنم کو گریان گل کو خندان زمزمے کرکے
شگوفہ چھوڑنا دیکھے کوئی گلشن مین بلبل کا

ہنر یا الٰہی ہوا جو دل تمھاری زلف مین الجھا
اشارہ ہے یہ شانے کی ترقی کا تنزل کا

جنون نالۂ دل کی صدا سینہ سے آتی ہے
مرا چاک گریبان چاک ہے منقار بلبل کا

چڑھا جب چار کے کاندھے پہ مردہ گور مین اترا
دکھایا حال دنیا کی ترقی کا تنزل کا

خطِ گلزار کی وہ تُرکِ ظالم مشق کرتا ہے | سیاہی کی جگہ پر صرف ہوگا خون بُلبل کا

قوافی اور بہتے ای **لطافت** کم کہی اس سے
پسندِ طبع تھا بس قافیہ گل اور بلبل کا

تیرے نشانہ بننے کا انداز دیکھنا | تم جبکہ اپنے تیر کی پرواز دیکھنا
مشکل ہین اسپ یار کی انداز دیکھنا | طاؤس ہے بہشت کا طناز دیکھنا
خود کھینچ کے آؤ بیٹھو تو اکدن بگڑکے تم | منظور ہے جو عشق کا اعجاز دیکھنا
صیاد کا یہ ظلم ہی بلبل کے حق مین قہر | ہر دم ٹٹول کر پر پرواز دیکھنا
مشکل ہے کوئی حضرتِ موسیٰ سے پوچھ لے | میرا نیاز اور ترا ناز دیکھنا
وہ بن سنور کے نکلے ہین کہتا ہی جسے حسن | پہلے ادا مین دیکھ لو پھر ناز دیکھنا
حسرت ہی اپنے مرنے کی اسواسطے مجھے | منظور تیرے لب کا ہے اعجاز دیکھنا
ای زائرِ بنائی خلیل اپنے دل کو دیکھ | منظور ہے جو کعبہ خداساز دیکھنا
اُن گورے گورے گالون پہ خطِ سیاہ ہے | شہباز حسن کے پر پرواز دیکھنا
دنیا مین زندہ ہوتے سکندر تو دیکھتے | آئینہ اوس پری کا بصد ناز دیکھنا
سبزہ ہی پُشتِ لب پہ قریبِ دہانِ یار | عنقا نے کھولے ہین پرِ پرواز دیکھنا
آتی ہی یاد شرم تمھاری شبِ وصال | نیچی نگاہ سے مجھکو بصد ناز دیکھنا
منہ پر رکھا جو منہ تو کہا اُسنے ناز سے | سُن لے نہ کوئی بوسونکی آواز دیکھنا
مژگان چشم یار پہ آیا ہے دل مرا | بلبل میان پنجۂ شہباز دیکھنا
ابرو پہ بل ہے ہاتھ مین ہے تیغ عاشقو | گھر سے وہ آج نکلے ہین انداز دیکھنا

کیونکر کہون کہ قبر **لطافت** پہ آؤگے
دو گام چلنے دیگا نہ یہ ناز دیکھنا

یار ہو گلشن ہو چرچا ہو شرابِ ناب کا | لطف اوسدم ہی دلا سیرِ شبِ مہتاب کا

ای ہوس ہے مقام آہین دلِ بیتاب کا — سینۂ عاشق بھی گویا چاہ ہے سیماب کا
خندۂ دندان تھا جب وہ کر گئے رنگین وقت سیر — باغ مین چھڑکاؤ ہوگا موتیون کی آب کا
داغ دل نے بعد مُردن اپنا دکھلایا فروغ — گور تیرہ مین ہوا عالم شبِ مہتاب کا
عشق زلفِ یار مین وحشت ہوئی تھی وقت غسل — طوق دریا مین بنا حلقہ ہر اک گرداب کا
اپنا مرغِ نامہ بر لوٹن کبوتر ہو گیا — حال نامہ مین اگر لکھا دلِ بیتاب کا
بہرِ سجدہ سر جھکایا جان کر ہنگام قتل — تیغ قاتل پر مجھے دھوکا ہوا محراب کا
سیم تن کے عشق مین مارا دلِ بیتاب کو — ہاتھ آیا خوب نسخہ کشتۂ سیماب کا
ہای صد افسوس جب آتا ہے ہنگام اجل — اقربا کا زور چلتا ہے نہ کچھ احباب کا
حال لکھون ہجر کی شب کا بیاضِ چشم پر — ہاتھ آئے گر قلم کوئی پرِ سرخاب کا
نافِ کس بحرِ کرم کی آگئی اسکو نظر — دل مین دریا کے پڑا ناسور کیون گرداب کا
لکھدیا نامے مین لفظِ بیوفا اے نامہ بر — ہی یہی کافی خلاصہ یار کے القاب کا
میری چشمِ تر کے آگے خلق مین رتبہ گھٹا — ابرِ تر کا چاہ کا تالاب کا سیلاب کا
بیقرارون کے سبب اہلِ صفا کا حسن ہے — قلعی آئینہ پہ کرنا کام ہے سیماب کا
قلقلِ مینا ہے آوازِ بکا ساقی بغیر — ساغرِ مے پر ہے عالم دیدۂ پرآب کا
دشمنِ دانا سی بےخوف و خطر ہین اہلِ سوز — آگ کو کچھ ڈر نہین ہے موتیونکی آب کا
رنگِ کندن سا جو دمکا اسکے رخ کا باغ مین — زر کیا بلبل نے صدقے ہر گلِ شاداب کا
ہوگیا ثابت مجھے عنقا ہی پھندے مین پھنسا — حلقہ جب آیا نظر اسکی کمر مین ڈاب کا
اس دلِ مضطر کو کیونکر شعلہ رویونکا ہے عشق — سخت مشکل ہے ٹھہرنا آگ پر سیماب کا
چاندنی مین اوج پر آیا جو میرا اشک — ہالۂ مہتاب پر دھوکا ہوا گرداب کا
ہجر کی شب ایک کا جلوہ نظر آتا نہین — شمع کا تارون کا مہ کا کرمکِ شب تاب کا
میرے نالون سی لگی پانی مین یہ دریا پہ آگ — شعلۂ جوالہ حلقہ بن گیا گرداب کا

اوسنے جگنو کو جو دیکھا روشن کئے ہوئے — ہو گیا دن کو نظارا کرمکِ شب تاب کا

وصل کی شب ہو جو پہلو سے کنارا یار کو — میری بالش میں ہے شاید پر کوئی سرخاب کا

ہے یہ تحریر اشک میں اپنے تن لاغر کی شکل — آشناؤن کو گمان ہوتا ہے موجِ آب کا

عاشقون کو روسیاہون کے سبب تکلیف ہے — وصلِ شب کو کب ہوا اس خواب سے سرخاب کا

کیا زوال ایدل شگفتہ خاطرون کے مال کو — دزد نے کسدن چرایا زرِ گلِ شاداب کا

شعلہ خوئی سی حسین کے ڈر ہو مجھ مضطر کو کیا — آتشِ گل سے ضرر ہوتا نہین سیماب کا

ای لطافت دل لگا کر اس زمین مین کہہ غزل
امتحان مدِ نظر ہے طبعِ مضمون یاب کا

لیکے جان ہمرہِ دل اور کلیجا نکلا — بیچنے عشق کی بازار مین سودا نکلا

شکر ہے دل سے مرے عشقِ مژہ کا نکلا — آ گیا چین جو ہین زخم سے کانٹا نکلا

سر پہ دستار مرے آبلۂ پا کے رکھی — لینے مجنون کے قدم جبکہ کوئی کانٹا نکلا

کہکے ہان منہ سی کیا وصل کا وعدہ نہ وفا — سچ تو ہے قفلِ دہن یار کا جھوٹا نکلا

سر پہ ہے موتیون کا اوسنے لگا یا چھپکا — فلکِ حسن پہ لو عقدِ ثریا نکلا

سرخیِ مہر سے سرما مین سمجھتے ہین مست — صبح کو لیکے فلک ساغرِ صہبا نکلا

سنکے پیغامِ وصال اوسنے بصد ناز کہا — پھر وہی ذکر چھڑا پھر وہی قصا نکلا

تیغ قاتل نے کیا غیظ سے تیغا آکر — زخم کے در سے جو ہین خون ہمارا نکلا

نشہ مین دیکھ کے خورشید کو مین کہتا ہون — میرے محبوب کا لو نقشِ کفِ پا نکلا

مکر سے غیر نے آنسو تر سے آگے جو بہائے — گوہرِ اشک جو نکلا بھی تو جھوٹا نکلا

ہمسری کرنے چلا دیدۂ تر سے جو غیر — ہاتھ سے اپنی کمر باندھکے دریا نکلا

راست بازی مین جو کی آہ تو لی جان رقیب — کیا نشانی پہ گیا تیر جو سیدھا نکلا

داغِ حسرت نے جوانی سے یہ پیری مین کہا — رات آخر ہوئی لو صبح کا تارا نکلا

ہنسکے بولا کہ چرایا ہے نہ دم اسنے کہین ۔ کوے جانان سے جو عاشق کا جنازہ نکلا
بعد وصل اوسنے لپٹ کر یہ کہا عاشق سے ۔ پیچ بتا حوصلہ اب تو ترے دل کا نکلا
گرم بازاریِ دنیا نے کیا کیا مشغول ۔ اک کفن لینے کو عریان جو ترا آ نکلا
مانگ سیدھی جو وہ دیکھے تو سکندر یہ کہے ۔ لو نیا پردہ ظلمات کا رستا نکلا
زالِ دنیا مجھے بیفائدہ بہکاتی ہے ۔ ڈھونڈھتا یار کو اپنے ہون ادہر آ نکلا

ہاجر مین تیرے لطافت کا ہوا یہ عالم
جان آئی جو دمِ ای رشک مسیحا نکلا

عشق سی سینے مین دل تھا تہ و بالا نکلا ۔ آج گہوارے سے یہ نازون کا پالا نکلا
بہرِ نظارہ ہر اک چاہنے والا نکلا ۔ انکا جوبن جو نیا حسن نرالا نکلا
امتحان عشق کا تھا غیر نے ہرجائی ۔ اک فقط مین ہی ترا چاہنے والا نکلا
جھک گئی شیشے جو میخانے مین آیا بہ مست ۔ بڑھ کے لینے کے لیے مے کا پیالا نکلا
ریگ صحرا کی ردا پر جو پڑی چادر ماہ ۔ اوڑھ کر قیس بیابان مین دوشالا نکلا
ہاجر دلدار مین کس چین سے غصہ کھایا ۔ کو وہ سمجھا تھا جسے منہ کا نوالا نکلا
عارضِ سرخ نے اُس گل کے جلایا ایسا ۔ داغ سینے پہ لیے خاک سے لالا نکلا
صفِ مژگان کو دکھاتے ہین او لشکر وہ نگاہ ۔ قتلِ عشاق کو ترکی یہ رسالا نکلا
سونگھ لی زلف تری مار سیہ نے شاید ۔ حلق مین زہر کا اس وجہ سے چھالا نکلا
الفتِ زلفِ سیہ کا ہے یہ رگ رگ مین اثر ۔ فصد سودے مین جو لی خون بھی کالا نکلا
دھوپ ہے وادیِ محشر مین ہون پھرتا برباد ۔ تو نے اے قبر مجھے گھر سے نکالا نکلا
خطِ پر نور ہے اوس چاند سے چہرے پہ عیان ۔ حسن ہے گرد جو مہتاب کے ہالا نکلا
آبرو خاک دہن کی رہی دندان جو گئے ۔ درج بیقدر ہے موتی کا جو مالا نکلا
جگر و جان و دل و ہوش و خرد کو کھویا ۔ کی جو سوداگریِ عشق دوالا نکلا

آسیا سان رہی ہم نالہ کنان سرگردان
لقمۂ غیر بنا منہ سے نوالا نکلا

بیستون پر ہے یہ تفریح کا شیرین کے خیال
سر فرہاد کا خون بنکے ہمالا نکلا

ہندو خال نے اوس رخ پہ کیا تھا قبضہ
خانۂ حسن کا خط لے کے قبالا نکلا

ای لطافت جسے سمجھا ہے زمانہ بجلی
کسی بیتاب کے دل سے ہے یہ نالا نکلا

اسباب دنیوی کا کرون مین خیال کیا
دو دن کی زندگی مین خوشی کیا ملال کیا

اُس ماہِ چاردہ کے مقابل ہلال کیا
ناقص ہوا جو ہمسر کامل کمال کیا

مہندی لگا کے خون مرا اپنے سر لیا
صاحب لپیٹے ہوون کو کیا پائمال کیا

چشم صنم سے ہو کے خجل راہِ دشت لی
آنکھین دکھائین شہر مین آکر غزال کیا

ابروے یار کی جو ثنا شعر مین لکھی
تابندہ دائرے ہوے شکل ہلال کیا

اک دل تھا میرے پاس تو وہ آپ لیجئے
جانِ حزین کا کیجیے گا اب سوال کیا

تعریف چشم یار ختن مین جو مین کرون
آنکھین چرا چرا کے ہرن ہون غزال کیا

دولت سے عشق پاک کی دل ہے غنی مدام
آگے مرے خزانۂ قارون ہے مال کیا

وہ ماہ وفرس جو اوڑاتا ہے شام کو
بنتے ہین نقش نعل سے ہر جا ہلال کیا

جاؤن جو مین فریفتۂ چشم مست یار
آنکھین بچھائین دشت ختن مین غزال کیا

کسطرح دل سے جائیگا اوسکی کمر کا عشق
ہوگا جدا بھلا سر شیشی سے بال کیا

زلف صنم کی پائی ہے خوشبو جو مشک مین
نافے کلیجے سے ہین لگائے غزال کیا

مثل کلیم دیکھنے والون کو آئے غش
نام خدا ہے آپ کا حسن و جمال کیا

تزئین ہے وحشیون کو جہان مین نہین غرض
حاجت ہی سرمے کی پئے چشم غزال کیا

رندون سے کہتے ہین مے احمر حرام ہے
تیغ زبان کرتے ہین واعظ حلال کیا

نزدیک روے یار گریبان کو دیکھنا
خورشید کے قریب ہے نکلا ہلال کیا

سنکے پیام وصل کہا مجھسے یار نے — کچھ خواب دیکھتا ہے ارے تو نے خیال کیا

شانے سے بل نکلتے ہین بالون کے سر بسر — ہی عاشقون کا زلف صنم پر وبال کیا

کیون ہون نہ چشم یار کو ہین زار ناگوار — پڑتا ہے آنکھ مین تو کھٹکتا ہے بال کیا

مقدور کیا جو خال کو دانے سے دون مثال — زلف صنم کو جال کہون مین مجال کیا

ہوتا ہی ماہ نو کا زمانے کو اشتیاق — ناقص کو بھی خدا نے دیا ہے کمال کیا

تھا عشق رخ پھنسا دل پر داغ زلف مین — طاؤس پر پڑا ہے گلستان مین جال کیا

کرتے ہین یاد ہجر مین لطف وصال یار — نعمت کی قدر ہوتی ہے بعد زوال کیا

روشن ضمیر پر کوئی کرتا نہین ستم — تعزیر دزد شمع کو دے کو توال کیا

تجلی سے ہے اسکے کان مین سونے کی حلقہ گر — حلقہ بگوش آکے ہوا ہے ہلال کیا

آقا ترا ہے ساقی کوثر سا ذی کرم — اب حشر کی عطش کا لطافت خیال کیا

خیال زلف مین جام شراب ناب دیا — اندھیری رات مین ساقی نے آفتاب دیا

کسے کسے نہ غم ہجر نے عذاب دیا — جگر کو درد دیا دل کو اضطراب دیا

بھرا کے منہ مین جام شراب ناب دیا — سکھا کے نخل تمنا کو اوسنے آب دیا

ہزار باغ مین بلبل تجھین پکارا کی — نہ پھوٹے منہ سے کبھی اے گلو جواب دیا

شب وصال مجھے تھا یہ صبح کا دھڑکا — نہ گنجفہ مین بھی اوس مہ کو آفتاب دیا

جلایا بادہ کشی مین بھی اوسنے در پردہ — شراب غیر کو دی اور مجھے کباب دیا

ترے مریض محبت کی غیر حالت سے — کہ دیکھ کر ہی طبیبون نے بھی جواب دیا

مجھے پسینے کی خوشبو سے یہ ہوا ثابت — کسی نے نخل قد یار مین گلاب دیا

کمر ہے نادر و نایاب بیمثال آنکھین — دہن خدا نے صنم تجکو لاجواب دیا

شب فراق عجب گفتگو رہی تا صبح — سوال مین نے کیا شمع نے جواب دیا

کسی کے ہجر مین آنسو بہے جو آنکھون سے
فلک نے جھک کے مجھے دامنِ سحاب دیا

شبِ فراق مرا دل جلا کیا افسوس
نہ چشمِ تر نے بجھانے کی خاطر آب دیا

بری ہین دہر مین روشن ضمیر غفلت سے
خدا نے دیدۂ انجم کو کب ہی خواب دیا

کیا سوال جنون جبکہ میری رگ رگ نے
زبانِ نشترِ فصّاد نے جواب دیا

سدا فراق مین تڑپایا اُس ستمگر نے
نہ جان لی نہ ہمارا دلِ خراب دیا

کیا جو حسن نے ہر دل عزیز عالم مین
ہر اک نے چاہ سے یوسفی خطاب دیا

تصور آپ کی نامے کا چشمِ تر مین ہی یون
عریضہ جیسے کسی نے میان آب دیا

نہین جہان مین دانا کو ثبات سے ربط
خدا نے آبِ گہر کو کہان حباب دیا

نہین ہے آتشِ دوزخ کا ای لطافت خوف
کہ ہے خدا نے مجھے دیدۂ پُرآب دیا

مست مے کی ایک ہی پیکر گلابی ہوگیا
انکھڑیون کا رنگ اے دلبر گلابی ہوگیا

ساتھ سویا فصلِ گرما مین جو میرا گلبدن
جب پسینا آگیا بستر گلابی ہوگیا

پھول پہنے باغ مین آیا جو میرا نازنین
غنچۂ تر شاخ پر کھل کر گلابی ہوگیا

وقتِ زینت عکس جب گلگون مسی لب کا پڑا
یار کی تختی کا ہر اک گوہر گلابی ہوگیا

عشقِ گل مین جبکہ میری فصد لی فصّاد نے
رنگ آکر خون کا نشتر گلابی ہوگیا

ہاتھ پھر فاتحہ رکھا حنائی اُسنے جب
عکس پڑ کر قبر کا پتھر گلابی ہوگیا

رنگ ہی برسات مین کیون خوش نہون عاشق مزاج
ساون آیا ہر پری پیکر گلابی ہوگیا

سامنا گلشن مین جب اس شوخ کے رُخ سے ہوا
رنگ اڑ کر لالۂ احمر گلابی ہوگیا

میری قاتل کی زمین پر جبکہ خونریزی سُنی
رنگِ مریخِ فلک ڈر کر گلابی ہوگیا

وقتِ مےنوشی جب اسنی دستِ رنگین مین لیا
دفعتہً بلّور کا ساغر گلابی ہوگیا

اوس لبِ رنگین کے آگے اسقدر خجالت ہوئی
سُرخ تھا یاقوت رنگ اڑ کر گلابی ہوگیا

گل کھلائے تو مگر بدلا نہ یہ رنگ اے بہار — بلبلوں کا کیوں نہ ہر اک پر گلابی ہو گیا

نشہ مین عشاق سمجھے شام کو پھولی شفق — جب وہ پہنا اسکے زیب سر گلابی ہو گیا

اللہ اللہ عارض گلگون کی تیری شوخیان — آنکھ پر تو ستے اک چادر گلابی ہو گیا

نازکی مین اے لطافت بوسہ کیون لے لیا — گورا گورا عارض دلبر گلابی ہو گیا

مائل گریہ جب اپنا دیدۂ تر ہو گیا — وحشت دریا ہو گئی دریا سمندر ہو گیا

دیکھتے ہی درج مین محزون و مضطر ہو گیا — یاد ابرو مین ہلال عید خنجر ہو گیا

میکشی پر باغ مین مائل جو دلبر ہو گیا — غنچے پیمانے بنے ہر پھول ساغر ہو گیا

قامت موزون جانان کی اگر لکھی ثنا — ہاتھ مین میرے قلم شاخ صنوبر ہو گیا

عکس جسدم پڑ گیا اس بادشاہ حسن کا — آئنہ رتبے مین مانند سکندر ہو گیا

جبکہ بھیجا خط شوق اوس بادشاہ حسن کو — اوڑتے ہی رشک ہما اپنا کبوتر ہو گیا

جب لکھی اس مہوش کی روئے روشن کی ثنا — ماہ نو ہر دائرہ ہر نقطہ اختر ہو گیا

ہاتھ پر فاتحہ رکھا حنائی اوسنے جب — لعل سے رنگین مرے مرقد کا پتھر ہو گیا

خاک مین مجکو ملاتا ہے جو وہ رشک قمر — ہائے کیا ذرہ مرے طالع کا اختر ہو گیا

پان کھاکر مجکو دکھلائے جو دانت اس شوخ نے — درج مرجان مین گمان سلک گوہر ہو گیا

کہتے آئے ہین سب آئینہ رخ دلدار کو — کون کون اپنے زمانے کا سکندر ہو گیا

آتے ہی ساقی کے نکلی آج شیشہ سی شراب — مست کیسی بادہ بھی جامے سے باہر ہو گیا

ہو گئی معراج پہنچا بام جانان پر جو مین — جب دیا پیغام تو قاصد پیمبر ہو گیا

عاشق افتادہ کو جب خواہش گلشن ہوئی — داغ سینے کے گل تر دل صنوبر ہو گیا

غیرت نکہت نفس ہی رشک غنچہ وہ دہن — منہ سے منہ ملکر دماغ اپنا معطر ہو گیا

سخت جانی سی مجھے حاصل ہوئی شرمندگی — ہاتھ قاتل کے تھکے اور کند خنجر ہو گیا

عکس روے یار آئینہ مین آئینہ بنا | ہم سمجھتے تھے عرض جسکو وہ جوہر ہو گیا
شیخ کو کعبہ برہمن کو مبارک بتکدہ | ہم فقیرون کا درِ جانان پہ بستر ہو گیا

اے لطافت جو ہوا دل سے گدائے پنجتن
چار دن مین رشکِ شاہِ ہفت کشور ہو گیا

قتل پل مین عاشقِ محزون و مضطر ہو گیا | جب صف آرا یار کی مژگان کا لشکر ہو گیا
رنگ خونِ عاشق اس خنجر پہ جوہر ہو گیا | یہ عرض تقدیر کی تیزی سے جوہر ہو گیا
قتل وحشت مین کیا مجھ زار کو پوشاک نے | حلق پر سے گریبان مثلِ خنجر ہو گیا
ناتوانی ختم مجھ پر اور انھیں پر نازکی | فردِ عشق و حسن سے رتبہ برابر ہو گیا
خطِ روے یار کے عاشق ہین بوسے لے رہے | یہ صحیفہ ابتو قرآن کے برابر ہو گیا
خاک پر مردہ پڑا تھا ملتے ہی جان آ گئی | آفتابِ حشر مجکو مے کا ساغر ہو گیا
نشۂ دولت سکا چڑھا ایسا کہ منعم مست ہین | بادۂ نخوت سے مملو کاسۂ سر ہو گیا
قد جو بوٹا سا ترا گلزار مین آیا نظر | دار کے مانند قمری کو صنوبر ہو گیا
چشمِ بینا سے جو دیکھی صنعتِ حق کی بہار | ہر ورق گل کا نظر مین ایک دفتر ہو گیا
خط بنا کر غیرتِ آئینہ کو کر دیا | آپ کا حجام بھی رشکِ سکندر ہو گیا
جب خزان آ کے لگی چلنے سب گلشن مین ہوا | خشک ہر برگِ شجر ہو ہو کے خنجر ہو گیا
سیر کی ظلمات گیسوے صنم کے لطف سے | صاف اگر پوچھو تو میرا دل سکندر ہو گیا
ہجر مین اب بیقراری نے دکھایا ہے یہ رنگ | طائرِ دل اپنا سیمابی کبوتر ہو گیا
قدِ جانان کی محبت مین جو کھینچی راستی | اوٹھ کے نالہ میرے سینے سے صنوبر ہو گیا
نکہتِ گیسوے صنم ہے غیرتِ بوے بہشت | جب ہوا آئی دماغِ جان معطر ہو گیا
ناز اوٹھا کر یار کے ملتا ہے بوسہ ہمکو روز | اچھی مزدوری ہے روزینہ مقرر ہو گیا
محو خود بینی ہی وہ آنکھون پھر اللہ رے حسن | عکس روے یار کا آئینے مین گھر ہو گیا

دل جلایا میکشی نے رات کو ساقی بغیر / شعلۂ جوالہ شیشہ دور ساغر ہو گیا

سنبل قارون سیکھ کر نکلا ہے غنچہ خاک سے / بند مٹھی ہو گئی جب صاحب زر ہو گیا

دل ہوائے زلف سے برباد و آوارہ ہوا / کالی آندھی مین تباہ اپنا کبوتر ہو گیا

ای لطافت اوس لب جان بخش کا بوسہ ملا / آب حیوان مجھکو گھر بیٹھے میسر ہو گیا

یاقوت لب کا وصف جو خط مین رقم ہوا / نامے کی ایسی شان بڑھی اک رقم ہوا

بیرحم یارسا کوئی دنیا مین کم ہوا / قاصد کے خون سے مجھے نامہ رقم ہوا

نقشہ بیاض چشم پہ اونکا کھنچے نکیون / آنسو جو رنگ ہوے مژہ مو قلم ہوا

بینی کا حسن لوح رخ یار پر ہے فرد / یہ ہندسہ ہی ایک کا یکتا رقم ہوا

معشوق شعلہ رو ہین تو آتش پرست خلق / اب لکھنؤ بھی غیرت ملک عجم ہوا

لاغر وہ ہون ہلاک جو رفتار نے کیا / گھر سے گور یار کا نقش قدم ہوا

طنبور سان نہ پیٹ کا ہلکا خدا کرے / درپردہ کہدیا جو ہین خالی شکم ہوا

منعم کو جب دیا گیا لکھا ہوا کفن / دزد کفن کو بردہ ہوا اک رقم ہوا

جھمک جھمک کے حسن یار کی ہی دید ہو رہی / ہمراہ اسلیے ہی اک صف مژگان کا خم ہوا

پابند وضع صورت پرکار ہم رہے / گردش مین دائرہ سے نہ باہر قدم ہوا

گلچین ٹپک پڑا دل بلبل سے کیون لہو / شاید کسی چمن مین کوئی پھول کم ہوا

شہرت ہوئی بڑھی مرے مضمون جب لکھے / پھولا گلاب اور سوا جب قلم ہوا

چھوٹی سلائی آنکھون نے دی سرمہ دیکھے جب / تسلیم کو ہر ابروے دلدار خم ہوا

فاقہ کشی مین رہتے ہین خاموش اہل ظرف / قلقل گئی جو شیشہ کا خالی شکم ہوا

زندہ جو ہو گا حشر کو عاشق کہے گا یہ / پھر یار پر مرون گا کہ مین تازہ دم ہوا

تشریف لائے قبر لطافت مین جب علی

پروانہ مغفرت کا نشانِ قدم ہوا

شیرین لبون کا وصف جو خط مین رقم ہوا
شاخِ نبات پا کے حلاوت قلم ہوا

بچھڑا ہمارا آہوے وحشی بیابان مین گم ہوا
وحشت مین پاؤن پڑ کے جو مانع ورم ہوا

پہلے تو دل کے جانے کا رنج اور غم ہوا
انجام سوچے جب تو کہا قصہ کم ہوا

لیلی وشون کے عشق مین ہمکو نہ غم ہوا
مجنون سے بڑھ گیے جو جنون کم سے کم ہوا

اشکون سے چشم تر کے جو رومال نم ہوا
سمجھا فلک جو ابر تو لینے کو خم ہوا

عرشِ الٰہ پر کلمہ جب رقم ہوا
آئینہ جمالِ حدوث و قدم ہوا

مین مر گیا بلا سے مگر اسکا غم ہوا
ظالم ہوا ستم سے پشیمان ستم ہوا

چاہیے اگر عروج تواضع کرے پسند
حاصل ہوا کمال مہِ نو جو خم ہوا

نرگس کی بھر بھرائی ہین آنکھین جو بلبلو
بیمار تھے ہوا سے چمن مین ورم ہوا

ہے صاد چشم نون ہے ابرو دہن ہے میم
اس وجہ سے حسین ہمارا صنم ہوا

اچھی کسی کی بات ہو سبکو پسند ہے
شداد سے چھنا جو گلستان ارم ہوا

جھکتے ہین مایہ دار تو مفلس کا ہے بھلا
ہلو پیالی ہو گئی شیشہ جو خم ہوا

لکھا جو اس مسیح کو حالِ دلِ مریض
نبضِ ضعیف ہاتھ مین میرے قلم ہوا

دیوانہ کرکے قیس کو برباد کر چکے
اب ہے جنابِ عشق کا مجھپر کرم ہوا

طرفہ سماں ہے قرب دہن اونکا خطِ سبز
پیدا اثر سے آبِ بقا کے یہ سم ہوا

پہلو سے آپ اوٹھنے کا لیتے ہین نام پھر
میرے جگر کا درد ابھی تو ہے کم ہوا

روشن ہمارا نام ہوا بعد قتل اور
تنویر شمع بڑھ گئی جب سر قلم ہوا

دیکھا نہ حسن ہائے وہ آئے چلے گئے
ایسا ادب سے مین پئے تعظیم خم ہوا

دنیا مین موت کا ہے اسی وجہ سے رواج
رنگ آسمان کا سبز جو مانند سم ہوا

دزدِ حنا جو بنکے لیا رنگِ دستِ یار
چورون کی طرح پنجۂ مرجان قلم ہوا

پیری سی مین جھکا ہون فنا ہونیکے لیے ہی نیستی کا نون الف جبکہ خم ہوا

لازم ہی سر کو چھوڑ چلین کام عشق مین پہلے ہوا انکا قدم روان پھر قلم ہوا

صناع کا قصد تھا کہ وہ ابرو بناوین ترا جب ہاتھ رعب حسن سے کانپا تو خم ہوا

کھا کھا کے زہر مر گئے عاشق جو آپ کے آب بقا کی طرح سے نایاب سم ہوا

ہر دل عزیز تھے جو لطافت جہان مین
مرنا ہمارا جسنے سنا اوسکو غم ہوا

سب بولے مین جو محفل جانان مین رہگیا انسان دیکھو جاکے پرستان مین رہگیا

ملک عدم کو قافلے والے روان ہوے مین دب کے بار دفتر عصیان مین رہگیا

پہلو ہمارا گرم رہا گھر مین رات بھر وہ شعلہ رو جو فصل زمستان مین رہگیا

زلفین نہ چل کے باغ مین ای غنچہ لب سنوار تھوڑا سا بل ہے سنبل پیچان مین رہگیا

فرہاد و قیس نے نہ دیا ہای میرا ساتھ وہ کوہ پر یہ آکے بیابان مین رہگیا

ای ترک تیرے تیر کا پیکان ٹوٹ کر حسرت کی طرح قلب پر ارمان مین رہگیا

ناحق ہمین نکال دیا پاسبان نے دل چھوٹ کے ہای کوچہ جانان مین رہگیا

رشک اسقدر ہوا لب رنگین یار سے ہر لعل خون ہو کے بدخشان مین رہگیا

آغوش پر گمان دبستان ہوا مجھے ہر طفل اشک آکے جو دامان مین رہگیا

دیکھی جو نازکی لب و رخسار یار کی ہر پھول خار کھا کے گلستان مین رہگیا

ہم وحشیون کے ساتھ اٹھایا گیا نہ پاؤن آہو ہر ایک تھک کے بیابان مین رہگیا

جوش جنون مین ہاتھ مرا ضعف کے سبب دامن مین آستین مین گریبان مین رہگیا

قاتل سے ہمکو ربط رہا بعد قتل بھی داغ اپنے خون کا خنجر بران مین رہگیا

کوچے مین یار کے دل پر داغ کا ہے دخل طاؤس دیکھو روضہ رضوان مین رہگیا

چھٹ چھٹ کے رنگ دست حنائی کا یار کے یاقوت مین عقیق مین مرجان مین رہگیا

با آبرو جہان مین **لطافت** سدا رہے
دل گر کے اوسکی چاہِ زنخدان مین رہ گیا

وہی دیتا ہی کمال اک روز فضل اللہ کا
رائگان ہوتا نہین ہے سر پھرانا ماہ کا

عشق آزادون کو ہی کس قامتِ دلخواہ کا
کھینچے پیشانیون پر ہین الف اللہ کا

آسمان کے دور مین غم سے کوئی خالی نہین
نور سے معمور رہا دو دن نہ ساغر ماہ کا

جسکو کہتا ہی زمانہ آفتاب و آسمان
وہ ہی نالہ کا شرارا یہ دھوان ہے آہ کا

غیر کا فکر زنخدان کا نہ بوسہ دیجیے
دیکھیے ہو جائیگا پانی خراب اس چاہ کا

گل نظر آتے ہین ہجرِ یار مین مانندِ داغ
سرد پر گلزار مین ہوتا ہے دہوکا آہ کا

وصل کی شب پھر رہا ہون گرد اس محبوب کے
ماہِ تابان وہ حسین ہے مین ہون ہالہ ماہ کا

بیہودہ ہو کر دیا بوسہ ذقن کا اسنے جب
ہو گیا معلوم پانی شور ہے اس چاہ کا

آنکھ جھپکی تھی کہ اک پل مین ہوئی پیدا سحر
کیا بیان ہو مختصر [illegible] کی شب کے زیان کا

بستہ مضمون کاملون کی کرتے ہین ناقص سے نظم
پیٹ بھرتا ہے شکارِ شیر سے روباہ کا

آخرِ ماہ اسکے نورِ رخ سے کرتا ہے سوال
لیکے گردون بھر کے پنجے مین کاسہ ماہ کا

رکھون مین دیوانہ وحدت جو زندان مین قدم
قل کرے زنجیر بسم اللہ بسم اللہ کا

ہی تسلسل پر اونکے سیلی رونگٹون کی تاکمر
مرنے والو دیکھ لو نقشہ عدم کی راہ کا

کاتبِ قدرت کی صنعت اونکی پیشانی پہ ہے
مصحفِ رو مین ہر ابرو مد ہے بسم اللہ کا

ایک بوسہ پر جوابِ تلخ دیتے ہو ہمین
اے صنم کڑوا ہے کیا سودا خدا کی راہ کا

عالمِ طفلی سے ہم کھیلے ہوئے ہین جان پہ
مرنے والو ہی عدم نام اپنی بازیگاہ کا

کم بضاعت کی نہین عزت غنی کے سامنے
آبرو کھوتا ہے ہونا قرب دریا چاہ کا

پھر وہی روضہ **لطافت** کو دکھا دے اے خدا
روز و شب مجمع جہان رہتا ہے اہل اللہ کا

رخ شفاف حسین پر ہین سر مو پیدا / جو ہر اک کرنے لگا آئینہ رو پیدا

دم گریہ ہین شرر آہ کی ہر سو پیدا / جیسے ہوتے ہین برسات مین جگنو پیدا

گھر بہت بہا آنسوؤن کے تاگے ہین / ہوئی آمد اسلئے آنکھون کی ترازو پیدا

کسکے کوچے کی اسے باغ جہان مین ہی تلاش / صاف قمری کی صدا سے ہی جو کو کو پیدا

شاعر و اس رخ روشن سے مقابل ہو جب / بدر مین ہو جو خط و گیسو و ابرو پیدا

صحبت نیک سے کیا نفع بدونکو اے دل / گل تر کے ہوئی کب خار مین خوشبو پیدا

اونکی آنکھونمین ہین سرمہ کی غضب دنبالی / ابتو کرتے ہین نئی شاخ یہ آہو پیدا

نہین سیندور کا ٹیکا یہ بھونمین اسکے بت / سانپ کی طرح سے من کرتے ہین بچھو پیدا

بھول کر فرقت ساقی مین پیون ہین جو شراب / حلق تک گھونٹ بھی پہنچے تو ہوا اچھو پیدا

گھر مین بیٹھے ہین نظارا ترا ہر پل نہ نصیب / آنکھ کی بند جو ہمنے تو ہوا تو پیدا

بعد مردن بھی عروج شرر آہ رہا / مر گئے ہوتے ہین مری خاک سے جگنو پیدا

معجزے کو لب جان بخش نے ایجاد کیا / چشم جانان سے ہوا خلق مین جادو پیدا

شرمگین یار کا ہے تخم محبت بویا / ہو گا میرے چمن دل مین لجالو پیدا

غیرت عطر پسینا ہی بس اسکی رشک بہار / تو جو لیٹا گل قالین مین ہوئی بو پیدا

جب سے نظرونمین سمایا نہ رہی کوئی دوئی / آئینہ مینے جو دیکھا تو ہوا تو پیدا

شغل بیجا مین لطافت نہ کر اوقات بسیر
کہ ہوا محض عبادت کے لیے تو پیدا

قتل کرکے مجھے کیا پائیے گا / دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

دفن کرکے مجھے بولے احباب / ہم بھی آتے ہین نہ گھبرائیے گا

دل مرا چھین کے جاتے تو ہین آپ / پھر بھی تشریف کبھی لائیے گا

جان دیتا ہون مین صبح شب وصل / دفن کر لیجیے تو جائیے گا

عاشقِ زلف سے وہ کہتے ہین — کہیے اس پیچ مین پھر آئیے گا

کیون برہنہ ہوے خلوت مین آپ — ہم جو لپٹین گے تو شرمائیے گا

قطعہ

طالبِ دید نے جب اوس سے کہا — آپ کب تک مجھے تڑپائیے گا

بولے وہ دیکھنے آئے تو ہین آپ — مثلِ موسیٰ ابھی غش کھائیے گا

وصل کی رات ہے باقی نہین صبح — ابھی سو رہیے کہان جائیے گا

عشق ظاہر جو کیا وہ بولے — امتحان ہوگا تو گھبرائیے گا

غیر سے صورتِ اخلاص نہین — لاؤن قرآن قسم کھائیے گا

ہوگی مشکل مری آسان دم مین — نزع مین آپ اگر آئیے گا

قطعہ

مالِ منعم کو صدا دیتا ہے — جمع کرکے مجھے کیا پائیے گا

مین تو رہ جاؤنگا اورون کے لیے — آپ دنیا سے چلے جائیے گا

سرِ مغرور سے کہتی ہے زمین — ایک دن ٹھوکرون مین آئیے گا

ہم جو پیدا ہوے چلائی اجل — کدہر آپ آئے کہان جائیے گا

آج ہم خوب سے بوسے لین گے — اور کیا کیجئے گا جھنجلائیے گا

کرکے پامال وہ فرماتے ہین — پھر نہ قدمون کی قسم کھائیے گا

ہے لطافت کو بہت قبر کا خوف
یا علی بہرِ مدد آئیے گا

اوسکے عارض سے پسینا جب ٹپکتا جائیگا — عطرِ گل کی بو سے ہر کوچہ مہکتا جائیگا

گر پیون گا فرقتِ ساقی مین بھولے سے شراب — گھونٹ ہر اک حلق مین میرے اٹکتا جائیگا

بیقراری کا لکھین گے حال خط مین ہم اگر — مثلِ دل کے مرغِ نامہ بر پھڑکتا جائیگا

میکشی سے دل بھریگا ساقیا برسات تک — شیشہ خالی ہوگئے جب ساغر چھلکتا جائیگا

وہ کمان ابرو جو ہوگا مائلِ تیر افگنی — مرغِ ناوک تیر دستی پر پھڑکتا جائیگا

غرفہ مین چلمن اولٹکر بیٹھیگا آپ اگر ۔ جو اودھر سے جائے گا صورت کو تکتا جائیگا
جب وہ قاتل کند خنجر سے کریگا مجھکو ذبح ۔ خون ہر اک چشم جوہر سے ٹپکتا جائیگا
ہوگئی مجھ عاشق سے نفرت وصل کی شب بھی اگر ۔ ساتھ سوئیگا تو پہلو سے سرکتا جائیگا
حسن کیا پیدا کیا ہے بازوؤن نے آپکے ۔ جو کوئی دیکھے گا مچھلی سا پھڑکتا جائیگا
حاجت تحریر ہوگی نامہ لکھنے مین اگر ۔ جا بجا خون اپنی آنکھون سے ٹپکتا جائیگا
یار سے ہم کہہ سکینگے کسطرح احوال دل ۔ جب زبان کو ہوگی لکنت دل دھڑکتا جائیگا
شب کو اوٹھ جائیگا محفل سے جو وہ آتش مزاج ۔ آگے آگے شمع کا شعلہ لپکتا جائیگا
ذبح ہونے مین جو غش آئیگا ہمکو بار بار ۔ آب آہن منہ پہ وہ قاتل چھڑکتا جائیگا
اللہ اللہ کوچہ قاتل کی کیا تاثیر ہے ۔ جو کوئی آئیگا بسمل سا پھڑکتا جائیگا
ہے شب تاریک فرقت دل ٹھہر جائیگا تجھے ۔ میرے گھر سے جب کوئی جگنو چمکتا جائیگا
اب مرے عیسی کے گر پڑ تو فگن ہو جائینگے ۔ اے لطافت دم مین آئینہ کا سنکتا جائیگا

اوس حور کے در کو کبھی دربان نے نہ چھوڑا ۔ فردوس کے گلزار کو رضوان نے نہ چھوڑا
کیونکر چھپے تیرے لب خوشرنگ کی الفت ۔ سرخی کو کبھی لعل بدخشان نے نہ چھوڑا
پیدا ہے ہوا خاک سے آخر بھی ہوا خاک ۔ ہای پھر غرور اسپہ بھی انسان نے نہ چھوڑا
جسکو اسی کنوین بحر محبت مین ڈبویا ۔ عاشق کو تری چاہ زنخدان نے نہ چھوڑا
سلجھا کیا مشاطہ نے کنگھی سے بہت سا ۔ بل کہ ہے مگر گیسوے جانان نے نہ چھوڑا
پیدا اثر مژگان کا ترے دشت مین پایا ۔ قدمون کو مرے خار مغیلان نے نہ چھوڑا
پردہ ہوا باتون مین اغیار سے ایسا ۔ کیا قہر ہے چلمن کو بھی جانان نے نہ چھوڑا
ہے ہے حسینون نے کیا طائر دل صید ۔ زلفون سے چھٹا لشکر مژگان نے نہ چھوڑا
ہر شخص یہ ہوتا ہے تری جانب متوجہ ۔ دل آرزو و حسرت و ارمان نے نہ چھوڑا

کیا ضعف کی شدت میں گلا زور سے گھونٹا
زندہ تھے فرقت میں گریبان نے نہ چھوڑا

امید بر آئی نہ مرے طائر دل کی
صدقے ہی اسی کر گئے کبھی جانان نے نہ چھوڑا

اس صید فگن نے تو کئی بار چھوڑایا
پر دل کو مرے تیر کے پیکان نے نہ چھوڑا

اغیار کے سر کٹ گئے مشتاق رہے ہم
تلوار کا اک ہاتھ بھی جانان نے نہ چھوڑا

برسات میں برسا بھی تھم بھی گیا بادل
روتا مگر اس دیدۂ گریان نے نہ چھوڑا

ہای بار گنہ قبر مین سینے پہ لطافت
مر کر بھی تجھے کثرت عصیان نے نہ چھوڑا

گر محبت نہین آتا ہے ضرور آپ کو کیا
بندہ جیتا ہی کہ مرتا ہے حضور آپ کو کیا

خم لگا کے مرے منہ سے یہ کہا ساقی نے
اتنی سی مے مین بھلا ہوگا سرور آپ کو کیا

کاسہ ہائے سر مغرور سے کہتی ہی زمین
دیکھیے ٹھوکرین کھلوائے غرور آپ کو کیا

دوڑ کر ساقی مہوش کو گلے لپٹا یا
جان کی سمجھے کیا نشہ مین چور آپ کو کیا

دود آہ دل سوزان سے گھٹا دون دعوے
آسمان کھینچتے ہین گھیرے دور آپ کو کیا

دیکھا عاشق کے جنازے کو نکل کر گھر سے
سچ ہے تکلیف ہوی آج حضور آپ کو کیا

دفعتہً ہو گئے حضرت موسیٰ بیہوش
کبھی دکھلائی دیا تھا سر طور آپ کو کیا

ماتم غیر نہ کرنے پہ خفا کیون ہین حضور
خیر مین ہنستا ہون مجکو ہے سرور آپ کو کیا

خفگی کیون ہی چٹکتے ہین جو غنچے صاحب
زمزمہ سنج ہین گلشن مین طیور آپ کو کیا

ہمنے باندھی جو کمر کھینچ کے مرجانے پر
ہنسکے بولے کہ ہی جانا کہین دور آپ کو کیا

جان دیتے ہین جو عشاق تو بیکار ہے بحث
آئیے پاس مرے کیجئے دور آپ کو کیا

چار ہی دن کی ہی بس چاندنی یہ گورے گال
عارضی حسن پہ صاحب ہے غرور آپ کو کیا

حشر مین عاشق صادق سے ہی کہتا رضوان
آئیے ہوگا کہین شور نشور آپ کو کیا

آپ کیون گور غریبان مین نہ اٹھلا کے چلین
مینے مانا کہ لرزتے ہین قبور آپ کو کیا

جبکہ ہم حسن خداداد کی کرتے ہین ثنا
ملنیکے وہ طعن سے کہتے ہین حضور آپ کو کیا

ہجر کے صدمے اٹھاتے ہو لطافت تھیو
دل لگانا تھا حسینون سے ضرور آپ کو کیا

اوسکو فراشباب کا اے دل نہین ملا
معشوق جسکو حور شمائل نہین ملا

آئے اگر وہ نکہت گیسو تو پوچھ لون
آخر پیچے مین زلف کے تو مراد ل نہین ملا

کیا خوب حسن و عشق کے قصے سے بچگئے
صد شکر دل لگانے کے قابل نہین ملا

طینت مین عشق تھا یہ نہایت ہون بد نصیب
ناگاہ ایسے بخت پر کوئی خوش گل نہین ملا

ای آسمان مقابلہ کر میرے چاند سے
اس طرح گاہ تجھے مہ کامل نہین ملا

جوش جنون کی فصل مین کہتا ہی سرو باغ
صد شکر پاؤن بہر سلاسل نہین ملا

صورت تو اس سے ہوگئی اخلاص کی مگر
گردن مین ہاتھ کرکے حمائل نہین ملا

ہی بحر اشک جوش پہ آہین ہین متصل
لب سی لب اپنا صورت ساحل نہین ملا

زلفین دکھا کے تختۂ سنبل سے بولے وہ
مثل انکے تیرے پاس سلاسل نہین ملا

دون جان کیون نہ کھا کے غم عشق خط سبز
اس سے زیادہ زہر ہلاہل نہین ملا

رحمت خدا کی کہتی ہی سنکر مرے سوال
ایسا حریص تو کوئی سائل نہین ملا

قمری سی ہر چمن کی صدا ہی دکھا کے سرو
کسکو برائے عشق یہان دل نہین ملا

نرگس کی چشم کا مرے گل سے اشارہ ہے
جز تیرے کوئی دید کے قابل نہین ملا

انسان ہی کیا جو وادی وحشت مین میری آئے
حیوان کوئی سیکڑون منزل نہین ملا

دل مین مرے وہ غیرت لیلی نہان ہوا
بہتر نفیس اس سے جو محمل نہین ملا

صیاد سے چمن مین شگفتہ ہوے تو کیا
سچ ہے گلون مین خون عنادل نہین ملا

دنیا سے پہنچے تشنۂ دیدار تا عدم
پانی کا قحط تھا کسی منزل نہین ملا

اوس زہرہ وش کی ہجر مین ہین تنگ زیست سے
گرنے کو حیف ہے چہ بابل نہین ملا

پہنا کفن تو لاشۂ مجنون نے دی صدا
لیلیٰ کا ہاے پردۂ محمل نہین ملا

دنیا سے قبر قبر سے ہم تا عدم گئے
آرام اک گھڑی کہی منزل نہین ملا

سینے سی مین لگائے ہوے پیکان تیر یار
کیا دل کی پوچھتے ہو مجھے دل نہین ملا

ہر اک سی پوچھتے ہین مجھے طفل راہ مین
تمکو تو کوئی پہنے سلاسل نہین ملا

گلہاے باغ دہر کی دیکھی بہت بہار
پر کوئی دل لگانے کے قابل نہین ملا

اللہ ری لاغری کہ جو آیا غم فراق
ڈھونڈھا کیا بہت پہ مرا دل نہین ملا

آتا ہی بار بار اسے یاد وصل غیر
عاشق سے آپ مل تو گئے دل نہین ملا

ابروے یار کا مہ نو سے ہے یہ کلام
ابتک تو کوئی مد مقابل نہین ملا

کہتا ہی آفتاب کو دکھلا کے آسمان
پھرتا ہون سر بکف کوئی قاتل نہین ملا

فاروق تھا علی سا لطافت جہان مین
آپس مین اسلیے حق و باطل نہین ملا

یہ عالم ہی جنون مین لاغری و ناتوانی کا
بنا ہی طوق گردن مین ترا چھلا نشانی کا

یہ نقشا ہجر عالم مین ہے اپنی زندگانی کا
کوئی دم بلبلا ہے جس طرح جہان پانی کا

خزان کی فصل آ جائیگی اگر قتل عنا دل کو
پھرے گا حلق پر خنجر ہر اک برگ خزانی کا

دل و جان و جگر بہر ضیافت تن مین حاضر ہے
ارادہ ہجر جانان مین ہے غم کی میہمانی کا

تری میکش کے آگے گل سکیدی مین پھول ہوتے ہین
پیالی کی ہو جا ساغر شراب ارغوانی کا

تری بے اعتنائی پر ہون غش مانند موسیٰ کے
نہایت وجد ہی سنکر ترانہ لن ترانی کا

ہماری اشک چشم تر سے کہتا ہے ہر اک دریا
کہ مین ادنے سا اک شاگرد ہون تیری روانی کا

نشاط و عشرت و عیش و طرب کو ساتھ لیجائے
سفر کرتا ہے ملک جسم سے عالم جوانی کا

کسی گلرو کی چشم مست دیکھی مجکو غش آیا
عوض پانی کے چھینٹا دو شراب ارغوانی کا

ملی ہی ریگ صحرا جسم پر ذرے چمکتے ہین
ملا سرکار وحشت سے یہ خلعت کامدانی کا

ہم ایسے ناتوان ہین ایکدم مین غش [illegible] | اگر دل مین خیال آجائے لفظِ ناتوانی کا

مرے گھر کا پتا یہ پوچھتا پھر عشق آیا ہے | کہان پہنچے [illegible] دل آخر بلائے آسمانی کا

حسین کی چشم میگون و فقرہ پر جان جاتی ہے | لگا ہے میکشو کا تانتا شرابِ ارغوانی کا

سمجھ کر آبرو داران نخیلون کو نہ جا آ دل | سراب [illegible] دیا کرتا ہے دھوکا سب کو پانی کا

نہین سوجھ سر انسان کا ہلتا ضعفِ پیری سے | اشارہ ہے نہ پھر کر آئیگا موسم جوانی کا

نہین لازم ہی ایسی نفی تاکید اپنے عاشق سے | کیا محروم فقرہ کہہ کے تمنے لن ترانی کا

کیا مشہور حسن و عشق نے قصہ زمانے مین | تمھاری نازکی کا اور ہماری ناتوانی کا

اوٹھائے ہین جو صدمے حشر کو ہم کانپ اٹھینگے | فرشتے لائینگے پیغام جسدم زندگانی کا

حبابِ بحر کہتی ہین کہ آؤ غافلو دیکھو | مرقع بے ثباتی نے ہے کھینچا زندگانی کا

کبھی یاد سرِ نخیر اے دل محبت تھی حسینونکی | کبھی ہم بھی جوان تھے ہان مزا تھا زندگانی کا

نہ اپنے چاند سے منہ پر غرور آشنا کرو صاحب | جہان مین چاندنی دو دن کی ہے عالم جوانی کا

حیا کہتی ہے اونکی دور بیٹھا رہ شبِ وصلت | گلے مین ڈال باہین ہے اشارہ مہربانی کا

تری تلوار چلکر ہی خبر دیتی شہادت کی | صدا ہے تیر کی قاصد ہون پیغامِ زبانی کا

فقط تھا آشنا حسن ان حسینون کا الکین تک | ہوا عارض سے رخصت جبکہ خط آیا جوانی کا

شفق پھولی فلک پر شام کو جب موسمِ گل مین | کہا مستون نے شیشہ ہے شرابِ ارغوانی کا

نہین روحین تنون مین منشیِ قدرت کی صنعت سے | بیان ہو وصف کس سے ایسی الفاظ و معانی کا

حجابِ حرفِ لن مثلِ نقاب اکدن اوٹھاؤ تو | سناؤ طالبِ دیدار کو فقرہ ترانی کا

دلِ سوزان سے نکلی آہ [illegible] آنسو پیئے بیٹھے | دھوان اوٹھا دیا ہی آگ پہ چھینٹا جو پانی کا

کیے ہین وقتِ پیری جو [illegible] موئے سفید اپنے | خضاب اسکو نہ سمجھو سوگ رکھا ہے جوانی کا

گلون کا عشق پھولے منہ کی کھائی ہے [illegible]
[illegible] سے کرے دعوے جو بلبل ہمزبانی کا

سدا رکھتا ہی غلطان چھوٹ جانا آشنائی کا
گہر کے دل ہین ہے ناسور دریا کی جدائی کا

پڑا ہے عکس لکھنے مین ترے دست حنائی کا
ہوا ہر سطر خط مین رنگ زنجیر طلائی کا

چبھوتا خار غم ہی دل مین چھٹنا آشنائی کا
قلق پوچھے کوئی مچھلی سے دریا کی جدائی کا

بوقت نزع عزرائیل سے کیون خوش نہون ہوتا
سنایا حکم آکر جن دنیا سے رہائی کا

لڑا کر آنکھین آئینہ مین وہ خوش چشم کہتا ہے
تماشا دیکھنے آؤ غزالون کی لڑائی کا

تڑپ کر بے بلائے خود بخود وہ گھر مرے آئے
اثر اے آہ دکھلادے کبھی اپنی رسائی کا

مین دیکھون قابلیت سنگ اسود جو ہے
ہوا ہی قصد دہلیز صنم پہ جبہہ سائی کا

تمھارا رنگ کندن سا جو وقت غسل دیکھا
تو عالم موج دریا مین ہے زنجیر طلائی کا

کسی خورشید رو کے در پہ سجدے جا کے کرتا ہے
قمر کے داغ سے روشن نشان ہی جبہہ سائی کا

کمر میری فراق یار کے صدمون نے توڑی ہے
شب وصلت اثر دکھلائے آکر مومیائی کا

شفق آلودہ ماہ نو کو پاکر یار کہتا ہے
خجل کر دون اشارہ کر کے انگشت حنائی کا

کیا پیر مغان نے بند دخت رز کو شیشے مین
چھپایا قہر ہے رندون مین جامہ پارسائی کا

زبان موج وقت غرق تھی فرعون سے کہتی
خدا کی شان بندے بھی کرین دعوی خدائی کا

ملا روئے کتابی چاہیے ماتھے پہ افشان بھی
اسی مصحف پہ لازم حسن ہے لوح طلائی کا

حباب بحر دم مین ٹوٹ کے موجون سے کہتے ہین
بہت نازک ہی رشتہ اس جہان مین آشنائی کا

طبیعت مین شہنشاہی کی بو ہی جام جم لینگے
جہان دیکھے ہوئے ہین ہم ارادہ ہی گدائی کا

ورق دونون الگ ہو جائینگے تاثیر رقت سے
لکھونگا حال وصلی پر جو مین اپنی جدائی کا

ارادہ ہی لطافت بھی لگائے اب وہین بستر
شہنشاہ ہون کہ ہے ارمان جس در کی گدائی کا

ہمیشہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا
قائم ہو تو رکھون ابھی سیماب کا پھاہا

ہی زخم جگر پر مرے تیزاب کا پھاہا
مانع ہے شب و روز خور و خواب کا پھاہا

حسرت رو دیگا زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا
جراح سے مانع کہین سیلاب کا پھاہا

چھٹ جاے جو داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا
ہو تاج سرِ مہرِ جہان تاب کا پھاہا

پہنچا ہین دلِ غفلتِ ساقی سے ہی مجروح
جراح رکھے آکے مئے ناب کا پھاہا

خنجر سے مرے قاتل کا رکھو زخمِ گلو پر
درکار ہے اسطرح کی تیزاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان پہ ٹھہرتا نہین دم بھر
کرتا ہے عیان خاصہ سیماب کا پھاہا

تسکین ہوئی بلبل کو بہار آئی چمن مین
ہر برگ ہے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

سینے پہ مرے بعد ہین رکھتے مرا دیوان
ہر صفحہ ہے داغِ دلِ احباب کا پھاہا

دیکھا ترے جگنو کو ہوا دل مرا زخمی
رکھون گا ہر کرمکِ شب تاب کا پھاہا

دیکھا خطِ جانان کا لفافہ ہوئی تسکین
ویفر ہو کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

دیدے کوئی بیکار سپر گر مرا قاتل
ہو زخمِ دلِ رستم و سہراب کا پھاہا

بلبل کے جو نالون نے کیا چاک چمن مین
شبنم ہوئی زخمِ گلِ شاداب کا پھاہا

زلفین جو بنین آپ کی چین آگیا ہمکو
شانہ ہے کہ زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان سے جلا مرہم کافور
دکھلائے نہ کیون چھوٹنا مہتاب کا پھاہا

دل آرزوے وصل سے زخمی ہے شب و روز
رکھو پرِ پروانہ و سرخاب کا پھاہا

آئیگی تری روزنِ دیوار سے جب دھوپ
ہوگی مرے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

آنکھون پہ لگاتا ہون تو آجاتی ہے ٹھنڈک
عینک ہے ہر اک دیدۂ پر آب کا پھاہا

بیچین شبِ ہجر ہے میرا دلِ پر داغ
ہے چادرِ مہتاب کہ تیزاب کا پھاہا

آنکھین جو ملین رہگذرِ یار پہ سویا
تھا نقشِ قدم دیدۂ بیخواب کا پھاہا

دولت سے بخیلون کو زمانے مین ہے راحت
درہم ہے کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

ہین نفع رسان زینتِ دنیا سے مبرا
دیکھا نہ کبھی اطلس و کمخواب کا پھاہا

سوزانِ دلِ پر داغ ہی مرکر جو کفن مین
ہر پارہ کافور ہے تیزاب کا پھاہا

رحم آتا ہی غلطان ہی گہر دل مین ہے ناسور
ہاتھ آئے تو رکھدون ابھی گرداب کا پھاہا

مس کر کے ترے در سے رکھا زخم جگر پر
ممنون ہے مسجد کا نہ محراب کا پھاہا

کیا اُٹھون کہ زخمی ہی جگر صبح شبِ وصل
ہر گھاؤ پہ ہے فرش ترے خواب کا پھاہا

گو غافل و مجروح ہے دل غم سے لطافت
کہدو تو غزل مین ہو فقط خواب کا پھاہا

رہا یہ عالمِ سودا مین رعب و داب اپنا
جنون تاب جہان مین ہو خطاب اپنا

بہت عروج دکھاتا ہے آفتاب اپنا
اسے دکھاؤن کبھی ساغرِ شراب اپنا

سدا ہے نوحہ و ماتم گیا شباب اپنا
رکھا ہے سوگ نہین یہ سپید خضاب اپنا

زمین کی غرق کا ہی خوف رو نہین سکتا
کرم کرے مجھے دامن جو دے سحاب اپنا

یہی ہی قول جوانون سے زوال دنیا کا
کبھی فلک کے لڑکپن مین تھا شباب اپنا

یقین ہے اور کسی کی نہ آئیگی نوبت
شروع ہوگا اگر حشر کو حساب اپنا

سبق ہی موت کا طفلی سے ہمنے یاد کیا
کفن بغل مین رہا صورتِ کتاب اپنا

پسِ فرس کوئی دیوانہ دوڑا آتا ہے
بنا دے طوقِ گلو حلقہ رکاب اپنا

وہ ناز مین جو کرے میکشی لبِ دریا
اولٹ کے جام ابھی نذر دے حباب اپنا

شبِ فراق کا جاگا ہون نیند آجاے
جو قرض دین مجھے اصحاب کہف خواب اپنا

ہمیشہ سیر و سامان ہے تیر گریبان کی
کبھی تو کھینچ دے لنگیرہ اے سحاب اپنا

شبِ وصال ہی دوگالیان مین بولون سے
رکھو شمار تم اپنا نہ مین حساب اپنا

جھپک کے آنکھ کھلی جب تو صبح پیری تھی
مثال خواب کے تھا عالمِ شباب اپنا

حسین کو دیکھ کے اُٹھے ہین وصل ہو تعبیر
کہین گئے حضرتِ یوسف سی جا کے خواب اپنا

رہی ہین آکے کوئی دم جہانِ فانی مین
جو بے ثبات تجھے مسکن ہوا حباب اپنا

زمین مین نال گڑی جب مری تو بولی موت
کیا ہی تازہ مسافر نے پا تراب اپنا

ارنی سکار فگن ہم وہ صیدِ گریان ہین
ہوئے ہین ذبح تو پُرانمک ہی کباب اپنا

بنائے اسلیے صانع نے اونکے دو ابرو
نہ ہو غرور ہر اک دیکھ لے جواب اپنا

مرا کمال ضعیفی مین مجھسے کہتا ہے
مقامِ حیف ہے پیری ترے شباب اپنا

سوال ہو جو امامت کا قبر مین ہم سے
علی علی ہو **لطافت** فقط جواب اپنا

کام عاشق کا صنم تیغ قضا سے نہوا
اس طرف ایک اشارہ بھی ادا سے نہوا

جب کہا دل نے رہا زلفِ دوتا سے نہوا
ہنسکے وہ کہنے لگے میری بلا سے نہوا

دردِ الفت مین مفر مجکو قضا سے نہوا
کچھ دُعا سے نہوا اور دوا سے نہوا

جب تلک آیا نہ زبان پر مرے محبوب کا نام
معجزہ حضرتِ موسیٰ کی عصا سے نہوا

ٹھنڈی سانسون سے نہ اُس گُل کا کھلا غنچۂ دل
آہ سے کام ہوا وہ جو صبا سے نہوا

لاغر و زار وہ ہون راہ مین جب پاؤن پڑا
مین رہا یار کی نقشِ کفِ پا سے نہوا

زاہدِ خشک کا ہی زہد دکھانے کے لیے
بوریا ہیچ ہے خالی جو ریا سے نہوا

آئے سب مثل مسافر کے یہان اور گئے
کوچ کس شخص کا دنیا کی سرا سے نہوا

بنکے مانندِ حنا شوق قدمبوسی مین
رنگ قالین کا جدا اوس کفِ پا سے نہوا

دل مین کٹ کٹ گیا چمکا جو شبِ عید ہلال
ہمسر اے ماہ ترے ناخنِ پا سے نہوا

حسنِ محبوب کا چلمن مین ہی عاشق سے کلام
مطلب اے شربتِ دیدار کے پیاسے نہوا

واہ ری صنعتِ صانع کہ فطور اسمین
خاک سے آگ سے پانی سے ہوا سے نہوا

داغ ہاتھون مین حسینون کے لگا گئے کیا
انتقام آج تلک دُزدِ حنا سے نہوا

رنگ سب تیرا اگڑ جائیگا اے دشتِ جنون
سرخرو خار جو مجھ آبلہ پا سے نہوا

غافلو سر کو پٹک کر یہی کہتے ہین حباب
ہمکو دنیا مین ثبات آب و ہوا سے نہوا

سفرِ ملکِ عدم مین جو بٹا لیتے بوجھ
کام اتنا بھی ہمارے رفقا سے نہوا

دل کھنچا میرا بہر حال اوسی کوچہ کی طرف
منحرف قبلہ سے ہو قبلہ نما سے نہوا

ہم سسکتے ہی رہے وصل کی خاطر افسوس
رحم بت سے نہوا ظلم خدا سے نہوا

اور دانتون سی کہا دانت جو پیری مین گرا
تھام لیتے مجھے اتنا رفقا سے نہوا

ای لطافت ہی عجب طرح کی اسیر بلی
کونسا دفع مرض خاک شفا سے نہوا

ہی ضعف گریبان سے ڈہل جاے نہ تنکا
گردن مین مری طوق پڑا ہے کسی من کا

ہی قرب جو اوس افعی گیسو کے دہن کا
یاقوت کے بندے پہ ہی شک سانپ کی من کا

بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا
غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا
غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا

ہی بعد فنا شوق مری روح کو تن کا
آنسو نہ تھا صبح تلک شمع لگن کا

پروانہ صفت جل گئے اس بزم مین جب ہم
بد لا زن فرتوت نے کیا بھیس دلھن کا

معشوق بنی چشم خلائق مین ہے دنیا
دھیان آیا کسی بادہ کش تشنہ دہن کا

شیشہ کو تری بزم مین اچھو ہے جو ساقی
ہی قلعہ مرے گرد بچھونے کی شکن کا

کیا لاغری و ضعف مین بستر سے اوٹھون مین
حلقہ تھا گلے مین مرے آنول کی رسن کا

تھی روز ولادت ہی گلوگیر اسیری
نقشہ نہ بنا پر ترے بیساختہ پن کا

تصویر تو ہان مانی و بہزاد نے کھینچی
کانٹا بھی قفس مین اگر آجاے چمن کا

بلبل ہے یہ مشتاق ابھی دل مین چبھو لے
کافور کفن مین ہو مری صبح وطن کا

ہی شام غریبان نے جلا کر مجھے مارا
اس گھر مین چراغ آج جلا لعل یمن کا

عشق لب خوشرنگ سے روشن ہے مرا دل
ڈانڈا ہی بدخشان سے ملا شہر ختن کا

وہ گیسوے مشکین لب رنگین مین دبے ہین
ہی بزم حسینان سے سوا نور چمن کا

قطعہ
آیا ہی جو شب کو پے گلگشت وہ گل رو
جلوہ ہے شعلہ ہے عیان شمع لگن کا

تھالی مین ہی سرو اور سر سرو پہ قمری

ہر بار ہی عاشق کے جو سینے مین کھٹکتا
یہ دل ہے کہ پیکان ہے کسی تیر فگن کا

آئینہ مین وہ دیکھتے ہین چشم کی شوخی
صحراے حلب مین ہے رم آہوے ختن کا

سمجھا مہِ نو دیکھ کے مین در رسیدہ
پھر تازہ ہوا زخم دلِ چرخ کہن کا

وحشت کدہ دہر کی شاید ہے نشانی
کر دیتے ہین سب چاک گریبان کفن کا

کہتا ہے صدف سے یہ نکلکر درِ غلطان
ناسور کلیجے مین ہے دوریِ وطن کا

ستی مین کہی یہ مہِ بے نور پہ پھبتی
پنبہ ہے عیان شیشۂ گردون کے دہن کا

بوسے ہون عطا خط رخِ پُر نور پہ نکلا
خیرات کرو وقت ہے یہ چاند گہن کا

دیوانہ کو دنیا کے تعلق سے چھڑایا
ممنون ہون مین حشر تلک دزدِ کفن کا

وصفِ قدِ جانان مین بنایئن اسے مطلع
مصرع ہمین ملجاے اگر سرو چمن کا

کیا لطف دکھایا شبِ دیجور لحد مین
کافور سفیدہ جو بنا صبحِ کفن کا

سر پھوڑنے سے پہلے ہی سر ہو گیا فرہاد
تیشہ جو لیا ہاتھہ مین ماتھا وہین ٹھنکا

آفت مین پھنستا ہے بہت دوڑ کے چلنا
ملتا ہے پتا سم کے نشانون سے ہرن کا

مینائے شکستہ نہ سمجھنا اسے ساقی
ٹوٹا ہوا دل ہے یہ کسی توبہ شکن کا

ہوتا جو دہن کرتے یہ دعواے خدائی
بہتر ہی نہونا ہے حسینون کے دہن کا

آنکھہ اوسکی پڑی ہمپہ جو کین بزم مین آہین
تیرون سے شکار آج کیا ہمنے ہرن کا

ہو خون بھی اگر جمع تو دشمن ہے زمانہ
نافہ سبب قتل ہے آہوے ختن کا

مشتاق نجف ہند مین رہتا ہے لطافت
بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا

ہے سوال اوس سے سدا مرتبہ عالی کا
پنجۂ مہر مین عالم ہے کفِ خالی کا

قول ہے یہ کہ جدا اور [illegible] قالی کا
پائنامہ اپنے شرف ہی تری پامالی کا

[illegible] نہ سمجھہ [illegible] حالی کا
ہے سر دست حساب اپنی کفِ خالی کا

ہاتھ مین نہ ملا مرکے خوش اعمالی کا
کھل گیا حال سکندر کو کفِ خالی کا

بنے بوسون سے لبِ یار کے سرخ و کبود
رنگ مستی کا جما یہان نہ کبھی لالی کا

ماہِ نو اسلیے انگشت نما ہے ای چرخ
کام مستون مین ہے کیا اس قدحِ خالی کا

نہ اذان ہو نہ بجی صبح شبِ وصل گجر
سر موذن کا قلم ہاتھ ہو گھڑیالی کا

چشم بے اشک ہی عشاق کے آگے بیقدر
رتبہ کیا جوہریون مین صدفِ خالی کا

مثلِ طنبور نہو پیٹ کا ہلکا کوئی
حال دریدہ ہے کہتا شکمِ خالی کا

سفلہ گر صدر نشین ہے تو نہین فخر کی جا
مرتبہ کون سمجھتا ہے خسِ قالی کا

باغِ فردوس جو مشہور دو عالم مین ہے
ایک بوٹا ہے ترے پیرہن [illegible] کا

طالبِ امن اگر تو ہے تو ہو گوشہ نشین
صدمہ ہر راہ کی [illegible] کو ہے پامالی کا

تاج ہی داغِ جنون ریگِ بیابان خلعت
غل ہی ہر سو ترے مجنون کی خوش اقبالی کا

پھوٹ کر آبلۂ پا مرے کیا روتے ہین
صدمہ کانٹے کو پہنچتا ہے جو پامالی کا

جانبِ کعبۂ رخ جھک کے ہین کہتی ابرو
قابلِ سجدہ یہ قبلہ ہے خوش اقبالی کا

چہرۂ حور سے بہتر ہین وہ تلوے شفاف
پشت پا سے ہے یہان رنگ گلِ [illegible] کا

وصل مین عاشق و معشوق ہین دونون مجبور
[illegible] لی کا

منطقی کہتے ہین سب دیکھ کے وہ سیم دہن
خط ہی [illegible] اس مطلبِ اجمالی کا

ای مرے صدر نشین فخر سے سدرہ ہو نہال
رتبہ پائے جو تمھارے [illegible] قالی کا

عشقِ حیدر مین **لطافت** رہو سمجھے بوجھے
رنگ آئے کسے قالی نہ کسے غالی کا

دکھا کر شب کو منہ یہ قول ہے صحرائین کا لونکا
اوگل کر منہ سے کھانا چاہیے ایسے نوالونکا

وہ ابرو دیکھ کے یہ قول ہے صاحب کمالونکا
خدا کی شان مطلع ایک [illegible] جانب دو ہلالونکا

نظر مین ہر گھڑی بوٹا سا قد ہے نونہالونکا
ہری آنکھون [illegible] شاد ونکے تھالونکا

رہیگا گریہ مین آباد کوچہ خوش جمالونکا
نہ لیگا نام کوئی سجدون کا اور شوالونکا

تماشا دیکھنے قابل ہی وہ آنکھین ہین مرگان تیز
بجائے شیر مسکن ہے نیستان مین غزالونکا

ابھی تو آہنگی سے اے زمین افلاک پھٹ پڑتے
مہار اگر نہوتا عاشق غمگین کے نالونکا

صدا ہر صید کی صحرا مین یہ ہے اے شکار افگن
کہ بھوکا ہون تری بندوق کے منہ کے نوالونکا

لگا دی آگ اسنے لالی کبلکے ستی اپنے ہونٹو نپر
شفق آلودہ ہونا شام کو دیکھو ہلالونکا

دل ویران بسا رہتا ہے خوشچشمونکی الفت سے
یہ وہ صحرا ہی جسمین بستا ہی غزالونکا

ہوئی جب شمع روشن بزم مین منہکے فنا بولی
ہوا سامان او تکایہ بے منہ کے نوالونکا

شب وصل اس قمر نے ناخنونسے چٹکیان لیکر
تجب خاصت پھایا جسم عاشق پر ہلالونکا

نہین معلوم کس سینہ سپر کا آنا و ماتم ہے
خمیدہ غم سے ابتک ہین سپر رنگ ہالونکا

صدا ہے آسیا کی مین عجب برگشتہ قسمت ہون
جہان مشتاق رہتا ہے مرے منہ کے نوالونکا

نہین ہے سبزہ خط ہین نمایان نیل عارض پر
لیا تھا خواب مین عاشق نے بوسہ انکے گالونکا

دکھا کر نقش نعل توسن جانان زمین بولی
فلک پر اک مہ نو ہے یہان مجمع ہلالونکا

ملال و صدمہ و اندوہ و حرمان و الم یارو
ہر اک ہی نام مجھ مہجور کے منہ کے نوالونکا

خبر دیتے ہین اے مشاطہ جو ہر صاف عاشق کو
لیا غیرون نے آئینہ مین بوسہ انکے گالونکا

مہ نو دیکھ کر ہر ماہ مین وہ یار کہتا ہے
ہمارے ناخنون مین ہی کرشمہ ان ہلالونکا

غزل مین قافیہ ہر طرح کے موزون کیے ہمنے
لطافت کیا کرین یہ ڈھنگ ہے صاحب کمالونکا

روکے مین اونکی نظر پھر گر گیا
آبرو پر آج پانی پھر گیا

گیسوون مین یار کے دل پھر گیا
سو بلاؤن مین اکیلا گھر گیا

ٹیکرے مستون کا مجمع پھر گیا
آسمان پر ابر آکر گھر گیا

حلق پر قاتل کا خنجر پھر گیا
ڈوب کر میرے گلے مین تر گیا

سخت جانی ہاے ہم کٹ کٹ گئے
خنجر قاتل گلے پر کر گیا

دل چرا کر مجھسے فرماتے ہین وہ
ڈھونڈہتے کیا چیز ہو کیا کر گیا

کیا بہت میٹھا تھا عاشق کا لہو
خنجر سفاک کا منہ پھر گیا

قتل سے میری خوشی ایسی ہوئی
منہ پہ اوس خنجر کے پانی پھر گیا

عشق مین شیرین و خسرو بچ گئے
رنج سارا کوہکن کے سر گیا

ایک دو بوسونپہ قیمت آرہی
بھاؤ ایسا جنس دل کا گر گیا

کی چڑہائی فوج خط نے اے صنم
لشکر مژگان کا لو منہ پھر گیا

مہربانی عشق کی جبسے ہوئی
لاکھہ ارمانون مین یہ دل گھر گیا

رفتہ رفتہ دل مین گھر ہو گا مرا
آج غیر اونکی نظر سے گر گیا

ای زلیخا قید یوسف کو کیا
نام فرد عاشقان سے گر گیا

ای لطافت آنکھہ پھیری یار نے
دفعتہً سارا زمانہ پھر گیا

جونہی آیا فقط اُمت مین پیغمبر ہوا
میرا پیغمبر ہے وہ محبوب جو آکر ہوا

دل مرا ٹوٹا جو چکناچور ہر ساغر ہوا
ہاتھہ پڑتا محتسب بیدرد کا پتھر ہوا

آیہ بشری ہے شاہد جانشینی پر ہوا
فرش خواب مصطفے پھر علی بستر ہوا

سب خوشی بھولا خیال ابروے دلبر ہوا
دل کو عاشق کے ہلال عید اک نشتر ہوا

مرتضے و مصطفے دونون بنے اک نور سے
بنگیا کوئی امام اور کوئی پیغمبر ہوا

خواہش عزت اگر ہے تو وطن سے تو نکل
آبرو پائی جو دریا سے جدا گوہر ہوا

ہجر کا جاگا ہوا تھا چین سے نیند آگئی
پھر پروانہ جسم شمع جب بستر ہوا

کیا ہی مجھ وحشی کو دربان کی اجازت سے غرض
سر جو ٹکرایا تری دیوار سے اک گو ہوا

جب شب وصلت ہوئی آخر دیا کیا میرا ساتھ
صبح نے پھاڑا گریبان پھر تنگے بکھر ہوا

ہے سدا گوشہ نشینی سے جہان مین آبرو
قطرۂ نیسان صدف مین جب رہا گوہر ہوا

جاکے اوس کوچہ مین کیسی نیند آئی چین سے
نقشِ پاے یار مجھ پامال کا بستر ہوا

شمع روشن ہو کے کرتی ہے سلاطین سے کلام
سر زمانے مین کٹا جو صاحبِ افسر ہوا

کہہ رہے ہین یہ زبانِ حال سے موے سیاہ
زلف کے سودے کو پیدا عاشقونکا سر ہوا

فصلِ گل آتے ہی نکلی شیشہ و خم سے شراب
مست کیسے بادہ تک بھی جامہ سے باہر ہوا

عشق کے جھگڑے بکھیڑون سے تو ہو جاتی نجات
ہاے سینے مین نہ کیون دل کی جگہہ پتھر ہوا

بڑھ گیا اے چرخ فکرِ قوت سے دورانِ سر
آسیا کی طرح گھر بیٹھے مجھے چکر ہوا

مال ہی کیا مال منعم آدمیت چاہیے
فخر کیا گر مثلِ ہدہد تاج زیبِ سر ہوا

ہون وہ دیوانہ نہ نکلی خون کی ایک بوند بھی
آبِ آب اکثر رگون مین ڈوب کر نشتر ہوا

حلقہ حلقہ گرد جب پھرنے لگے عاشق تمام
شمع وہ محبوب فانوسِ خیالی گھر ہوا

قطعہ

جب وہ آئے میکدے مین طرفہ کیفیت ہوئی
لڑکھڑائے مست ساقی جامے سے باہر ہوا

گردنین شیشونکی اوٹھین بڑھ گئے دستِ سبو
دور سے محوِ نظارا دیدۂ ساغر ہوا

خونِ ناحق کے جو قطرے ٹپکے مُہرین جم گئے
خنجرِ قاتل ہمارے قتل کا محضر ہوا

خونِ ناحق عاشقِ صادق کا ثابت ہو گیا
جب شہادت کی گواہی کو زبان خنجر ہوا

گرم صحبت عرش پر معراج مین برسون رہی
سرد احمد کا نہ دنیا مین مگر بستر ہوا

فرش بہرِ غیر بچھوا کر وہ بولے طعن سے
لو تمھارے بخت کے سونے کو یہ بستر ہوا

اے زلیخا ہے مرا دلبر نصیری کا خدا
فخر کیا تیرا اگر معشوق پیغمبر ہوا

لوگ سجدے کرتے ہین اللہ رے تعظیمِ جنون
تن پہ مجھ وحشی کے پڑ کر بت ہر اک پتھر ہوا

اے لطافت جسنے کی دنیا مین مدحِ اہلبیت
بیت کے بدلے عطا فردوس مین اک گھر ہوا

سیم تن کرتے ہین کشتہ دلِ بیتاب اپنا
چاہ مین حال ہوا صورتِ سیماب اپنا

سرنگون ابروئی جانان کے تصور مین ہین ۔ سجدہ صد شکر ہوا ہے تہ محراب اپنا

نافہ سے اوس بم خوبی کے نہوگا ہمسر ۔ سر پھرا آتا ہے ہیبت سے بحر مین گرداب اپنا

دیکھتے ہی نہین وہ خط کی عبارت قاصد ۔ کھول کر نامہ فقط پڑھتے ہین القاب اپنا

رات بھر مجکو نظر آیا تھا سامان وصال ۔ رشک مانع ہے بیان کس سے کرون خواب اپنا

دعوی ہمسری اسکے رخ رنگین سے واہ ۔ دیکھے منہ نہر چمن مین گل شاداب اپنا

آفتاب آج بڑی شان سے نکلا ہے صنم ۔ اسکو دکھلاؤ ذرا جام مئے ناب اپنا

ہوگا عاشق کی لحد پر نہ اندھیرا شب دفن ۔ دل جلائینگے عوض شمع کے احباب اپنا

سجدے کرتے ہوی جاتے ہین زمین پر ہر گام ۔ قد جو پیری سے ہوا صورت محراب اپنا

زلف دلدار کا رہتا ہے تصور ہر رات ۔ اس سبب سے ہے پریشان ہر اک خواب اپنا

جاؤن مین زلف کا سودائی اگر دریا مین ۔ طوق پہنائے گلے مین مرے گرداب اپنا

ہاتھہ پر رکھہ کے وہ سیماب یہ بولے مجھسے ۔ لائیے سامنے اسکے دل بیتاب اپنا

بی نقاب آئین جو وہ بام پہ تو ہو یہ خجل ۔ پردہ ابر سے منہ ڈھانک لے مہتاب اپنا

ہائے منظور ہے تعبیر بری دے کوئی ۔ مجھسے غیرون مین وہ کہتے ہین کہو خواب اپنا

برق ہے موج ہی سیماب ہے شعلہ ہے مگر
سب سے بڑھکر ہے **لطافت** دل بیتاب اپنا

عجب جبر ہے کہتا نگار ہے میرا ۔ کہ دل ترا ہے مگر اختیار ہے میرا

مرے پہ بھی یہ عروج و وقار ہے میرا ۔ جنازہ چار کے کاندہے سوار ہے میرا

صدا ہی زلف صنم کے لیے دل عشاق ۔ بڑی ہی ساکھہ بڑا اعتبار ہی میرا

وہ دل اگر لیے جاتے ہین اے جگر نہ تڑپ ۔ پرائی چیز پہ کیا اختیار ہے میرا

وہ زلف چشم سے کہتی ہے پا کے عاشق کو ۔ جگر ہے صید ترا دل شکار ہے میرا

مرے گناہ یہ بخشے ہین اسکی رحمت سے ۔ ترا حساب نہ ممکن شمار ہے میرا

عدم کے قافلے والو نہ یون بڑھے جاؤ
مناسب ایسی جگہ انتظار ہے میرا

فراق یار مین کہتی ہے حسرت مردہ
نہ سمجھو سینۂ عاشق مزار ہے میرا

صدا نفس کی یہ ہر دم ہے ابکی آون نہ آون
کہ مستعار ہون کیا اعتبار ہے میرا

وہ بیثبات ہون مین ڈوب کر ہی موت آگئی
نہین حباب کا گنبد مزار ہے میرا

حریص دیکھ کے انسان کو کہتی ہے دنیا
بچا سکے گا کہین یہ شکار ہے میرا

دکھا کے نقش قدم انکا سب سے کہتا ہون
پڑھ آؤ فاتحہ فرضی مزار ہے میرا

جنون مین کر دیے اے قیس و کوہکن حصے
تمھارا دشت و جبل کوے یار ہے میرا

سکھاتا ہے سکندر کہ ہے نشان باقی
ہر ایک آئنہ دیکھو مزار ہے میرا

ہرا شباب ترا حسن پا کے بولا عشق
یہ دو نو تو ہین فقط انتظار ہے میرا

ہمارے نالون کو سنکر وہ غیر سے بولے
عجب صدا ہے کہ دل بیقرار ہے میرا

بجا ہے حسن سے چہرہ نہ پہ کیا حسینون کے
جہان مین دیدہ کے قابل غبار ہے میرا

یہ حسن قہر کا دیکھون تو کیون نہ مین تڑپون
تمھین بتاؤ کہ کیا اختیار ہے میرا

صدا ہے رحمت غفار حشر کو ہوگی
چلی چلے کدھر امیدوار ہے میرا

گیا ہے گیسوے جانان مین دل الٰہی خیر
سفر مین ہاے غریب الدیار ہے میرا

کسی نے یار سے پوچھا مجھے تو فرمایا
یہ ایک طالب و امیدوار ہے میرا

سگ حبیب کا ہے دانت قبر منہ پھیلائے
یہ دو گرسنہ ہین اک جسم زار ہے میرا

ہمیشہ گرد وہ تصویر قیس بنتا ہے
مصور و یہ جنون زا غبار ہے میرا

یہی تو اول و آخر عدم ہوے مشہور
کمر ہے یار کی یا جسم زار ہے میرا

نشان کھینچ کے کوچہ مین انکے کہتا ہون
خدا نصیب کرے یہ مزار ہے میرا

سحر کو شمع کے شعلے کا جھلملانا دیکھ
کہ ماجراے دل بیقرار ہے میرا

دکھا کے روح کو کہتی ہے دوش پر میت
کہ مین سوار ہون پیدل سوار ہے میرا

زہے شرف جو لطافت امام عصر کہین
کہ یہ بھی منتظر امیدوار ہے تیرا

بلبل کو ہنسکے باغ مین اُسنے رولا دیا
غنچون کی بات کھولی اگر مسکرا دیا

بوسہ لیا تو دل تھین اسے دلربا دیا
الفت مین کام آیا ہماری لیا دیا

امید کیا بھلائی کی اخوانِ دہر سے
یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا

روزِ ازل جو خلق کیا حق نے حسن و عشق
معشوق آپ کو ہمین عاشق بنا دیا

کفارہ اِس گناہ پہ دل دونگا یار کو
کیون آنسوؤن کو آنکھ سے مینے گرا دیا

ای آسمان خوب تری گھات بن پڑی
لے اُٹھ تو چین آیا کہ مجھکو مٹا دیا

مدت کے بعد جا کے لحد مین لگی تھی آنکھ
کیون غافلون نے شانہ ہلا کر جگا دیا

ہوتے ہی صبح جانے پہ وہ مستعد ہوے
کیون بوسے لے کے وصل مین مینے جگا دیا

مانی سے کھنچ سکا نہ رخِ صاف جب ترا
حیران ہوکے آئینہ آخر بنا دیا

کمسن تھے نزع مین مجھے دیکھا تو ڈر گئے
افسوس پاس سے نہ کسی نے ہٹا دیا

لپٹا جو حسن دیکھ کے عاشق شبِ وصال
شرمائے وہ تو شمع کو جل کر بجھا دیا

غیرت نے دی صدا کہ نہ کھو آبرو ٹھہر
بہرِ طلب جو ہاتھ طمع نے بڑھا دیا

روزِ ازل بنا تھا جو عاشق کا کالبد
تھا آب و گل مین عشق بھی شاید ملا دیا

پنہان کیا ہے قلبِ مکدر مین عشق کو
اس آگ کو ہی راکھ مین ہمنے دبا دیا

پھولا اگر بہار پہ اپنی چمن مین گل
پتون نے ہاتھ مل کے خزان کا پتا دیا

کہتا ہی ماہِ نو کو دکھا کر وہ تیغ زن
اوچھا سا ایک ہاتھ ادھر بھی لگا دیا

بازارِ عشق مین مرے یوسف کا پا کے حسن
قیمت کے بدلے آنکھون نے ہی دل لگا دیا

باقی رہتی عاشق و معشوق مین دوئی
کیون حسن و عشق کو نہ خدا نے ملا دیا

لہو و لعب جہان کا لطافت کیا پسند

اقرار تو نے عالم زر کا بھلا دیا

خون چکان ہے جو ہر اک دیدۂ گریان میرا
دامن گل سے زیادہ ہے گریبان میرا

ہنسکے وہ بولے گرا جب دل نالان میرا
شور مشہور نہو چاہ زنخدان میرا

فرق مجنون پہ لگا سنگ تو آئی یہ صدا
کچھ نشان چاہیے سر پہ ہے یہ احسان میرا

لے کے دل بوسہ لب اُسنے دیا جب تو کہا
خاک کے مول بکا لعل بدخشان میرا

جوش وحشت مین سب اشعار کیے ہین موزون
کیون نہ مصرع ہو ہر اک دست و گریبان میرا

دل مین آتا ہے غم یار تو کہتی ہے روح
میزبان اسکی ہون مین اور یہ مہمان میرا

چھین کے دل کو کہان آپ لیے جاتے ہین
کہ نکلنے نہین پایا ابھی ارمان میرا

بوسہ دیتے ہین تو وہ ناز سے فرماتے ہین
کیجیے شکر نہایت ہے یہ احسان میرا

سر نو فصل جنون مین ہے اشارہ کرتا
ہان فقط چاک سے باقی ہے گریبان میرا

غیر کیا چیز ہے صدمے جو ترے سہہ جائے
یہ کلیجہ ہے یہ دل اے شب ہجران میرا

خون فرہاد بہا جب تو یہ تیشہ نے کہا
رنگ لایا ہی عجب سر پہ یہ احسان میرا

کرکے بیدل مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
آپ کے دل مین رہے تھر ہے ارمان میرا

موسم گل مین عمامے کو جو رکھا باقی
بادہ خوار و سر واعظ یہ ہے احسان میرا

جا کے گیسو ہے بنا حسن سے آہونکا دہوان
ہای مجسّم سر جانان پہ یہ احسان میرا

حیف صد حیف جوانی مین نہ کی قدر شباب
ہائے آزردہ چلا مجھسے یہ مہمان میرا

باہین گردن مین مرے ڈال کے وہ کہتے ہین
اب بھی کہیے گا کہ نکلا نہین ارمان میرا

قول آئینہ کا ہی جب سے وہ عارض دیکھا
نہ کبھی بند ہوا دیدۂ حیران میرا

قیس کو میرے جنون سے ہے بھلا کیا نسبت
کانپ جائے نظر آئے جو بیابان میرا

تنگ پوشاک سی رہتا ہو نہین دیوانہ زار
کیون گلا گھوٹنے آیا ہے گریبان میرا

اشک خونین کے سدا پھول بھرے رہتے ہین
گلفروشون کا سبد ہے کوئی دامان میرا

وقت پیدائش انسان سے ہے صدا دنیا کی
رنج و غم کھانے کو آیا ہے یہ مہمان میرا

جس قدر آج ہو تاریک زیادہ ہی خوب
مانگ بے بخت سیہ ای شب ہجران میرا

جان پر آج بنی ہے تو بگڑ بیٹھا ہون
خاتمہ اب ہے ترا یا شب ہجران میرا

دیکھ کر حسن غش آنے جو لگا اسنے کہا
سونگھ لو آکے قرین سیب زنخدان میرا

ہین کبھی دیوانون کا ہمدرد ہون کہتا ہے دل
پنجۂ مہر مین رہتا ہے گریبان میرا

آپکی زلف کے اشعار مین مضمون ہین بندھے
جمع رکھیے گا یہ دفتر ہے پریشان میرا

دشت مین مرغ جنون کا جو شکار آئیگا
تیر چاک اور کمان ہوگا گریبان میرا

قول آئینہ کا ہے پردہ دری خوب نہین
خود نظر آؤگے دیکھو تن عریان میرا

آرزو ہے کہ علی حکم کرین قرب صراط
ہان لطافت سے کہو تھام لو دامان میرا

فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ابھی جاتا رہے ہے درد و ملال و رنج و غم سارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را

محبت کے بکھیڑون سے ابھی ہو جا چھٹکارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را

کہے مشاطہ ہاتھ آیا عجب آئینہ حسن آرا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را

گمان مستون کو ہو ساقی لیے ہے شیشہ کیا پیارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را

یہ کی ہے نذر سمجھون جان کو بھی پھر نہ مین پیارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را

وہ عاشق ہون جو مجکو سلطنت ہو صورت دارا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

رخ شفاف جانان کو اگر دیدون حلب سارا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

مقام شرم ہے ایسی عطا کیا چیز ہین دونون
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اگر ہوتی حکومت تو اجازت حسن سے لیتا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

دکھایا حسن و بینا پنا ہے دل کیا ہین یہ دونون   بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را
قسم کھاتا ہون آ تو بشاط مین وہ رخ اگر دکھلا   بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بہار کوچۂ جانان سے دل بہلاتی ہے   کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلی را
حسین آباد کو گر دیکھین تو بھولین جا حافظ و سعدی   کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلی را
پڑی کیا لوٹ ہین معشوق جب سے ہین بنا عاشق   چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را
نہایت شوخ ہین چالاک ہین عیار ہین بیشک یہ   چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را
ہزارون عاشقون کو سادگی نے آپکی مارا   به آب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را
وہ مکھڑا بھولا بھولا گورا گورا ہے عجب پیارا   به آب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را
کہا روز ازل صانع سے انکے حسن ذاتی نے   به آب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را
بنا کر آئنہ اس رخ کی جا لکھا مصور نے   به آب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را
سر بازار جب آیا صدا دی حسن یوسف نے   که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را
لکھا تھا کاتب تقدیر نے یہ روز اول سے   که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را
مرے محبوب و یوسف کو دکھا کر حسن نے پوچھا   که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را
کمر اسواسطے ہر دم ہی باندھے وہ ستم آرا   که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را
بنایا وہ دہن معدوم صانع کا یہ مطلب تھا   که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را
کیا ہی روح کو بند اسلیے اللہ نے دل مین   که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را
دلا کہنا ہمارا مان الفت مین کہ سنتے ہین   جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
سنو کہنا مرا تم بھی کہ در گوش کرتے ہین   جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
محبت مین تمھاری گالیان بھی ہین عجب شیرین   جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را
برا عاشق کو کہنا تجھے اے ناصح نہین پھبتا   جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را
کہا فرہاد نے اپنی برائی سنکے شیرین سے   جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را

سوال بوسہ پر دی یار نے گالی تو یہ پوچھا	جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

لطافت کچھ ثنا اُس کان کے جھالو کی موزون کی
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را
لطافت کنگنی کے یہ مصرع صدا ہے روح حافظ کی
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را
ہر اک مصرع پہ حافظ کے لطافت کہہ نیا مقطع
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

آجکل دست جنون حد سے سوا چالاک تھا
چھپ نہ جاتا تو گریبان سحر تو چاک تھا

آشنائی مین یہ دل مشتاق تھا بیباک تھا
کھا گیا غوطہ وہین دھوکے سی جو پیراک تھا

کوئی آدم کی مصیبت پر نہ یون غمناک تھا
بیش ازین کب خلد مین گندم کا سینہ چاک تھا

ہائے کیا دن تھے گناہون سے جو ہر دم پاک تھا
آبرو سے کوچہ دلدار کے مین خاک تھا

بلبل و گل ہوگئے یکرنگ جب آئی بہار
وان گریبان چاک تھا منقار مین یان چاک تھا

ہائے کیون عاشق ہوا مین ان بتان مہ جبین
حسن ان مٹی کے پتلون مین بھلا کیا خاک تھا

کہکشان کو دیکھ کر وحشت مین عاشق نے کہا
ہو گیا ثابت کبھی دامن فلک کا چاک تھا

کس بھروسے پر کیا انسان نے دنیا مین غرور
ابتدا بھی خاک تھا اور انتہا بھی خاک تھا

غیر سمجھے تھے جسے چلمن در دلدار مین
یار کے پیش نظر میرا دل صد چاک تھا

روح قالب سی نکل کر پھر نہ آئی حشر تک
جسم خاکی ملگجی اُترسی ہوئی پوشاک تھا

جب بہار آئی ہوائے گل مین سودا ہوگیا
ایک اک پر بلبل گلزار کا صد چاک تھا

مار ڈالا ابھی جلایا بھی تمھارے حسن نے
زہر خط سبز تھا خال سیہ تریاک تھا

اہل دنیا کی طمع نے کر دیا بے آبرو
دُر ملا قسمت سے تو سینہ صدف کا چاک تھا

رزق طفلی مین تو پایا ہے جوانی مین ہراس
اب نہ کیون دیگا دیا تھا جب کچھ ادراک تھا

وصلت دلدار کی کسطرح لکھتا لذتین
تھی دوات آلِ چشمِ تر سینہ قلم کا چاک تھا

ہائے کیون لائی مجھے تقدیر دنیا کی طرف
جز گنا وصل مہ رو رنج اس زمانہ پر کیا آتا تھا

وہ نہانے آئے جب حمام مین عاشق تھے جمع
دم مین اشرفیون سے ملا کیسہ ادراک تھا

تنگ کی جا تھی جنون مین کیا پہنتا بعد ازیں
جامۂ عریانی اوپر کی [illegible] تھا

ہائے پہلو سے نکالا تمنے کیون پہلے نہ دل
اتنی سی تو بات تھی الفت کا قصہ پاک تھا

ملکے جسمِ یار کیا لوٹے مزے حمام مین
مصلحت سے تو نہ خالی کیسہ ادراک تھا

تیرے دندان کی صباحت سے دہن کی بو سے یار
صبح کو رشکِ گلِ شب بو مسواک تھا

عشق مین یوسف زلیخا دونون یکسان ہو گئے
انکا دامن چاک تھا انکا گریبان چاک تھا

ساتھ ہی دونون کو جو روزِ ازل پیدا کیا
جنت عاشق کیا مین گردشِ افلاک تھا

وائے ناکامی عجب حصے ملے روزِ ازل
بہر گردش یا مری تقدیر تھی یا چاک تھا

پہلے کفنی آ کے پہنی اور آخر مین کفن
ابتدا سے انتہا تک مین گریبان چاک تھا

اب کفن پہنا تو اے غافل نہ سمجھا نیک و بد
دیکھتا تھا دن پہنتا جیب ہی پر چاک تھا

ای لطافت لیگیا پہلو سے وہ دل چھین کر
کس قدر عیار تھا بیباک تھا چالاک تھا

گورے گالون پر خطِ شب رنگ پیدا ہو گیا
لو مجسم یار کی زلفون کا سایا ہو گیا

کس سے پوچھون کون سے دلبر پہ شیدا ہو گیا
دل ابھی تک تو مرے پہلو مین تھا کیا ہو گیا

کیون محبت کی تہون سے حال کیسا ہو گیا
ہائے اس اچھے بھلے دل کو مرے کیا ہو گیا

کچھ خوشی کچھ رنج کچھ امید تھی کچھ مجکو یاس
جب بلایا اسنے گھر مین اور پردا ہو گیا

گل کھلا کر تازہ ہر اک کو دکھاتی ہے بہار
ٹکڑے ٹکڑے یون ہی بلبل کا کلیجا ہو گیا

ہائے رونے مین نہ دیکھا حسن بھی معشوق کا
چادر آنکھون پر پڑی اشکون کی پردا ہو گیا

نازسی جب رکھدیا چھاتی پہ اس دلبر نے پاؤن
ہاتھ بھر خوش ہو کے عاشق کا کلیجا ہو گیا

ایسے لینے پر جو بگڑے تو عاشق نے کہا
مصحفِ رخسار پر قرآن کا دھوکا ہو گیا

اسقدر ہیں ہاتھ بھی تصویرِ یار نے دیکھا مجھے
پرزے پرزے دل ہوا ٹکڑے کلیجا ہو گیا

... نیکے ہیں خط کا منھ
ہر نگہ کی گرد سے آئینہ میلا ہو گیا

ہاتھ ... جو آکر پاس دل لینے کو وہ
بڑھ کے اِس پہلو سے اُس پہلو کلیجا ہو گیا

... اس شوخ کے آگے کہتے ہیں عقیق
عشق میں پتھر کا بھی ٹکڑے کلیجا ہو گیا

حشر کی کرتا ہے پیدا خود ہی جو عمدہ ہو مال
حسنِ یوسف باعثِ عشقِ زلیخا ہو گیا

... ہیں تو نے بھی مثلِ آسمان پیسا مجھے
دے کے جان اُجلا کفن پایا تھا میلا ہو گیا

گیا قدم چلتا تھا گھوڑا یار کا عاشق تھے جمع
پتلیوں کا باغ میں دن کو تماشا ہو گیا

رفتہ رفتہ کی ترقی خوب قدِ یار نے
پہلے بوٹا بعد سرو آخر کو طوبیٰ ہو گیا

ڈال کر باہیں گلے میں اسنے پوچھا ناز سے
اب تو دل ٹھہرا کہو ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

فخر سے کہتا ہے وہ محبوب سب عشاق میں
لطف ہے عاشق لطافت بھی ہمارا ہو گیا

جوبن آئینہ میں دیکھا وہ حسین شاد ہوا
دھوم ہے شہر حلب حسن سے آباد ہوا

میں فنِ عشق میں جب قیس کا استاد ہوا
دل لگایا تو محبت کا سبق یاد ہوا

کوچۂ زلف میں دل جا کے بہت شاد ہوا
ہائے برباد ہوئے ہم تو یہ آباد ہوا

فکرِ معشوق ہوئی عشق پھر استاد ہوا
ہائے بھولا ہوا آموختہ پھر یاد ہوا

سنبل کی نسو کھ کے پھر عاشقِ ناشاد ہوا
منہ لگانا ترا پھر باعثِ فریاد ہوا

نالۂ دل مرا ہر رنگ میں استاد ہوا
قہقہہ وصل میں تو ہجر میں فریاد ہوا

طفلِ اشک آنکھ سے نکلے مرادِ دل شاد ہوا
فخر مجھکو سببِ کثرتِ اولاد ہوا

ملکے ابرو تیری اک مطلعِ استاد ہوا
دونوں آنکھیں ہیں کہ دو مرتبہ ہی صاد ہوا

غمِ خزان کا نہ بہار آنے سے دل شاد ہوا
سرو کی طرح میں اس باغ میں آزاد ہوا

غل مچا تا میرا اثر ہتا ہی گیا ہجر کی شب — آہ سے نالہ ہوا نالہ سے فریاد ہوا

میرے اشعار کے مضمون جو کسی نے کاٹے — دل کے ٹکڑے ہوے گویا غم اولاد ہوا

عشق کر کے دل شیدا نے مجھے ذبح کیا — ہاے پہلو مین رہا جو وہی جلاد ہوا

ہمکو عادت ہی حسینون کے ستم سہنے کی — پوچھتے رہتے ہین کوئی ستم ایجاد ہوا

تیری تصویر بنا ہین نظر آجاے حسن — اس غرض سے کو بی مانی کوئی بہزاد ہوا

ہڈیان کھانے کو آتی ہی ہما چپستے ہین — مر کے بھی گھات سے غافل نہین صیاد ہوا

کان دہر کر وہ سُنا کرتے ہین محفل مین ستار — یہ بھی درپردہ ہماری کوئی فریاد ہوا

رنج سہتے ہین خوشی سے جو ہمیشہ عشاق — یہ بھی شاید کسی معشوق کی بیداد ہوا

صاف صاف آکے کہی منہ پہ جو تھی حیرانی — آئنہ سامنے اُنکے مری روداد ہوا

کچھ تو سر پھوڑنے کی داد مجھے ملجاتی — ہاے زندہ نہ مرے وقت مین فرہاد ہوا

مین وہ دیوانہ ہون بدلی مرے سایے نے جو تیر — جان آئی کوئی مجنون کوئی فرہاد ہوا

دل پھنسا یا تری تقریر نے ای غیرت گل — جانتے تھے جسے بلبل وہی صیاد ہوا

تیرے شاگرد ہون استاد لطافت تو ہی لطف
فخر کیا تو ہی جو شاگرد ہون کا استاد ہوا

جوانی تھی مزے تھے لطف معشوقون سے حاصل تھا — ہمین ہان یاد تو آتا ہی سینہ مین کبھی دل تھا

فدا مانند مجنون بلبل خود رفتہ کا دل تھا — سحر کو رشک لیلی بو بھی غنچہ مثل محمل تھا

روان شوق شہادت مین جو سوی کوی قاتل تھا — یہ بھی خود رفتگی آگ کبھی مین تھا کبھی دل تھا

خوشامد لاکھ کی بندون نے پر مطلب نہ حاصل تھا — یتو دعوی خدا ہونے کا حق یہ ہی کہ باطل تھا

سواری اُسکی جب نکلی تو پروانہ مرا دل تھا — مثال شمع تھا وہ شعلہ رو فانوس محمل تھا

ادہر اُس مہروش کی یاد مین مضطر مرا دل تھا — ادہر شب بھر جو آغوش فلک مین ماہ کامل تھا

کلام یار پر طفلی مین بھی شیدا مرا دل تھا — پڑھی اُستاد سی جسوقت بسم اللہ بسمل تھا

زمانہ اوپری پیکر ترے جوبن پہ مائل تھا
کلیجہ کوئی پکڑے تھا کوئی تھامے ہوئی دل تھا

جنون مین سیر دریا دیکھہ کر مجنون مرادل تھا
کہ لیلی پہ تباتی تھی حباب بحر محمل تھا

محبت جب نہ تھی ہمکو بھی لطف زیست حاصل تھا
کبھی رندون مین داخل تھے ہماری پاس بھی دل تھا

سمجھہ کر غیر اپنے عکس کو شرمائے جاتے تھے
جھجکتے وصل مین وہ تھے جو آئینہ مقابل تھا

تمھارے رخ کے ہوتے کیون قسم قرآن کی ہم کھاتے
کہ پیش نظر ہر وقت تھا وہ ہفت منزل تھا

رسائی ہو اگر ہین عاشق روز ازل پوچھین
بنایا صانع قدرت نے پہلو مین مرے دل تھا

سفر کہتا ہی کچھہ دے کر بخیلو کیون نہ پار اترے
کہ جب زندہ تھے تم کشتی لیے موجود ساحل تھا

نہ کیون مجنون ہو دل میرا سیہ ہی آنکھہ مین تل سی
تری لیلے کو زیبا پردہ دار ایسا ہی محمل تھا

ستم ہی قلب عاشق ملکے تلوون سے وہ کہتے ہین
ہماری وصل کا مشتاق مدت سے یہی دل تھا

نگاہ غیر سے مر کر بھی در پردہ بچاتے تھے
غبار اٹھہ کر ہمارا گرد اس لیلے کے محمل تھا

جوانی جاتی ہے دندان گئے تو غم ہوا مجکو
پکاری صبح پیری رات ہی بھر لطف محفل تھا

عجب دن تھے کہ خیاط رفو کرتے بھی ہے تم ملتا
وصال یار کا جب اے لطافت لطف حاصل تھا

غش آ گیا تمھین کیون جا کے جان جان دیکھا
اثر وہ کھا ہی گیا خون ناتوان دیکھا

فلک کے ظلم تو پیری مین اٹھہ نہین سکتے
ہزار شکر نہ ہمنے اسے جوان دیکھا

حرم مین دیر مین مسجد مین دل مین آنکھون مین
کہان کہان تمھین ڈھونڈھا کہان کہان دیکھا

اسی سبب سے ہی بیمار چشم کہہ دیتی
بھلا ہوا نہ مجھے تمنے ناتوان دیکھا

حسین ہو یار تو عود شباب کیا ہے محال
ہوئی تھی پیر زلیخا مگر جوان دیکھا

ہماری یاد کی تاثیر دیکھہ لی ساقی
ہر ایک شیشہ کو آتی ہین ہچکیان دیکھا

مرے علاج کو آکر طبیب کہتے ہین
سنا کبھی نہ کبھی ایسا ناتوان دیکھا

جھلک دکھا کے نہ چلمن کو جانجان چھوڑو
تمھارے حسن کا جلوہ ابھی کہان دیکھا

تمہارے آئینہ رخ مین خط کے آگئے بال
دکھا کے دل اثر آہ ناتوان دیکھا

تمہارا کوچہ ہمارا ہے یار واقعی فردوس
یہان جو پیر کبھی آیا اسے جوان دیکھا

ہمارا اہل خیر کا بیڑا ہے پار ہاتھون ہاتھ
کبھی نہ کشتی سائل نے بادبان دیکھا

یہ موت بھی ہے جہان مین عجیب اک بیدرد
نہ طفل ہے نہ حسین کوئی نوجوان دیکھا

برائے صرف ملا اے بخیل مال تجھے
خدا کی راہ مین کچھ خیر کر یہان دے کھا

مرے مسیح نے رکھکر رکھے ہاتھ سینے پر
نفس مرا صفت نبض ناتوان دیکھا

نظر لگی ہمین معلوم ہوتے روئے کو
کہ طفل اشک نہ ہوتے کبھی جوان دیکھا

تمہارا جلوہ کوئی برق تھا جلا عاشق
کہ تھوڑی راکھ نظر آئی کچھ نشان دیکھا

زمین سے عرش پہ جاتی ہے آہ بیکس کی
یہ تیر چلتے ہوے ہمنے بے کمان دیکھا

لڑکپن آپکا جب تھا مری جوانی تھی
ہزار حیف ہوا پیر تو جوان دیکھا

جہان کے لوگ بھی کس درجہ ناتوان ہین ہنیہ
کہ سیر کی جو حبابون کو ناتوان دیکھا

مقام سچ ہین ہنی کو وے کے آنکھون نے
یہ دور ہین جو لگائی ترا دہان دیکھا

کہا بہشت مین حورون سے اسکے عاشق نے
ہزار شکر کہ تمنے مجھے جوان دیکھا

وہ آئے بہر عیادت تو آگئی طاقت
سنا کئے نہ کبھی مجکو ناتوان دیکھا

کلام سخت سے پیری مین دانت ٹوٹ گئے
دہن مین آخر اکیلی رہی زبان دیکھا

وہ اپنی بزم مین کرتے ہین یون صفت میری
سنا نہ ہمنے لطافت سا خوش بیان دیکھا

روئے خون ایذا اٹھائی غم ہوا سودا ہوا
ایک الفت مین ہمارے واسطے کیا کیا ہوا

جب کہا مینے کہ تمکو عشق غیرون کا ہوا
بولے جھنجھلا کر اجارہ ہے ترا اچھا ہوا

اک تو وحشت تھی یہ اک جوش جنون دونا ہوا
فصل گل آتے ہی مجکو اور بھی سودا ہوا

عالم وحشت مین مینے خاک اڑائی اسقدر
دامن صحرا وفور گرد سے میلا ہوا

اُنکو عاشق کے جو مرنے کی کسی نے دی خبر / ہنس کے بولے روز کا جھگڑا گیا اچھا ہوا
آپ ہی کرتے ہین گھائل مجکو تیغِ ناز سے / مین تڑپتا ہون تو کہتے ہین کہ تجھکو کیا ہوا
تھا جو منظور اُس دہن کا وصف میری طبع کو / طائرِ مضمون بھی فکرِ شعر مین عنقا ہوا
عشق دلبر مین برا ہمکو نہ کہہ ناصح خموش / دل دیا اپنا دیا جو کچھ ہوا اچھا ہوا
داغِ دل نے شمع کے مانند دکھلایا فروغ / سینہ در پردہ مرا فانوس کا پردا ہوا
زلفِ مشکین کے نہ بوسے پر خفا عاشق سے ہو / آدمی تھا کی خطا جانے دو صاحب کیا ہوا
وقت فکر آیا طبیعت کو جو دہیان اُس زلف کا / کیا تکلف ہے کہ نکلا شعر بھی اُلجھا ہوا
الفتِ لیلا مین مجنون سے ہوا آخر نہ ضبط / اُسکو بھی رسوا کیا اور آپ بھی رسوا ہوا
مین جو نکلا قبر سے جائے تعجب ہے عبث / آپ نے ٹھوکر لگائی ناز سے زندا ہوا
کہتے کہتے حالِ فرقت جب ہوا خاموش مین / ہنسکے فرمانے لگے وہ ناز سے پھر کیا ہوا

ای لطافت ہستیِ فانی کا کیا ہے اعتبار
ایک دن ناپید ہوگا جو کہ ہے پیدا ہوا

ہم دمو جان عزیز اُس سے بھلا کیا کرتا / اتنی سی بات پہ قاتل کو خفا کیا کرتا
نامہ اُس گل کو کیا اشک کے دریا مین روان / التجا تجھسے مین اے بادِ صبا کیا کرتا
کی قضا ہو کے خجل پہلے ہی مجھہ وحشی نے / سامنا قیس بیابان مین مرا کیا کرتا
خونِ عاشق ترے ہاتھو نمین ہے مہندی کی عوض / دخل یہان دے کے بھلا دزدِ حنا کیا کرتا
تھا مجھے حشر کو بھی کوچہ جانان کا خیال / دیکھہ کر گلشنِ جنت کی فضا کیا کرتا
لیتا وحشت مین نہ کیونکر ترے لب کا بوسہ / غیر عنّاب مین سودے کی دوا کیا کرتا
شکوہ غیر نہ قاتل سے دمِ ذبح کیا / تہِ شمشیر گلا رکھہ کے گلا کیا کرتا
چشمِ جانان نے مرے دل کو نہ صحت بخشی / سچ ہے بیمار کی بیمار دوا کیا کرتا
دو سزا مجکو فرشتو نہ یہان تربت مین / تھا وہان دورِ بتان یادِ خدا کیا کرتا

گور تیرہ غم اعمال حساب اور فشار
مشکلین ہونگی لطافت پس مردن کیا کیا

الٰہی غضب ہی یہ کیا ہوگیا — کہ سارا جہان بے وفا ہوگیا

در یار کا جو گدا ہوگیا — وہ اک آن مین بادشا ہوگیا

اودھر وہ گئے بزم اغیار مین — اودھر درد دل مین سوا ہوگیا

سدا دوستی کا جو بھرتا تھا دم — وہ دشمن مری جان کا ہوگیا

عزیزو مرے دل کو ڈھونڈھو ذرا — ابھی پاس تھا ہائے کیا ہوگیا

ملی مہندی ہاتھون مین کس شوخ نے — مین پامال مثل حنا ہوگیا

مگر تیرا دیوانہ مجذوب ہے — کہ جو منہ سے اسنے کہا ہوگیا

ترقی ہین کہتے اسے حسن کی — کہ دو دن مین وہ کیا سے کیا ہوگیا

جبین سائی اسدرجہ عاشق نے کی — ترا سنگ در آئینا ہوگیا

مرا پیرہن فقر مین دیکھنا — رفو ہوتے ہوتے نیا ہوگیا

لیا بوسہ بے اذن عاشق نے جب — خفا وہ ہوے اور کیا ہوگیا

ترے ہجر مین ہون عجب سخت جان — اگر زہر کھایا دوا ہوگیا

چمن مین جو مہندی ملی آپ نے — ہزارون کا خون دلربا ہوگیا

جو دعوائے یکتائی اوبت کیا — ارے توبہ توبہ خدا ہوگیا

جب اس روئے رنگین کی لکھی ثنا — قلم شاخ گل سے سوا ہوگیا

خجل وہ ہوے آئنہ دیکھکر — مقابل جو ہین دوسرا ہوگیا

نہین مجھکو زنجیر وحشت مین بار — تری زلف سے سلسلا ہوگیا

جو مجھ زار نے چال پر جان دی — لحد آپ کا نقش پا ہوگیا

یہان تک ہوا ہمکو جوش جنون — کہ مجنون سے رتبہ سوا ہوگیا

مرے پیسنے کے لیے دہر مین
فلک صورت آسیا ہو گیا

نہ نکلا جو پیکانِ تیرا اے صنم
مرے دل مین کیا حوصلا ہو گیا

لطافت ستارے کی گردش تو دیکھ
کہ بے مہر وہ مہ لقا ہو گیا

لحد پہ فاتحہ پڑھنے جو یار آئے گا
تو خواب چین سے زیرِ مزار آئے گا

جو ایکبار مرے گھر وہ یار آئے گا
ہزار بار مجھے اعتبار آئے گا

نظر جو حسن دو ابروے یار آئے گا
گلوے غیر تہِ ذوالفقار آئے گا

جو دیکھ لو گے مرے داغہاے تن کی بہار
پسند پھر نہ تمھین لالہ زار آئے گا

ابھی تو شام ہی گھبرا نہ ہجر مین اے دل
اجل اگر نہین آئی تو یار آئے گا

بہار کوچہ جانان پسند ہے دل سے
بہشت مین بھی نہ مجھکو قرار آئے گا

ہزار تو نے کیے جھوٹ وصل کے وعدے
نہ ایک بات کا اب اعتبار آئے گا

سبو مین ہی ابھی کچھ جام بھر جو اے ساقی
مگر کوئی نہ کوئی بادہ خوار آئے گا

ہوا ہے اس گلِ رعنا کو شوق چوسر کا
ہر ایک نقد دل اب مفت ہار آئے گا

وہ قتل کر کے مجھے اپنی در پہ کہتے ہین
نہ آج سے کوئی امیدوار آئے گا

کبھی ملونگا نہ صیاد مین وہ بلبل ہون
چمن مین دام لیے تو ہزار آئے گا

اخیر ہی شبِ فرقت ہوا جگر کو سکون
تجھے کب اے دلِ مضطر قرار آئے گا

وہ ہم گلون کے ہین عاشق کہ اڑ کے گلشن مین
پسِ فنا بھی ہمارا غبار آئے گا

ضرور حشر کے دن بھیڑ ہو گی قابلِ سیر
ہر ایک طالبِ دیدار یار آئے گا

ہم اسکو دیدۂ دل کا بنائینگے سرمہ
جو ہاتھ پاے صنم کا غبار آئے گا

جو اشکبار نہ آئیگی میری قبر پہ شمع
ضرور رونے کو ابرِ بہار آئے گا

پسِ فنا بھی جلائیگا دل کو عاشق کی
وہ گل بجھانے کو شمعِ مزار آئے گا

شگفتہ ہوگا ہر اک پھول باغ مین گلچین
وہ گل نشان نسیم بہار آئیگا

رکھونگا عین جنون مین میان وحشت جو پاؤن
قدم لگانے کو آنکھون سے خار آئیگا

ہی اس دہن کی مجھے یاد جاؤن باغ مین کیا
جو مسکرائینگے غنچے تو پیار آئیگا

بہار عمر و جوانی نہ اے لطافت کھو
نہال عشق مین ہرگز نہ بار آئیگا

آگ اگر دل کی بجھائیے تو جگر جلجائیگا
کوئی دونون مین ضرور ای چشم تر جل جائیگا

آئیگا وہ چاند کا ٹکڑا جو شبکو بزم مین
آتش غیرت سے ہر رشک قمر جل جائیگا

شمع پروانون سے کہتی ہے یہ شبکو بزم مین
عشق صادق جسکو ہے وہ بیخطر جل جائیگا

غیر کو دیگا گزک جب نشہ مین وہ بادہ خوار
رشک سے مثل کباب اپنا جگر جل جائیگا

فصد مجھ مجنون کی لینے آئیگا فصاد جب
خون مین حدت ہی ایسی نیشتر جل جائیگا

گلشن ایجاد مین وہ سوختہ قسمت ہون مین
سائے مین بیٹھونگا جسکے وہ شجر جل جائیگا

نالۂ سوزان جو ساحل پر کرونگا ہجر مین
مچھلیان دریا کی تو کیسی مگر جل جائیگا

ای ہما مجھ دل جلے کی ہڈیان کھاتا تو ہے
دیکھنا فوراً ترا ہر بال و پر جل جائیگا

آتش فرقت اگر دل مین بھڑکتی ہی ہی
دیکھ لینا نالۂ سوزان سے گھر جل جائیگا

آئیگا گلگشت کو جب وہ نہال باغ حسن
دیکھ کر سیب ذقن کو ہر ثمر جل جائیگا

کون دلسوزی کرے گا آکے میری قبر پہ
ہان پہنچ جائیگا تو بیتاب اگر جل جائیگا

بولے وہ محفل مین پروانہ پھرا جب گرد شمع
کوئی کہدے اس سے دیکھ او بیخبر جل جائیگا

وہ جو ساحل پر کریگا خندۂ دندان نما
آتش حسرت سے دریا مین گہر جل جائیگا

نالۂ سوزان جو مین دیوانہ کھینچونگا کبھی
دشت مین مثل چنار اک اک شجر جل جائیگا

ای صبا صحن چمن مین چل نہ آندھی کی طرح
آتش گل سے کسی بلبل کا گھر جل جائیگا

ای لطافت مشتعل ہونگے اگر داغ جنون

رفتہ رفتہ عشق کے مانند ہے چل جائیگا

ہجر غیرون کا گر ارادہ کر لیا کیونکر ہوا
آن پہنچنے کی طرف آنا ترا کیونکر ہوا

خون شہیدون کا تری زینت ہی اے دوست
سرخرو آئنہ ترے رنگ حنا کیونکر ہوا

تر و جوڑے نہ کسکے تجکو سودائی کیا
تنکے چننے کا کمال اسقدر بڑھا کیونکر ہوا

میکدے مین روز و شب چھپ چھپ کے پیتا ہی شراب
مجکو حیرت ہی کہ زاہد پارسا کیونکر ہوا

بات کرنے پر تو مجکو گالیان دیتے تھے آپ
آج غیرون کو بھلا بوسہ عطا کیونکر ہوا

مال و دولت کا نہین منعم جہان مین اعتبار
قلب کر اقبال کو یہ لابقا کیونکر ہوا

جب انھون نے جان بلب مجکو سنا کہنے لگے
اُسنے کب دیکھا مجھے عاشق مرا کیونکر ہوا

آتش رخسار ہی حد سے زیادہ مشتعل
سبزہ خط شعلہ رو تیرا ہرا کیونکر ہوا

شب کو جو ذلت دی اُسنے کیا کہون اب دوستو
کسطرح مجکو نکلوایا خفا کیونکر ہوا

تھا نہ قربان چشم پر تیری یہ اے ابرو کمان
تیر مژگان کا ہدف دل بخطا کیونکر ہوا

صبر لازم ہی دل نادان نہ کر فکر معاش
رزق سے مملو دہان آسیا کیونکر ہوا

وہ پریشان باغ مین آراستہ یہ سر بسر
سنبل اُسکی زلف سے ہمسر بھلا کیونکر ہوا

کیا خبر ہمکو یہ وقت قتل محو دید تھی
کب لگائی تیغ اُسنے سر جدا کیونکر ہوا

چاندنی مین دیکھکر اس ماہ کو کہتی ہے خلق
ایک تو تھا چاند پیدا دوسرا کیونکر ہوا

غیر کے گھر سے لطافت کے جو گھر آیا ہے آج
مہربان ذرہ پہ تو اے مہ لقا کیونکر ہوا

عشق مین اُسکے ہی اپنا دل شیدا ٹھہرا
جسکی پاپوش سے ہے عرش معلی ٹھہرا

ذبح ہوکر مین کئی بار جو تڑپا ٹھہرا
رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

ہوگیا ہجر مین آنے سے اجل کے زندہ
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا

الفت سبزہ خط مین دل مضطر کو ہے چین
اسی تھوڑین ہری بوٹی سے ہی پارا ٹھہرا

رکھتے ہین کھیل مین بھی غنچہ دہن ہاتھون ہاتھ — گل ہمارا برگ ہمارا دل شیدا ٹھہرا

ہائے گھر سے بھی نکالا نہ انھون نے دیکھا — دیدۂ تر کا کوچے مین عاشق کا جنازا ٹھہرا

ہوگئی عمر مری ناز اٹھاتے مین بسر — دے سکے دل مفت مین ہم دور تمھارا ٹھہرا

سایۂ ٹھوکر سے کے وہ دوڑاتے ہین — نئی شوخی ہی کہے جلتے ہین ٹھہرا ٹھہرا

جی مین آتا ہے کرون نقل مکان وحشت مین — واسطے رہنے کے مجنون کا ہی صحرا ٹھہرا

اسکی قامت کا قیامت مین جو آیا ہے بیان — سیدھا فردوس مین جاکر تہ طوبے ٹھہرا

دیکھنے آتے ہین آنکھون سے تمھارے عاشق — پتلیون کا ہی نیا ابتو تماشا ٹھہرا

گردش پیر فلک دیکھ کے ہستی مین صنم — چرخ پوجے کا بتون کو ہے تماشا ٹھہرا

دل عشاق ہین مانند سکندر حیران — کوچۂ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا

چشم مین آئے تصور ترا مژگان کے قریب — ہی نیا گھر نئی چلمن نیا پردا ٹھہرا

[illegible] اٹھایا آکر — تن لاغر مرا گلزار مین تنکا ٹھہرا

ناتوان وہ ہون جہان بیٹھ گیا پھر نہ اٹھا — خاکساری سے جو مین نقش کف پا ٹھہرا

چاہ اک بحر کرم کی جو لطافت کو ہوئی
دل کے [illegible] کو جا آب لب دریا ٹھہرا

زلف مین الجھا رہا پاکر ٹھکانا مشک کا — بالآخر دل نے بنایا آشیانا مشک کا

کشتۂ زلف سیہ ہون احتیاطاً گل نہین — دوستو لازم ہے تربت پر چڑھانا مشک کا

شہر مین پھیلی اگر خوشبو تمھاری زلف کی — مول لینا چھوڑ دے سارا زمانا مشک کا

خال کا اسکے تصور چشم محبوبان مین ہے — فی الحقیقت آہوئے چشمین ہے ٹھکانا مشک کا

نکہت گیسوی جانان سے معطر ہین دماغ — سنکے نادان نام بھی لینگے نہ دانا مشک کا

عقدۂ گیسوے جانان سے اگر باندھی ہوا — شہر مین موقوف ہو جائیگا آنا مشک کا

عقدہ دل مین جگہہ دی عشق زلف یار کو — تھا ہمین منظور نافہ بنانا مشک کا

دود تمنا کو ہے خوشبو سے ہمین ثابت ہوا
ہای جلا کر یار کو منظور اوڑانا مشک کا

رشک گیسوے صنم سے اسطرح کا فور ہو
نام کو رہجاے عالم مین فسانا مشک کا

ہی انھین منظور میری زلف لاثانی رہے
عود کے بدلے نکالا ہے جلانا مشک کا

عشق زلف یار دل مین کسطرح پنہان رہے
بو کی باعث سے ہی کھلیجاتا چرانا مشک کا

چشم مست یار کو آہو نہ سمجھون کسطرح
دیکھ کر تل کو نظر آیا ٹھکانا مشک کا

صحبت گیسوے عطر آگین کا اللہ رے اثر
مرتبہ آفاق مین کھتا ہی شانا مشک کا

آئنہ مین دیکھ کر خال سیہ کہتے ہین وہ
جای حیرت ہے حلب مین ہی ٹھکانا مشک کا

زلف کی تعریف مشتاقون سے کرتے ہو عبث
عیب ہی وقت خریداری بتانا مشک کا

زلف جانان خال عارض پر ہی دیکھا مرغ دل
دام سنبل کا زمین صندل کے دانا مشک کا

زلف کے سودے مین ہرگز زخم دل اچھا نہو
ہی لطافت خوب مرہم مین ملانا مشک کا

اپنی زلفون کو جو جانا نہ بنایا ہوتا
وصل مین پنجہ مرا شانہ بنایا ہوتا

چین کب عاشق دیوانہ کو آتا پس مرگ
قبر کے گرد جو جنگلا نہ بنایا ہوتا

جتنے پامال کیا کیون دل صد چاک مرا
اپنی زلفون کے لیے شانہ بنایا ہوتا

میکشی مر کے بھی تقدیر مین رہتی ایسطرح
کاسہ سر مرا پیمانہ بنایا ہوتا

بلبل حسن گل تر پہ عبث نازان ہو
میرے محبوب سا جانانہ بنایا ہوتا

دستگردی مری تقدیر مین لکھی تھی اگر
یا خدا آبلہ پا نہ بنایا ہوتا

قصر تعمیر کیے بادہ کشو کیا حاصل
سب نے ملکر کوئی میخانہ بنایا ہوتا

ای پری مین تو ازل سے ترا سودائی ہون
کسی ہشیار کو دیوانہ بنایا ہوتا

دم مین ہو جاتی فنا ہوں نہ جلتی ای عشق
کاش اسنے ہمین پروانہ بنایا ہوتا

بام پر بال سنوارے تھے جو دن کو تنے
پنجہ مہر فلک شانہ بنایا ہوتا

ای برہمن تجھے منظور ہی گر شیخ سی بحث
کعبہ کے پاس ہی بتخانہ بنایا ہوتا

غیر نے بوسہ جو مانگا تھا تری زلفون کا
ای پری جان کے دیوانہ بنایا ہوتا

صدمے اُس بُت کی جُدائی کی مین کیونکر سہتا
پتھر اپنا جو کلیجا نہ بنایا ہوتا

مغبچو پھینکدیا تمنے سمجھ کر بیکار
جام ٹوٹا تھا تو پیمانہ بنایا ہوتا

عاشقون کو ہو جلا دیتے جلانیکے لیے
تمکو خالق نے مسیحا نہ بنایا ہوتا

بچتی تکلیفِ شریعت سے تو راحت ہوتی
ہمکو اللہ نے دیوانہ بنایا ہوتا

عشق مین دردِ جگر کی نہین یارب مجھے تاب
دل دیا تھا تو کلیجا نہ بنایا ہوتا

ہو گئی آبادی دنیا تو لطافت برباد
مسکن اپنا کوئی ویرانہ بنایا ہوتا

جو بلند اس آہِ سوزان کا شرارا ہو گیا
ہجر کی شب آسمان پر جا کے تارا ہو گیا

جب بڑھی حدت ہماری داغِ دل کی روزِ ہجر
آفتاب آسمان جل کر شرارا ہو گیا

وصفِ خالِ چہرۂ پرنور جب خط مین لکھا
اوڑتے ہی اوڑتے کبوتر اپنا تارا ہو گیا

آنسوون نے بہ کے ساری آبرو کھو دی مری
آج رازِ عشق اُنپر آشکارا ہو گیا

دل مرا تڑپا جو اِن دونون کی آگے ہجر مین
برق نادم ہو گئی شرمندہ پارا ہو گیا

کب ہی سوئی کا علی بند اُسکی پشتِ دست پہ
ہاتھ یا ہتیلی کا ہر اک نقش آشکارا ہو گیا

کیون تجاہل کر کے صاحب پوچھتے ہو کیا نہین
دل ہمارا تھا کبھی اب تو تمھارا ہو گیا

نہر پر جب تیری گریبان کا ہوا اِک دم گذر
چشمہ سے سو بار شرمندہ نہارا ہو گیا

پایہ شفاف اُسنے رکھا جسگھڑی قالین پر
پشتِ پا سے رنگِ ہر گل آشکارا ہو گیا

ہو گئی محفل کی محفل اس نے بسمل دیکھتا
ناز بھی کیا تیری ابرو کا اشارا ہو گیا

ہجر کی شب آسمان کی پار کیون جاتا نہین
تو بھی اے تیرِ دعا نالہ ہمارا ہو گیا

غیر سے گو اُسنے میرے سامنے باتین نہ کین
لڑ گئین آنکھون سے جب آنکھین اشارا ہو گیا

دیکھ کر اسکی زبان سوجھی مری دل کو یہ بات
عکس بینی پہ دہن بین آشکارا ہوگیا

شرع کی تکلیف سی میخوار سارے بچ گئے
خوب نازل آیہ انتم سکاری ہوگیا

سبزۂ خط یار کے رخسار نازک پر نہین
تاو گلوری کا دلا رنگ آشکارا ہوگیا

ایک جا بیٹھا ہون ضعف و ناتوانی سے دیو مین
قطب شاید یہ سے طالع کا ستارا ہوگیا

ای لطافت جب کبھی لغزش قدم کو ہوگئی
منہ سے بس نام علی نکلا سہارا ہوگیا

مجھ سیہ کار کا اُن گیسوؤن پر دل آیا
رات کو تھک کے مسافر سر منزل آیا

عیدگہ مین جو تماشے کو وہ قاتل آیا
خنجر تیز ہزارون کے گلے مل آیا

بیمروت ہی نہ پہلو مین کبھی دونگا دیکھ
کوچۂ زلف سے اب کی جو مرا دل آیا

کسی محبوب کی ہی خال کا جلوہ آنکھین مین
بی سبب آنکھ مین مردم کے نہین تل آیا

عشق کا جن نہ اُتار اگیا میرے سر سے
خود ہی دیوانہ بنا جو کوئی عامل آیا

گھاٹ کا قصد مرے بحر کرم نے جو کیا
خود قدم چومنے کو دوڑ کے ساحل آیا

بیخبر عشق سے زاہد ہے تو مشتاق ہو نہین
اس جہان مین کوئی جاہل کوئی عاقل آیا

آہ کی نجد مین مجنون نے تڑپکر جب جا
لیکے خود ناقۂ لیلی وہین محمل آیا

بوستان مین جو چلے چند قدم ناز سے وہ
کفش کے گل پہ دل زار عنادل آیا

وقت مرنے کے بھی تقدیر کی گردش نہ گئی
قتل کرنے مجھے منہ پھیر کے قاتل آیا

ہم گنہگار تو دوزخ ہی کے قابل ہونگے
عدل کرنے پہ اگر خالق عادل آیا

ایکدم تو مجھے آرام سے سو رہنے دے
تھک کی تجھ تک ہون مین ای گور کی منزل آیا

مین جو تڑپا تو یہ گھبرا کے احباب نے کہا
کس طرف آنکھ لڑی ہائے کدھر دل آیا

نہ عبادت کی خبر ہے نہ گنہ کرنے کا ہوش
شکر صد شکر مین اس دہر مین غافل آیا

بام پر فرش کا اُسنے جو دیا رات کو حکم
چاندنی برق سے لیکر مہ کامل آیا

یاد دلوائی وہ ابرو شب عید اے مہ نو
تو کبھی آیا تو مری جان کو قاتل آیا

اے فلک مجکو بھی خورشید لقا یار ملا
کیا ہے حصے مین جو تیرے مہ کامل آیا

در گلشن سے روش تک جو گئے چند قدم
بولے وہ ناز سے مین تو کئی منزل آیا

بعد مدت کے چھٹا ہی جو تری زلفون سے
پوچھتا پوچھتا مجھہ تک ہے مرا دل آیا

کربلا جلد لطافت کو خدا پہنچائے
بمبئی تک تو ہے طے کرکے منازل آیا

انکی آنکھون کو میان طاق ابرو دیکھنا
ہمین کعبہ مین رما کرتے ہین آہو دیکھنا

امتحان مین عاشق شیدا کو بیجان کر دیا
تھا انھین مد نظر آنکھون کا جادو دیکھنا

پاس سنبل کے ہین گلشن مین سنواری تمنے بال
آئینہ اے سادہ رو چل کر لب جو دیکھنا

بیچ مین مژگان کی ہی صیاد کی چشم سیاہ
ہی تماشا شیر کے پنجہ مین آہو دیکھنا

آہوون نے مشک کو شرما کے نافون مین رکھا
تا ختن پہنچی تمھاری زلف کی بو دیکھنا

اوس پڑتی ہی سحر کو ہین وہ گلشن سے چلے
دیدہ نرگس مین بھر آئے ہین آنسو دیکھنا

کاتب قدرت کی صنعت ہی وہ ابروے چشم
کس قدر خوشخط لکھا ہے مد آہو دیکھنا

آئینہ سے بولے خلوت مین برہنہ ہوکے وہ
شرم آتی ہے نہ ہرگز اس طرف تو دیکھنا

آج تو اونسے الگ ہٹکر نہین بیٹھا ہی رقیب
کل خدا نے چاہا تو پہلو بہ پہلو دیکھنا

قطعہ

باغ مین کس غیرت گلزار کی آمد ہے آج
بوستان مین ہین خوشی کے طور ہر سو دیکھنا

نغمہ سنجی پر ہین آمادہ چمن مین بلبلین
وجد کے عالم مین ہی سرو لب جو دیکھنا

چوب ہی نقارہ گل کے لیے موج نسیم
اپنی ٹہنی ہے لیے طیار خوشبو دیکھنا

نالہ سوزان ہین پیہم چرخ سے ٹکرا رہے
اطلس گردون بہ سوجائے گا آتو دیکھنا

شان دکھلاتے ہین کیا نام خدا خال سیاہ
آیتین رکھتا ہی انکا مصحف رو دیکھنا

شکل مد ہر دم بھوون کے پاس ہے چین جبین
آبرو ہو جائینگے آخر وہ ابرو دیکھنا

آئینہ حیرت سے بنجاؤن گا بزمِ غیر مین
مین تجھے دیکھون گا اے دلبر مجھے تو دیکھنا

رونیوالے ہین نہ اس کوچے سے اٹھینگے کبھی
گر پڑینگے ہم کسی دن بنکے آنسو دیکھنا

اے لطافت ہوگا سارا دن صفائی سے تمام
صبح اٹھ کر یار کا آئینہ رو دیکھنا

اک عید عاشقون کو ہے جاتے ہین یان سے کیا
آنکھین بھری ہوئی ہین چلے ہین جہان سے کیا

اٹھیگا رعب حسن دلِ ناتوان سے کیا
دیکھین حضور یار کی نکلے زبان سے کیا

نالے ہین لب پہ ہجرِ بتِ نوجوان سے کیا
چلتے ہین آج تیر ہماری کمان سے کیا

اے دل غمِ فراق ہی کہتا زبان سے کیا
صدمے گذر رہے ہین تو گذرے بیان سے کیا

وہ عندلیب ہین کہ کھلی ہے قفس مین آنکھ
گلزار سے غرض ہمین کام آشیان سے کیا

مانند تیر بھاگتے ہین ہمسے نوجوان
پیری مین ہو گئے ہین خمیدہ کمان سے کیا

پتھر کا دل تو چاہیے فولاد کا جگر
اٹھینگے ناز یار کے مجھ ناتوان سے کیا

اوڑ کر بدن سے کہتی ہے یون عندلیب روح
آئی خزان چمن مین چلے ہم یہان سے کیا

مژگان کا رخ ہے ابروے دلدار کی طرف
اکبار سب یہ تیر چلین گے کمان سے کیا

برچھی سے قتل اسنے جو ہی غیر کو کیا
تلوارین دیتی ہین مجھے طعنے زبان سی کیا

اس شاہِ حسن کی جو محبت کا تھا مزہ
رغبت ہوئی ہما کو مرے استخوان سے کیا

مدت کے بعد دل مین ہے آیا کسی کا غم
اک جان ہے عزیز کرون میہمان سے کیا

ویران ہونگی بنتی ہین ناحق عمارتین
گھر ہے ہمارا قبر غرض ہے مکان سے کیا

سینہ سی جا کی زلف مین دل کو سکون ہوا
صحت ہوئی مریض کو نقلِ مکان سے کیا

جاتی سوالِ وصل کہا اس سے رازِ عشق
کہتا تھا کیا مین نشہ مین نکلا زبان سی کیا

سنتے ہو کان وہ کہے جو غیرون کو دل لگا
دلچسپ ہے زیادہ مری داستان سے کیا

یہ مشتِ خاک مرکے بنی گرد کوے یار
دو گز زمین لیجیے اس آسمان سے کیا

ظالم نہ دور چرخ مین ہون تیز کس طرح
ہوتی ہی باڑہ تیغ پہ سنگ فسان سے کیا

وہ جانی کو ہین صبح شب وصل کیا کرون
مطلب ہزار ہا ہین کہون اک زبان سے کیا

دل مین کبھی جگر مین کبھی سینہ مین کبھی
ملتی ہین لذتین مجھے درد نہان سے کیا

سیراب ہو کے آبلہ پا سے دشت مین
کانٹے دعائین دیتے ہین مجکو زبان سے کیا

بلبل خموش گل ہمہ تن گوش ہوگئی
پائے مزے ہزار مری داستان سے کیا

مژگان تیز کو کبھی کہتا ہون مین جو تیر
رہتے ہین دیر تک وہ کشیدہ کمان سے کیا

یارب دکھا دوبارہ لطافت کو کربلا
گھبرا گیا ہے دل مرا ہندوستان سے کیا

دل یون نتھا شکستہ خیال کمر نتھا
اس آئنہ مین بال کبھی پیشتر نتھا

طفلی مین کچھ فراق کا غم جان پر نتھا
کیا اچھے دن تھے عشق سے بالکل خبر نتھا

عاشق رخ صنم کا کوئی پیشتر نتھا
اس آئنہ کا سیر سے سوا دل مین گھر نتھا

نخوت تھے سب غرور سے کوئی خبر نتھا
خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نتھا

قبل سکندر آئنہ اے سیم بر نتھا
خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نتھا

غصہ تو مجھ پہ یار کو آیا تھا ہان مگر
افسوس ہے کہ نیچہ زیب کمر نتھا

آیا تڑپ کی یار نہ گھر سے رقیب کے
افسوس اپنی آہ مین کچھ بھی اثر نتھا

پیری کا دھیان تھا نہ جوانی مین غافلو
کیا شب تھی خواب مین بھی خیال سحر نتھا

کیا لطف سے بسر ہوئی کل کی شب وصال
سوئے لپٹ لپٹ کے رقیبونکا ڈر نتھا

آنسو بہا کے فاش کیا اسپہ راز عشق
کیا اور کوئی وقت تجھے چشم تر نتھا

دنیا کے چھوٹنے سے نہ غمگین ہو غافلو
یہ جائے مستعار تھی کچھ اپنا گھر نتھا

قارون کا حال دیکھ لے اے منعم دنی
نازل بلا تھی سر پہ ہر اک گنج زر نتھا

مثل بسپر فراق مین ہر درد تھا عزیز
آنسو نکل رہے تھے جو لخت جگر نتھا

کیا سخت تھی دلا شبِ مہتاب ہجر کی
پتھر تھا میرے سینے کے اوپر قمر نتھا

ناقص ہی بے خدا کی مدد صنعت بشر
شداد نے بہشت بنایا تو در نتھا

صبحِ شبِ وصال تھی عاشق نے کی قضا
آخر گھڑی تھی عمر کی پچھلا پہر نتھا

سیبِ ذقن کا وصف لکھا ہو گئی بہار
باغِ جہان مین شاخِ قلم پر ثمر نتھا

پاتا تھا کربلا مین لطافت عجب شرف
دہلیزِ شاہ پر وہ اکس وقت سر نتھا

کبھی جلوہ اپنا جو خواب مین مجھے برق سی نے دکھا دیا
مری بخت خفتہ نے کیا کہون مجھے اس مزے مین جگا دیا

تری وصل نے ہی شباب مین مرے دل کو کیا ہی مزا دیا
مجھے بوسہ لب کا دیا صنم یہ غضب کا لپکا لگا دیا

شبِ وصل دیکھ کے حسن کو کیا پیار انھین جو لپٹ گئے
ہوی بوسہ لینے سی شرمگین تو چراغ گل کے بجھا دیا

جو وہ سمگ تھی ہم بغل مری آنکھ چین سی لگ گئی
تو ہلا کی شانہ فراز مین مجھے دوستون نے جگا دیا

شب وصل ایسے ہین گزر گئی جو اکیلا پایا تھا یار کو
تو دبا کے پاؤن سلا دیا کبھی بوسہ لے کے جگا دیا

مجھے بوسہ دے کے جو دل لیا تو یہ بات کوئی بری نہین
یہ خموشی آپکی ہے عبث جو لیا لیا جو دیا دیا

جو اثر دکھایا ہے آہ نے تو یہ رہرون نی برائی کی
مرا گھر وہ پوچھتے پھرتے تھے نہ پتا کسی نے بتا دیا

مری داغ دل کے چراغ کو تری زلف و رخ کی خیال نے
ہوئی شام جب تو جلا دیا ہوئی صبح جب تو بجھا دیا

ہوئے بعد وصل وہ شرمگین جو خیال دل مین کچھ آگیا
تو حیا سے سر کو جھکا لیا مجھے پاس سے بھی ہٹا دیا

ہمی خیال تمکو رقیب کا مرے حال کی نہین کچھ خبر
اسی یاد کرتے ہو ہر گھڑی مجھے دل سے تمنے بھلا دیا

جو سحر کو چٹکی کلی کوئی تو چمن مین بولا وہ نازنین
ابھی آنکھ لگ گئی تھی مری مجھے نالے نے جگا دیا

کوئی کہدے اتنا رقیب سے مری ساتھ تو نے بھی جان دی
مرے مرنے سے تھی وہ خوش بہت ترے غم نے انکو رلا دیا

جو اڑائی ہین زلفین غبار مین ابھی صاف صاف بیان کرو
کسے دفن کر کے تم آئے ہو کسے خاک مین ہے ملا دیا

ترے گیسوؤن مین الجھ گیا نئی پیچ سے ہوا مبتلا
مرے دل نے کیا ہی غضب کیا مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

شبِ ہجر یون ہی بسر ہوئی جو لطافت اسکا خیال تھا

کبھی غم نے دل کو جلا دیا کبھی آنسوؤن نے بجھا دیا

لب سیہ سے چہ خال چہرہ جانان ہوا
آتش رخسار روشن سے یہ تل بریان ہوا

دل کو الجھن ہو گئی سودا بڑا ہریان ہوا
باعث وحشت خیال گیسوے جانان ہوا

باز مین بندہ کر سر بازار کرتا ہی گل
یہ ہوئی نوبت بٹے کپڑون مین جو خندان ہوا

ذبح کرکے بند کردے آمد و رفت نفس
خنجر قاتل ہماری حلق کا دربان ہوا

ملگئی کوچے مین تیرے اس بہانے سے جگہ
سایہ دیوار کا سر پر مرے احسان ہوا

دفن تربت مین ہوا جب مین تو چلائی اجل
لو ہوا آباد اک گھر آج اک ویران ہوا

جوہری بازار مین لعل و گہر کی سیر کی
جب ترے مشتاق کو عشق لب و دندان ہوا

ایک بوسہ پر لیا کرتے ہین معشوقان شہر
اسقدر سودا دل عشاق کا ارزان ہوا

ناز سے کہتے ہین وہ باہین گلے مین ڈالکے
آج تو پورا دل مشتاق کا ارمان ہوا

روح کہتی ہے نکلکر خانۂ تن سے مری
ابھی بسا افسوس یہ گھر آج سے ویران ہوا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے سرائے دہر مین
موت کہتی ہے کہ وارد اور اک مہمان ہوا

مین عجب بیکس ہون شبنم دوست دشمن ابر شمع
کون کون آکر نہ میری قبر پر گریان ہوا

انجمن مین آپکی عشاق ہی ششدر نہین
دیکھکر یہ روے صاف آئینہ بھی حیران ہوا

جب کہا مینے کہ الفت ترک کردی آپسے
ہنسکے فرمانے لگے وہ آپکا احسان ہوا

رنج و ایذا کا نہ شاکی ہو لطافت یہ جہان
بہر کافر خلد مومن کے لیے زندان ہوا

ملیگا حسن کی خیرات اک بوسہ تو کیا ہوگا
فقیرون کا سوال ای دوست پورا کر بھلا ہوگا

گلے مین ہاتھ ہونگے لب پہ لب سینہ ملا ہوگا
شب وصلت جو آئیگی تو سچ کہی کیا مزا ہوگا

تمنا دل کی بر آئیگی پورا حوصلا ہوگا
اگر آپ ایک بوسہ ہمکو دیدینگے تو کیا ہوگا

طریقہ کجروی کا چھوڑ اے ظالم برا ہوگا
نہ نکلے گا کمان سے تیر جب سیدہا نہ ہوگا

تری ترچھی نظر سے کام مجھ عاشق کا کیا ہوگا
نہ نکلے گا کمان سے تیر جب سیدہا خطا ہوگا

ہوئی بس دوستی و دشمنی کی حذر مانے مین
نہ مجھسا باوفا ہوگا نہ تمسا بیوفا ہوگا

اشارہ خنجر ابرو کا کرکے کیون ڈراتے ہو
ہماری جان بس جاتی رہیگی اور کیا ہوگا

شب فرقت ہی تو آئیگی تو سوونگا راحت سے
بڑا احسان تیرا آج مجہپر اے قضا ہوگا

خدا پوری کرے مانی ہین نذرین میرے مرنے کی
قضا آئیگی جب مجھکو تو وہان سجدہ ادا ہوگا

فقط دنیا ہی مین ہی امتیاز زینت و ثروت
لحد مین جاکے یکسان قالب شاہ و گدا ہوگا

دعا اسوجہ سے کرتا ہی عاشق اپنے مرنے کی
سُنا ہی نزع مین دیدار روے دلربا ہوگا

فقیری کی شرف سے ہوگا وہ سرتاج شاہونکا
ہماری ہڈیان جو زاغ کھائیگا ہما ہوگا

حسینون سے محبت کرکے آخر کردیا بیدم
نتھا معلوم مجکو دل ہی دشمن جان کا ہوگا

ہنسی تھی زعفران رخ پر مری خود ہی ہنسی چالتی
ہنسا جائیگا وہ بیشک کسی پر جو ہنسا ہوگا

جو میخانے مین یاد آئیگی اُسکی گردن نازک
ہمارے ہاتھہ ہونگے اور صراحی کا گلا ہوگا

نہ آئینگے نہ آئینگے لطافت ہند مین پھر کے
اگر جانا دوبارہ اپنا سمت کربلا ہوگا

ہونگا مین رسوا کسی رشک قمر سے دیکھنا
چھٹ نہین سکتا محبت کی نظر سے دیکھنا

یاد دندان مین جو رویا مین تو بولے ہنسکے وہ
آج موتی دیدۂ گریان سے برسے دیکھنا

مفت مر جاتے ہین اے بیرحم عاشق چشم کی
زہر ہوتا ہی ترا میٹھی نظر سے دیکھنا

گر اسی صورت رہا رونا ہمارا جوش سے
ایکدن طوفان اُٹھیگا چشم تر سے دیکھنا

اے دل شیدا نصیحت یاد رکھنا تو مری
دیکھنا جسکو محبت کی نظر سے دیکھنا

وہ چلی صبح شب وصلت ہوئی ہے صبح حشر
ہون گریبان چاک مین پچھلے پہر سے دیکھنا

کیا تماشا ہو اگر دستار اُچھالو بڑھکے تم
میکشو واعظ وہ جاتا ہے ادہر سے دیکھنا

آخر شب اُس قمر نے بام پر الٹی نقاب
آفتاب اونچا ہوا پچھلے پہر سے دیکھنا

یا خدا کس نیمجان کی آج آئی ہے قضا
نیمچہ اُسنے لگایا ہے کمر سے دیکھنا

ظلم کرنے مین شریک سکے ہوے ہین وہ نگہ
عاشقو بگڑے گی چرخ فتنہ گر سے دیکھنا

تیر ہے تلوار ہے شیدای چشم مست کو
سرمہ دیکر یار کا ترچھی نظر سے دیکھنا

رائگان ہونگے مرے نالے نہ ای ہمدم کبھی
آئینگے وہ ایکدن انکے اثر سے دیکھنا

آج پہلو مجکو خالی خالی آتا ہے نظر
کوئی دلبر لیگیا ہے دل کو بر سے دیکھنا

یاد آتا ہے وہ شرمانا تمھارا بعد وصل
مسکرا کر منہ ادھر نیچی نظر سے دیکھنا

دھوم سے تابوت اُٹھیگا شہیدِ ناز کا
دو قدم تم بھی نکلکر اپنے گھر سے دیکھنا

ہے وہ مشہور ای لطافت بیوفا و پرجفا
دل لگایا ہے کس بیداد گر سے دیکھنا

ہر ایک گل کی کشش مین جو اضطراب ہوا
دل آب ہو کے مرا شیشۂ گلاب ہوا

وفور رحمتِ غفار بے حساب ہوا
گناہ کرکے جو مجکو ذرا حجاب ہوا

جو اُسکے رخ سے قرین ساغرِ شراب ہوا
تو آفتاب مین پیدا اک آفتاب ہوا

بشر کی وقت ولادت ہی شورِ بحرِ جہان
فنا کے واسطے خلق اور اک حباب ہوا

ہوئے جو پاؤن کے چھالون سے خار رہ سیراب
سبیل کا ترے دیوانے کو ثواب ہوا

پلائی مجکو مئے آتشین جو ساقی نے
رقیب بزم مین جل بھن کے کیا کباب ہوا

گئے بہشت مین نادار و فاقہ کش پہلے
نہ کچھ شمار ہوا اور نہ کچھ حساب ہوا

خیال مصحف عارض مین جل رہا ہے دل
ثواب جان کو میری عجب عذاب ہوا

رخِ صنم کی صفائی گئی نکلتے ہی خط
کہ بال آگئے یہ آئینہ خراب ہوا

عروج گریۂ عاشق پسِ فنا بھی رہا
بگولا اُٹھ کے مری خاک کا سحاب ہوا

دیا جواب نہ کچھ سنکے آگئی انھین نیند
ہمارا حالِ دل افسانۂ وقتِ خواب ہوا

جہان مین جو ہین فنا ہونگی تم انکو دیکھو
نظیر کے لیے پیدا ہر اک حباب ہوا

کھلائین کیا نہین قالب و جگر کوئی تن مین
فراق یار مین غم سے ہمین حجاب ہوا

پڑھا جو ہمنے قدِ موزون کی وصف مین مصرع
چمن مین مصرعِ شمشاد کا جواب ہوا

جو کی ہی مانجھ کے دانت اسنے بحر مین کلی
صدف مین شورِ گہر سے مین آب آب ہوا

زمین مین روزِ ولادت گڑی جو نال مری
کہا اجل نے مسافر کا پا تراب ہوا

ہوا فشارِ لطافت کو بھر نہ تربت مین
تہِ زمین جو عیان عشق بوتراب ہوا

ردیف باے موحده

آپکی دیوار پر گر بیٹھ جائے عندلیب
نرگس آنکھو نپر رکھے گلشن مین پائے عندلیب

پھول سے عارض جو ہم اسکے دیکھ پائے عندلیب
گل تو کیا گلشن کو نظرون سے گرائے عندلیب

آشیان ہمرجا نہ شاخون پر بنائے عندلیب
باندھ دے گلچین رگِ گل سے کے پائی عندلیب

باغ کی خاطر پھڑک کر قتل ہوی صیاد یہ
روغنِ گل سے قفس مین کردوای عندلیب

نامۂ رنگین بہار یہ ہے اس گل کو لکھا
مرغِ نامہ بر کے بدلے لیکے جائے عندلیب

چہچہے نغمے ترانے زمزمے پھر ہون عجیب
میرے گل کا سالب لہجہ جو پائے عندلیب

باغ مین گلگشت کو آیا ہے وہ رشکِ بہار
ہان تصدق کو زرِ گل لیکے آئے عندلیب

گوشِ گل فصلِ بہاری مین ہی اسواسطے
کان دھر کر تا سنین افسانہ ہائے عندلیب

عشقِ گل مین ہو اگر جوشِ جنون میری طرح
باغ مین سنبل بنے زنجیرِ پائے عندلیب

گفتگو معشوق و عاشق کی ہوی یکرنگ اب
آئی غنچون کے چٹکنے سے صدائے عندلیب

دے ارے صیاد پانی کی جگہہ اسکو گلاب
چاہتا ہے تو قفس مین گر شفائے عندلیب

عشقِ گل یون ہو سراپا بنگئی تصویرِ باغ
غنچہ ہے منقار شکلِ خار پائے عندلیب

باغ مین آکر نقاب اُلٹے جو میرا گلبدن
چٹکیون مین ہر گلِ تر کو اڑائے عندلیب

خاک اڑتی ہے چمن مین گل کی جا پر جا بجا
ہے خزان مین باغ اک ماتم سرائے عندلیب

آتش گل اسقدر بھڑکی ہوئی ہے باغ مین
جمع شاخون پر ہین پروانے بجائے عندلیب

پھول پہنے باغ مین آیا ہے وہ رشک بہار
ہان گلابی ہے گل تر کو بنائے عندلیب

بعد مردن بھی گلونکی ہے محبت کیا عجب
روح عاشق کی چمن مین بنکے آئی عندلیب

واہ کیا طرفہ وہ رنگی ہے تری ای حسن عشق
گل کو خندان دیکھکر آنسو بہائے عندلیب

عشق صادق تھا لطافت کچھ نکچھ ہوتا اثر
گوش گل مین گر پہنچ جاتی صدائے عندلیب

دیکھ لی جبسے گلون نے ہے وفائے عندلیب
سر پہ رکھتی ہین محبت الفت سے پائے عندلیب

عشق مین گل کے اگر آنسو بہائے عندلیب
موتیے کے پھول ہون سب آنکھہائے عندلیب

تیری ایوان کی جو گل بوٹون کو آکر دیکھلے
چھوڑ کر گلشن نشیمن یہان بنائے عندلیب

صحن گلشن مین ہو عمدہ فرش بلبل چشم کا
جبکہ اس گل کے لیے آنکھین بچھائے عندلیب

مین جدا ہون اپنے رشک باغ سے آیا ہے رشک
وصل گل کے یون مزے ہر دم اوڑائے عندلیب

ہو اگر مد نظر اس رشک گلشن کو بناؤ
باغ مین افشان ورق گل کی بنائے عندلیب

پوچھکر مجھسے نہ عزرائیل نے کی روح قبض
گل کو ہے گلچین نے توڑا ہے رضائے عندلیب

زر جو لیکر مٹھیو مین غنچہ گل آئے ہین یہ
دینگے شاید بوستان مین خونبہائے عندلیب

چلتی ہے باد خزان ہو جائیگی دم مین فنا
بلبلا پانی کا ہے گویا بقائے عندلیب

عشق مین اس گل کے مجھسے یون کھٹکتے ہین رقیب
ہے خلش جسطرح کانٹون کی برائے عندلیب

سخت دل ہین کسقدر غنچے نہ پھوٹی منہ سے کچھ
روئی شبنم سن لیا جب ماجرائے عندلیب

گر پڑون لی گل اگر مین زار ولاغر ضعف سے
جان کر تنکا گلستان مین اٹھائے عندلیب

عشق معشوقان باغ دہر کا بیکار ہے
گل ہر اک ہنستا ہے سنکے نالہائے عندلیب

ہو مری گل کو چمن مین گر گل بازی کا شوق
باغ مین اوڑ اوڑ کے ہم آنکھون سے اٹھائے عندلیب

کاتب تقدیر حسن و عشق سے آگاہ تھا
لکھدیا گل کے ورق پر ماجرائے عندلیب

سنبل و سوسن کے تختے باغ مین ہین جابجا
ہو گیا ہے جمع دودِ نالہائے عندلیب

ای لطافت قطرۂ شبنم نہین یہ رات کو
آبدیدہ گل ہین سنکے نالہائے عندلیب

مژگان کا ہی نہ ابروے دلدار کا جواب
تیرون کا ہی جواب نہ تلوار کا جواب

رخسار سرخ ہین گل گلزار کا جواب
آنکھین تری ہین نرگسِ بیمار کا جواب

کبکِ دری ہی بھولا ہوا مدتون سے چال
کیا اس چلن پہ دے تری رفتار کا جواب

اعمال کا سوال جو ہین ہو گا حشر کو
دیگا ہر ایک عضو گنہگار کا جواب

بینی یار کا ہی اشارہ نہ بوسہ مانگ
سیدھا فقط ہی حسن کی سرکار کا جواب

وعدہ ہی گاہ حشر کا گہ لن ترانیان
اقرار کا جواب نہ انکار کا جواب

کہتا ہی شیخ وعظ مین مستون کو دوزخی
دے کون فحش مردمِ بازار کا جواب

نالۂ دلا فراق مین کرجب کہین رفیق
تسکین دوستون کی ہی بیمار کا جواب

رکھ لی ہی بات عشق مین اے جسمِ زار واہ
پیدا کیا ہے کیا کمرِ یار کا جواب

پیتی ہی چھک گئی نہ کیا دوسرا سوال
ساقی نہین تری مۓ گلنار کا جواب

صف باندھ کر جو عاشقِ حیران کھڑے ہوے
دیوار ہو گئی تری دیوار کا جواب

گردون پہ کیون چمک کے نکلتا ہے ماہِ نو
کیا ہو گا تیری ابروے خمدار کا جواب

حاضر دمِ سوال ہے تجویز ہو سزا
اقرار آپکے ہے گنہگار کا جواب

وحشی کے دل مین عشق مژہ ہی کھٹک رہا
دیتا ہی دشت مین خلشِ خار کا جواب

پیدا کرے یہ بات تو ہمسر ہو لا کلام
کیا منہ جو غنچہ دے دہنِ یار کا جواب

واعظ سے بھی گناہ ہوا شغلِ بادہ خوار
مسجد بنائی خانۂ خمار کا جواب

مضمون دہان تنگ کا اسمین ہوی ہین نظم
اسوجہ سے نہین مرے اشعار کا جواب

ابرو کا بوسہ مانگا تو بڑھ کر لگائی تیغ
دیکھو مرا سوال مرے یار کا جواب

سبزہ نکلتے ہی ترا جوبن رواں ہوا
کیا حسن سے گیا خطِ رخسار کا جواب

واعظ سے کہتے ہین قدحِ مے دکھا کے رند
ہو اپنے پاس بھی تری دستار کا جواب

غیبت اگر کرے ترے مقتول کی کبھی
دے تیر کی زبان لبِ سوفار کا جواب

ہم ہر طرف ہین بوسون کی تنخواہ بند ہے
وہ خطِ رخ ہے حسن کی سرکار کا جواب

یوسف لقا ہی تو خریدار جمع ہین
کوچہ ترا ہے مصر کی بازار کا جواب

گلشن مین چہچہو نہ اے عندلیب پھول
غنچہ ہے شاخ پر تری منقار کا جواب

بخشش مین تو وحید تو عصیان مین ہم ہین فرد
آمرزگار کا نہ گنہگار کا جواب

کیونکر نہ اسکا عشق ہر اک کے گلے پڑے
پتلی کمر ہے یار کی زنار کا جواب

بولے ہمارا نامہ **لطافت** وہ دیکھ کر
کسکو دماغ لکھے جو طومار کا جواب

تھا ہجر مین جو نزع کا عالم تمام شب
دیکھا کیے ہین دم مرے ہمدم تمام شب

پروانہ بھی جلا تو ہوا غم تمام شب
گریان برنگِ شمع رہے ہین ہم تمام شب

دن بھر جنون مین ریگِ بیابان کا ہے لباس
تن پر مرے ہے جامۂ شبنم تمام شب

صورت نہ دیکھی وصل مین بھی ہمنے یار کی
بہرِ تواضع ایسے رہے ہین خم تمام شب

آیا جو رات کو نہ چمن مین وہ رشکِ گل
کسکا ٹونسیہ لوٹی باغ مین شبنم تمام شب

کن مشکلون سے رات گذرتی ہے ہجر کی
کرتا ہون عید ہوتی ہے جس دم تمام شب

مانا کہ حسبِ وعدہ وہ آتے ہین میرے گھر
لیکن مزاج رہتا ہے برہم تمام شب

پہلو مین انکے چین سے سویا وہان رقیب
بیتاب اپنے گھر مین رہے ہم تمام شب

کیونکر بسر فراق مین ہوتی ہے کیا کہین
دن بھر غم اپنے گھر مین ہے ماتم تمام شب

کل تھی شبِ فراق تو آئے نہ دم مین دم
کیا کیا اجل کو ہمنے دیے دم تمام شب

پڑتی ہوا اوس جا نہین سکتے وہ اپنے گھر ‏ — باران کا کام کرتی ہے شبنم تمام شب

خندان عبث ہی ہستی ناپائدار پر ‏ — گریان ہے گل کے حال پہ شبنم تمام شب

کہتے ہین وہ کہ آؤن یہین کس طرح تیرے گھر ‏ — دن [illegible] وہ جب اندر ہی شبنم تمام شب

مضطر رہے وہ صبح یہین تھے ہم شب فراق ‏ — تا صبح دل پہ کرتے رہے دم تمام شب

تنہا نہ ایک دم تھا لطافت شب فراق

ہمدم تھے رنج و درد و غم و ہم تمام شب

ہٹتی ہین وہ چڑھے ہوئے ابرو جبین سے کب ‏ — تلوارین یہ اُترتی ہین عرش برین سے کب

ہوگا زیادہ حسن و جمال اُس حسین سے کب ‏ — بہلے گا خلد مین مرا دل حور عین سے کب

معمور دل مرا ہو خیال حسین سے کب ‏ — آباد یہ مکان ہو دیکھو مکین سے کب

خالی نہ ماتہ ہوگا مجھ اندوہگین سے کب ‏ — اے آسمان یہ بوجھ اُٹھیگا زمین سے کب

شانہ ختن ہی زلف کی مشاطہ سے کھلی ‏ — فغفور چین سوا ہی ترے جامہ چین سے کب

بیخوف جا کے کوچہ جانان مین ہین رہا ‏ — مومن نکالا جاتا ہے خلد برین سے کب

اقرار ہی کبھی کبھی انکار وصل کا ‏ — حیران ہم نہین ہین تری ہان نہین سے کب

بیٹھے کہین ہون دیکھتے ہین پر جمال یار ‏ — کم ہے ہمارا دیدہ دل دوربین سے کب

عاشق کو دیکھنے کو مسیحا ن آئیے ‏ — ہوگا زیادہ وقت دم واپسین سے کب

ہونٹون کے گرد کیون نہ ہے خط کا مورچہ ‏ — شیرین لب اُس پری کے ہین کم انگبین سے کب

نازک مزاج غیر کے احسان سے ہین بری ‏ — مطلب قبائے گل کو ہوا جامہ چین سے کب

شمعین ہین نور کی کنولین بلور کے ‏ — باہین تری عیان ہین سفید آستین سے کب

نازک ہو انتہا کے نہ اتنا کرو بناؤ ‏ — افشان کا بار اُٹھیگا تمہاری جبین سے کب

موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین ‏ — زنبور بہرہ مند ہوی انگبین سے کب

عشاق ہین گدا کی طرح طالب جمال ‏ — تشریف آپ لائیگا خانہ نشین سے کب

چین بر جبین جھین دو پٹہ سے آپ کا — فرمائیے خطا ہوئی تھی جامہ چین سے کب

ہوگا جنان مین بھی تری چشم سیہ کا دھیان — آنکھین لڑاؤن گا مین بھلا حور عین سے کب

بھیجون کوئی رسول اولوالعزم اسکے پاس — پیغام میرا جائیگا روح الامین سے کب

ہی جب سے خاکساری و افتادگی پسند — نقش قدم کی طرح اُٹھے ہم زمین سے کب

نام علی ہے دل پہ لطافت کے کھد گیا
ہوگا جدا یہ نقش بھلا اس نگین سے کب

پیر روز نالہ اپنا گزرتا آسمان سے کب — قوت مین کوئی پیر بڑھا ہی جوان سے کب

کہتی ہے شمع کیون ہمہ تن جل رہی ہون مین — مینے لیا تھا نام محبت زبان سے کب

وہ رنج دوست ہون کہ مین رہتا ہون منتظر — نازل مری طرف ہو بلا آسمان سے کب

پیسا ہی اسنے اُنکی ہی مٹی خراب کی — دیکھین رہائی ہوگی زمین آسمان سے کب

قاصد سے حال کہتے ہوئے پہنچے یار تک — دیکھو تو بیخودی ہوئی فرصت بیان سے کب

کیون بتکدے مین آنے نہین دیتے برہمنجے — باہر ہو مین اطاعت پیر مغان سے کب

آنسو روان ہین چشم سے عاشق کے حال پر — چلتے ہین تیر صید فگن کی کمان سے کب

محتاج غیر کے ہین کہان صاحبان خیر — کشتی فقیر کی ہے چلی بادبان سے کب

جب آنکھ بند ہوگئی سب حال کھل گیا — غفلت کے پردے ہائے اُٹھے درمیان سے کب

نالے بلند ہوکے یہ کہتے ہین اثر مین — کیا چیز ہے دبین گے ہم اس آسمان سے کب

دنبالہ چشم یار مین سرمہ کا ہے ستم — دیکھین یہ تیر ظلم چلے اس کمان سے کب

مرنے کا میرے حال سنا جبکہ غیر سے — بیساختہ نکل گیا ام انکی زبان سے کب

گو عشق کہہ رہا ہے حسینون سے دل لگاؤ — پر انکے ناز اٹھین گے مجھ ناتوان سے کب

یکسو جو ہین جہان مین نہین وہ روان دوان — نکلا ہے مرغ قبلہ نما آشیان سے کب

نامہ روانہ کرکے لطافت ہے انتظار

قاصد جواب لاتا ہے دیکھین وہان سے کب

یون ہر جگہہ ہون یار سے مین ناتوان قریب
جس طرح سایہ جسم سے ہو ہر زمان قریب

ابرو کے سمت رخ تری مژگان کا تیر ہے
کیونکر نہ تیر لیس رہین ہے کمان قریب

گھبرا کے بولے وہ کہ لگی کسکے گھر مین آگ
پہنچا جو میرے نالۂ دل کا دہوان قریب

یون حاسدون کی بزم مین اہل سخن ہین
دانتون سے جسطرح ہو دہن مین زبان قریب

عاشق تنون کے واسطے کیا خوف قبر کا
حب علی ہے پاس تو حور جنان قریب

دل تھام لو صنم کہ مرے لب تک آ گئی ہے آہ
امڈی وہ فوج اشک وہ آیا نشان قریب

پاس اس ذقن کے زلف مین دل مردہ ہو گیا
پیاسے کو موت آئی رہا جب کنوان قریب

چاہ ذقن مین یوسف دل کر نہ اضطراب
خط عذار یار کا ہے کاروان قریب

مجھ خستہ حال کے واسطے یہ جوڑتی ہے ہاتھ
کھنچنے مین گوشہ کرتی ہے انکی کمان قریب

بلبل کے واسطے جو وہ گل آئے باغ مین
شاخین شجر کی جھک کے کرین آشیان قریب

کہتی ہے سب کو گور غریبان دکھا کے موت
بڑھ کر ملو مسافرو ہے کاروان قریب

جب سے پڑی ہے دختر رز گھر مین مست کے
ہین بادہ کش عزیز تو پیر مغان قریب

بولی لچک کے ڈاب سے نکلی جو تیغ یار
صحبت کا ہے اثر کہ ہے موئے میان قریب

ہمسے مکدر آپ ہین نکلین گے اشک بھی
اٹھا غبار سمجھے کہ ہے کاروان قریب

ای زلف ہوشیار کمر تک چلی تو ہے
نازک مقام ہے کہ ہے موئے میان قریب

آہین جو مینے کین تو یہ بولا وہ نازنین
بس بس ہٹو کہ آنے لگا اب دہوان قریب

ظالم یہ چاہیے کہ رہے ہر غنی سے دور
بے آبرو ہے بھرے گر ہے کنوان قریب

دولت بڑھے تو مثل ترازو کے جھک کے چل
پلہ سبک ہے وہ زمین سے گران قریب

صدہا برس کی راہ سے تو ہین یہ ظلم وجور
کیا قہر کرتے ہوتے اگر آسمان قریب

صحرا کا قصد جب ترے دیوانے نے کیا
آ آ کے پاؤن پڑنے لگین بیابان قریب

خوف سوال ہوگا لطافت کی دل سے دور
ہونگے علی لحد مین دم امتحان قریب

ردیف باے فارسی

ہوتا کہ مین انگور کی چھتین کے پڑی دھوپ
ہر جا ہی نئی حسن سی پھولونکی چھڑی دھوپ

اس پرتو عارض کے جو دن جو لڑی دھوپ
رخ چھوٹ گئے بھاگی مصیبت مین پڑی دھوپ

گرمی مین وہ خورشید نہ نکلے سر سے آئے
بن بن کے رقیب اسلیے گلیونمین اڑی دھوپ

ہوتے ہین جو وہ چاندنی مین شکوہ زبان
کہتے ہین نزاکت سے نہایت ہی کڑی دھوپ

معمور تجلی ہے خورشید کا گھر ہے
دیوار کے سایے سی نہ اگر دور لڑی دھوپ

نکالی ہون ہرن چوکڑیان بھول کے بھاگین
کھاتی مین جو ہرے دشت کی دو چار گھڑی دھوپ

رونے مین ہے اس پرتو عارض کا تصور
ہے ایک جگہہ دیکھ لو ساون کی جھڑی دھوپ

کوٹھے پہ حسین بیٹھتے ہین سامنے آکر
راحت مجھے دیتی ہی زمستان مین بڑی دھوپ

اس مہر کی فرقت مین ہوئی دشت نوردی
عاشق پہ ہی کیا صاعقہ بن بنکے پڑی دھوپ

ٹھنڈا نفس سرد نے عاشق کے کیا یہ
ہی اوس کے مانند ترے گھر مین پڑی دھوپ

ہم لیگئے دنیا سے ترے رخ کی محبت
خورشید تو باہر رہا تربت مین گڑی دھوپ

سورج کے نکلتے ہی فنا کرتی ہے دم مین
شبنم پہ کیا کرتی ہے بیداد بڑی دھوپ

عکس در دندان سے ہم چاندنی چھٹکی
رخسار کے پرتو سے زمین پر ہے پڑی دھوپ

خورشید مین تیزی ہی غضب ہجر کا دن ہے
دل جلنے لگا صبح سے آنکھونمین گڑی دھوپ

معشوق نکلتے نہین گرمی مین گھرون سے
عشاق کو دینے لگی تکلیف بڑی دھوپ

دن ہجر کا کس قہر سے مشکل سے کٹا ہے
ہر ایک گھڑی اپنی نگاہون مین بڑی دھوپ

ہٹتی کسی صورت سے نہین روز فراق آہ
سورج نے کرن لے کے زمین پر ہے جڑی دھوپ

نازک ہو بہت پاؤن نکلتا نہین گھر سے
زنجیر بنی ہے تمھین گرمی کی کڑی دھوپ

دہلیز منور سے ترقی کی ہے سائل
جب صبح ہوئی در پہ تری آکے پڑی دھوپ

ہر گوشِ گلِ تر مین دمِ صبح ہین جھالے
شبنم کو بنا دیتی ہے موتی کی لڑی دھوپ

ای مہر ہوس ہو کہ ہوئی کیون نہ سیہ مین
دیکھے تری ہونٹون پہ جو مسّی کی دھڑی دھوپ

بالون پہ وہ گل چنپئی اوڑھے ہے دوپٹہ
ہی تختۂ سنبل پہ گلستان مین پڑی دھوپ

گرمی کے ہین دن دوپہر آئی ہے مری جان
جاؤگے کہان سو رہو پڑتی ہے کڑی دھوپ

پیری سے ہوے بال سفید آنکھ کھلی اب
ہوشیار ہوے نیند سے سر پر جو پڑی دھوپ

ہوگا علمِ حمد کے سائے مین **لطافت**
کیا خوف اگر حشر کے دن ہوگی کڑی دھوپ

بیچین ہو کے کیا نکل آئے ہین گھر سے آپ
ڈریئے ہماری آہ و فغان کی اثر سے آپ

کہتے ہین عشق زلف مین ہم سے سب آشنا
للہ ٹالیے یہ بلا اپنے سر سے آپ

کھینچا جو صبح کو ترا نقشہ تو بولے چرخ
سرخی شفق سے لیجیے سفیدہ سحر سے آپ

آئینہ مین پسند کیا اپنے حسن کو
بیمار چشمِ یار ہے اپنی نظر سے آپ

منظور رکھیے آج ہی کس بیگنہ کا خون
تلوار کیون لگائے ہوے ہین کمر سے آپ

اٹھا جنازہ آپ کے عاشق کا دھوم سے
صاحب نکل کے دیکھیے تو اپنے گھر سے آپ

خوشبو سے مین روز بسی رہتی ہے وہ راہ
ایسا بجان گذرتے ہین جس رہگذر سے آپ

مشتاق روے صاف کا ہی کیجیے تو یاد
بیتاب ہو کے آئینہ نکلے گا گھر سے آپ

انصاف کیجیے کہ نہ کیونکر ہون شیفتہ
دیکھین تو اپنے حسن کو میری نظر سے آپ

مژگان کی تیریون سے ہو غربال کیا عجب
آنکھین تو چاندنی مین لڑائین قمر سے آپ

وہ آج آکے پاس مرے بولے ناز سے
بیتاب کل تھے شدتِ دردِ جگر سے آپ

بادِ خزان گلون سے یہ کہتی ہے منعمو
خندان ہون باغِ دہر مین پھولین نہ زر سے آپ

دل جل رہا ہے ہنسکے دکھا دیجے ہمکو دانت
اس آگ کو بجھائیے آبِ گہر سے آپ

کہتے ہین وہ بلاکے ہمین پھر وصل یاس
خاطر ہے آئیے کہ ہین مدت سے ترسے آپ

دیکر ہمین فشار یہ دی قبر نے صدا
کیونکر گلے لگاؤن نہ آئے سفر سے آپ

طالب مدینہ کا یہ لطافت ہے یا علیؑ
بندہ کی سعی کیجیے خیر البشر سے آپ

ردیف تای فوقانیہ

اللہ اللہ افتخار وعظم شان کوی دوست
لامکان سے ہے کہین بڑھ کر مکانِ کوی دوست

ایک لحظہ جب کوئی آئے بیانِ کوی دوست
داغِ حسرت لے کے جائے ارمغانِ کوی دوست

عرش اعلیٰ ہی زمین اللہ ری شانِ کوی دوست
دود آہِ عاشقان ہی آسمان کوے دوست

فخر سے رضوان بنا ہی پاسبانِ کوی دوست
جسکو کہتے ہین جنان ہی بوستانِ کوی دوست

عاشقِ جانباز کی کھائی ہین جبسے ہڈیان
خندہ زن شیرِ ژیان پر ہین سگانِ کوی دوست

خاک پر رکھتے نہین ہین پاؤن اللہ ری غرور
آسمان پر ہے دماغ ساکنان کوی دوست

خون دل پیتی ہین راحت جانتے ہین رنج کو
غم خوشی سے کھا رہے ہین میہمانِ کوی دوست

ہاتھ اٹھاتے ہی دعا ہوتی ہی فوراً مستجاب
بارہا ہمنے کیا ہے امتحانِ کوے دوست

کھیعص آیا عجب رحمت کا ذکر
دیکھ لو قرآن مین بھی ہے بیانِ کوی دوست

استخوانون مین ہماری عشق کا ہی جو اثر
کھا رہے ہین کس حلاوت سی سگانِ کوی دوست

دشت پیمائی ہین کرتے مدتون سے کیون خضر
خوش رہین سرسبز ہون آکر میانِ کوی دوست

مجمعِ حجاج کعبے مین بہت ہونے لگا
بھیڑ اب رہنی لگی یان بھی بسانِ کوی دوست

تو بھی چل کے انمین ملجا ای سگِ نفسِ خبیث
پاک خصلت پاک طینت ہین سگانِ کوی دوست

قمریان کرتی ہین کوکو سرو بر گلزار مین
راہ سیدھی پوچھتے ہین او نشانِ کوی دوست

انکی ہی عزّ و شرف مسجود خاص و عام ہے
ہین فقط تنہا نہین سو ان رتبہ دان کوے دوست

دانت جو انپر لگائے اے ہما کیا منہ ترا
استخوان میری ہین خوراک سگان کوے دوست

فخر کرتے ہین ہمیشہ خضر و الیاس و مسیح
جب سے آکر بنگئے ہین پاسبان کوے دوست

میرے دل کو خوب سا میری طرف سے پوچھنا
گر کہین تمکو ملے اے رہروان کوے دوست

پاؤن پھیلا کر لحد مین تا قیامت سوئین ہم
آسمان دو گز زمین دے گر میان کوے دوست

حشر کو اللہ سے کہدینگے رکھے ہمکو ہین [illegible]
کیا کرین جا کر جنان مین عاشقان کوے دوست

کوئی کوے یار کی جاروب کش سے مانگ دے
اگر پڑا پایا ہو دل میرا میان کوے دوست

برہمن اور شیخ مذہب پر جھگڑتے ہین سدا
رات دن آپسمین لڑتے ہین سگان کوے دوست

پاؤن پھیلائے زمین پر کھینچکر دنیا سے ہاتھ
لوٹتے ہین ہین کیا پڑے افتادگان کوے دوست

صور اسرافیل سے بیچین ہونگے حشر کو
سو رہے کس چین سے ہین خفتگان کوے دوست

سجدہ کرتا دور سے کوچے مین اسکے جاؤنگا
پاؤن کے بدلے رکھونگا سر میان کوے دوست

امی لطافت قبر سے آکر ملا تک لے گئے
اور جا کیونکر رہین باشندگان کوے دوست

حرکت ہی ہوئی پیری مین یہ سر کی صورت
جھلملاتا ہے عیان شمع سحر کی صورت

ٹھوکرون مین سر بازار ہے فرق جمشید
رفتہ رفتہ یہ ہوئی کاسہ سر کی صورت

کسقدر عاشق لاغر سے ہے نفرت انکو
کھیل مین بھی ہین اوڑاتے اسے پر کی صورت

لخت دل چشم سے اشکون کی طرح باہر آئے
نکلے یاقوت صدف سے ہین گہر کی صورت

کیون نہ عشاق کو بتلائے عدم کا رستہ
سمجھے انکا لچکتا ہے کمر کی صورت

لاغری مین ہین جو گل کھائے ترے چھلے کی
ہاتھ کلائی مرے طاؤس کے پر کی صورت

طفل اشک آنکھ سے نکلے تو نہ کیون شاد ہو دین
خوش پدر ہوتا ہے دیکھے جو پسر کی صورت

اسکی آنکھون کے تصور مین ہوا یہ لاغر
ہون نظر سے مین نہان تار نظر کی صورت

خط کی سبزی سے گیا سب فن کا رتبہ حسن
پوچھتا کوئی نہیں خام ثمر کی صورت

چاندنی میں مرے اشکوں کا جو دریا امڈا
بنگیا ہالۂ مہتاب بھنور کی صورت

اور بھی خوف سے کانپے تن خورشید فلک
دیکھے اکدن جو مرے داغ جگر کی صورت

ابر گھر گھر کے ہزار آئے جہان میں لیکن
خاک برسے گا مرے دیدۂ تر کی صورت

گردش چرخ کی دنیا میں حقیقت نہیں کچھ
جب میں جاؤں کہ پھرے ہے مرے سر کی صورت

جیسے انکے در دندان کا تصور ہے مجھے
ہمدم قال پہ غلطان ہوں گہر کی صورت

بیٹھکے محفل میں ملا شمع کو شاہوں کا شرف
شعلہ ہے تاج وہان بعوض پر کی صورت

جب سے اس مہر کا دیوانہ لطافت ہے بنا
چاک رہتا ہے گریبان سحر کی صورت

سوز پروانہ دکھاتا ہے اثر ساری رات
شمع بھی کرتی ہے جل جل کے بسر ساری رات

وصل میں ہاے ہوئی یونہیں بسر ساری رات
پاؤں تھکے یار کے اور تھا مرا سر ساری رات

چاندنی چھٹکی رہیگی مرے گھر ساری رات
آج مہمان ہے وہ رشک قمر ساری رات

آج سنتے ہیں وہ ہاں ٹھیرے گے گھر جانے کو
چشمۂ اشکوں کا تھے دیدۂ تر ساری رات

تم بچھڑ ... کا دنیا میں رہنا ہمکو خیال
خواب میں دیکھا مسافر نے سفر ساری رات

زلف کی یاد میں ہر سو نظر آتے ہیں سانپ
کاٹے کھاتا ہے مجھے ہجر میں گھر ساری رات

چاندنی ہجر میں ہو جاتی ہے تاریکی قبر
داغ دیتا ہے مرے دل کو قمر ساری رات

یاد پیری سے جوانی میں رہے ہم غمگین
دل مضطر کو رہا خوف سحر ساری رات

اسقدر جانے پہ آمادہ رہے وہ شب وصل
باندھے ہی بیٹھے رہے تا صبح کمر ساری رات

یار کے آنے سے کیا باغ ہوا تھا روشن
شجر طور تھا ہر ایک شجر ساری رات

وہ تو سویا کیے دیکھا کیے ہم حسن انکا
کام کرتی رہی عاشق کی نظر ساری رات

چھیڑکر پوچھتے ہیں مجھسے وہ یوں ازرہ طعن
ہجر میں ہوتی ہے کسطرح بسر ساری رات

الفت مال ہی آرام کو کیا کھو دیتے ہین | جاگتے خوف سے ہین صاحب زر ساری رات

وہ وہان چُنتے رہے ماتھے پہ اپنی افشان | تارے گن گن کر ہوئی یان ہمکو بسر ساری رات

عطر و آئینہ تھا اللہ رے شب عید بناؤ | کنگھی چوٹی مین ہوئی انکو بسر ساری رات

نہ سرک جائے کہین نیند مین چہرے سے نقاب | اونکو رہتا ہے شب وصل یہ ڈر ساری رات

ہم تری یاد مین بیدار رہا کرتے ہین | چین سے سوتے ہین عالم مین بشر ساری رات

ہو کے بے پردہ شب وصل وہ فرماتے ہین | آنکھین پھوٹین تری دیکھے جو ادھر ساری رات

نیند گرمی سے مری غیرت گل کو جو نہ آئے | بلبلین اوڑ کے جھلین باغ مین پر ساری رات

ناسی آیا نہ کوئی پوچھنے صبح شب دفن | کہو کیونکر ہوئی تربت مین بسر ساری رات

وصل کی شب وہ حیا سے رہے ایسے پنہان | نہ ہوا اپنی نظر کا بھی گذر ساری رات

وار اوس تیغ نگہ کی جو چلی وصل کی شب | بندہ آنکھون سے رہا سینہ سپر ساری رات

صبح کو اُٹھ کے جو پاس آئے ہو عاشق کے تم | سچ بتاؤ کہ گنوائی ہے کدھر ساری رات

شام ہی سے مجھے بیتاب کیا کیون تو نے | کاٹنی ہے ابھی اے درد جگر ساری رات

اشک آنکھون سے شب ہجر چلے آتے ہین | دل کی دیتے ہین یہ ہرکارے خبر ساری رات

کربلا مین جو شب جمعہ لطافت ہو نصیب
آستان شاہ کا ہو اور مرا سر ساری رات

دیکھ کر روح نے تربت مین بدن کی صورت | آہ کی پائی دگرگون جو وطن کی صورت

ہون قفس مین ہمہ تن رنج و محن کی صورت | مین وہ بلبل ہون کہ دیکھی نہ چمن کی صورت

شگفتہ ہو کے لیے باغ مین بوسے مینے | پائی غنچہ مین جو اس گل کی دہن کی صورت

چاندنی جبکہ سیہ خانے مین آئی شب ہجر | پھری نظرون مین پھری گور و کفن کی صورت

گھر کو چھوڑے ہوے اک عمر ہوئی ہے مجھکو | یاد بھی اب تو نہین اہل وطن کی صورت

اوس گل تر نے لگائے جو ہین سوسن پتے | کھل گئے زخم مرے تن پہ چمن کی صورت

جوشِ وحشت مین ہی یان موت گلوگیر سدا
چاک رہتا ہے گریبان کفن کی صورت

خون فشان آبلہ پا ہین نئے گل پھولے
ہمنے صحرا کو بنایا ہے چمن کی صورت

افعیِ زلفِ صنم نے یہ ڈرایا ہے مجھے
سانپ سمجھا نظر آئی جو رسن کی صورت

ہجرِ دلدار مین مُردہ سا پڑا رہتا ہون
پیرہن ہے تنِ خاکی پہ کفن کی صورت

روسیہ عیسٰے نے مُنہ اس رُخِ روشن پہ رکھا
میری آنکھونمین پھری چاند گہن کی صورت

اسقدر زلف کے سودے مین ہوے آوارہ
ہمنے دیکھا نہ وطن مشکِ ختن کی صورت

بیٹھے بیٹھے قدِ موزون جو ترا یاد آیا
آہ سینہ سے اُٹھے سروِ چمن کی صورت

ہی اندھیرے سے عجب توسنِ جانان کا بناؤ
مُنہ پہ کس حُسن سے گھونگھٹ ہے دولہن کی صورت

آہِ سوزان جو کرون رات کو مین گلشن مین
سرو تھالون مین جلین شمع لگن کی صورت

بڑھ کے شیشہ سے بھی شفاف ہی ساقی کا گلا
گفتگو مین نظر آتی ہے سخن کی صورت

لکھدیا لفظِ عدم کھینچ کے نقشہ تیرا
بن سکی جب نہ مصوّر سے دہن کی صورت

باعثِ بغض و حسد ہے مرا عالم مین کمال
قتل کا خوف ہے آہوے ختن کی صورت

صدقے ہونے کے لیے روح لطافت نکلی
نزع مین دیکھ کے سلطانِ زمن کی صورت

رخِ صنم پہ عرق ہے دمِ عتاب بہت
نہ کیون ہو تلخ کہ ہی تند یہ گلاب بہت

رہیگا وصل کی شب آج مستِ خواب بہت
خدا کے واسطے ای بُت نہ پی شراب بہت

نہ کر ارے دلِ خون گشتہ اضطراب بہت
چھلک نہ جائے کہ ساغر مین ہی شراب بہت

مری کفن مین کئی چادرین ہون اے غسّال
گناہگار ہون خالق سے ہے حجاب بہت

مشام وے جو نہ اے گل ترے پسینے سے
کشیدہ ہم سے رہا عطر اور گلاب بہت

سفید بال ہوے مغفرت کا طالب ہو
دعا سحر کو ہے واللہ مستجاب بہت

ہر ایک چشم ہی تر جب سی دل بھر آیا ہے
اٹھا ہے قبلہ سے برسے گا یہ سحاب بہت

کھلین گے حشر کو کیا میرے دفتر اعمال
غضب ہے دن تو ہے تھوڑا مگر حساب بہت

عبث فراق مین نالان ہین آپ حضرت دل
سزا ہی عشق سے مانوس تھے جناب بہت

ہمیشہ سوگ سے گذری ہوئی جوانی کا
پسند ہے دم پیری سیہ خضاب بہت

خیال شعلۂ رخسار مین پھنکا دل بریان
جلا جو آگ پہ ٹھہرا ادھر کباب بہت

گئے حواس وہ رخ دیکھ کر عرق آلود
معطر دماغ کو میرے ہوا گلاب بہت

وہ واعظون نے سنا آئے ہین فصل بہار مین
بیان کرنے لگے حرمت شراب بہت

پکاری عمر غنیمت سمجھ جوانی کو
کہ پھر نہ دور مین یاد آئیگا شباب بہت

سدا ہی آتش رخسار مشتعل رہتی
نہ کیون ہو گیسوے جانان کو پیچ و تاب بہت

عرق آئے مجکو جو عصیان کی یاد مین ہمدم
تو رخ کو ہے عرق شرم کا گلاب بہت

وہ بحر حسن جو ساحل سے سیر کرکے اٹھا
تو پھوٹ پھوٹ کے رویا ہر اک حباب بہت

جنون ہی عشق مین اک شہسوار کے حداد
گلے کو اب عوض طوق ہے رکاب بہت

ہو شروع سبق عشق کا نہ گھبرانا
دلا ابھی تو ہی پڑھنی تجھے کتاب بہت

دکھا کے خشک زبان آبلون سے کہتے ہین خار
پلاؤ پیاس مین پانی کہ ہے ثواب بہت

خیال زلف مین سوجھی نہ کیون نئی مجکو
دماغ ہوگا پریشان تو ہونگے خواب بہت

خیال رخ مین ترا زار کیا کرے تزئین
کہ ڈھو بجانے کو ہی آئنہ مین آب بہت

کہا لگا کے طمانچہ یہ بے تہائی نے
اوٹھا اوٹھا کے ہین سر پھوڑتے حباب بہت

زمین نے قصد لطافت کیا فشار کا جب
تو کام آیا مرے عشق بوتراب بہت

ذرا گریبان ہمین دکھلائے آفتاب بہت
کہ سیکدہ مین ہی مستون کو آفتاب بہت

دہ لٹ وہ بام پہ اگر وہ ذرا اپنے رخ سے نقاب
غرور حسن پہ کرتا ہے آفتاب بہت

خیال دل وہ کہ مین کا جو مینے ذکر کیا
تو بر ذر حشر ہوا گرم آفتاب بہت

مرے حسین سے بڑھکر نہ کوئی پائیگا
چراغ لیکے جو ڈھونڈھیگا آفتاب بہت

رقیب اُس رخِ روشن پہ کیون نہ عاشق ہے
پسند دل سے ہے حربا کو آفتاب بہت

وہ چہرہ خط کے نکلتے ہی تمتمایا ہے
ہوا زوال تو ہے گرم آفتاب بہت

خیال جامِ شراب آرہا ہے مستی مین
فلک دکھا نہ ہمین اپنا آفتاب بہت

فلک پہ مہر تو میخانے مین ہین جام شراب
وہان ہی ایک تو اِسجا ہین آفتاب بہت

خیال ہی ترے عارض کا سرد آہو نہین
مفید ہوتا ہے سرما مین آفتاب بہت

تمہارے عارضِ پُر نور سے نہین بڑھکر
کرین غرور نہ مہتاب و آفتاب بہت

پکائیگا مرا دل عشق روے جانان کا
بس اک ثمر کے لیے ہے یہ آفتاب بہت

کرینگے پنجتن پاک قبر کو روشن
فلک پہ ایک زمین مین ہین آفتاب بہت

مقام شرم ہے کیا منہ دکھائے دنیا کو
خجل ہے عارضِ جانان سے آفتاب بہت

جنون کے داغ نے عیبون سے مجکو پاک کیا
ہوا جو خاک تو کام آیا آفتاب بہت

زیادہ دیکھ لطافت نہ وہ رُخ روشن
مُضر ہے چشم و بصارت کو آفتاب بہت

ردیف تاے ہندی

آبرو ہوگی دوپٹہ کو نہ اے دلبر لپیٹ
سلک گوہر لیکے پٹی کی جگہ سر پر لپیٹ

عجب و نخوت چھوڑ اے واعظ کفن کی فکر کر
تھان بھر کا روز عمامہ نہ تو سر پر لپیٹ

الفتِ قاتل ہے اے جراح صحت ہو ابھی
زخم گردن پر مری پٹی کی جا خنجر لپیٹ

مرکے ای غسال خالق سی ہون مین عاصی خجل
سر کے بدلے تو عمامے کو مرے منہ پر لپیٹ

مرگ عاشق کی خبر جاتی ہی انکو ہونگے خوش
رکھ نہ اے کاتب لفافے مین نہ خط لکھکر لپیٹ

عشق سے کہدے کوئی لہرا نہ الفت کا لگا
ایسی آفت مین نہ مجکو آکے میرے گھر لپیٹ

الاماں اے گیسوئے خمدار جاناں الاماں
پیچ میں لاکر نہ یوں میرے دل مضطر لپیٹ

تیر چلا ہوں اے صیاد اور جا [illegible]
دام سے لیکر کوئی اور آ گیا ہوں پر لپیٹ

عشق کی منزل سے طے کرنی ہے ہشیار رہ
پر خطر دشوار رستہ ہے ذرا کمر کسکر لپیٹ

کیوں نہیں ہر دم کھینچوں تیری [illegible] تیغ
دام بنکر دل کو لیتے ہیں ترے جوہر لپیٹ

مبتلا ہونگے جو شیعہ حشر کو اعمال میں
سب کو اک دامن میں لینگے حضرت بوذر لپیٹ

عشق زلف اے شانۂ جاناں نہ عاشق کو سکھا
اپنے سر کی یہ بلا ناحق نہ میرے سر لپیٹ

روتے روتے جان دی ہے بعد مردن کے کفن
جسم لاغر کو مرے اے اشک کی چادر لپیٹ

اب کہاں وہ ولولے جوش جوانی چل بسا
لے چکا دور محبت عشق کا دفتر لپیٹ

سایۂ دیوار جاناں ہم سے کہتا ہے یہی
جلد اوٹھ کوچہ سے خالی کر جگہ بستر لپیٹ

سخت جاں کو قتل کرنی ہے ٹھنچے [illegible] چلا
گوشہ چادر میں قاتل اور اک پتھر لپیٹ

ای لطافت حشر کے دن وا کریگا ہر سری
آپ کو اور گریبان نہ دامن حیدر لپیٹ

رخ سیمیں سے صنم بام پر نقاب اولٹ
بڑہا کے شوق ادھر روئے آفتاب اولٹ

مقر ہوں اپنے گناہوں کا بخش اے غفار
کریم تو ہے مراد فتح باب اولٹ

وہ بحر حسن کرے میکشی جو دریا پر
ہر ایک موج کہے ساغر حباب اولٹ

گیا وہ یار گھر اپنے گذر گئی شب وصل
زمیں پہ بیٹھ ہوئی صبح فرش خواب اولٹ

لحد میں پیکے سرمہ ہی کرے گی تشنے
نہ دوڑ یوں نہ زمیں کو دم شباب اولٹ

بہار آئی ہے کر میکشی ارے واعظ
شراب خانے میں چل پڑھ چکا کتاب اولٹ

کلائی دیکھ کے عشاق کاٹتے ہیں گلے
نہ آستیں کو قاتل دم عتاب اولٹ

نہ جان لی مری اے یار گیسوئے جاناں
نہ طوس دکھا کے نہ یوں اپنا پیچ و تاب اولٹ

نجس یہ رنگ بھی اے جوش من بہار دکھا
وفور گل سے چمن میں ہر اک گلاب اولٹ

بہت جو ہوں سی ہیں عشاق تیرے طالبِ دید
تو شرم کر کبھی انکا تو حجاب اولٹ

شبِ وصال ہے چھٹکا ہے چاند کی گھونگھٹ
تیرے رخ سے فلک و ان سحاب اولٹ

اوٹھا ہے بزم سے وہ یار جلد اے ساقی
تو جلد یار پہ شیشۂ ساغرِ شراب اولٹ

قریب شعلہ رخان دل کو کرکے وبالا
ہوا ہے آگ پہ سرخ ابتو یہ کباب اولٹ

ذرا تو رحم کر اے جوشِ گریہ فرقت میں
رواں دواں کے نہ یوں دیدۂ پرآب اولٹ

جھپک کے یار کی پلکیں اشارہ کرتی ہیں
کہ عاشقوں کی صفیں جلد اے شتاب تو اولٹ

اوٹھی جو پردۂ محمل تو بولا آہ سے قیس
پڑی ہی چہرہ لیلا پہ جو نقاب اولٹ

حجاب کیسا لطافت ہی دید کا مشتاق
شبِ وصال میں تو اپنے منہ نقاب اولٹ

اے بتو ٹھوکر کی اوٹھائی چوٹ
عشق میں ہمنے دلپہ کھائی چوٹ

دل کیا ٹکڑے ٹکڑے سینے میں
داد کیا آپ نے لگائی چوٹ

زندہ خسرو ہے کوہکن نے کہا
اپنے سر آگئی پرائی چوٹ

لب ترے دیکھ کر مسی آلود
ہوئی سوسن کبود کھائی چوٹ

وہ چھلکیتی میں ہو گئے مشتاق
دیکھ کر وہ ہی دن میں کھائی چوٹ

جب پڑا سایۂ ہما اون پر
ناز سے بولے سر پہ آئی چوٹ

کیا گرا کر فقیر اعمٰی کو
روز کھلواتی ہے گدائی چوٹ

خط نکلتے ہی ہو گیا جو سیاہ
تیری سیبِ ذقن نے کھائی چوٹ

حال دل پوچھتا ہے جب وہ یار
تو دکھا دیتی ہے صفائی چوٹ

ہمسری میری سینہ کوبی سے
کیا دہل نے ہمیشہ کھائی چوٹ

قشقہ اے برہمن ہے یا کہ ضماد
کھائی کیا وقت جبہہ سائی چوٹ

پائے سرو آجتک ہے باغ میں لنگ
قدِ موزوں سے کیسے کھائی چوٹ

سینے پر ہاتھ رکھے ہین پس مرگ
عشق مین ہمنے دل پہ کھائی چوٹ

نیلگون ہے فلک نظر آتا
میرے نالون کی ایسی کھائی چوٹ

ای لطافت رقیب ٹل گئے سب
کیا سرہ حرامہ بچالی چوٹ

ردیف تائے مثلثہ

چشم خواب آلود مین سرمہ لگاتے ہو عبث
ای صنم سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہو عبث

لب پہ آہین آتشین پیرہمین لاتے ہو عبث
سنکے شرف مشعلین ونکو جلاتے ہو عبث

ساتھ لیکر غیر کو گھر میرے آتے ہو عبث
کسلیے دُکھتے ہوی دل کو دُکھاتے ہو عبث

خط کی قلمین رکھنے سی کیا فائدہ صنا تمہین
داغ گورے گورے گالون کو لگاتے ہو عبث

دیکھکر خندان گلون کو باغ مین بولی خزان
پھولتے ہو کسلیے تم کھلکھلاتے ہو عبث

غافلو پچتاؤگے تم عاشق دنیا ہوئے
ایسے ہرجائی سے اپنا دل لگاتے ہو عبث

موت دیتی ہے صدا ہوتے ہین جب پیدا بشر
چند دن کے واسطے مہمان آتے ہو عبث

بی ثباتی نے کہا پھولے جو دریا مین حباب
ایک دم کی زندگی پر سر اوٹھاتے ہو عبث

منعمون سے دہر مین ہر روز کہتی ہے اجل
فکر قبرون کی کرو تم گھر بناتے ہو عبث

عمر بھر گذری تعب مین تھک کے آج آئی ہے نیند
دوستو تربت مین تم شانہ ہلاتے ہو عبث

دل کو تڑپاؤگے صاحب منہ لگاؤگے نہ پھر
بوسہ دے کر وصل کی لذت چکھاتے ہو عبث

ہم نہا دہو کر ابھی کپڑے بدلکر آئے ہین
دفن کرکے خاک مین یارو ہلاتے ہو عبث

رعشہ پیری مین صدا دیتا ہے سمجھاتے ہو کیا
سر ہلا کر عمر رفتہ کو بلاتے ہو عبث

حسن کہتا ہے کہ بوسہ کا اجرت لو کبھی
عاشقو فرد ورنکر ناز اٹھاتے ہو عبث

عمر غفلت مین کٹی شانہ نہ تربت مین ہلاؤ
جا چکا جب ہاتھ سی وقت اب جگاتی ہو عبث

یہ جنازہ کبھی اوٹھاینگے نہ آکر دو قدم
ای لطافت ناز یارونکے اوٹھائی ہو عبث

ہر پل اشکون سی مری چشم ہی تر کیا باعث — انکھڑیان کسکی ہوئین مد نظر کیا باعث
نہ رہا نالۂ بلبل مین اثر کیا باعث — اسکے رونے پہ ہین خندان گل تر کیا باعث
نہین سینہ مین جو دل اور جگر کیا باعث — آج سونا نظر آتا ہے یہ گھر کیا باعث
کون سے عاشق ابروسے کشیدہ ہین حضور — نیمچہ آج ہی کیون زیب کمر کیا باعث
کسکی دانتون کی تڑپنے ہی انہین تڑپایا — صورت اشک جو غلطان ہین گہر کیا باعث
سبز جوڑا مرے قاتل نے ہی پہنا شاید — کیون ہرے ہو گئے پھر زخم جگر کیا باعث
باغ مین کونسی بلبل کا ہی ماتم گلچین — چاک رہتی ہے قبائے گل تر کیا باعث
خود بخود آپ تڑپ کر نکل آئے گھر سے — میرے نالون کا ہوا آج اثر کیا باعث
کیا کسی مہر کا آیا ہے نظر روئے صبیح — چاک رہتا ہے گریبان سحر کیا باعث
پہلوئے غیر مین بیٹھا ہے وہ دلبر شاید — آج شدت سی ہے کیون درد جگر کیا باعث
شاید آئے ہو کسی غیر کے گھر سے مری یار — نیچی نیچی ہے جو شرمائی نظر کیا باعث
کیا وطن چھوٹنے کا رنج اسی قمر مین ہے — نہین بھرتا کبھی ناسور جگر کیا باعث
دور افلاک یہ ہی بادہ کشی کا کسکی — صورت جام جو ہین شمس و قمر کیا باعث
پھر کسی زلف مین شاید ہین پھنسے حضرت دل — رات ہوتی ہے تڑپ کر جو بسر کیا باعث
میرے خوش چشم کی یہ انکھین ہوئی ہین کیون لال — کارگر ہو گئی ہے کسکی نظر کیا باعث
اشک چشم تر عاشق سے خجل ہی شاید — جوہری خشک ہی کیون آب گہر کیا باعث
کسی محبوب کی ہی انکو زمانے مین تلاش — ہین جو گردش مین سدا شمس و قمر کیا باعث
کیا ہی صیاد کو بلبل کی رعایت منظور — آج باندھے ہین رگ گل سے جو پر کیا باعث
خون بہا ہی یہ کسی بلبل مقتول کا کیا — کف گل پر ہے دھرا باغ مین زر کیا باعث

کیا سیہ بخت ہین نیرنگیٔ دنیا سے بری — بختران ہوتے ہین گلہاے سپر کیا باعث
چاندنی مین جو نہ تم آئے جہان تھا اندہیر — اور رونے کا ہوا اے رشکِ قمر کیا باعث
کیا مرے بخت سیہ کا ہے اثر اسمین ہوا — کیون نہین ہے شبِ فرقت کی سحر کیا باعث
سبزیٔ خط ہے تری سیبِ ذقن پر اے یار — پختہ سے خام ہوا ہے یہ ثمر کیا باعث
اوٹھکے پہلو سے مرے پوچھتے ہین طعن سے وہ — کیا ہوا کسلیے تھامے ہو جگر کیا باعث
کیا مری نالۂ سوزان کا ہی شہرہ ہیان بھی — دیکھکر مجکو بھڑکتا ہے سقر کیا باعث
کوچۂ زلف مین قاتل کی ہے کیا قتل ہوا — نہین ملتی دلِ شیدا کی خبر کیا باعث
کیا رقیبون نے کوئی آکے شگوفہ چھوڑا — باغ جانے کا ہوا اے گلِ تر کیا باعث
کیا ہوا خاک مین قارون کا خزانہ برباد — گل نکلتے ہین زمین سے لیے زر کیا باعث
زلفِ دلدار کی خوشبو سے ہوا کیا ہمسر — آگ مین لوگ جلاتے ہین اگر کیا باعث
دل دکھانا مرا منظور ہے کیا حضرتِ عشق — آپ کیون لائے ہین تشریف ادہر کیا باعث
نہین معلوم کہ ہے کونسی قاتل کی تلاش — پھر رہا ہے کئی دن سے مرا سر کیا باعث

ہند مین موت لطافت کی ہی کیا اے تقدیر
کیون نجف کا نہین ہوتا ہے سفر کیا باعث

مجھسے برگشتہ ہین پلکین تری اے یار عبث — اک مرا قتل صفین ہین کئی تیار عبث
ہونگے سب مثلِ زلیخا کے خریدار عبث — میرا یوسف ہی گیا سیر کو بازار عبث
حالِ بیتابیٔ دل جبکہ سناتا ہون انھین — ہنسکے فرماتے ہین کرتے ہو مجھے پیار عبث
آتشین مے کا جو مینہ باغ مین ساقی برسا — جامے پائے نہ گھٹا اوٹھکے دہوان دمار عبث
عشق ہے مذہبِ حق شیخ و برہمن سن لین — پترتے ہے کاٹ کی تسبیح تو زنار عبث
خواب مین ماہ ابھی دیکھ رہے تھے وہ حسین — بختِ خفتہ نے کیا نیند سے بیدار عبث
رحمتِ حق ہی کی صدا ہے کہ بہت ہوتے ہین وسیع — فرطِ عصیان سے ہین گھبرائے گنہگار عبث

لعل لب اور دُرِ دندان کا ہی اُنکے شہرہ
جوہری کیون ہین لگائے ہوئے بازار عبث

جھانکنے کا ترے عاشق نے کہان قصد کیا
آنکھین دکھلاتی ہین کیون روزنِ دیوار عبث

حسن کے ہاتھ جو مجھ زار کی گردن مین پڑین
تو نے پہنا ہے صنم کسلیے زُنّار عبث

دن چڑھے تک مرے پہلو مین وہ سویا کرتا
بوسے لے لے کے کیا رات کو بیدار عبث

ناتوان تھا ترے کوچہ مین حسد سے پسپا
بنکے دیوار گرا سایۂ دیوار عبث

رخ پہ آمد ہے خطِ سبز کی بیجا ہے غرور
آنکھین طوطے کی طرح پھیرتے ہو یار عبث

یاد دن آ پلائے ہوئے قبر مین ہم سوتے تھی
کر دیا صور سرافیل نے بیدار عبث

استخوان کھائیگا مجھ سوختہ تن کی کیا خاک
کیون جلاتا ہی ہما مفت مین منقار عبث

تھین بھوین تیری چڑھی اونپہ غضب چین جبین
کیون لگاتے ہین وہ تلوار پہ تلوار عبث

عادتِ کاوشِ مژگان ہے وہ دیوانہ ہون
کیون دکھاتا ہے خلش دشت کا ہر خار عبث

کوئی کہدے کہ نہ نکلیگا ابھی وہ خورشید
سر پہ رکھے ہی فلک مہر کی دستار عبث

حسن پر لوٹ گئین پھر کیا آنکھون نے
کر دیا دل کو مصیبت مین گرفتار عبث

دم بدم ہاے تری مژگان کی محبت بڑہتی
دامنِ دل سے الجھنے لگے یہ خار عبث

تیر تو انکے چلین بڑھ کے نشانہ ہون گا
خندہ زن طعن سے عاشق پہ ہین سوفار عبث

کیا ہوا قتل جو عاشق کو کیا کچھ نہین غم
خم ندامت سے ہوئی آپکی تلوار عبث

گردشِ چشم ہے کیون تیز ہے خود ابروے یار
ہر گھڑی سنگ فسان پر ہی یہ تلوار عبث

کب نشانہ نہین اس تیر کا بڑھ بڑھ کے بنا
چٹکیان دل مین مرے لیتی ہین سوفار عبث

انکے جلوے سے غش آیا تو یہ بولے ہنسکر
مثل موسیٰ کے ہوے طالبِ دیدار عبث

دل مرا یار جو لیتا ہے تو کہتے ہین رقیب
مال مردے کا ہی ہوتے ہو خریدار عبث

صرف کرنے کے لیے دی ہے خدا نے دولت
حسن رکھتے ہو تو ہی وصل سے انکار عبث

عشق گل مین ہے مری طرح جنون بلبل کو
چاک مانندِ گریبان نہین منقار عبث

وقت تزئین مجھے کب ہوش تری دید کا تھا
بنگیا آئنہ منہ پھیر کے دیوار عبث

عشق مین کہتے ہین احباب لطافت مجھسے
کر دیا اچھے بھلے دل کو گرفتار عبث

چمن مین سننے آیا نالہ و فریاد کیا باعث
خود آیا بلبلون کے دام مین صیاد کیا باعث

ہوا ہی کیا اسیر دام درد نالہ بلبل
نکلتا باغ سے باہر نہین صیاد کیا باعث

نہین منظور پھلنا پھولنا باغی کا عالم مین
پسند آیا خدا کو گلشن شداد کیا باعث

کیئے ہین ظلم شاید انتہا کے تونے بلبل پر
جو غنچہ کا ہی منہ پھولا ہوا صیاد کیا باعث

جھکا جاتا ہے سر حاضر ہون ہر دم قتل ہونیکو
کشیدہ صورت شمشیر ہے جلاد کیا باعث

نہین معلوم میخانے مین ہے کس سمت کا عالم
سدا قلقل سے شیشے کرتے ہین فریاد کیا باعث

چھڑایا آکے عزرائیل نے اس قید ہستی سے
رہائی کا ہوا شایان خدا صیاد کیا باعث

زیادہ حسن بھی شاید بلا ہے آفت جان ہے
سدا ہین بھاگتے پریون سے آدم زاد کیا باعث

خدا جانے پڑا ہی صبر کیسا عندلیبون کا
کہ پھلتے پھولتے اکثر نہین صیاد کیا باعث

نہین معلوم انکے سر مین کسکے قد کا سودا ہے
الف ہین کھینچتے ماتھے پہ کیون آزاد کیا باعث

مرے محبوب کی خوبی کا ہے شاید اثر آیا
شرف رکھتا ہی سب پر حسن آدم زاد کیا باعث

مگر آکر اجل پہلے ہی اپنا منہ دکھاتی ہے
جو پیدا ہو کے روتے ہین آدم زاد کیا باعث

خبر بھی ہم اسکو شاید جان شیرین اسکی جائیگی
ہمیشہ سرنگون تھا تیشہ فرہاد کیا باعث

حیا آتی ہے شاید ہمسی چار آنکھین نہین ہوتین
جو پٹی باندھتا آنکھونپہ ہے جلاد کیا باعث

غضب ہی طائر رنگ حنا ہاتھون سے اوڑتا ہے
گرفتار اسکو کیون رکھتا نہین صیاد کیا باعث

مگر فولاد سے بڑھکر لطافت قلب انکے ہین
کہ مطلق رحم دل ہوتے نہین جلاد کیا باعث

یہ کیون ابرو پہ بل ہین ان ستم ایجاد کیا باعث
ہوا آندگی کا ہی کوئی ناشاد کیا باعث

سدا تیشہ کی تہی کیون جان شیرین اپنی کھوتا ہے ۔ بتا سر پھوڑنے کا ہے ارے فرہاد کیا باعث

تمھاری خشمگین آنکھونپہ ابرو ہین تعجب ہے ۔ کھنچے ہین نیمچے لڑتے ہین دو جلاد کیا باعث

کسی کی پیرہن کی بو نے مست اسکو کیا شاید ۔ کہ نکہت ہے سدا وارفتہ و برباد کیا باعث

کسی مژگان کی الفت مین تو سودا ہی نہین مجکو ۔ جو نشتر خون کے پیاسے ہین اے فصاد کیا باعث

دلا دہڑکا محبت مین عبث ہے جان جانے کا ۔ بتا تو بیقراری کا ہے اے ناشاد کیا باعث

نہین معلوم دیکھی آنکھ کس طفل دبستان کی ۔ سدا کھولے ہوے ہین چشم حیران صاد کیا باعث

اشارہ صبر کا ہے کشتگان چشم سے شاید ۔ کیا ہے اوسنے فرد عاشقان پر صاد کیا باعث

خدایا کیا کہونگا جب عدم مین لوگ پوچھینگے ۔ نہ توشہ ہے نہ کچھ ہمراہ لائے زاد کیا باعث

ہمارے دل مین کیون اے حضرت عشق آپ آئے ہین ۔ کدہر تشریف لائے کچھ تو ہو ارشاد کیا باعث

اشارہ کرکے حق کا فلسفی سے روح کہتی ہے ۔ ہوے ہین جمع تجھمین کسطرح اضداد کیا باعث

جہان ماتم سرا ہے کونسی عاشق کے ماتم مین ۔ فلک کا نیلگون خیمہ ہے کیون استاد کیا باعث

ترے ہی عشق مین تو حال یہ اپنا بنایا ہے ۔ غضب ہے پوچھتا ہے او ستم ایجاد کیا باعث

خیال انجام کا ہے ہم تو پیدا ہوکے روتے ہین ۔ عزیزو نہین ہے کیون شور مبارکباد کیا باعث

وہ مہر و آئنہ جب دیکھتا ہے ہنسکے کہتا ہے ۔ بیان حیرت کی کیون کرتا نہین بہزاد کیا باعث

خدا جانے جہان مین آکے چھائی کیا فراموشی ۔ عدم کا ماجرا ہمکو نہین کچھ یاد کیا باعث

سنا جب نام لیلے ہم سے آکر قیس نے پوچھا ۔ ملا جاتا ہے دل سینے مین اُستاد کیا باعث

زبردست ایسے ہو لوہا ترا مانین تو ہم جانین ۔ پہنتے زیور آہن نہین حداد کیا باعث

حرم مین کونسا نام خدا ایسا صنم آیا ۔ گرے سجدے کو بت طرفہ ہوئی افتاد کیا باعث

غم شیرین نے جنت مین پہنچایا لطافت کو
ہوئی ہے مغفرت کی آہ اور فریاد کیا باعث

ردیف جیم عربی

جھوم کر آئی ہی ساون کی گھٹا مستانہ آج | ساقیا چھلکا دے تو بھی ساغر و پیمانہ آج

آئیگا محفل مین میرا شعلہ رو جانانہ آج | دیکھنا جلنے لگے گا شمع سے پروانہ آج

پوچھتا ہی حال میخانہ جو وہ جانانہ آج | کہتا ہے ہر مست سے قلقل لب پیمانہ آج

یار کے آنے سے ہی آباد کیا میخانہ آج | پڑھ رہا ہے شعر جامی کے لب پیمانہ آج

بزم مین اُس شمع رو کے اوڑ کے جاؤن مین نحیف | جی مین آتا ہے ہی بانگون پر پروانہ آج

گرمی تقریر دیکھی ہے جو شب کو بزم مین | ہی ہماری شمع رو پر شمع بھی پروانہ آج

خلعت تن ریگ صحرا تاج سر داغ جنون | بادشا ہی وقت کا اپنی ترا دیوانہ آج

ہو گیا سرشار چشم مست ساقی دیکھ کر | پھر گئی میری نظر مین گردش پیمانہ آج

چاہتا ہون لاکھ فرقت مین مگر آتے نہین | موت بھی کرتی ہی مجھسے ناز معشوقانہ آج

بعد مدت میرے گھر آنے کو ہے وہ شمع رو | آئے محفل مین نہ بے پروانگی پروانہ آج

دیکھنا اللہ کی قدرت شفق مین ہے قمر | عاج کا دست حنائی مین ہے اُسکے شانہ آج

قمریان کرتی ہین کو کو سرو پر گلزار مین | کر دیا ہے کسنے ذکر کوچہ جانانہ آج

ابر ہی ٹھنڈی ہوا ہے گرم ہے بازار مے | پوچھتے پھرتے ہین زاہد بھی رہ میخانہ آج

کیا کہین افسوس عالم خوابگاہ دہر کا | جو کہ تھے موجود کل حال اونکا ہے افسانہ آج

دل ہمارا لے کے گالی اُسنے دیکر یہ کہا | کل ملیگی قیمت اسکی پر ہے یہ بیعانہ آج

قبر تنہا مین عروس مرگ سے ہون ہم بغل | مر کے ہے پیدا کیا مینے یہ خلوتخانہ آج

دل پھنسا اُس زلف مین جا کر تو سینہ ہی اداس | صاحب خانہ نہین تو گھر مین ہے ویرانہ آج

دل ہمارا لے کے بولے ہی محبت کی سزا | کل کرینگے قتل تمکو پر ہے یہ جرمانہ آج

آنکھ سے میرے نکل کر نزع مین کہتے ہین اشک | بعد مدت کے اُٹھا ہے یان سے آب و دانہ آج

دل مرا پُر آبلہ کر دے گا بڑھ کر عشق خال | خوشہ بنجائیگا کل ظاہر مین ہی یہ دانہ آج

ای لطافت حسب وعدہ آئیگا وہ رشک ماہ

تحیرت برج قمر ہوگا مرا کاشانہ آج

کہتا ہی رو کے کون ہے گا نہار رنج
ہی شمع سان لحد پہ مرے اشکبار رنج

دکھلا رہا ہے ہجر مین کیا کیا بہار رنج
ہین داغ دل کے پھول تو مانند خار رنج

بعد فنا ہی قبر مین بھی غمگسار رنج
آیا ہے پوچھتا ہوا میرا مزار رنج

عامل کوئی ملے تو کہین ہجر یار مین
مانند جن کے سر سے ہمارے اوتار رنج

دو دو ستون سے مرکے ہوا ہی ہمین فراق
نکلا ہے دم کے ساتھ دم احتضار رنج

ہوتی ہے حسن و عشق مین داد و ستد نئی
عاشق کی جان لیتا ہے دیتا ہی یار رنج

صیاد باغبان خزان خار دام موت
بلبل کی ایک جان حزین ہے ہزار رنج

ساقی کا ہی فراق پیئین کیا شراب ہم
غصہ ہمیشہ نشہ مے ہے خمار رنج

خط غبار مین ہے لکھا نامہ یار نے
تحریر کہہ رہی ہی کہ ہے آشکار رنج

فرقت کی شب یہی مری دو چار ہین انیس
صدمہ قلق ملال الم اضطرار رنج

ہجر صنم مین حسرت مردہ کو گاڑ کے
عاشق کے قلب کو ہے بناتا مزار رنج

فرہاد کی ہے جان گئی جیسے بیگناہ
پنہان ہوا ہے سنگ مین بنکر شرار رنج

جب امتحان ہجر مین عاشق کا لے چکا
آخر کو تھک گیا تو ہوا شرمسار رنج

آتا ہی جب تصور دندان میان چشم
اشکون کے موتیون کو ہے کرتا نثار رنج

گھیرے ہوئی ہے رخ کو مری آہ کا دھوان
خط کے نکلنے کا نکرا ہے گلعذار رنج

لیتا نہین فراق مین افسوس میری جان
معشوق کی طرح ہے تغافل شعار رنج

عاشق ہی زندہ در گور اب ہجر یار مین
مثل زمین ہے زیست مین دیتا فشار رنج

وعدہ فراق یار مین تھا پر نہ جان لی
جاتا رہا ہے یہین تو ترا اعتبار رنج

دل پر رکھین گے ہم تو نہ بولینگے آپ سے
کر لینگے جبر کرکے اگر اختیار رنج

گرمی مین دھوپ سے ہین جو پتھر چٹک رہے
کرتے ہین کوہکن کے لیے کوہسار رنج

افسوس فراق یار مین پانی ہین دیے رہے — ہوتا ہے دل مین مثل شجر رستہ وار رنج

عاشق کے قلب سے ہے بھلا کیا مقابلہ — کیا جائے دلمین اور کے ہوتا ہو یار رنج

باہر آگیا جو قید رہا دل مین مدتون — تھک کر خوشی ہی کا کرنے لگا انتظار رنج

لیتا ہو سیر جسم کے عالم کی ہجر مین — ہی تخت دل پہ مثل سلیمان سوار رنج

عورت جو ہجر یار کی ہوتی ہی میرے گھر — اورون سے مانگ لیتا ہون مین مستعار رنج

سینہ مین چھپ کی طائر جان ڈھونڈھنے لگا — ٹٹی کی اوٹ کھیلنے آیا شکار رنج

صدقے مین پنجتن کے لطافت کو ہو خوشی
کب تک سہا کرے مرے پروردگار رنج

رخ کو ہی افعی گیسوے بتان کی احتیاج — حسن کی دولت کو بھی ہی پاسبان کی احتیاج

گر بہار آئے نہو مال جہان کی احتیاج — کیا زر گل سے برآئے باغبان کی احتیاج

پوچھتی ہے رازق مطلق سے گلشن مین بہار — کیا زر گل سے برآئے باغبان کی احتیاج

ہے کے منہ مین شمع کا شعلہ کہا گلگیر نے — شکر خالق اس دہن کو بھی زبان کی احتیاج

ابروے دلدار سے ہمسر نہ اسیر بھی ہوئی — چلّے کھینچے پر نہ برآئی کمان کی احتیاج

وقت مطلب سست ہو جاتا ہین انسان کچھ مزاج — وضع کھو دیتی ہی دم مین ترچھی بانکی احتیاج

قبر مین پہنچایا مجھ اہل سخن کا جسم زار — تھی دہان گور کو ایسی زبان کی احتیاج

قتل عالم کے لیے ہی تیر بنوا تا وہ ترک — ہی پئے سوفار میرے استخوان کی احتیاج

پیر وخم گشتہ ہو نمین ساتھ اپنے رکھو او نوجوان — تیر کو ہر وقت رہتی ہے کمان کی احتیاج

شمع اور گلگیر دونون ناقص آئے بزم مین — ہی وہ محتاج دہن اسکو زبان کی احتیاج

ماہ نو سیکار چمکا کر دکھاتا ہے فلک — کب ہی تیر آہ کو اپنی کمان کی احتیاج

عاشق شیدا ہو نمین لب خشک ہین تر چشم ہے — پوچھتے کیا ہو عیان کو کیا بیان کی احتیاج

چبھ کے کانٹے نے کیا احسان گویا پاؤن پہ — تھی دہان آبلہ کو بھی زبان کی احتیاج

ہین منعم ہمکو غیرت نے لیا یہ منفعل — زرد رنگت ہو گئی جسدم بیان کی احتیاج

اونکی طامع سگان یار آئے قبر پہ — کھینچ لائی انکو میرے استخوان کی احتیاج

ہو تعلّی وصف بام یار کچھہ موزون کرون — ہی زمین شعر کو بھی آسمان کی احتیاج

سایۂ دیوار جانان کی محبت چھا گئی — تھی مکان دل مین اپنی سائبان کی احتیاج

دیکھتے ہین جھک کے اپنے سینۂ پر داغ کو — ہمکو ہوتی ہے جو سیر بوستان کی احتیاج

دستخط اپنے لو بیٹھے ہین وہ مقتولونکی فرد — ہی پئے قحط گیر میرے استخوان کی احتیاج

پر خطر ہی کوی زلف اے دل تنہا تھا وہان — تا لے آئین ساتھہ لی ہے کاروان کی احتیاج

تنکے چنواتی ہے کیا کیا آمد فصل بہار — بوستان مین بلبلونکو آشیان کی احتیاج

اسکو کہتے ہین کشش جب حضرت یوسف سے — کھینچ لائی چاہ پر خود کاروان کی احتیاج

قصّہ میرے بخت خفتہ کا سنو آجائے نیند — تمکو وقت خواب اگر ہے داستانکی احتیاج

دود آہ عاشقان کافی ہے دیکھو رہرو — اونکے کوچے مین نہین کچھہ آسمان کی احتیاج

کیون نہو چاہ زنخدان پر ترے خط کا ہجوم — یوسف دل گر پڑا تھی کاروان کی احتیاج

زلف کی پاکر محبت دل کو چھینا اسنے جب — ہنس کے یہ کہنے لگا تھی عطردان کی احتیاج

زلف کا عاشق ہو نہین ظاہر پریشانی تری — مشک ناب بو دیتا ہی خود کیا امتحان کی احتیاج

شامیانہ کھنچتے ہی پہنچا جنازہ تا بہ قبر — کشتی تابوت کو تھی بادبان کی احتیاج

تخت شاہی سے بھی ہے بہتر لطافت جانتا
اس گدا کو ہے علی کے آستان کی احتیاج

آتے ہی اس جہان مین ہوا ابتلائے رنج — ہمزاد کی طرح ہین مرے ساتھہ آئے رنج

بازار عشق مین جو دیا دل تو پائے رنج — ہم خوش خرید شدت سودا مین لائے رنج

گردش ہے اسکی ہم سے زمانے مین پلے رنج — دانا نہ کیون فلک کو کہین آسیائے رنج

انجام کار کیون نہ ٹھکانے لگائے رنج — جب ابتدائے عشق مین ہو انتہائے رنج

ناخن کے دل مین قید ہے مدت سے مارے رنج
زندان عجب خدا نے بنایا برائے رنج

دل سے در سے نکلنے کا اگر حکم پائے رنج
فرط خوشی سے پھر تو نہ پھولا سمائے رنج

اسراف کا کسنہ نہیں کہدینگے حشر کو
ہمنے تو مال و زر کے عوض مین اٹھائے رنج

پہنا جو خلعت آگئی فوراً کفن کی یاد
اوڑھے رہا قبا سے خوشی پر عبائے رنج

آدم جو آئے خلد سے دنیا مین یہ کہا
وہ انتہائے عیش تھی یہ انتہائے رنج

مجھ سست جان کو پیس نہ ہجر بتان مین تو
دانتون پہ پہنیا آئیگا اسے آسیائے رنج

لکھتا ہون خط مین آج اونہین آزردگی کا حال
کاغذ پہ سنے صریر قلم یا صدائے رنج

مہمان ہوا جنون کا جو زندان مین جاکے مین
بیڑی بٹھا لی لا کے کہا ہی یہ پائے رنج

پیے یار جام مئے ہے بنا دیدہ پر آب
ہا میکدے مین قلقل مینا صدائے رنج

گردش نصیب کو ہے یہ لغزش نہیں مجھے
اچھا ملا ہے قطب پہ آسیا لے رنج

عاشق کو سبز بخت کیا اور سرخ چشم
طرفہ بہار آئی چلی جب ہوائے رنج

دل مین بھری ہین خال کے بوسی کی حسرتین
تل رکھنے کی جگہ نہین کسطرح آئے رنج

دل سے اوٹھی جو گرد ملال اور دود آہ
سمجھین یہ فلسفی کہ ہے ارض و سمائے رنج

آزردگی کا خط جو وہ قاتل لکھے مجھے
خنجر ابھی تو بنکے کرے ذبح رائے رنج

سورہ لکھو کفن پہ الف لام میم کا
عاشق ہے کشتۂ الم و مبتلائے رنج

پھر غیر کی طرف نظر مہر ہوگئی
ہا آپ کے ہمارے کبھی تو بنائے رنج

آیا ہی ہجر وصل تو آزردہ ہے وہ شوخ
چہرے پہ ہے نقاب کے بدلے ردائے رنج

ہنسئے نہ آپ غم سے جو ہون شاخ زعفران
پہنی ہے زرد رنگ کی مینے قبائے رنج

شوریدہ سر کہان ہین یہ سودا خرید لین
فرما دیجیتا ہے جو سر پر اوٹھائے رنج

سرکار عشق نے ہے مخلع کیا ہمین
دارمع جنون کا دے کے عمامہ قبائے رنج

اسعد مرہوگئے عشق دہن مین جو آئی موت
احباب نے جنازے کے بدلے اوٹھائے رنج

ملتا ہون رات دن کفِ افسوس ہر قوت
مجھ سخت جان کے ہاتھ مین یا آسیا سے رنج

کہدینگے روزِ حشر لطافت دمِ حساب
خونِ جگر پیا تو سدا ہمنے کھائے رنج

کیا منزلت ہی کیا ہی ترے شہ نشین کا اوج
ہی پست اسکے سامنے عرشِ برین کا اوج

پایا ہی بامِ یار نے عرشِ برین کا اوج
ہو رفعتِ مکان سے ہویدا مکین کا اوج

کھینچے نہ دور آپ کو خالق جو دے عروج
آخر زمین پہ پھینکتا ہے انگبین کا اوج

میرے بلند قدر کے رُخ کا پڑے جو عکس
حاصل ہو ذرہ ذرہ کو مہرِ مبین کا اوج

دی اسنے نور تن مین جگہ ہے کے آنکھ سے
دیکھو تو میرے لختِ جگر کے نگین کا اوج

ہی عاشقِ ذلیل سے معشوق کا عروج
دیکھو نگس کی وجہ سے ہے انگبین کا اوج

مضمون بامِ یار غزل مین جو ہونگے نظم
کر دے گا آسمان کو پست اس زمین کا اوج

بن بن کے گرد باد گئی تا بہ آسمان
اللہ رے خاکِ عاشقِ صحرا نشین کا اوج

اسفل کشادہ دل ہین تو اعلی ہین تنگ چشم
دامن ہے دور چرخ مین پست آستین کا اوج

تھی پنجتن کے نام سلیمان کی مہر پر
ہوتا نہ شش جہت مین بھلا کیون نگین کا اوج

پھینکون اگر مین نشہ مین ساغرِ شراب کا
ہو جائے پست کاسۂ مہرِ مبین کا اوج

سرتاجِ عرش کے شبِ معراج ہو گئی
اللہ رے کفشِ پائے شہِ مرسلین کا اوج

روشن مرے حسین کے قدم سے ہین دو جہان
جنت مین بس ہے حسنِ رُخِ حورِ عین کا اوج

کیا غم اگر ہے پلۂ اعمال کو حضیض
میزان مین اکطرف تو ہی میری یقین کا اوج

اسمِ علی ہے دل پہ لطافت کے کھُد گیا
اس نام کے سبب سے ہوا اس نگین کا اوج

ردیف جیم فارسی

جذب سے اپنی طرف اوسکو کسی تدبیر کھینچ
ای دل شیدا کوئی تو آہ پر تاثیر کھینچ

ای مصور تو جو مجھ دیوانے کی تصویر کھینچ
سلسلۂ وحشت کا باقی رکھ مع زنجیر کھینچ

چشم مین ای ترک سرمے کی کبھی تحریر کھینچ
صفہائی قتل عاشق کے لیے شمشیر کھینچ

ہی کشیدہ یار دل سے آہ پر تاثیر کھینچ
تیز ہین اغیار تو بھی میان سے شمشیر کھینچ

کس قدر تھی سنگدل شیرین کہ فرمائش یہ کی
سختیان اسے کوہکن تو بہر جوے شیر کھینچ

ای مصور تو بناتا ہے جو نقشہ یار کا
لطف ہو بیساختہ پن کی اگر تصویر کھینچ

عشق ابرو تیز ہوتا ہے نہ دکھلا تو ہلال
بیگنہ سر پر نہ میرے اے فلک شمشیر کھینچ

ای کمان ابرو تری مژگان نے توڑا دل مرا
پار تودے کے ہوے ہین اب تو اپنے تیر کھینچ

خاکساری سیکھ سونا مرکے ہوگا خاک مین
صفحۂ دل پر یہ عمدہ نسخۂ اکسیر کھینچ

ہی تعلّی کیلیے اکدن فنا تجکو بھی ہے
آپکو اتنا نہ دورا سے آسمان پیر کھینچ

وصل کی شب کا اگر ہے روز فرقت انتظار
رات بھر اسطرح کا اک نالۂ شبگیر کھینچ

زلف جانان کا سراسر وصف ہے انفاس سے
بدلے جدول کے مرے دیوان پر زنجیر کھینچ

میرے گل کے عارض خوشرنگ سے کی ہمسری
باغبان تو پوست لالے کا دم تعذیر کھینچ

شوق یوسف مین زلیخا روز کہتی تھی یہی
طول مدت تک نہ یون ای خواب کی تعبیر کھینچ

عشق صادق ہے ترا پہنا گلے مین طوق سے
دار پر اے سرو قمری کو نہ بے تقصیر کھینچ

ہاتھ مین کر اے کمان لب نشانہ غیر کو
ترکش دل سے کوئی آہ رسا کا تیر کھینچ

خاک سے پرہیز کیا مٹی مین ملجائیگا تو
کھر سے دامن نہ یون اے صاحب توقیر کھینچ

ہمسری کرتی ہے اوسکے شعلۂ رخسار سے
شمع محفل کی زبان لازم ہے اے گلگیر کھینچ

ای لطافت گر نہین ہے کربلا جانیکی شکل
صورت مانی تصوری مین تو تصویر کھینچ

تمکو یکتائی کا دعوی کیون ہے جانان جھوٹ ہے
آئنہ دیکھو تو کھلجائے مری جان جھوٹ سچ

حسن کا دعوی بہت کرتی ہین یہ یان جھوٹ سچ | اوسکے تو ... ہین کھلی ہان جھوٹ سچ
گرتے پڑتے جاتے ہین اُس در پہ جب ہم ناتوان | ٹال ... ہین غضب کہکے دربان جھوٹ سچ
کاذب و صادق ہوے ہم جستجو نکلے سامنے | صبح ... چاک کرتی ہے گریبان جھوٹ سچ
دیکھ لین اوس لب کی سُرخی کو تو پھر کھلجائیگا | بیچتے ہین جوہری لعل بدخشان جھوٹ سچ
امتحان ہو گر پڑین اس چاہ مین آکر اگر | غیر رکھتے ہین ترا عشق زنخدان جھوٹ سچ
عشق زاغ اُنسی کیا جاکر بیان عاشق نے جب | ہنسکے وہ بولے کہ ہین خواب پریشان جھوٹ سچ
زندہ اب ہوتا تو دکھلاتے لب محبوب ہم | دیکھ آیا تھا سکندر آبِ حیوان جھوٹ سچ
خوب دعوی کردیا باطل دہان یار نے | اپنی نایابی پہ عنقا کیون ہی نازان جھوٹ سچ
شمع کا ایما ہی مین گویا نہین اچھی ہے بات | ہی زبان لیکن نہ غیبت طعن بہتان جھوٹ سچ
دفعتًا ایسی چلی اولٹی زمانے مین ہوا | پھر ہی سچ جانتے ہین جھوٹ انسان جھوٹ سچ
صورتِ عاشق اگر سکتہ ہو تو قلعی کھلے | دیکھنے کو ہے فقط آئینہ حیران جھوٹ سچ
چشم عاشق کی طرح دریا بہائے تو ہی لطف | ہی برستا چند دن ساون مین باران جھوٹ سچ
میرے گل کی قد کی موزونی نہ پائیگا کبھی | دیکھنے کو راست ہے سروِ گلستان جھوٹ سچ
جھتے بھاغول گہہ روشن کبھی خاموش ہین | نجد مین ہے قبر مجنون پر چراغان جھوٹ سچ
پیچ اوٹھائیگا عبث تقلید زلفِ یار کی | ہی خدا کی شان سنبل بھی پریشان جھوٹ سچ
سبکو وحشت کی ہوا لگتی ہے باغ و دہر مین | ہان شجر بھی کچھ دنون رہتے ہین عریان جھوٹ سچ
صبح صادق اور کاذب سے ہوی ظاہر یہ بات | ہوگیا پیرِ فلک کا بھی نمایان جھوٹ سچ
مین ہی دیوانہ ہون جو ہون عمر بھر صحرا نشین | قیس نے کچھ دن بسایا تھا بیابان جھوٹ سچ

ای لطافت تابعِ احکام حیدر جو نہین
ہی زبانی اونکو عشق شاہِ مردان جھوٹ سچ

آشنا و نہین ہین وہ دریا پہ ہے مشکل پہنچ | آہ سنکر تو بھی ای دل تا لبِ ساحل پہنچ

ہو کے تو بھی زمرۂ عشاق مین شامل پہنچ — دلبری کرتا ہے وہ جان جہان اے دل پہنچ

ہم سریع السیر کیا مجھ بین تم کو اے فلک — شعلہ ہاے آہ کی ہے سیکڑون منزل پہنچ

دل کو مجھ مجنون نے رنج و غم سے خالی کیا — غیرت لیلےٰ تری خاطر سے یہ محمل پہنچ

گر پڑا ہے دل مرا چاہ زنخدان مین نکال — جلد اے دست خط جانان دم مشکل پہنچ

وصل کی شب ہے وہ منہ دھونے کو ہے تو مونہ پر — طشت بنکر آسمان سے اے مہ کامل پہنچ

امتحان کا حائل ہے دریا کیا تصور سکا آئے — لے کے کشتی چشم کی اے دل لب ساحل پہنچ

ضعف کہتا ہے نہ راہ عشق مین رکھنا قدم — حوصلہ کہتا ہے بڑھ چل جلد تا منزل پہنچ

عشق مین اوس روے روشن کے ہون مضطر اس قدر — تنکے بہاتا داغ دل کا اے مہ کامل پہنچ

نذر اوس دلبر کی ہم آنکھون سے دینگے شوق مین — پنجۂ قاتل کا نیزہ ٹکڑے ہو کے جلد اے دل پہنچ

سینہ وا ہے تا سپہر چرخ نکلکر دل سے آہ — ضعف مین کیا بڑھ سکی ہے ایک دو منزل پہنچ

عاشقون کو تیغ کی گھاٹ آج اتاریگا وہ ترک — ہر غریق بحر غم کی ہو گئے تا ساحل پہنچ

ہر بگولے کو دکھا کر قیس سے کہتا تھا شوق — نجد مین وہ دیکھ لے لیلےٰ کی ہے محمل پہنچ

وقت آرائش ہے کہتی اس نگہ سے نازکی — چشم سے تا آئنہ طے کر کئی منزل پہنچ

کوچۂ جانان مین اوڑ کر اے لطافت جائینگے
خاک ہی جب ہو گئے ہم پھر ہے کیا مشکل پہنچ

ردیف حاے مہملہ

صبا جو کام کرے میرا نامہ بر کی طرح — تو اوڑ کے خط اوسے پہنچے ابھی خبر کی طرح

جو بندہ کان مین یاقوت سرخ کا پہنا — پہنچ کے لو مین تری اوڑ چلا شرر کی طرح

چلے ہین گھر سے مرے آپ دل تڑپتا ہے — پھر آئیگا ابھی آہ بے اثر کی طرح

کیا ہے الفت موے میان نے زار ایسا — نہان ہوا ہون نظر سے تری کمر کی طرح

خیال ابروے جاناں نہیں اسے دل پر داغ
ہمیشہ پاس ترے چاند ہے سپر کی طرح

جنون میں تا بہ گلو ہے جو اشک کا دریا
ہوا ہے طوق گلے میں وہ بھنور کی طرح

ہوا زبان حریفان سے دل میں جب ناسور
تب آبرو ہی جہاں میں ملی گہر کی طرح

اوٹھا نہ سوے مہ تو یہ پرخم یاں انگشت
ہلال شق ہو نہ اے جان جان قمر کی طرح

قریب موے میان ہاو جو ذاب میں ہر دم
لچکتے ہے آپ کی تلوار میں کمر کی طرح

جو وقت صبح وہ خورشید بام پر آئے
زوال مہر کو ہو جائے دوپہر کی طرح

عجیب ہے لب شیرین یار کی تاثیر
ٹھاس ہا گئی ہو اک نیشکر کی طرح

بشر جہان میں کسی دن نہ موت کو بھولے
ہمیشہ ساتھ ہی کافور ہو سحر کی طرح

وہ تیرہ بخت ہوں نہیں ہوں پناہ دشمن دوست
سدا ہوں خانہ بدوش اسلیے سپر کی طرح

بلائے پاس اشارے سے چشم کی جو وہ یار
تو جاؤں دوڑ کے آنکھوں سے میں نظر کی طرح

وہ بہر قتل ہے تیار سلطنت کا ہے لطف
کہ تیغ سر پہ کھنچی ہے ہما کے پر کی طرح

خیال ہی ترے دندان کا آنسوؤں میں غرق
تن نحیف مرا رشتہ گہر کی طرح

شب فراق ہوا انتظار صبح کا جب
تو کان بجنے لگے ہر گھڑی گجر کی طرح

ملا یہ دشت میں سودائے خام سے مجھے پھل
دیار ما خس و خاشاک میں ثمر کی طرح

کمال محنت و گردش سے ہاتھ آتا ہے
پھرائے سر کو شب و روز جب قمر کی طرح

فراق یار میں خاموش بیٹھا رہتا ہوں
زبان سے نطق بھی جاتا رہا اثر کی طرح

غرور و کبر سے سلطان جو تاج پہنے ہے
یہ اک جنون کا تمغہ ہے داغ سر کی طرح

ہمارے گھر میں لطافت ہے چاندنی چھٹکی
بکھر کے آئے ہیں وہ رات کو قمر کی طرح

جو روؤں الفت دندان میں ابر تر کی طرح
زمین پہ اشک ہوں غلطاں ابھی گہر کی طرح

بھلا کلام تو بیہودہ اعتراض ہوے
لگائے سنگ گران نخل پر ثمر کی طرح

رقیب آئے ترے پاس ہون وہ سوختہ تن ہے
کہ سنگِ فرش مین چھپ جاؤنگا شرر کی طرح

جہانمین دولتِ منعم ہے دیکھنے کی بہار
کسی کا کام نہ نکلا گلون کی زر کی طرح

ہر ایک دن ہے ہزارون برس کا فرقت مین
ہر اک گھڑی ہے قیامت کی دوپہر کی طرح

بنا ہون لاغری و ضعف سے تماشا مین
اوڑائی پھونک کے وہ طفل کیون نہ پر کی طرح

کہا جو مین نے میان کو عدم تو حال کھلا
صنم نے کھینچ کے باندھا مجھے کمر کی طرح

اوٹھاے بار طلا سر پہ بنکے ہُدہُد کون
کسے دماغ رکھے تاج جانور کی طرح

عیان ہے نور کا اوس گردنِ صبیح پہ خال
چمک رہا ہے عجب اخترِ سحر کی طرح

گیا ہے صبحِ شبِ وصل یار ہو ماتم
سحر ہے سینہ زنی چاہیے گجر کی طرح

بخیل جو ہین برا کیون سخی کو کہتے ہین
دہن کو بند رکھین کاش اپنے در کی طرح

گلے سے اوسنے لگایا نہ وقتِ رخصت بھی
یہ داغ لے کے چلے تشنہ سفر کی طرح

کہا تھا شام کو آؤنگا آئے پچھلے پہر
تم اپنے وعدہ مین کاذب ہوے سحر کی طرح

خدا کمال اگر دے تو انکسار کرے
زمین پہ سر کو جھکائے پھلے شجر کی طرح

فشار قبر سے آغوشِ مادر آیا یاد
تھپک تھپک کے سلایا مجھے پسر کی طرح

صدا اوہان صدف سے یہ روز آتی ہے
نکل وطن سے تو ہو آبرو گہر کی طرح

مین آیا صبح کو کب جھوٹ سچ کہا کسنے
خبر ہے کاذب و صادق صنم سحر کی طرح

نہ مجھ تک آنے دیا ہاے میرے قاتل کو
یہ بخت تیرہ رہا بیچ مین سپر کی طرح

سحر سے کوچۂ جانان مین گرم ہے بازار
کھنک رہا ہے کٹورا یہان گجر کی طرح

جہان مین سبز لطافت نہ کیون ہو کشتِ عمل
غمِ حسین مین روتا ہون ابرِ تر کی طرح

عشق ہے تیری بھوون کا تیز ادا آرامِ روح
بنگیا ہے تیغ ابرو کا نیام اندامِ روح

دل کی صورت آج پہلو مین ہے وہ آرامِ روح
عیش و عشرت سے مبدل ہو گئی آلامِ روح

تیری زلفون کا ہے سودا اسکو اور آرام روح
اندنون شاید سیہ ہے بخت نا فرجام روح

پاؤن قاتل کے پڑے ہین جب اوڑے آتش سی
کیا قدم جاتا ہی اپنا توسن خوش گام روح

یون شراب سرخ شیشے مین ہے ساقی بہر کیا
ہو دل شفاف سی جیسے عیان اندام روح

ہجر قاتل مین یگانے [illegible] ہو جائینگے
تیز ہو ہو کر پھرے گی حلق پر صمصام روح

زلف جانان سے دل [illegible] نکل کر [illegible]
کھیلتے ہین ہم شکار اکثر بچھا کر دام روح

موت بھی آفاق مین [illegible] کفن سے کم نہین
خاک کر کے تن برہنہ کر دیا اندام روح

ساقیا فصل بہار آئی ہی بھر سب مین شراب
چشم کے پیمانے دو ہین شیشۂ دل جام روح

[illegible] حق سے کعبۂ دل مین نکیون داخل ہوئے
غیب کے پردے سی آیا جامۂ احرام روح

ہجر کی شب ہر گھڑی آتی ہے نالونکی صدا
دل کا ہی گھڑیال بجتا جب ہی بھرتا جام روح

جسم خاکی سے سفر کا قصد ہے سوئے عدم
نالے ہر دم ہجر مین لاتے ہین یہ پیغام روح

[illegible] کی رنگونکی الفت بھی عجب اکسیر ہے
پکا سونا دل بنائے کا طلائے خام روح

ہے گرفتار اپنی آرائش مین او جان جہان
ہی دو چٹہ تیرا گلشن لپیٹ کا گلدام روح

فصل خالق سے قضا ہی خوب ہوتی ہے [illegible]
دل ہے گھر وہ ہے وہان سینہ ہی میرا بام روح

عشق مژگان کی کھٹک سے یہ بہت [illegible]
پاؤن نہین کانٹے چبھے ہین اٹھ سکے کیا گام روح

دل کا بیشہ استخوانون کا نیستان مل گیا
جھومتا پھرتا ہے ہر سو جسم مین ضرغام روح

سیلی بالون کی نہین سینہ پہ انکے تا بہ ناف
ہی تن شفاف سی ظاہر ہوا اندام روح

زندگی تو ہے لطافت کی فقط دیدار پر
شکل تیری دیکھ کر جاتی رہی آلام روح

بن گیا گہوارہ دل جاتے رہے آلام روح
عشق صادق مین ہی دہڑکن باعث آرام روح

لاغری سی ہجر مین ہے جان جلت آشکار
شمع ہو فانوس مین یا جسم مین اندام روح

آب و دانہ کھینچ کر دنیا مین لے آیا تجھے
جسم خاکی پھنس گیا فوراً بچھا تھا دام روح

دل جو اُمڈا فرقتِ دلدار مین طوفان اُٹھا
چشم سے آنسو ہوے جاری چھلک کر جام روح

گریہ مین اشکون کے دریا کا رہیگا زور شور
دیکھنا یہ جائیگا اک دن مکان خام روح

جسم مین آئے عدم سے تن سے جنت مین گئی
دیکھنا آغاز سے بہتر ہوا انجام روح

رند و میری جان کی ہے ساتھ شغل میکشی
دل کے شیشے سے ملا رہتا ہے ہر دم جام روح

آمد و شد ہی نفس کی نزع مین کیون جلد جلد
آرہے ہین لب تلک آنے کو کیا پیغام روح

جسم خاکی مین نہین رہنے کو اسکے کچھ ثبات
بے مروت ہو ہوا اہل اسی سے نام روح

آبرو پائے جو تیرا عشق وندان تیز سے
ہے نیام دل مین جوہر دار اب صمصام روح

میرے سب احباب کو تڑپا دیا بسمل کیا
کھینچکر غصہ سے عزرائیل نے صمصام روح

عرش اعلےٰ ہے دلِ شیدا اگر اسکی قدر بلند
روح یان ہی عرش پر جبریل ہے ہمنام روح

کیون مسلمان ہو نہ پیدا ہوتے ہی ہر عضو عضو
کعبۂ دل سے مرے شایع ہوا اسلام روح

عشق مین افعالِ بد اغیار نے ایسے کیے
دل کی سنتا ہون ملامت رات دن دشنام روح

دل مین سبکی آرزو ہر دم بھری ہی مثل جان
ہم عدد بھی آرزو ہے اسلیئے ہے نام روح

بارشِ اشک مسلسل نے ہماری جان لی
کیا گلہ وندا تھا کو ڈستی کا قصر خام روح

آسمان نے زندگی مین اسقدر صدمے دیے
کانپ اوٹھے زیر زمین ہم سن لیا جب نام روح

حرف اسکے ہین جدا ڈر ہے نہو جائے فراق
ہیچ اوٹھ کر وصل مین لیتا نہین ہین نام روح

دیکھ پچھتائے گا آخر کو نہ یون ہر دم ستا
جان دے دیگا لطافت تجھپہ او آرام روح

لاغر ہوے جو عشق مین ہم تار کی طرح
اے بت گلے پڑے ترے زنار کی طرح

ساقی سے پائین مست قدح گر شراب کا
رکھین ادب سے فرق پہ دستار کی طرح

کرتے ہین وہ بناؤ نظر جائے کس طرح
آئینہ سد راہ ہے دیوار کی طرح

کیا بلبل آئی بھیس بدل کر بہار مین
کانٹا ہے گل کے پاس جو منقار کی طرح

اشعار میرے سُن کے نہ کیونکر کٹین عدو — گویا زبان دہن مین ہے تلوار کی طرح

بجلیں ہو نہیں جہان مین نقطے کی طرح سے — گرد آسمان ہے خطِ پرکار کی طرح

صحرا کی ریگ خلعتِ زرین ہے جسم پر — مجنون ترا ہے دشمن زردار کی طرح

آرام پائی آبلون نے دی ہے پاؤن کو — قسمت کے پیچ سر پہ ہین دستار کی طرح

کانٹے ہین منہ چڑا کے یہ بلبل سی کہہ رہے — ہنسنے اوڑائے کیا ترے منقار کی طرح

ہوتے ہین قتل شرم سے کیا ہم کرین سوال — بابِ طلب ہے حلق پہ تلوار کی طرح

شمشیرِ یار باڑھ کا ڈورا جو دے ہمین — زیبِ گلو ہو رشتۂ زنّار کی طرح

منعم پہ سرکشی یہ تعلّی خدا سے ڈرے — رکھے آسمان نہ فرق پہ دستار کی طرح

کوچہ مین اوسکے سایہ صفت ہون گرا پڑا — حیرت بڑھی تو اٹھونگا دیوار کی طرح

بلبل سے بحث باغ مین کرتی ہے کیا بہار — پہلی کلی جو ہوتی ہے منقار کی طرح

اوس ترک کج ادا سے نہ ممکن ہوا وصال — تلوار بیچ مین رہی دیوار کی طرح

دنیا مین گردش ایک تو ثابت ہی دین ایک — دو پاؤن ہمنے پائے ہین پرکار کی طرح

کس بت کی برہمن سے ہے خلاق خبر نہین — شہرک ہر اک گلے مین ہے زنّار کی طرح

ہنستے ہین لوگ کوچہ جانا نہین دیکھ کر — حیرت سے ہون جو قہقہہ دیوار کی طرح

کس بت کے ابروون نے بنایا ہے برہمن — مالا سرو ہیو نہین ہے زنّار کی طرح

ہی چاندنی جو بھاگتی مجھ تیرہ بخت سے — کیا سیکھے انکے سایۂ دیوار کی طرح

ہی جستجوے قبر عناصر ہین کھینچتی — یہ نفسِ مردہ کو ہین لیے چار کی طرح

حائل طمع ہے قربِ خدا کیا نصیب ہو — دستِ دعا ہین بیچ مین دیوار کی طرح

تابوت کے ہین زیب مرے اشک و دودِ آہ — سہرے کے مثل یہ ہین وہ دستار کی طرح

نایاب کسطرح نہ لطافت کے شعر ہون — مضمون بندھ گئے کمرِ یار کی طرح

تن سے نکلی ہے جو عشقِ گل رخسار مین روح — قبر مین زیر زمین جسم ہے گلزار مین روح

دل کے ہمراہ گئی گیسوئے دلدار مین روح — آج کل سیر کیا کرتی ہے تاتار مین روح

کون سا غیرتِ یوسف سرِ بازار آیا — ہے لیے بیعانہ کے ہی دست خریدار مین روح

دیکھتا ہے جو مجھے جان کے گھٹ جاتا ہے — [illegible] کیا ہے ترے سایۂ دیوار مین روح

فصلِ گل مین نہ چمن سے اسے لیجا صیاد — بلبلِ زار نہین ہے تنِ گلزار مین روح

جائے کس طرح نکل کر کہ عناصر مین ہے قید — آ کے فردوس سے کیا گھر گئی اِن چار مین روح

باطنی حسن ملی خوبیِ سیرت پائی — حور پردے مین نہان ہے کہ تنِ یار مین روح

یا خدا جلد کسی غیرتِ یوسف کو بیچ — بیچنے نکلی ہے دل عشق کی بازار مین روح

حضرتِ عشق نے کیا تفرقہ ڈالا افسوس — گھر مین تن زلف مین دل کوچۂ دلدار مین روح

بیوفا یار پہ دے کوئی نہ جانِ شیرین — بعد فرہاد یہی کہتی ہے کہسار مین روح

زندہ و زاہد پہ برابر ہے عطائے خالق — دیکھو یکسان ہے تنِ غافل و ہشیار مین روح

زندگی بادہ کشی کے ہے سہارے پہ مدام — مے ہے شیشہ مین بھری یا تنِ میخوار مین روح

تیر جوڑا کس ادا سے ہے کمان مین تمنے — بوسے لے انگلیون کی آئی جو سوفار مین روح

پھر گلگشت پھڑکتی ہی بہار آتی ہے — کوئی بلبل ہے قفس مین کہ تن زار مین روح

باہین ڈالو نہ گلے مین جو ترے مین لاغر — برہمن سمجھین گے ای بت کہ ہے زنار مین روح

غول کے غول ہوے جال کے پیرو ہمراہ — پائی ہر نقش قدم نے تری رفتار مین روح

چلنے پھرنے سے سرِ معرکہ ہوتا ہے ثبوت — دمِ شمشیر نہین ہے تری تلوار مین روح

وعدۂ وصل پہ ٹھہرا مرا مرنا جینا — موت آئی تری انکار مین اقرار مین روح

ای لطافت وہ سے سمجھون مین حیاتِ ابدی

تن سے نکلے جو رواقِ شہ ابرار مین روح

ردیف خاے معجمہ

آمد ہے خط کی ہے وہ رخِ لاجواب سرخ
وقتِ طلوع جیسے کہ ہو آفتاب سرخ

ہی گلرخون کے ہجر مین چشم پُرآب سرخ
برسے گا خوب جم کے اُٹھا ہے سحاب سرخ

ہوگا لہو سے آج ہر اک شیخ و شاب سرخ
چہرہ ہے میرے تُرک کا وقتِ عتاب سرخ

کیا وصل و میکشی مین گذرتی ہے رنگ سے
معشوقِ سبزہ رنگ بغل مین شراب سرخ

خونابِ چشم عیب گلون کی کشش مین جان
ہی نقص کی یہ بات کھینچے گر گلاب سرخ

چھوٹا ہی رنگ گل سے ترے عارضون کا کیا
شوخی سے عکس پڑ کے ہوئی ہے نقاب سرخ

پھولی شفق جو شام کو سمجھے یہ بادہ کش
شیشہ مین آسمان کی بھری ہی شراب سرخ

دہانی ہی جوڑا اوسکا تو رخسار لال لال
اک شاخ سبز پر ہین کھلے دو گلاب سرخ

رویا مین دیکھا ہمنے کسی لالہ رو کو کیا
آنکھین بغیر وجہ نہین بعد خواب سرخ

اے شہسوار آتشِ رنگِ حنا ہے تیز
رکھتی ہے پاؤن دم مین نکیون ہو رکاب سرخ

بوسہ لیا ہی مینے جو اُس لالہ فام کا
زردی کے بدلے رخ ہی ہو وقتِ حجاب سرخ

ہوتا ہے رتی رتی کا پیشِ خدا سوال
آجائیگی شمار مین وقتِ حساب سرخ

اعلی ہی نشۂ مے کا عجب رنگ و کیفیت
آنکھون کو پہلے کرتی ہے دیکھو شراب سرخ

بھڑکی ہی دل مین آگ حرارت کی ہے دلیل
پوشاک ہے پسند جو وقتِ شباب سرخ

صحبت کوئی ہو جوہر ذاتی کا پر ہے رنگ
مانند خون کے تیغ کو کرتا ہے آب سرخ

ایما ہی قتل کرنے کا سمجھا یہ نامہ بر
کاغذ منگایا اُسنے جو بہر جواب سرخ

تارِ شعاعِ مہر پہ لکہ شفق کا ہے
ریشِ سفید پیر فلک پر خضاب سرخ

نہلا کے اُسنے خون مین لٹایا زمین پہ
پوشاک کیا ہوئی ہے ہماری خراب سرخ

لکھے ہین وصف چہرۂ رنگین یار کے
یہ وجہ ہے ہوئی جو ہماری کتاب سرخ

کیا فصلِ گل مین رنگ سے گذری بہار ہو
بھردے گلابیون مین جو ساقی شراب سرخ

گلنار محرم آج ہے اوس سبزہ رنگ کی
دریاے سبز مین ابھر آئے حباب سرخ

عاشق کا خون پیا تو ہے لیسا برس رہا
ابرے بھل اسکی تیغ کا ہے یا سحاب سرخ

گرم آنسو ونمین سیخ مژہ پر ہین لختِ دل
انگارون پر ٹھہرکے ہوے یہ کباب سرخ

یکرنگ رہ لطافت تو حبِّ آل مین
جنّت مین جلے دینگے تجھے بوتراب سرخ

پھولون سے رنگ پر ہے نہالِ چمن کی شاخ
فصلِ بہار مین ہے شبیہ انجمن کی شاخ

بمثل نازکی مین ہین دستِ صبیح یار
صدقے ہے اسپہ یاسمن و نسترن کی شاخ

زلفِ سیاہ یار ہے خوشبو مثال مشک
ہو کنگھیونمین صرف غزالِ ختن کی شاخ

اس سبزہ رنگ کے جو تصوّر مین رُوون مین
ہو جاے سبز بزم مین شمع لگن کی شاخ

وہ نازنین جو بال بنائے شبِ وصال
کنگھی بناؤن توڑکے نازکبدن کی شاخ

زیبا ہی قدِ یار پہ دھانی لباس کیا
تازہ ہری بھری ہے یہ سروِ چمن کی شاخ

ایسی چمن مین جھک گئی پھولونکے بوجھہ سے
دکھلاتی ہے بہار مین صورت دولھن کی شاخ

پھولون مین چاندنی کے لگایا ہی آتشِ داغ
گلشن مین تیرگی ہے دکھائی گہن کی شاخ

ظالم ہین دورِ چرخ مین سرکش ہوئے بہت
خنجر کا کام کرتی ہے ہر گردن کی شاخ

مسواک تیری دیکھہ کے آتا ہی مجکو رشک
کیا سونگھتی ہی شوق سے خوشبو دہن کی شاخ

پھولون سے ہے بھری ہوئی ڈالی نہ توڑین آپ
دکھلاتی ہی چمن مین بہار انجمن کی شاخ

غربت مین گرچہ بلغ ہو لیکن ہی مثل دشت
پھولون کی اِک چھڑی ہی نہالِ وطن کی شاخ

جھولا درخت مین ہے پڑا جھولتا ہے یار
جھُمک جھُمک کے لے رہی ہین بلائین رسن کی شاخ

طوبیٰ سے حلّہاے جنان شیعہ پاینگے
تدبیر بس کریگی ہر اِک پیرہن کی شاخ

کیا رنگ پُر بہار مین ہے ہر درخت باغ
پتّے زمرّدین ہین عقیقِ یمن کی شاخ

ہون ناتوان بتون کی محبت مین و عصا
ہو قطع دیر سے شجرِ برہمن کی شاخ

آیا ہے خطِ یار بنانے تو ہے بہار
حجّام کا ہی ہاتھ کہ سیبِ ذقن کی شاخ

ہو امتحان طبع لطافت تو لطف ہے
موزون کرو تمام غزل مین کفن کی شاخ

دیکھو خلش رکھی ہے جو نازکبدن کی شاخ
ہی دھجّیان لحد مین اوڑاتی کفن کی شاخ

بلبل نے آشیان مین قضا کی خزان ہے ہائے
تدبیر چھال دے کے کرے اب کفن کی شاخ

آئے جو سمت مرقدِ عاشق تو پھل یہ پائے
ہر ساقِ پا ہو سوکھ کے زردِ کفن کی شاخ

مثلِ قضا جو آئی خزان مُردہ کردیا
شبنم سے باغ مین ہوئی طالب کفن کی شاخ

بادِ خزان چلے گی تو بدلیگا رنگ باغ
سمجھے گی زرد پتون کو چادر کفن کی شاخ

ہندو کے مُردے لپٹے مشجر مین پھنک گئے
کیا جل اوٹھی ہر ایک درختِ کفن کی شاخ

گر سدرِ صحن شہ سے لطافت تجھے ملے
تا حشر پھر ہو باعثِ عزّت کفن کی شاخ

سوکھی ہی یون خزان مین نہالِ چمن کی شاخ
جیسے ہو خشک دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

آتا ہی اسکی چشم و مژہ کا جو مجکو دھیان
کارِ سنان ہے دشت مین کرتی ہرن کی شاخ

سر سبز جو چشم یار مین دُنبالہ دار ہے
وحشی پکارتے ہین کہ دیکھو ہرن کی شاخ

وحشی وہ ہون جو برسے مرے آنسوونکا مینہ
ہو جائے سبز دشت مین ہر اِک ہرن کی شاخ

خوش چشم ہو حسین ہو بناتے ہو بال روز
بنواؤ شانے یار رنگا کر ہرن کی شاخ

مین آہِ آتشین جو کرون دشت جل اوٹھے
روشن ہو مثل شمع کے ہر اک ہرن کی شاخ

نکلی سواری آپ کے وحشی کی دشت مین
آگے ہے برچھیان لیے ہر اِک ہرن کی شاخ

وحشت مین مارِ زلف صنم آئے گا جو یاد
ناگن بنے گی دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

نکلا مہاسہ ابروے جانانہ قربِ چشم
کوپل ہے تازہ ہمکو دکھاتی ہرن کی شاخ

سودا کسی کی زلف کا نکلے سر و نہیں ہے
وحشی کو تیرے دین یہ کفن اور جریدتین
وحشی کو کیا علاقہ باغ جہان سے کام

خمدار پیچ دار ہے ہر اک ہرن کی شاخ
دامن اوڑھا ہین دشت کا رکھین ہرن کی شاخ
بی برگ و بے ثمر ہے ہمیشہ ہرن کی شاخ

وحشت مین چشم یار کے لکھتے ہو گر شنانہ
خامہ بناوے کے لطافت ہرن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

دل مین رکھے گا اسے کون سدا میرے بعد
کوہکن کو ہ یہ پہنچا مری جا میرے بعد
ستم ایجادیان عاشق ہی کے دم تک ہین فقط
خون عاشق کا بہایا تو ہوا دونا حسن
حسن کہتا ہی حسینون سے غنیمت سمجھو
قبر پر جمع ہین رونے کو مثال احباب
قتل عاشق کو جو کرتے ہو برا کرتے ہو
جا ہی حیرت ہی جو انون سے یہ کہتا ہی شباب
کرے کانٹون کی زبان خوب سے سیراب ابکی
کہکے عاشق مرے دلبر نے پکارا سر قبر
کوے جانان مین مری خاک کو پہنچا دینا
دے کے فقرہ جو نکالا مجھے اپنے گھر سے
پوچھتا ہے گل تر باغ مین ہر بلبل سے
قیس نے آکے کہا خواب مین مجھہ وحشی سے

غم بہت روئے گا آکر مری جا میرے بعد
جانشین لو مرا شاگرد ہوا میرے بعد
تر ہیگی تری بیداد و جفا میرے بعد
رنگ لائی ترے ہاتھون کی حنا میرے بعد
منہ لگائے گا تمھین کون بھلا میرے بعد
حسرت و یاس و غم و رنج و وفا میرے بعد
کون اُٹھائے گا کہو ناز بھلا میرے بعد
یاد برسون ہی کروگے نجدا میرے بعد
مجھسا آئے گا نہ پھر آبلہ پا میرے بعد
مستجاب آج ہوئی میری دعا میرے بعد
کرنا احسان یہ اے باد صبا میرے بعد
آپ کے پاس رقیب آئیگا کیا میرے بعد
کہہ خزان مین ترا کیا حال ہوا میرے بعد
کون دنیا مین ہی اب تیرے سوا میرے بعد

روح قالب سے نکل کر یہ صدا دیتی ہے
ہاے ویران رہیگی یہ سرا میرے بعد

زیست کہتی ہی لطافت سی کہ کرنیک اعمال
جز پشیمانی و افسوس ہے کیا میرے بعد

چشم جانان مین عجائب حسن دکھلاتی ہی نیند
یہ وہ شیشہ ہی پری بنکر اوتر آتی ہے نیند

بعد مدت کی مری آنکھونمین جب آتی ہے نیند
چشم پر مژگان کا گھونگھٹ لیکے شرماتی ہی نیند

صورت معشوق کیا عاشق کو ترساتی ہی نیند
غمزہ و ناز و ادا سے ہجر مین آتی ہی نیند

ہین وہ کمسن وصل کی شب جلد آجاتی ہی نیند
شرم بنکر آنکھڑیونمین شام سے آتی ہے نیند

عشق خال روے جانان مین کیسے آتی ہی نیند
رات بھر تارے گنا کرتا ہون اوڑجاتی ہی نیند

چشم جانان پر ہی پھبجاتی اگر آتی ہے نیند
سرمہ بنکر نرگسی آنکھونمین رہجاتی ہے نیند

منتظر رہتا ہون پہرون پر نہین آتی ہی نیند
ہجر کی شب کس جگہہ پر جاکے سو جاتی ہے نیند

حال دل کہتا ہون جب کمسن ہین سوجاتے ہین وہ
کس مزے کی ہی کہانی سنکے آجاتی ہے نیند

بعد مدت کے شب وصلت جو ہوتی ہی نصیب
بخت خفتہ کا برا ہو شام سے آتی ہے نیند

شبکو بی معشوق سوتے کیا ہین مر رہتے ہین ہم
ہجر جانان مین اخ الموت ایسی کہلاتی ہی نیند

ٹھنڈی سانسین بھرتے بھرتے ہجر مین آتا ہی غش
سرد ہوتی ہی ہوا جب مجکو آجاتی ہے نیند

نزع مین یسین پڑھتے ہی نکلجاتا ہے دم
جب کہانی یار کی سنتے ہین آجاتی ہی نیند

پوچھتا انسے اگر ملتے مجھے اصحاب کہف
کسطرح تمکو فراق یار مین آتی ہی نیند

وصل کی شب خواب غفلت سے نہین وہ چونکتے
چشم کو کیا جان کر گہوارہ سو جاتی ہی نیند

اس حسین کا ہی تصور رات بھر رہتا مجھے
بدگمان ہوتا ہون مین آنکھونمین کیون آتی ہی نیند

عاشق و معشوق مین ہوتی ہین باتین رات بھر
میرے خلوتخانے مین کیا آئے شرماتی ہے نیند

آنکھین ملکر ہی وہ قاتل صبحدم اوٹھ بیٹھتا
صیقل اس تیغ نگہ پر خوب کرجاتی ہے نیند

وصل کی شب آنکھین تلوون سے ترے ملتا ہون مین
پای نازک سی سحر تک ٹھوکرین کھاتی ہے نیند

ہم شب اول لپٹ کر قبر سے یون سوئے ہین
جس طرح نوشہ کو پہلی رات آجاتی ہے نیند

اونگھ کر گرتے ہین مجھپر بزم مین کس حسن سے
جاگتے ہین بخت میرے انکو جب آتی ہے نیند

گذری غفلت مین جوانی آئی پیری اب تو چونک
رات بھر تو سو چکا تو دن کو بھی آتی ہے نیند

دیکھ لی ہای چشم خواب آلود میرے گل کی کیا
دیدۂ نرگس مین گلچین کیون نہین آتی ہے نیند

دار دنیا مین عجب خود رفتگی ہے کیا کہین
وای غفلت تھر ہے سولی پہ بھی آتی ہے نیند

جھومنا انگڑائیان لینا ہمین کرتا ہے مست
نشہ کی کیفیتین ساقی کی دکھلاتی ہے نیند

قمریان سوتی ہین شب کو سرو پر گلزار مین
اہل غفلت دار پر بھی دیکھ لو آتی ہے نیند

وصل کی شب تارے لیتے ہین وہ انگڑائیان
کہہ رہے ہین چلئے ہم تم سو رہین آتی ہے نیند

وقت موت احباب روتے ہین تو سمجھاتا ہون مین
چپ رہو کیون غل مچاتے ہو مجھے آتی ہے نیند

ای لطافت چشم جانان کی لطافت کیا کہون
بند آنکھون کو کیے ہے پر نظر آتی ہے نیند

قفس مین بند ہوا جب کھلی زبان صیاد
ترے ستم کے سوا کیا کرون بیان صیاد

اگر گلاب سے دھووے مری زبان صیاد
تو گل کا حال کرون رنگ سے بیان صیاد

جو سوز دل کی کرون داستان بیان صیاد
مثال شمع کے جلنے لگی زبان صیاد

گلون کے ہجر مین کی اسقدر فغان صیاد
کہ سوکھ کر ہوئی کانٹا مری زبان صیاد

کبھی ہای چشم کبھی زلف مہوشان صیاد
ملی ہین بلبل دل کو کہان کہان صیاد

پھنستی ہے بلبل نالان عجب بکھیڑے مین
قضا قفس کی ہے دربان نگاہبان صیاد

بہار مین دل بلبل کے پار ہوتے ہین
یہ تیلیان ہین قفس کی کہ برچھیان صیاد

خدا کے واسطے کر خوف آہ بلبل سے
کہ توڑتا ہے غضب تیر بے کمان صیاد

قفس کی طرح سے ہے آشیان مین بند کیا
بنی ہے بلبل گلزار کو خزان صیاد

[illegible] کا عشق بھرا ہے پھنسے گی ہر بلبل
لگائے دام مین عاشق کی آستخوان صیاد

فراق گل مین ہوا ہے تڑپ تڑپ کے یہ حال
قفس مین چند نفس کا ہون میہمان صیاد

یہ عندلیب کے اک مشت پر کی خواہش ہے
کہ روز لڑتے ہین آپسمین باغبان صیاد

نہین ہے یاد کوئی داستان اسیری مین
سناؤن پڑھ کے گلستان و بوستان صیاد

وہ عندلیب ہون بعدِ فنا بھی ہون نہ رہا
قفس بنائے مرے ہے کے استخوان صیاد

اجل کو روح نے تن مین بلا لیا شبِ ہجر
جو میزبان ہوئی بلبل تو میہمان صیاد

قفس کے چاک سے نکلی جو بلبلِ لاغر
پھڑک پھڑک کے پکارا کہان کہان صیاد

فراق گل مین ہے بلبل نحیف بند مگر
قفس ہے اسکے لیے آہ کا دھوان صیاد

نہونگی بلبل و گل پھر خزان جب آئیگی
چمن مین اور ہین کچھ روز میہمان صیاد

پھڑک رہی ہے گلون کے الم مین بلبلِ روح
قفس بنی ہین مرے تن کی استخوان صیاد

قفس مین بند ہوئی بلبل تو بنیا گلون پو شمن
نئی زمین نیا اب ہے آسمان صیاد

گلون کے عشق مین پانی کی جا گلاب دیا
یہ بلبلون کا ہوا ہے فراخ دان صیاد

مین وہ ہون بلبلِ خوش نغمہ باغ کی رونق
بناتے ہین مرا آ آکے آشیان صیاد

قضا جو آئی تو سمجھا کہ دم چرایا ہے
ملا ہے بلبلِ نالان کو بدگمان صیاد

گلون کے ہجر سے بلبل کو ہے قفس مین جنون
پنھا منگا کے رگِ گل کی بیڑیان صیاد

جو دیکھے پھول سے تلوے پھڑک گئی بلبل
بنے ہین دام ترے پاؤن کی نشان صیاد

بدن مین روح کی حافظ ہے اے لطافت ہوتے
ہمیشہ ہے پئے بلبل نگاہبان صیاد

جو سنکھہ دیر مین کعبہ مین ہے اذان فریاد
غرض ہے عشق مین دونون جگہہ فغان فریاد

نکل کے لب سے گئی تا بہ لامکان فریاد
اب آگے بڑھ کے بھلا جائیگی کہان فریاد

کرون فراق مین کس سے مین ناتوان فریاد
بمشکل آئی ہے سینہ سے تا زبان فریاد

عروج پر شبِ فرقت ہے ہر زمان فریاد
گرائے کیون نہ رقیبون پہ بجلیان فریاد

نشانہ مجکو بنائے جو بیٹھا وہ ترکِ
زبان تیر سے کرنے لگی کمان فریاد

اثر دکھائے گا گر سوز عشق پروانہ
کرے گا بزم مین گلگیر بیزبان فریاد

جو کھینچون آہ ترے در پہ ہو جہان تاریک
سمجھ کے رات کرین ساری پاسبان فریاد

گلون کے عشق کا طفلی سے ہو گا دل پہ اثر
کرونگا پڑھ کے گلستان و بوستان فریاد

جو زرد ہو کے کرے نالے آپ کا بیمار
بلند ہو کے بنے شاخ زعفران فریاد

فراق یار مین یہ سب رفیق ہین اپنے
بکا ملال قلق یاس غم فغان فریاد

جو بیٹھ کر لب ساحل اٹھیگا وہ یم حسن
کرے گا شور جو دریا تو مچھلیان فریاد

گلون کو دینگے اگر عندلیب کا پرسا
کرینگے باغ مین ہم قرب آشیان فریاد

ہماری آہ ضعیف آسمان تک پہونچی
بنی فراق مین گر مثل نردبان فریاد

زمین پہ یون ترے نالان کو پیستا ہی فلک
کہ آسیا کی ہو جس طرح درمیان فریاد

لرز رہے ہین جو اعضا تو آرہی ہے صدا
تپِ فراق مین کرتے ہین استخوان فریاد

تمھارے عشق مین پردہ ہے ابر کا رکھا
زبان برق سے کرتا ہے آسمان فریاد

سقر بھی شور کرے گا جلا جلا اُف اُف
کرینگے نار مین جب ہم شرر فشان فریاد

جو عشق کوے حسینان انھین ستائے گا
کرینگی سرو پہ کوکو سے قمریان فریاد

ہر ایک در پہ لگائے ہے اسلیے زنجیر
اگر مکین سے ہو خالی کرے مکان فریاد

ہوا نہ ضبط کہ تھا خامِ عشق پروانہ
جلا جو شمع پہ کرنے لگا فغان فریاد

ہوا سے باغ مین ہی برگہاے خشک کا شور
گلون کے حال پہ کرتی ہے یہ خزان فریاد

بلند شور ہے قلقل کا مئی جو گھٹتی ہے
مری طرح سے ہین کرتین صراحیان فریاد

فلک نے ظلم سے پیسا ہے اب لطافت کو
دو ہائی حق کی ہے یا صاحب الزمان فریاد

وصال یار کی خاطر جو ہے فغان فریاد
تو میرے دل سے نکلتی ہے توامان فریاد

فراق مین ہو نہ ایسی شرر فشان فریاد
جلے جلے مرے اف اف سب استخوان فریاد

سب آسمان کہین بل کے الامان فریاد
کرون جو چلے پھل بھر امتحان فریاد

ہلا یا قلب و جگر یار کا رسائی سے ہے
اثر دکھانے لگی ہے کہان کہان فریاد

بہار آئی گلستان مین رہ رو غل ہوگا
کرینگی بلبل و گلچین و باغبان فریاد

خیال رات کا رہتا ہے واہ ری غفلت
جو دن کو خواب مین کرتے ہین پاسبان فریاد

جو دل بادن کا پیہ نون چھپائے پڑجائین
ابھی کرے تری تلوار کی زبان فریاد

جو ہم لگاتے ہین نالون سے آگ ساحل پر
تڑپ کے کرتی ہین دریا کی مچھلیان فریاد

قفس مین جا کے پھنسے گی جو بلبل نالان
کرے گا بن کے دہن خالی آشیان فریاد

پہنچ گئی مرے منہ سے نکلتے ہی تا عرش
رسا ہے خود نہین محتاج نردبان فریاد

یہ اشک دم مین زمین آسمان ملا دیتے
نہ ہوتی گر ترے عاشق کے درمیان فریاد

پڑا ہی عشق بلا دانا دماغی ہای یارب
یہ لوٹتا ہے دل و ہوش و صبر و جان فریاد

خیال یار کی مژگان کا ہو جو فرقت مین
لگائے دل پہ مرے غم کی برچھیان فریاد

ہے جو اشک محبت مین دل ہوا نالان
پڑا جو آگ پہ چھینٹا ہوئی فغان فریاد

خیال زلف مین کیون آنکھ سے نہ ٹپکین ٹپ
کہ اٹھ کے دل سے ہمارے بنے دھوان فریاد

سنے فراق مین نالے تو تھمہ شب وصل
ہوئی ہے عشق مین ایسے فراجدان فریاد

ہوئی سوار جو لیلی تو قیس یاد آیا
کرے نہ کیون صفت ناقہ ساربان فریاد

عدم کے قافلے والو نہین یون ہو نہین نالان
جرس کے جیسے ہو ہمراہ کاروان فریاد

فراق یار مین ہر دم لبون پہ رہتی ہے
بہت دنون سے ہے عاشق پہ مہربان فریاد

بہار مین ہین ثمر اور خزان مین رنج و الم
غضب ہے کرتے ہین ہر طرح باغبان فریاد

مین دن کو ساتھ نقیبون کے غل مچاتا ہون
تمام رات ہے ہمراہ پاسبان فریاد

مری طرح سے ہے گھڑیال رحم دل شاید
کٹورہ ڈوب گیا جب تو کی فغان فریاد

ٹھہر ٹھہر کے پہنچ لامکان پہ ضعف مین تو
کہ تو فلک ہین بنے تیری نردبان فریاد

گرا ہے یوسفِ دل اوس چہِ زنخدان مین
نکال آکے اب اے خط کی کاروان فریاد

بہت غرور سے تنتے ہین خیمۂ افلاک
اشارہ کردون کرے دم مین دہجیان فریاد

یہ مغفرت کا لطافت بڑا وسیلہ ہے
غمِ حسین مین لازم ہے ہر زمان فریاد

رواں ہین اشک دلا تو بھی کر فغان فریاد
برس کے چاہتے ہین ہمراہ کاروان فریاد

جو اس قمر کے تصور مین ہو فغان فریاد
بلند ہوکے کرے ماہ کو کتان فریاد

جو سینہ عشق سے ہے گرم ہے فغان فریاد
سدا اسے ہے داخل حمام تو امان فریاد

خموش بیٹھے ہین بت ہوگی رائگان فریاد
عبث ہے دیر مین ناقوس کی فغان فریاد

لرز کے ڈر کے کرین ساتون آسمان فریاد
فراق یار مین جو آئے تا زبان فریاد

زمین سے چرخ پہ اور چرخ سے گئی تا عرش
کریگی اور کہان تک بلندیان فریاد

جو اوسکے کوچہ مین نالے کیے تو بوسہ ملا
ہوئی ہے کیا سببِ رزق پاسبان فریاد

وہ سنگ دل ہے تو کیا موم نالے کردینگے
کریگی صلح مرے اوسکے درمیان فریاد

ہم اونکی وصل کے لوٹین تمام رات مزے
گلے مین غیر کرے بیٹھکے پاسبان فریاد

چباتے ہین سگِ جانان تو آرہی ہے صدا
فنا کے بعد بھی کرتی ہین استخوان فریاد

اگر سنیگا وہ نازک مزاج ہوگا خفا
کریگی عشق کی محنت کو رائگان فریاد

بڑھا کے دست سوال آبرو جو ہم کھوئین
کرین ہتھیلیون کی کیون نہ مچھلیان فریاد

پڑا اگر ترے نالان کا اسے پری سایہ
کریگی قہقہہ دیوار بھی فغان فریاد

قطعہ

اگر جہان مین ہو حسن اور عشق کی دھوم
ہر ایک بند کرے کان ہو فغان فریاد

مچا ہی شور ادھر خوب ہی تری غلغال
ادھر جنون مین کرین میری بیڑیان فریاد

ضعیف و زار وہ بلبل ہون اوڑ نہین سکتا
پھنسا ہون دام مین جب سے بنی ہوان فریاد

قف ۱

لبون تک آتی ہی مشکل سے ناتوانی مین ۔ نفس کو تھک کے بناتی ہی زبان فریاد
بتون کے عشق کو مخفی رکھا ہے دل نے تا ہوا ۔ شرر ہی سنگ مین سینہ مین یا نہان فریاد
اگر ہی قوت کی خواہش تو چل پیارے ناداں ۔ یہ روز صبح کو کرتی ہین چڑیان فریاد
سُنے جو نالۂ عاشق تو انکو نیند آئی ۔ بنائی بے اثری نے ہے داستان فریاد
جب آئینہ مین ہے اوس شعلہ رو کا پڑتا عکس ۔ چٹک سے کرتے ہین جو ہر سپند سان فریاد
نہین گہن نے چھپایا ہی بدر کو شب آخر ۔ خیال زلف مین بکھر گئی دہوان فریاد
فلک کو وصل کسی کا نہین گوارا آہ ۔ ہمیشہ رکھتا ہی دو لب کے درمیان فریاد

علی بہشت مین پہنچا مین گے لطافت کو
کرے گا حشر مین عصیان سے جب فغان فریاد

بلبل کو بھی میان قفس یہ چمن کی یاد ۔ بن بن کے داغ رکھیے دل مین وطن کی یاد
کیا غنچہ جنون نے کیا بڑھ کے چاک چاک ۔ چھوٹے سے دل مین آ جو گئی پیرہن کی یاد
کیونکر نکل کے جسم سے پھر آئی حشر تک ۔ تکلیف سب ہے روح کو زندان تن کی یاد
شبنم اوڑائیگی گل تر مرقدہ پر جفا سے ۔ کھاتے ہین آفتاب کو دزد کفن کی یاد
پابند ہو گیا نظر آیا جو پیچ و تاب سے ۔ کرلی ہے زلف یار نے بندش رسن کی یاد
یون غافلو خیال رہے قبر کا سدا ۔ دل مین مسافرون کے ہی جیسے وطن کی یاد
قرآن پڑھا جو عالم طفلی مین یہ کہا ۔ کی ابتدا سے ہمنے عبارت کفن کی یاد
دنیا نے ہر جوان کو ہے عاشق بنا لیا ۔ اس پیر زال کو ہین ادائین دولہن کی یاد
لا کر اندھیری قبر مین سب بند کر گئے ۔ ہی پھر وہی مجھے اہل وطن کی یاد
جھک جھک کی دیکھتا ہون جو زلفو نہین وہ رخ ۔ کیسی نماز ہے مجھے سورج گہن کی یاد
غنچہ نہ منہ سے پھوٹین گے ای عندلیب کچھ ۔ لب بند ہین جو ہی کسی شیرین دہن کی یاد
آئی بدن مین حشر کو جب روح یہ کہا ۔ آخر وطن مین کھینچ کے لائی وطن کی یاد

[illegible] وہ ہاتھ رکھے ہین سینہ پہ بعد مرگ
[illegible] ہے بغل سے یعنی ہون گلے پڑی
ایما ہی کفن کا ہے یا ہمسدا پنجتن کی یاد
لازم ہے مرنے والی الٰہی سی کفن کی یاد

عشق رضا مین طوس کا رہتا ہے دل کو دھیان
غربت مین ہر گھڑی ہے لطافت وطن کی یاد

ردیف دال ہندی

نکلا جو خط مٹائیگا اے سیم بر گھمنڈ
اس حسن عارضی پہ نکر اسقدر گھمنڈ

دھانی لباس تم جو پہنکر کبھی چلو
کرتے ہین سبز ہوکے چمن مین شجر گھمنڈ

زیبا ہے بدر کو رخ جانان سے ہمسری
مٹ جائیگا یقین ہے وقت سحر گھمنڈ

دکھلاؤ نینون جو اشک فشانی تو ہوش اوڑین
کرتا برس برس کے ہے کیون ابر تر گھمنڈ

ہوکر عدم دہن نے ہے دعوے مٹا دیا
کرتی تھی نازکی پہ تمہاری کمر گھمنڈ

کہتا ہو بال آکے ہر اک بے ہنر کے پاس
کرتے ہین کیون کمال پہ اہل ہنر گھمنڈ

دیکھتے ہین کہ سینہ پہ لاکھون ہین داغ عشق
کیون چار پھول پاکے ہے کرتی سپر گھمنڈ

دو ٹکڑے اوسکے ایک اشارہ سے کردیا
کرتا تھا اپنے حسن پہ بیجا قمر گھمنڈ

سیب ذقن کا حسن کبھی چل کے تم دکھاؤ
کرتے ہین باغ مین شجر پر ثمر گھمنڈ

اچھا نہین غرور سے چلنا اکڑ کے یار
شرمندہ کرکے تجھکو جھکائیگا سر گھمنڈ

تم گردن صبیح کا دکھلا دو کوئی خال
کرتا چمک چمک کے ہے نجم سحر گھمنڈ

دیکھو شرف حبیب خدا مصطفیٰ نبی
کیونکر کرین نہ حسن پہ اپنے بشر گھمنڈ

ناسور دل مین یار کے دانتون نے کردیا
کرتے تھے آبرو پہ نہایت گہر گھمنڈ

پامال جہان زمانے مین ہے چلتی پھرتی چھاون
دولت پہ اسقدر نکرین اہل زر گھمنڈ

پامال وہ ہوا ہے لطافت جہان مین

جسکو ہوا ہے کبر سے مد نظر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

حال رونے کا لکھون ہی یہی بہتر کاغذ | نامہ بر ہو کہین ابری جو میسر کاغذ

عارض صاف کی مدحت سے بنا آئینہ | ہو گیا وقت رقم صنع سکندر کاغذ

میرا دیوان رقم ہوتے ہی ہر جا پہنچا | آگیا ہر اک طایر مضمون کا ہے شہپر کاغذ

قتل ہونے کی ہوس ہے انھین لکھتا ہون خط | اشک گلگون سے کرون خون کبوتر کاغذ

سختیان ہجر کی جھیلو یہ لکھا اوس بت نے | ناتوان ہون مرے سینہ پہ ہے پتھر کاغذ

کچھ نزاکت رخ رنگین صنم کی لکھون | رگ گل ہو جو قلم برگ گل تر کاغذ

حال لکھونگا جو مین اپنے دل سوزان کا | حرف بنجاینگے انگارے تو مجمر کاغذ

نامہ اوس گل کا جو قاصد نے رکھا خوش ہی روح | قبر عاشق پہ بنا پھولون کی چادر کاغذ

سوزش ہجر کا احوال جو نامہ مین لکھا | لے اوڑا بدلے کبوتر کے سمندر کاغذ

اوس رخ صاف کے آگے اگر آئینہ آئے | گھٹ کے خجلت سے ہو یہ صنع سکندر کاغذ

بخت خفتہ کا نقاہت کا جو حال اونکو لکھون | حرف خوابیدہ نامہ کو ہو بستر کاغذ

خط و رخ کا ترے مین حال جو نامہ مین لکھون | مثل آئینہ کے پیدا کرے جوہر کاغذ

طبع سے میرے ادھر فوج مضامین ہی بڑھی | دستہ دستہ ہے ادھر کو لیے لشکر کاغذ

ہو مرے قتل کا تیار جو محضر پئے حشر | خون کی بوندین جو مہرین ہون تو خنجر کاغذ

اونکی تصویر جو چھپتی ہے تو یہ عالم ہے | جذب الفت سے نہین چھوڑتا پتھر کاغذ

تیری تصویر تصور مین جو کھینچی مینے | ورق دل سے بنایا کوئی بہتر کاغذ

خضر دیکھین وہ خط سبز تو بندہ ہو جائین | لکھ دے عارض کی غلامی کا سکندر کاغذ

امی زر ہی عز و شرف یار مجھے خط لکھے | کبھی آنکھو نپہ ہون رکھتا کبھی سر پر کاغذ

اے زہے بخت لطافت جو مجھے حشر کے دن
خلد مین رہنے کا وین ساقی کوثر کا نبیذ

لقمہ طلب جو کرتی ہے تو ہر زمان لذیذ
لاوُن کہان سے روز طعام اے زبان لذیذ

لذت ہوئی بھرا ہے مزا اسمین عشق کا
کیونکر نہ اسے ہما ہون مری استخوان لذیذ

انسان کو گر جہان مین قناعت کا ہو مزہ
نعمت کے بدلے بھوک مین ہو قرص نان لذیذ

دشنام کس مزے سے ہین عشاق کھا رہے
شیرین دہن ہے یار تو ہین گالیان لذیذ

اکلِ حرام پر نکر اے منعم افتخار
تلخی نہ چکھ عذاب کی گر کرے دہان لذیذ

یون عشق رخ سے دل مین مرے آگیا مزہ
جیسے ہو دھوپ سے ثمرِ بوستان لذیذ

دنیا پھنسا کے مثل مگس کرتی ہے ہلاک
بیکار شہد سمجھے ہین پیر و جوان لذیذ

افسوس زندگی کا مزہ لے گیا شباب
جب دانت ہی نہین تو غذا ہے کہان لذیذ

لون بوسہ کیون نہ مین لبِ شیرین یار کا
کھاتا ہے جنکے باغ سے پھل باغبان لذیذ

دیکھو مزہ نہین دہانِ زخم چھوڑتے
تیرون کے پھل ہین کیا مرے ابرو کمان لذیذ

کھاتے ہین ہم مزے سے غم و غصہ ہجر مین
جو ہین خلیق تلخ ہے وہ ہی یہان لذیذ

دنیا مین کیون ہے راحت و نعمت کی جستجو
زندان مین کب ہے چین غذا مین کہان لذیذ

پیدا ہوے تو شیر کی عادت ہوئی انھین
ڈھونڈھ ہین طعام کیون نہ سب اہلِ جہان لذیذ

دنیا مین آکے خواہش نعمت کرو نہین کیا
کرتا نہین طعام طلب مہمان لذیذ

دنیا کی لذتون سے لطافت کر اجتناب
کھائے اگر ہین میوہ باغِ جنان لذیذ

ردیف راے مہملہ

دل ہے ہونٹون تلک آئی ہے مشکل کیونکر
ضعف مین آہ نے طے کی ہے یہ منزل کیونکر

ہجر کی رات چھپے گا مہ کامل کیونکر
ہاے سینہ سے ہٹے گی مری یہ سل کیونکر

آتش حسن سے بھڑکی ہوئی ماشاء اللہ
تیرے عارض پہ سیہ رنگ ہو تل کیونکر

ابروے یار کھنچے رہتے ہین باہم ہر وقت
دونون آپس مین نہون مد مقابل کیونکر

پا بہ زنجیر ہوے جوش جنون مین صد شکر
ہمنے طے کی یہ کڑی عشق کی منزل کیونکر

رشک آتا ہے کہین دیکھ نہ لے چشم حباب
لائین اوس پردہ نشین کو لب ساحل کیونکر

کیون نہ منعم کی جسارت پہ تعجب ہو مجھے
دیکھتا آنکھ سے ہے خجلت سائل کیونکر

چھلکے تارے جو شب وصل کہا اوس مہ نے
شرم آتی ہے ہین لپٹون سر محفل کیونکر

شرم اونکی نگہ بد سے نہان رہتی ہے
سات پردہ ہون نہ ہر آنکھ مین حائل کیونکر

جمع ہین غیر ترے در پہ رسائی ہے محال
طے کرون وادی پر خار کی منزل کیونکر

عشق سی حسن موافق ہو تو عقدہ یہ کھلے
گوش گل ہین پڑے آواز عنادل کیونکر

رخ دلدار کے نظارہ سے محروم رہے
ہاے آئینہ ہوا بیچ مین حائل کیونکر

پیری محبوب مین ہین جمع ہر اک طرح کے حسن
بندہ کیا چیز خدا بھی ہو نہ مائل کیونکر

پوچھتا ہون نہین قناعت سے بوقت حاجت
ہاتھ پھیلا کے بشر ہوتے ہین سائل کیونکر

گر گئے دانت جو پیری مین ہوے بال سفید
ہوگئی صبح نہ برخاست ہو محفل کیونکر

سیر گلزار نجف کا ہے لطافت پھر شوق
ہند مین رہ کے نہ گھبرائے مرا دل کیونکر

پھیر لیتے ہین نگہ حور شمائل کیونکر
ایسے ہرجائیون سے عشق پھرا دل کیونکر

ایسا بیہوش ہوا ہاے خبر بھی نہ رہی
ہون مین حیران لیا آپنے مرا دل کیونکر

آپ تو پاس سے تشریف لیے جاتے ہین
یہ تو فرمائیے بہلے گا مرا دل کیونکر

وہ ہین عیار تو مین بھی کوئی نادان نہین
باتون باتون مین چرا لینگے مرا دل کیونکر

کیا کرین غیر کے پہلو مین اگر جا بیٹھو
بیوفا جان کے دین تمکو بھلا دل کیونکر

دوست یہ پوچھتے ہین دیکھ کے مضطر مجکو
کیسے عاشق ہوے آیا ہے کہو دل کیونکر

میرے پہلو مین تو بیتاب رہا کرتا تھا
کہیئے پاس آپ کے ٹھہرا ہے مرا دل کیونکر

بعد مدت کے شبِ وصل صنم آئی ہے
حوصلے آج نکالے نہ مرا دل کیونکر

کیا کہون ہاے حنائی نظر آئے وہ ہاتھہ
مل گیا دیکھ کے پہلو مین مرا دل کیونکر

حال پوچھیون مین اگر قافلہ آئے کوئی
کوچہ زلف مین کرتا ہے بسر دل کیونکر

مشتعلین نالہ سوزان کی جلا مین لاکھون
کیا کہین کوچہ گیسو سے ملا دل کیونکر

اوٹھہ کے پہلو سے شبِ وصل وہ فرماتے ہین
ہم بھی دیکھین نہ تڑپتا ہے ترا دل کیونکر

جب تھا عشق تو ہم پوچھتے تھے یارون سے
جان کیون جاتی ہے آتا ہے کہو دل کیونکر

ہنسکے وہ کہتے ہین فرق آئیگا دلداری مین
پھیر دین لے کے محبت مین ترا دل کیونکر

میرے پہلو مین بٹھا کر اونھین غیرون نے کہا
ہمنے دیکھا نہین تم توڑتے ہو دل کیونکر

طعن کرکے وہ زلیخا پہ یہ فرماتے ہین
تھرہے مرد کو عورت نے دیا دل کیونکر

کیا کہون کوچہ گیسو سے مرے سینہ تک
پوچھتا پوچھتا آیا ہے مرا دل کیونکر

دید بازی کا لطافت نہین چھٹتا ایکدم
اچھی صورت پہ نہ آجاے مرا دل کیونکر

بزم مین آئی ہے معشوق پریرو ہوکر
سر سے نکلا ہے دھوان شمع کا گیسو ہوکر

بزم ساقی سے جو اوٹھہ جاے خفا تو ہوکر
چشم ساغر سے بہے مئے ابھی آنسو ہوکر

مین سیہ کار رہو ہون عاشقِ ابرو ہوکر
نامہ عصیان کا بڑھے زلف پریرو ہوکر

یاد کرکے جو خزان باغ مین موت آجائے
روح بلبل کی گل تر مین رہے بو ہوکر

چرخ ہشتم پہ گیا نالہ موزون میرا
برجِ میزان مین رہا تیر ترازو ہوکر

زلف کی یاد مین آہون کا دھوان ہو جو بلند
حسن رخسارہ خورشید ہو گیسو ہوکر

دست رنگین سے چھوے تونے جو اسے رشک بہار
گل تر باغ مین شرمائے لجالو ہوکر

تم جو آئے تو اوڑا رات کو یہ باغ کا رنگ
رہ گیا لالہ چمن مین گلِ شب بو ہو کر

عشق مین لاغری و ضعف سے یہ رنگ ہوا
چھوٹے اس گل سے تو برباد رہے بو ہو کر

جوشِ سودا یہ ہوا عشق مین جوش چشمون سے
بھاگتا مجھسے ہے سایا مرا آہو ہو کر

ہجرِ ابرو مین جو دیکھون مہِ نو گردون پہ
نیش زن ہو دلِ بیتاب پہ بچھو ہو کر

باغ سے تم جو چلے غم کا ہوا یہ سامان
رہ گئے موتیے کے پھول سب آنسو ہو کر

بلبلین مست ہوئین جھومتے نکلے میخوار
خبرِ موسمِ گل جبکہ اوڑی بو ہو کر

ہجر مین ہمنے یہ سیکھی نشست و برخاست
دردِ بن بن کے اٹھے گر پڑے آنسو ہو کر

کون سی مست کی شیشے کو لگی ہائے نظر
مے گلے سے نکل آتی ہے جو اچھو ہو کر

یادِ ابرو مین بگلون پہ ہون جو دوڑا آتا ہون
خار کا ڈنک لگا دیتے ہین بچھو ہو کر

مدحتِ زلف مین جو شعر لکھے کاغذ پر
حسنِ رخسارہ مضمون ہوے گیسو ہو کر

گورے گالون کا ترے نہر مین گر پڑتا عکس
غنچے فوارے کے کھلتے گلِ شب بو ہو کر

ہم وہ مظلوم ہین قاتل نے بنایا جو ہدف
تیر بھی چشم کمان سے چلے آنسو ہو کر

محبت عشاق ہوے مشک چھپانا تو نہین
گیسوؤن کا ترے شہرہ جو اوڑا بو ہو کر

سرمہ کا یار نے دنبالہ بنایا جب سے
شاخ وحشت کی لگی چشم مین آہو ہو کر

ہملو آنکھون پہ حسینون نے جگہ دی صد شکر
خم و لاغر کی یہ عزت ہوئی ابرو ہو کر

غیر آیا تو ہوا لاغری و ضعف مین وصل
چھپ رہے پیرہنِ یار مین ہم بو ہو کر

سرمہ آنکھین جو لگا کرتے ہین انکو دیتین
چشم کو کرتے ہین تسلیم خمِ ابرو ہو کر

اس زمانے مین ہوا جوہرِ ذاتی بھی بلا
جان لی آہوؤن کی مشک کرکے خوشبو ہو کر

تل سیہ وے کیے ان آنکھونکو کہا صانع نے
چاہیے نافہ بھی آئے ہین یہ آہو ہو کر

شمع اس بزم سے جب تجھکے چلی رو کے کہا
سرخرو آئے تھے ہم نکلے سیہ رو ہو کر

حسن جس یار مین جتنا ہے سمجھ لیتا ہون
تول لیتی ہین مری آنکھین ترازو ہو کر

یار کے گھر کا اشارے سے بتاتے ہین پتا
اسطرف ہجر مین جاری مرے آنسو ہو کر

نور یعقوب کی آنکھون کا جو رونے سے گیا
جامۂ حضرت یوسف مین رہا بو ہو کر

نہر پر آکے ہنسا ہین جو وہ فوارون کو
منہ سے پانی نکل آئے ابھی اچھو ہو کر

خطِ ابیض نہین صبحِ شبِ وصلت اے مہر
نور نکلا ہے تری آنکھ سے آنسو ہو کر

کالی آندھی مرے آہون کی اگر اٹھیگی
مہر و مہ خوف سے اڑ جائینگے جگنو ہو کر

بخیۂ زخم جگر کو مرے آئے گا جو تار
چشم سوزن سے نکل جائیگا آنسو ہو کر

مین سیہ بخت ہوا زار لطافت جب سے
گیسوے یار مین رہتا ہون سدا بو ہو کر

اہل دل تھا تو رہے زینتِ پہلو ہو کر
موت کبھی آئے تو معشوق پریرو ہو کر

زار ایسے ہین کہ ہم عاشق گل رو ہو کر
باغ مین بنکے بہار آئی چلی بو ہو کر

قلب ماہیت اگر مہر کی صورت ہے تو کیا
حسن کیا نام ہوا جبکہ سیہ رو ہو کر

کبھی کھینچی تھی مرے آئینہ رو نے تلوار
عکس ابرو کا ہی عیان آفتاب ابرو ہو کر

چشم بد دور عجب حسن ملا آنکھون کو
جسکو ہین دیکھ رہے خم ترے ابرو ہو کر

کاجل آنکھون کا لگا کر لیے جاتا ہے ہمین
لے چلے ہین کہین آراستہ گیسو ہو کر

آج لکھنے کو ہون اس چشم سیہ کی تعریف
ہان دوات آئیے یہان دیدۂ آہو ہو کر

سبزہ اکدن نہ چرا آپ کے رخسارون کا
چشم پوشی ستم آنکھون کی ہے آہو ہو کر

جمع ہوتے تو خدا جانے ستم کیا کرتے
ہین بلا دل کو پریشان ترے گیسو ہو کر

خوب کاجل کا حسینون نے پنھایا ہے طوق
شوخیان کرتی تھین آنکھین بہت آہو ہو کر

اسلیے نزع مین ہم بند کیے ہین آنکھین
لطف نکلے نہ تری دید کا آنسو ہو کر

بے اثر باغ مین اسے گوش گل تر نہ سمجھ
کیا خطا نالہ بلبل کی اگر تو ہو کر

نامہ دے جا کے جو قاصد اسے مجھ گریان کا
دائرے چشم ہون نقطے ہین آنسو ہو کر

بادہ کش خواہش ہی مین جو گیا میخانے
ہل گیا دست سبو ہونٹ سے چلو ہو کر

کاجل آنکھون مین لگاتا ہے جو وہ آئنہ رو
عکس اوسی کا نظر آجاتا ہے ابرو ہو کر

پھر تو عاشق ترا گھبرائے نہ سر ٹکرائے
ہجر کی رات جو آئی شب گیسو ہو کر

چاندنی مین ہے کاہل کا یہ اسی کا ہے سوال
دو اگر حکم رہون تکیۂ زانو ہو کر

عاشق چشم کی تربت پہ بنا جب روضہ
غائب آنکھون سے ہوا گنبد آہو ہو کر

غسل پروانے کی میت کو کسی نے نہ دیا
گھل گئی شمع اسی رنج مین آنسو ہو کر

روشنی شمع اگر بانٹ دے تھوڑی تھوڑی
روز پروانے اور ہین رات کو جگنو ہو کر

طائر قبلہ نما کا ہے نشیمن تسبیح
دیکھ اے دل کہ یہ عزت ہوئی یکسو ہو کر

ہائے کیا غم ہے جوانی کے گذر جانے کا
گر پڑے دانت اسی رنج مین آنسو ہو کر

چاندنی چاند کی دیکھی تو کہا اس رخ نے
ظرف چھوٹا ہے چھلک جاتا ہے مملو ہو کر

پاس آئینے کے جب آئنہ دیکھا ہمنے
بیٹھنا آپ کا یاد آیا دو زانو ہو کر

ان حسینون کی جوانی بھی عجب وحشی تھی
کبک کی چال تو آئی گئی آہو ہو کر

ای لطافت ہو سدا سجدہ کہ مخلوقات
در سرور پہ رہے خاک اگر تو ہو کر

غیر منقوط و ذو قافیتین

گو سدا یار سحر وصل وہ مہر و سہی
دھوم ہو کاسہ گر اس عمر کا مملو ہو کر

صدمہ و درد و الم دور ہو آرام ہو واہ
مار ڈالو اگر اس دل کو ہلاکو ہو کر

رکھ دو لاکا گل دلدار کا سودا ہمراہ
رہا آوارہ سدا مسک کو آہو ہو کر

دہم اس دل کا سوا اور ہوا اے دلدار
گر کھلا حال کمر کا گرہ مو ہو کر

ماہ کامل کو گلا دہر کا ہر ماہ رہا
کاسہ ڈھلکا مرا سوا ہوا مملو ہو کر

آ ادھر آ ادھر اس سر کو الگ کر للہ
اور اک وار ہو صمصام کا ہر دو ہو کر

کھا کر اک لمحہ ہوا ہر سحر اسکا گھوڑا ہے
کس طرح اسکا گلہ او دل آوارہ ہوا
وہ دل آرام اگر دور ہوا اک لمحہ ہے

گاہ طاؤس ہوا گہہ اژدہا آہو ہو کر ہے
الم و صدمہ کہا رت کا یہ سو رو کر ہے
آہ آوارہ ہا دل دا ہر ہو رو کر ہے

مسک کا عطر ہر اک عطر کو کر دو ہو دھو رہے
گرہ طرۂ طرار کو گاہ دو دھو کر ہے

تمھین عاشق نے دیکھا ہے وہان پہ
جوان پیری مین ہو مثل زلیخا
جلی بلبل جو نالون سے قفس مین ہے
کہا سینے پہ رکھکر پاؤن اسنے ہے
سنائے کیون نہ ہمکو تیز فقرے ہے
ہوا ہے گل ہین دوڑی بلبل زار ہے
مرے تلوون کا خون جب سے پیا ہے
یہ کسکے قتل کی منت ہے اے تیر
جلے کانٹے مرے تلوے جو تھے گرم
عصا ہے ہاتھ مین پیری سے ہون خم
جلی بلبل جو غنچہ مسکرایا ہے
چمن مین کی جو اوس مستی کی تعریف
مرے لب پر سدا رہتا ہے نالہ
عجب دریا دلی ساقی نے کی ہے
نشانہ کر کے مجکو کیون نہو خم ہے
اسی تقریر پہ نازان تھی بلبل ہے

کلیم اللہ کو غش آیا جہان پر ہے
جو عاشق ہو فلک اس نوجوان پر
چلی سو سے چمن بنکر دھوان پر
بتاؤ درد ہوتا ہے کہان پر ہے
رکھی یار نے آتش خنجر کی زبان پر
بنی ان کشتیون کی بادبان پر
مزہ اب تک ہے کانٹون کی زبان پر
بندھا ہے آج تک چلہ کمان پر
پڑے ہین آبلے نوک زبان پر
نیا چلہ چڑھایا ہے کمان پر ہے
گری بجلی یکایک آشیان پر
او دا ہٹ آلی سوسن کی زبان پر ہے
ہمیشہ لیس ہے تیر اس کمان پر
تنا ہے موج ساغر کی زبان پر
خطا کا بار ہے پشت کمان پر
مقابل ہے اس اپنی زبان پر ہے

جہان تیرہ ہوا یہ روز فرقت — نظر آئے ستارے آسمان پر

ہما ہے کہدو ستہ پھیلائے ہے کیون — سگِ جانان کا ہے دانت استخوان پر

یہ ایما ہے عنقا کا رک کے اے پیر — کہ اک دن دفن ہونا ہے یہان پر

مقدر نے کیا ڈر کر بھی زخمی — ہزارون قط لگے اک استخوان پر

لطافت اک مسیحا پر ہون عاشق
دماغ اپنا ہے چوتھے آسمان پر

باغ سے گلچین گئے جتنے گلِ تر توڑ کر — بلبلِ شیدا کے اوتنے ہی گرے پر ٹوٹ کر

کم ہوئی جب اونکی افشان وقت زینت آرا کو — آسمان سے گر پڑے دس مین اختر ٹوٹ کر

اپنے عاشق پر نہ ہردم دانت پیسا کیجیے — دیکھیے بے قدر ہو جائین نہ گوہر ٹوٹ کر

ذبح کا شکر یہ تیرا سخت جان کرنے کو ہے — ہو زبان ہر دہانِ زخم خنجر ٹوٹ کر

دفن ہوتے کو ہے تازہ کشتۂ چشمِ یار کا — پھول ہین نرگس کے آئے بہرِ چادر ٹوٹ کر

ہیچ رکھتا ہے دلِ نازک بھی خط مین ہوشیار — گر نہ جائے راہ مین یہ اے کبوتر ٹوٹ کر

ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا جب حسرتین کشتہ ہوئین — پائی افسر نے شکستِ فاش لشکر ٹوٹ کر

چاہیے یون ہین شکستہ خاطرون کو اتفاق — جیسے ہوتے ہین بہم شبنم کے گوہر ٹوٹ کر

سامنے میرے فسون گر کے جو خط لیجائیگا — گنڈے بازو سے گرینگے اے کبوتر ٹوٹ کر

آبرو دارون کو ہے گھٹنے مین بھی عزت حصول — بہرِ انگشتر نگین بنتے ہین گوہر ٹوٹ کر

خط اوسے دیکر جو ہوگا ذبح تو ہوگی خبر — پاس میرے آئینگے پر اے کبوتر ٹوٹ کر

عاشقِ لاغر کی گردن کے لیے پھانسی بنا — دستِ مشاطہ سے تارِ زلفِ دلبر ٹوٹ کر

قبر مین میری وہ اترے ہین قدم لینے کو ہون — ہاتھ نکلے ہین کفن سے بند چادر ٹوٹ کر

خط اوسے دے کر یہ بالیدہ ہوا ہنگامِ ذبح — پہنچی اوتری مگر پائے کبوتر ٹوٹ کر

کچھ نہ آئے گا نظر کالونسے جز خطِ سیاہ — یہ طلسمِ حسن اکدن بندہ پرور ٹوٹ کر

قبر عاشق سے وفا کی بو جو پائی یار نے
گر پڑے ہاتھون سے پھولون کی چادر ٹوٹ کر

چھوڑ دین گر ساتھ اسفل جوہرِ اعلےٰ کا کمین
اصل معدن سے عیان ہوتے ہین جوہر ٹوٹ کر

تھا اوتاری کھولے لب ان دانتون کے بوسے لیے
چوری اس گھر مین ہوئی یون قفلِ گوہر ٹوٹ کر

حسن نے چادر چڑھائی طرف میری قبر پر
وہ جو آئے گر پڑا پھولون کا زیور ٹوٹ کر

پھوٹے منہ سے یون دلی دیتے ہین سائل کو جواب
جیسے دم نکلے ہر کیسۂ زر ٹوٹ کر

دونون کھل کھیلے جوانی مین عجب اودھم مچائی
شرم اونکی میری توبہ سے برابر ٹوٹ کر

سرخ عارض ہو گئے بوسے جو عاشق نے لیے
بڑھ گیا رنگ چمن پھول سے گل تر ٹوٹ کر

درد سر ہی پھر تپ فرقت کی دیتا ہے خبر
پھر مرا ایک ایک بند اے جسم لاغر ٹوٹ کر

ہم بھی نالون کے دکھائینگے کبھی تیر شہاب
سیر دکھلاتے ہین تارے اوسکو شب بھر ٹوٹ کر

تیر مین تیری ذقن کے عشق کا یہ پھل ملا
سیبِ جنت آئے ہین بہتر سے بہتر ٹوٹ کر

ہای اوکت تیرا دمِ زینت وگرنہ آہ سے
آئینہ کیا گر پڑے سدِ سکندر ٹوٹ کر

چودھوین شب کی گذرتی ہے سر کامل گھٹا
رات ہی بھر مین ہوا ناقص یہ ساغر ٹوٹ کر

جب تپِ فرقت گئی ہوسے عجب نعمت ملے
آپ کے بیمار کا پرہیز دلبر ٹوٹ کر

اے ہوا اے آہ دکھلا آج تو اپنا اثر
گر پڑین بندِ نقابِ روے دلبر ٹوٹ کر

بوسہ چاہِ ذقن سے ہوتے ہین سیراب غیر
یہ کنوان اندھا ہوا اے ماہِ پیکر ٹوٹ کر

آنکھ سے گرتے ہین جو بنکر بگڑ جاتے ہین یون
یہ اشارہ کرتے ہین اشکون کے گوہر ٹوٹ کر

میری تربت پر جو اس بیرحم کے ٹپکین نہ اشک
گر پڑی نور آنکھ سے سلکِ گوہر ٹوٹ کر

ای لطافت اوس قدِ موزون نے دی ایسی شکست
گر پڑے گلزار مین بڑے صنوبر ٹوٹ کر

میخواری و مستی کا مزا دل مین پڑا پھر
ہان بادہ کشو جھوم کے آئی ہے گھٹا پھر

الفت مین جلانا مجھے منظور ہے کیا پھر
ہے مہر تری مجھپہ مرے مہر لقا پھر

خون ہونگے ہزارون کے چمن مین نجبا پھر — ہاتھون مین لگاتا ہے وہ گل آج حنا پھر

اس دار محن ہی مین ہے اندیشۂ اجل کا — جب اوٹھ گئے دنیا سے نہ آئیگی قضا پھر

جس سمت کو اوس بت کا دلا کعبہ رخ ہے — تو بھی اوسی جانب صفت قبلہ نما پھر

ہو شل خضر دشت نوردی جو ہمیشہ — کیا سیر جہان مین مزہ آب بقا پھر

عادت ہی جلانے کی دلا شمع رخون کو — پروانے کے مانند نہ تو گرد سدا پھر

آمادہ ہے قتل پہ ہان آج تو ہین آپ — لیکن مین کہے دیتا ہون پچتایئے گا پھر

افراط نزاکت ہے نہ جوبن پہ زوال آئے — یون دھوپ مین گرمی کی نہ اے ماہ لقا پھر

اے حضرت دل خوب سزا آپنے پائی — تبلایئے ہان عشق کا چکھیے گا مزا پھر

شاہی سے ہے نفرت ترے سایہ سے ہے وحشت — آآکے فقیرون کے سرون پر نہ ہما پھر

وصف قد موزون جو کیا ہنسکے وہ بولے — کیا خوب ہے مصرع اسے پڑھیے گا ذرا پھر

کی حسن خداداد کی عاشق نے جو تعریف — ہنسکر وہ صنم کہنے لگا آپ کو کیا پھر

بوسہ جو لیا مینے تو جھنجھلا کے وہ بولے — یہ بے ادبی کیجیے نہ کیجیے گا ذرا پھر

بیمار محبت سے ہے پرہیز مسیحا کو — تبلایئے کس درد کی ہین آپ دوا پھر

مینے جو دیا وصل کا پیغام وہ بولے — جس سے مجھے نفرت ہے وہی ذکر کیا پھر

دل ہند مین گھبراتا ہے واللہ لطافت
دکھلائے خدا روضۂ شاہ شہدا پھر

دیکھنا گیسوے یار نوجوان بالاے سر — چڑھ گیا ہے کان کی لو کا دھوان بالاے سر

چاند سورج ایک جا پر ہین عیان بالاے سر — ہی لگائے چھپکہ میرا نوجوان بالاے سر

ہو سر مو بھی نہ سر کٹنے کا قاتل شکر ادا — گر ہنے ہر بال مانند زبان بالاے سر

بھاری جوڑا پاؤن مین ہی اونکی افشان تا بگیسو — ہین ستارے زیر پا اور کہکشان بالاے سر

دام گیسو مین پھنسا تو پائی چوٹی کی جگہ — طائر دل نے بنایا آشیان بالاے سر

آنکھیں نرگس نے بچھائیں باغ مین آیا جو تو — رکھے سبزہ نے قدم ایجان جہان بالاے سر

یک بیک جوش جنون نے لاغر ایسا کر دیا — طوق پہنچا زیر پا اور بیڑیان بالاے سر

ہو گیا روشن گل خورشید پھولا سرو مین — تاج زرین ہے رکھے وہ جان جان بالاے سر

فرقت جانان سے تنگ آیا ہون نہین جاؤن کہان — زیر پا فرش زمین ہے آسمان بالاے سر

عشق مین خاموش جلتا ہون نہین گویا دہن — شمع کے مانند رکھتا ہون دھوان بالاے سر

کرکے منت کیون لون اونکا بوسہ مین نازک مزاج — ہوگا اک احسان کا بار گران بالاے سر

چار دن کو اس جہان مین پادشاہی کی تو کیا — فخر کیا گر تاج آیا میہمان بالاے سر

لطف ہی ہجر صنم مین تیر آہون کے چلین — ہی خمیدہ آسمان مثل کمان بالاے سر

کوچہ جانان تلک پہنچا ہماری ہڈیان — تاج کی جا ہی ہمارے استخوان بالاے سر

دھجیان اوڑ جائینگی فصل بہار آنے تو دو — ہے عمامہ شیخ جی کا میہمان بالاے سر

کی جو کنگھی اونسے گھر سارا معطر ہو گیا — حلقہ گیسو ہین یا ہین عطردان بالاے سر

ٹھوکرون مین کاسہ سر اونکے ہین ایچرخ پیر — تاج رکھتے تھے سدا جو نوجوان بالاے سر

کیا عجب گر فرق پر ہے داغ سودا کا مقام — چاہیے تھی سچ ہے جاے میہمان بالاے سر

ہی غرور حسن بل کرتے ہین بال اوس حور کے — چڑھ گئی ہین کس قدر یہ ناتوان بالاے سر

خم نہو کسطرح پیری مین کمر انسان کی — دفتر عصیان کا ہے بار گران بالاے سر

آشیان مین پاؤن رکھنے بھی نپائی عندلیب — کس قدر جلد آگئی فصل خزان بالاے سر

اوٹھ سکون کوچہ سے تیرے کسطرح مین ناتوان — سایہ دیوار ہے بار گران بالاے سر

تاج شعلہ کا پہنکر افسری کرتی ہے شمع — ہی جنون کی طرح محفل مین دھوان بالاے سر

جا بجا ہے اسے لطافت مصحف ناطق کا وصف
میرے دیوان کو رکھین اہل زبان بالاے سر

عاشق ہین کسکی ابروون کے سب جمال پر — اوٹھتی ہین انگلیان جو ہمیشہ ہلال پر

بیجا غرور و کبر ہے دنیا کے مال پر
انسان کو غرور چاہیے اپنے مآل پر

ہے اعتنا ہر ایک کو دنیا کے حال پر
کیا کیا جوان فریفتہ ہین پیرزال پر

دل مستعد ہے بوسۂ ابرو و خال پر
اک روز نوبت آئیگی تلوار ڈھال پر

عبرت جہان مین چاہیے قارون کے حال پر
مصروف کیون ہین صاحب زر جمع مال پر

ہمراہ یار لطف سے گذری شب وصال
تھے لب پہ لب کبھی تو کبھی گال گال پر

رفتار یار دیکھ لے تو کھائے ٹھوکرین
خود رفتہ کیون ہے کبک دری اپنی چال پر

امید زندگی پہ ہین بنتی عمارتین
یہ بند و بست و پختگی اک احتمال پر

ہے زاہدون کو ڈر غضب کردگار کا
نازان ہین بادہ کش کرم ذوالجلال پر

سنگ فسان کی طرح جو پھرتا ہے آسمان
رکھتا ہے باڑھ قتل کو تیغ ہلال پر

اوڑکر قفس سے جاؤنگا گلزار کی طرف
صیاد تو کتر نہ مرے اگلی سال پر

قبضہ ہے زر پہ منعم موذی کا اسطرح
جیسے بنا کے سانپ بٹھاتے ہین مال پر

کھوتا ہے قدر عزت و توقیر مانگنا
مرجائیے کسی سے نہ کیجے سوال پر

کیونکر دعا نہ عاشق مضطر کی ہو قبول
کھاتا ہے غم معاش سے اکل حلال پر

رہتا ہون گرم چین سے سرما مین رات بھر
کمل کو میرے فوق ہے منعم کی شال پر

جب وحشیو ہنسین ذکر ان آنکھون کا آگیا
صحرا مین خشمگین ہو مین چشم غزال پر

ہے آجکل بہار پہ کیسی سپہ گری
پھل تیغ مین ہے پھول ہین قاتل کی ڈھال پر

آئی بہار غنچۂ دل سب کے کھل گئے
کیا بلبلین نہال ہین ہر اک نہال پر

ناخن سے یار کے نہین کرتا برابری
نازان نہ اے سپہر ہو اپنے ہلال پر

بخشے تمام عمر کے اک آن مین گناہ
رحم آگیا خدا کو مرے انفعال پر

آنسو بہائیے کہ ہوا رنج یار سے
پانی چھڑکیے اشک کا گرد ملال پر

مدت ہوئی کہ عشق لطافت سے چھٹ گیا

عادت قدیم بھی نہ گئی دیکھ بھال پر

ہوس دیکھو تعلی اور رونے کی فنا ہو کر
غبار اپنا اڑا ہے جانب گردون گھٹا ہو کر

جو نکلے ہین مری آنکھون سے آنسو قافلا ہو کر
تو نالہ بھی چلا ہے ساتھ آواز درا ہو کر

خیال اسکو ہو بارش کا بجا ہے وہ خفا ہو کر
دھوان آہون کا پھیلے اسطرح ہر سو گھٹا ہو کر

شب وصلت لپٹ کر وہ نہ سوئے اپنے عاشق کے
غضب ہے انکھڑیون مین نیند بھی آئی حیا ہو کر

مرے مرنے سے اوضاع جہان برہم ہوے ایسے
فلک آ کے پڑا تربت پہ اک نیلی ردا ہو کر

ریاض دہر مین یکرنگ رہنا اک مصیبت ہے
کف حسرت حسین ملتی ہین پابند حنا ہو کر

ہمیشہ یاد دلوائے کسی کے عارض روشن
مہ و خورشید نے پیسا مرا دل آسیا ہو کر

ملا خلعت جو سرکار چمن سے تیرے عریان کو
رگ گل ٹھیک آئی جسم لاغر پر قبا ہو کر

جو نکلی حب دنیا ہے زبون مین روح شاہون کی
نہ کیونکر استخوان کھانے کی عادت ہو ہما ہو کر

دل شیدا کو مین نفرین جو کرتا ہون تو کہتا ہے
تمھارا کوسنا تا عرش جائیگا دعا ہو کر

ہزارون ٹھوکرین کھائین نہ اٹھے ناتوانی سے
زمین کوے جانان پر جو بیٹھے نقش پا ہو کر

اگر [illegible] شوق مہندی کا تو مجکو بوسے لینے دو
ابھی ڈھورے گی سرخی ہاتھ مین رنگ حنا ہو کر

ہے تن زرد ہے حجام رعب حسن جانان سے
کتر کے سبزہ خط لیچلا ہے کہربا ہو کر

نہ [illegible] قتل چھوڑا بیکفن عاشق کے لاشے کو
چھپایا تن کو دامن دراز زخمون نے ردا ہو کر

پتا [illegible] پتا ٹھیک اس بت یکتا کے کوچے کا
مری آنکھون کی دونون پتلیان قبلہ نما ہو کر

دل عاشق چلا اس کوچہ گیسو مین یہ کہہ کے
سنا ہے بادشا شب کو نکلتے ہین گدا ہو کر

چلا ہے دل مرا گرنے کو اس چاہ زنخدان مین
مدد اے خضر خط سبز کیجے رہنما ہو کر

[illegible] سلطنت کا قتل ہوئے ہم جو بیٹھے ہین
کھنچی ہے تیغ قاتل فرق پر بال ہما ہو کر

[illegible] ہستی [illegible] عریان ہون بہار [illegible]
ہوئین گلکاریان تن پر نقوش بوریا ہو کر

گیا [illegible] جدائی شکر ہے آئی شب وصلت
مبارکباد نالہ دے رہا ہے قہقہا ہو کر

نہ مہندی مل کے ہیرے کی انگوٹھی ہاتھہ مین پہنچ — لگائیگی حنا مین داغ یہ دزدِ حنا ہوکر

سفیدی سر مین آتی ہے حرارت سب گئی دل کی — سحر ہوتے ہی بھاگا شمع سے شعلہ جدا ہوکر

گلون کے عشق مین وقتِ سحر گر موت آئیگی — کفن بلبل کو دیگی باغ مین شبنم ردا ہوکر

وہی تو چاندنی ہے چودہوین شب کی تمہین — جو اُترا ہے دوپٹہ اُس قمر کا ملگجا ہوکر

دکھائے رنگ کیا کیا وصل مین گرمی صحبت نے — پسینا ہاتھہ مین آیا ترے عطرِ حنا ہوکر

جو گھر مین مجھہ فقیر و زار کے وہ شاہِ حسن آیا — ادب سے خاک پر بچھہ بچھہ گیا مین بوریا ہوکر

حسینون کی محبت مین ہوا سودا تو موت آئی — ہمارے سر پہ آئین کھیلنے پریان قضا ہوکر

نہ کیون ہمراہ لیلی مرگیا دیوانہ مجنون تھا — ڈبویا عاشقی کا نام اسنے بیوفا ہوکر

فقیر و زار ہون ہوگی جو سیرِ آب کی خواہش — بچھینگی صفحہ دریا پہ موجین بوریا ہوکر

حسینون کو رکھے سرسبز خالق سرخرو ہمکو — دعا دیتی ہے گلشن مین زبان برگِ حنا ہوکر

تاسف آجتک فرہاد کے مرنے کا باقی ہے — کفِ افسوس پتھر مل رہے ہین آسیا ہوکر

خضابِ سرخ بنکر ریش تک پیری مین پہنچیگا — پریدہ نوجوانی ہاتھہ سے رنگِ حنا ہوکر

مزہ پایا ہی ایسا ذبح ہونے مین ارے قاتل — تہِ خنجر بڑھے جاتے ہین سب اعضا گلا ہوکر

مقامِ رشک تھا شب بھر رہی کیا وصل کا ان سے — مرا دل انکے گلتکیون نے پیسا آسیا ہوکر

لطافت حشر کو شیعہ کہینگے جاکے جنت مین — مزے کیا کیا اوٹھائے ہین محبِ مرتضیٰ ہوکر

غیر منقوط و ذو قافیتین

رہا گرد و راکِ لمحہ ہوا صدمہ گرا رو کر — سر در آرام او دو لہ ارا او ڈرا دا [illegible]

سدا احوال گردِ راہ آسا ہوگا اڑ اڑ کر — دل آگاہ ہو للہ کم [illegible]

رسالہ حال دل کا اوس ملک کو گر لکھا ہمدم — اوڑا [illegible] کر اوڑا [illegible] ہوکر

ہر اک لمحہ رہا اہلِ دول کو مال کا دہڑکا — ہوا آسودہ و مسرور ہر دم ہر گدا سوکر
سطر آسا ہوا رحم و کرم اللہ کا وارد — ہرا طومار اعمال اسطرح سادہ ہوا دھوکر
ہرا دل آدہا آدہا حصہ درد و الم ہوگا — ادھر آوارِ صمصام ادا کا اک لگا دو کر

غزل ذو قافیتین

وہ شوخ اکثر یہ پوچھا کرتا ہے مجھسے خفا ہوکر — طبیعت کسپہ آئی ہے بیان کچھ ماجرا تو کر
چمن سر پر اوٹھائی ہے محبت بلبل سدا روکر — اثر ہرگز نہین ہونے کا گوش گل ہین یارو کر
ہنسا بوسہ جبین لے کے تو وہ بولے خفا ہوکر — ارے بے شرم لازم ہے گنہ کرکے حیا تو کر
دوہائی نوح کی دیتے ہین ہر دم شور برپا ہے — ٹھہرا اے دیدہ گریان نہ یون طوفان اٹھا رو کر
ہماری خاک لیجائے اوڑا کر کوئے جانان مین — نہایت آرزو ہے حکم یہ یا رب ہوا کو کر
پیام وصل سنکر ہے اشارہ چشم جانان کا — نکل آئیگا مطلب کچھ دنون تو التجا تو کر
چھری چلتی ہے کسپر کون دیکھین قتل ہوتا ہے — الٰہی خیر ہو وہ قاتل عالم اٹھا سوکر
شفق الشوخ پھولی ہو تماشا دید کے قابل — زمین کو آسمان کردے حنائی دست پا دہو کر
یہ وہ ظلمات ہے جسمین ہزارون قافلے گم ہین — عبث ہے کوچہ گیسو مین دل کو ڈھونڈتا ہو کر
رخ روشن پہ زلفین آئین دونون وقت ملتے ہین — قبول اسوقت ہوگی ای دل مضطر دعا جو کر
سدا ہین ملتجی دریا مین رہتے سانپ پانی کے — کبھی زہر ہلاہل بانٹتے زلف دوتا ہو کر
سنا ہے ای حسین مینے غضب سے بڑہ کے رحمت ہے — اگر اکبار ہو مجھپر خفا بوسے عطا دو کر
مرا دل پھیر دیتے ہین نہ دلبر جان لیتے ہین — ہمیشہ ہاتھ ملتا ہون جوانی کا مزا کھو کر
چلانے مردہ عاشق کا جو وہ اٹھلا کے آتے ہین — صدا اچھا گلی ہی آتی ہے لگا ٹھوکر لگا ٹھوکر
قضا جب آئیگی رہجائیگا سب مال اے منعم — لحد مین کسطرح لیجائے گا سیم و طلا ڈھو کر
بتون کے عشق مین اسکو نہ کر برباد اے غافل — جوانی پھر نہ آئیگی بہت پچتائے گا کھو کر

غمِ شاہِ شہیدان مین لطافت اشک جاری کھ
کرینگے پاک یہ دفتر ترے اعمال کا دہو کر

غزل سہ قافیہ

دلا رکھہ عشق مین عزت خریدارِ بلا ہو کر
اک آہِ پُر شرر سے گرم بازارِ وفا تو کرنا

دل و جان و جگر کی کیا حقیقت سوچ اپنے دامان
بہت کم ہے شبِ وصلت نثارِ دلربا جو کر

دکھا ای استخوان سوزِ محبت بعد مرنے کے
جلا کر خاک ہان اک روز منقارِ ہما تو کر

چمن مین ہو کے جب مغرور اوسکے ساتھہ سوتے ہین
لگا تی ہے ہمارے سر کو رفتارِ صبا ٹھوکر

کیا پُر داغ میرے دل کو اپنی پلکین چبہکا کے
نرالے گُل کھلائے آپ نے خارِ جفا ہو کر

تمنا ہے کہ اکدن خواب ہی مین وہ نظر آئے
کیا کرتا ہون اکثر انتظارِ دلربا سو کر

اگر سمجھو بڑی محنت ہی قربان ایسی زیست کے
اوتارو دست نازک سے صنم بارِ حنا دہو کر

وہ زلفین خواب مین دیکھین پڑا ہا سو پریشان ہون
یہ کیا معلوم تھا ہونگا گرفتارِ بلا سو کرنا

مٹا کر داغِ الفت دل سے یون حیران پھرتا ہون
پریشان جسطرح مفلس ہو دینارِ طلا کھو کر

سہے صدمے جو فرقت مین تو آیا موسم پیری نا
جوانی نے بھی چھوڑا ساتھہ یارِ بیوفا ہو کر

ملا ہای مجکو عریانی مین کیا خلعت مشجر کا
بنائے جسم پر نقش و نگارِ بوریا سو کرنا

نہ پھر باقی رہیگا اشتیاقِ گلشنِ جنت لا
لطافت چلکے تو سیرِ بہار کربلا تو کر

محفل مین حسینون کو خریدار سمجھکر نا
عشاق ہین دل بیچتے بازار سمجھکر

مجھہ زار نے گردن مین جو صنم ہاتھہ ہین ڈالے
رہنے دو خدا کے لیے زُنار سمجھکر

رزاق اوسے جان کے کریو ہین تو کل نا
کرتا ہے گنہ جیسے کہ غفار سمجھکر

پردہ یہ تمھارا ہے نیا واہ ری شوخی نا
چھپتے ہو مجھے طالبِ دیدار سمجھکر نا

عشاق کے دل آپ کے کوچے مین پڑے ہین
رکھیے گا قدم خاک پہ اے یار سمجھکر

اے درد نہ الفت مین جدا ہو مرے دل سے
پہلو مین ہے رکھا تجھے غمخوار سمجھکر

نرگس کو تری چشم پہ صدقے نہ اوتارا
پھینکا اُسے گلزار مین بیمار سمجھکر

تم حکم سزا دوگے مین کرلون گا زیارت
عاشق کو بلاؤ تو گنہگار سمجھکر

گلشن مین گلے عاشقِ شیدا نے لگایا
ہر سروِ چمن کو قدِ دلدار سمجھکر

دیدون گا مین جان اپنی یہ ہے زہر مرے پاس
اب کیجیے گا وصل کا انکار سمجھکر

کیا جان کے پہلے مرے پہلو سے لیا تھا
اب روندتے ہو دل مرا بیکار سمجھکر

جانباز بہت کیجیے گا کس کس کو بھلا قتل
ہان لیجیے گا ہاتھ مین تلوار سمجھکر

جنت کو تری دیکھ لیا جاتے ہین رضوان
آئے تھے اِسے کوچۂ دلدار سمجھکر

اب دل جگر آنکو جو دیے پاس بٹھایا
پہلے نہ مخاطب ہوے نادار سمجھکر

رحمت پہ تری ناز ہے جو چاہے سزا دے
کرتے ہین گنہ ہم تجھے غفار سمجھکر

دل اسمین لطافت کا کئی شب سے ہے اولجھا
بکھرائیے گا زلف کو اے یار سمجھکر

خبر دیتا ہے مجمع موج دریا کا روان ہوکر
چلے ہین ہم اوسی کی جستجو مین کاروان ہوکر

لگائے جام ہونٹون سے اگر وہ شادمان ہوکر
ہنسا بول اوٹھے ہر موجِ مے مثلِ زبان ہوکر

بناوٹ یہ نہین بیساختہ آنسو نکلتے ہین
تصور زلفِ جانان کا رولاتا ہے دھوان ہوکر

مسافر چونک اب تو صبح پیری سر پہ آپہنچی
ارادہ کوچ کا رکھتے ہین دندان کاروان ہوکر

روان کرتی ہے بحرِ غم مین ہر اک چشم کی کشتی
فراقِ یار مین اشکون کی چادر بادبان ہوکر

صدائے قلقلِ مینا ہے بڑ مجذوب کی بنکے
پیالہ پی مریدِ حضرتِ پیرِ مغان ہوکر

وہ بحرِ حسن دریا مین جو گھوڑا ڈال دیتا ہے
گلے کا ہار بنجاتی ہین ہیکل مچھلیان ہوکر

تماشا ہو اگر رندون مین سوئے میکدہ آئین
تبرک ہو عمامہ شیخ جی کا دھجیان ہوکر

پڑھا ہین گے رام ہو کر حبت جو اس محبوب کا کلمہ
صدا نکلے گی ناقوسِ برہمن سے اذان ہو کر

وہ ایذا دوست ہین ہم سخت جان قحط گیر گرہتی
فرے سے زخم کھا لیتی ہمہ تن استخوان ہو کر

تواضع ہی وہ خصلت رتبہ عالی جس سے ہوتا ہے
جھکے مغرور تو پائے بلندی آسمان ہو کر

بنا کر بال گلشن ہین جو سہرا شعلہ رو آیا
خجالت سے اوڑا گیا رنگ سنبل کا دھوان ہو کر

علی بند آپ نے پہنا جو ہین دستِ حنائی ہین
کیا پابند کیا دزدِ حنا کو بیڑیان ہو کر

چلے جب قافلے عشاق کے اوس کوچہ کی جانب
تو پہنچا خاکسار اول ہی گردِ کاروان ہو کر

گنہ سے باز رہ غافل کہ دشمن ساتھ ہین تیرے
گواہی دینگے اعضا حشر کو ساری زبان ہو کر

گلون کا عشق پھر عندلیبِ زار اسیری ہے
قفس بنتا ہے طرفہ جمع نالون کا دھوان ہو کر

جو وہ تشریف لائے دیکھنے سیر اپنے روتی کی
تڑپتے لختِ دل آنکھون مین آئے مچھلیان ہو کر

جنون نے بندوبست اپنا رکھا صحت مین بھی باقی
بنی بندِ قبا کپڑے جو اترے دھجیان ہو کر

مدد اے حضرتِ پیرِ مغان تشنہ دہانی ہے
زبانِ خشک کے کانٹے بھی سائل ہین زبان ہو کر

سنو تو کہہ رہے ہین سامنے غیرون کے وہ کیا کیا
لطافت تم نہین دیتے جواب اہلِ زبان ہو کر

علی اعلا نکیون ہون افتخارِ مرسلان ہو کر
عروج اک صاحبِ معراج دی جب نردبان ہو کر

اگر دین حکم گویا وہ لبِ معجز بیان ہو کر
ابھی گرمِ سخن ہو شمع کا شعلہ زبان ہو کر

فراقِ یار مین ہر دوست ہے ایذا رسان میرا
جو نکلی آہ بھی تو آرزوے دشمنان ہو کر

روانہ قافلہ فرقت مین اشکون کا ہوا جس دم
غبارِ دل ہوا ہمراہ گردِ کاروان ہو کر

سرِ فرہاد و پائے قیس کی ہین پٹیان بنتین
نہین ضایع لباس اپنا جنون مین دھجیان ہو کر

عوض قیمت کے سب بازار مین پتھر لگاتے ہین
ہوا بیقدر سودا اے جنون تیرا گران ہو کر

چمن مین مل کے سنی گر لبِ معجز بیان پوچھو
دعائین دے ہر اک برگِ گلِ سوسن زبان ہو کر

لحد تک کشتیِ تابوت کو کیا جلد پہنچایا
کہ پہنچا صندوق پر جب شامیانہ بادبان ہو کر

وہ زار و ناتوان ہون بامِ جانان تک رسائی کی
کیا کیا کام دودِ آہ دل نے نردبان ہو کر

دلِ عشاق کا مجمع تمہاری زلف نے توڑا
پریشان ہو کے پھر آئے گئے تھے کاروان ہو کر

کلامِ سخت سے پرہیز کر ایما ہے صانع کا
دہن مین اسلیے آئی زبان بے استخوان ہو کر

نکالا یوسفؑ دل کو تری چاہِ زنخدان سے
ہوے موے سیاہ خط جو واردکا[illegible]وان ہو کر

خبر دیتی ہین موجین ریگِ دشتِ نجد کی تا[illegible]
لباس اوترا ہے یا[illegible]ن مجنون کا یونہین دھجیان ہو کر

حلیم الطبع تو اعدا مین ہو تو بات رہجاے
بسر نرمی سے کرتیں دانتون مین زبان ہو کر

غزالِ چشمِ جانان نے کیا ہمارے خون کا پیا[illegible]
جو نکلا سرمہ کا دنبالہ ہے سو کھی زبان ہو کر

جرس نیکلے دلِ نالان بھی آگے آگے چلتا ہے
نکل آتے ہین فرقت مین جو آنسو کاروان ہو کر

جہان سے قیس مین آیا خدایا اب کہان جاؤن
زمین بھی پیستی ہے ہاے مجکو آسمان ہو کر

زبانِ حال سے ہر نیشکر کہتا ہے دیوانو
لباس اوترا ہے اس وحشت کدے مین دھجیان ہو کر

زہے قسمت کہین تجکو فرشتے بو ترابی ہے
لطافت رہ درِ حیدر پہ خاکِ آستان ہو کر

طبیعت ہوگئی مائل گناہونکی جسارت پر
غضب مین مبتلا ہون ناز کرکے تیری رحمت پر

یہ کیا آفت ہے اس جوشِ جوانی اس طبیعت پر
لڑین جسوقت آنکھین بس گیا دل اچھی صورت پر

گناہون کی سبب یہ دل ہوا مائل جو رقت پر
خدا کو رحم آخر آگیا میری ندامت پر

[illegible]سی ہے آج کل یہہ اوس بازارِ محبت پر
کہ بکتا ہے دلِ مشتاق دو بوسونکی قیمت پر

جو [illegible]فِ ناز سے جلتا ہے دل عصیان کی کثرت پر
ٹپک کر اشک گرتے ہین نظر کر اوسکی رحمت پر

[illegible] اجاے [illegible] کیا شے ہے جو دل کو چھین لیتی ہے
نہین موقوف الفت گوری رنگت اچھی صورت پر

سوے کشتون کے تپتے دل ہمارا ہے کہ مقتل ہے
پڑی ہے آرزو پر آرزو حسرت ہے حسرت پر

بھلا اس عشق کے پھندے مین پھنسکر کوئی بھی نکلا
بری عادت ہے دل کا لوٹ جانا اچھی صورت پر

علی نے پشتِ احمدؐ پر جو رکھا پاے نورانی
نگین دُرِّ نجف کا جڑ دیا مُہرِ نبوت پر

سبب پوچھا جو میرے وصل کا اغیار نے اُنسے
کہا شرما کے ہمکو آ گیا رحم اوسکی منت پر

مذمت عشق کی گھر بیٹھے کرتے ہین بہت واعظ
تماشا ہو نظر پڑ جاے گر اک اچھی صورت پر

حسینان جہان کے ناز اوٹھا کر بوسے باقی ہے
بسر کرتے ہین عشاق آجکل اوقات اجرت پر

گئی جب سے جوانی بھول کر اک دن نہ پھر آئی
حسینو بیوفائی ختم ہے اس بیمروت پر

بھلا اوس بھیڑ مین اچھی طرح دیکھے گا کیا عاشق
اوٹھا رکھا ہے دیدار اپنا کیون تو نے قیامت پر

گناہون مین بسر کرتا ہے غافل زندگی اپنی
بھروسا اس قدر اس بیوفا اس بیمروت پر

خدا چاہی تو ہو جائے ہنر ہر عیب بندے کا
بنے موسیٰ کلیم اللہ پیار آیا جو لکنت پر

لطافت حق تو یہ ہے صفت ہمکو ملی جنت
گواہی دے کے وحدت پر رسالت پر امامت پر

کہا کرتے ہین لوگ افسوس کر کے میری غربت پر
میسر ہو نہ چادر بھی جسے خاک اوسکی تربت پر

فلک کے ہاتھون ابتک ہے جدائی کا اثر باقی
درخت بید مجنون بھی نہین لیلی کی تربت پر

وہ دیوانہ ہون وصلت دوست کر مجکو حکومت ہو
بنی تصویر لیلی نجد مین مجنون کی تربت پر

حسین کھنچ کھنچ کے پھر فاتحہ ہر روز آتے ہین
کوئی تعویذ جب ہے لوح کی جا میری تربت پر

محبت مر کے بھی ان مغون کو زر کی باقی ہے
پڑی رہتی ہے چادر اشرفی بوٹی کی تربت پر

شب فرقت جو نکلی چاندنی مین مردہ دل سمجھا
پڑی ہے ململی چادر کسی بیکس کی تربت پر

گری گر فاتحہ پڑھنے مین افشان اسکے ماتھے سے
تو ہو طرفہ چراغان عاشق بیکس کی تربت پر

وہ وصلت وصل سے بہتر ہے انکی فرقت پہ رحم آیا
جلا مین قبر مین جب شمع فانوس آئی تربت پر

تری رحمت نے اے غفار کیسی پردہ پوشی کی
بچھائے آ کے شہپر قدسیون نے میری تربت پر

مین ایسا کشتۂ فرقت ہون شب بھر جمع ہین بلبل
رہا کرتا ہے مجمع دن کو پروانون کا تربت پر

نہایت بیمروت بیوفا معشوق ہوتے ہین
ہوئی اک شب نہ روشن شمع پروانکی تربت پر

وہ عاشق تن ہون مین دیوانہ موت آئی اگر مجکو
حسین لڑکے لگائین ٹھوکرین ڈھیر تربت پر

غضب ہے دفن کرکے سب یگانے تو ہوئے راہی
فقط تب سبزہ بیگانہ مجھ بیکس کی تربت پر

ہوا ہون جب سے شادی مرگ لطف وصل جانان سے
مرادین مانگتے ہین آکے عاشق میری تربت پر

مرے سینہ پہ رکھکر ہاتھ جب دیکھا دل مردہ
کہا شوخی سے اونسنے فاتحہ پڑھتا ہون تربت پر

لطافت بھی اوسی کوچہ مین یارب خاک ہوجائے
جہان مردے پہ مردہ دفن ہے تربت پہ تربت پر

ردیف راے ہندی

شکوہ نہ کر جفا کا نہ دلدار سے بگاڑ
پھر کیا بنائیگا جو ہوا یار سے بگاڑ

اے شیخ تو نہ وضع کو اس بار سے بگاڑ
ہیئت نہ اپنی جبہ و دستار سے بگاڑ

قاتل لگا وہ ہاتھ کہ سر تن سے ہو جدا
مٹی کا یہ گھروندا نہ تلوار سے بگاڑ

وہ بوسہ دے کے مانگتے ہین دل کے ساتھ جان
اتنی سی بات پر نہ خریدار سے بگاڑ

برگشتہ مردمک سے وہ پلکین ہین خوف ہے
اچھا نہین ہے فوج کا سردار سے بگاڑ

مینے نشان قبر بنایا ہے اسلیئے
ہے آرزو کہ تو کبھی رفتار سے بگاڑ

جیسے ہین انکے دوست بنی خلق سے عدو
جب یار سے ملاپ ہے اغیار سے بگاڑ

کوئی پسا ہوا ہے تو برباد ہے کوئی
کس سے نہین ہے چرخ ستمگار سے بگاڑ

گل منہ سے بولتے نہین نالان ہے عندلیب
مفلس کے حق مین زہر ہے زردار سے بگاڑ

جب بے غرض تھے ملتے تھے جھک جھک کے سب حسین
اے دل غضب کیا کہ ہوا پیار سے بگاڑ

دیتا نہین زکوة جو اے منعم بخیل
مل مل کے سکہ درہم و دینار سے بگاڑ

ابی جسیم تر بنا گئے ہین تعمیر اپنی شکل
آنسو بہا کے یار کی دیوار سے بگاڑ

بوسہ نہ دے کے دل کو خفا یار نے کیا
پرہیز کو کہا تو ہے بیمار سے بگاڑ

بکتے ہین کھوٹے دامون پہ یوسف لقا حسین
اس نرخ کا ہے مصر کی بازار سے بگاڑ

لوگ اسطرح کے بھی ہین لطافت جہان مین
احمد کے دوست حیدر کرّار سے بگاڑ

ابر اوٹھا ہے تو بہ اے دل مستانہ توڑ
گر نہین ساقی نہو قفل درِ میخانہ توڑ

گلچین نہ عاشق کا دلِ دیوانہ توڑ
پھول گلشن مین نہ پیش بلبلِ مستانہ توڑ

پھینک شیشہ کو نہ تو اے محتسب پیمانہ توڑ
آہ سے مظلوم کے کر خوف دل میرا نہ توڑ

عشق کر سے صنم کا سنگدل اتنا نہو
پھینک یہ پتھر کے بت ای برہمن بتخانہ توڑ

آبرو کھوئی اولجھ کر ہوگیا خود چاک چاک
گیسوون کے پیچ کا لایا نہ کوئی شانہ توڑ

دل مین آیا ہے غم جانان فدا اے روح ہو
آئے گر مہمان مروّت کو نہ صاحب خانہ توڑ

چھلے عاشق کے دلِ مشتاق کو تو دہ بنا
آزما تیر نگہ کا تو جو اے جانانہ توڑ

نقد جان ہے پاس میرے اے صنم لے لیجیے
عشق کے جھگڑے کا کیجے لے کے یہ جرمانہ توڑ

ساقیا یہ بدچلن کہتا ہے رندون کو بہت
زور واعظ کا دکھا کر لغزشِ مستانہ توڑ

بندوبست اوس جعد مشکین کا نہ کچھ تجھ پر کھلا
شانہ مین سے کوئی کہدے استخوان شانہ توڑ

وصل سے ہے اونکو یہ نفرت مجھے دیتے ہین حکم
شمع روشن کر جو محفل مین پر پروانہ توڑ

وحشیون مین ہی جنون کرتا تھا دشت نجد سے
قیس کو اپنی طرف دکھلا کے یہ ویرانہ توڑ

حق یہی اے شیخ ہے کر مذہب عشق اختیار
سوطرح کے ہین بکھیڑے سبحۂ صد دانہ توڑ

ہای عجب بے دید یہ منہ دیکھنے قابل نہین
کھوئی یکتائی تری آئینہ اے جانانہ توڑ

اشک جاری کرکے پانی پانی کردونگا ابھی
میری چشم تر کو دکھلا سے بہت دریا نہ توڑ

زیست کی کیا کیفیت اے محتسب بی شغل مے
دے چبانے کو مجھے شیشہ کا گر پیمانہ توڑ

وصل کی شب یار شرماتا ہے گل کر شمع کو
ای صبا چل کر طلسم الفتِ پروانہ توڑ

وصل کا وعدہ ہے اوسنے پہلے اک بوسہ ملا
دل کی قیمت کا کیا ہی دے کے یہ بیعانہ توڑ

مہربان ہوجائیگا جب تو بہت پچتائیگا
جوڑنا مشکل پڑے گا یار دل میرا نہ توڑ

شغل مے نوشی لطافت ہی کے دم تک تھا فقط
ساقیا سنگِ لحد سے شیشہ و پیمانہ توڑئے

ردیفِ زاے معجمہ

آتا ہے سیرِ باغ کو وہ نونہال روز
پڑھتے ہین حرمتِ مے گلگون کا حال روز
ہی صبحِ حشر کا مرے دل کو خیال روز
ہو گی ضرور ترکِ ملاقات دیکھنا
لاکھون کو قتل کرتا ہے اوس حور کا بناؤ
آنکھون سے انکے ہوتے ہین دل عاشقون کے صید
کسطرح یار کے رخِ روشن سے دون مثال
کالی بلا کہین شبِ فرقت کی دور ہو
کیا انتظارِ وصل مین ہے دل کو اضطراب
خوش چشمون کی کشش مجھے بعدِ فنا بھی ہے
آئی بہار پیچھے پھرتے ہین کوئے
ابتک بچا ہوا ہو نہین دنیا کے مکر سے
باندھی ہی یوہین تیغ کمر مین تو لطف کیا
کہتے ہین وہ کہ دیکھنے جاؤن کہان کہان

امید دل برآئی شجر ہین نہال روز
تیغِ زبان سے کرتے ہین واعظ حلال روز
اک رشکِ مہر کا ہے ہی نظر مین جمال روز
رہتا ہے مجھے یار سے اب تو ملال روز
گھر سیکڑون بگڑتے ہین بنتے ہین بال روز
کرتے شکار شیر کا ہین یہ غزال روز
ہوتا ہے آفتابِ فلک کو زوال روز
ہو عید کی خوشی جو دکھائے جمال روز
گر اک مہینہ شب ہے تو ہے ایک سال روز
چرتے ہین سبزہ لحد آکر غزال روز
سر پر سبو شراب کے رکھے کلال روز
لاتی ہے اپنے دام مین یہ پیرزال روز
دو چار عاشقون کو تو کیجے حلال روز
رہتا ہے عاشقون کا یوہین غیر حال روز

پھر کربلا کے سمت لطافت روانہ ہو
درگاہِ ذوالجلال مین ہے یہ سوال روز

اسطرح روئے کتابی پر ہے خطِ یار سبز
گردِ قرآن کے ہو جیسے جدولِ زنگار سبز

ہی نقاب سبز مین یون ابروے دلدار سبز
رشک نیرنگ جہان ہے ان حسینونکا لباس
یار نے بوسہ جو خطِ سبز عارض کا دیا
قتل کرنے آتے ہین شمشیر زہر آلود سے
کسقدر رکھتی ہے ہمیت ہواے باغ دہر
حسن شاید عاشقِ مظلوم کا ہے سوگوار
اللہ اللہ ہی وہ طفل برہمن کیا سبز رنگ
نرم دل ایذا رسان بھی ہین یہ ہے فیضِ بہار
طرفہ نیرنگی دکھاتی ہے ہمین فصلِ بہار
باغِ کوے یار مین ہے کسقدر جوشِ بہار
سبزہ رنگون کو زمرد کے ہے زیور کی تلاش
ہی مرے رشکِ چمن کی چال بھی طرفہ بہار
کیا زمرد کی لڑین دکھلا رہی ہین اپنا رنگ
دھوم ہی ملکِ ختن مین آگئی فصلِ بہار
کوے جانان مین جو سیرے اشک کا دریا چڑہا
فصلِ گل آتے ہی آئی بادہ خواری رنگ سے
زہر کھانے کی اجازت چاہتا ہون یار سے
خط کا ہالہ ہے رخِ دلدار پر کتنا صحیح
اسطرح کے زہر قاتل مین بجھے ہین اونکے تیر
زہر کھا کر سبزہ رنگون پر ہے مینے جان دی
خط کے سبزے نے ترے سیبِ ذقن کی کھوئی قدر

جس طرح سبزے مین جوہر دار ہو تلوار سبز
زرد نارنجی گلابی کاسنی گلنار سبز
آج کل شاید ہے بختِ عاشقِ بیمار سبز
سرخ خلعت دے کے تن کر دیگی وہ تلوار سبز
خاک سے ہوتے ہی پیدا ہو گئے اشجار سبز
گورے گالون پر نہین بیوجہ خطِ یار سبز
جسم کی تاثیر سے گردن مین ہے زنار سبز
کم ہین تیزی مین فلسن مین جبتلک ہین خار سبز
سرخ اور سے زرد گل پھولے ہوے گلزار سبز
ہی سیہ ہونے کے بدلے سایۂ دیوار سبز
آج کل رہتا ہے سارا جوہری بازار سبز
معجزے سے ہی زمین ہوتی قدم رفتار سبز
چھوٹ پڑ کر ہو گیا وہ موتیون کا ہار سبز
گیسوے مشکین سیہ ہین یار کی دستار سبز
کیا طراوت تھی ہوے خارِ سرِ دیوار سبز
ہی شرابِ سرخ خم مین خانۂ خمار سبز
نامہ لکھنے کے لیے کاغذ ہوا درکار سبز
بھر دیا ہے رنگ گویا پھیر کر پرکار سبز
بدلے سرخی کے اترتے ہین لبِ سوفار سبز
قبر پر میرے ہے زیبا چادر و دستار سبز
جام کہتے ہین اسے جو ہو شراب یار سبز

اے لطافت جو کہ روتے ہین غمِ شبیر مین
کرتے ہین کشتِ عمل اشکون سے وہ دنیا از بہر

ردیف سین مہملہ

ہی دل کو قید زلف گرہ گیر کی ہوس
دیوانہ کو ترے ہوئی زنجیر کی ہوس

نقشہ رخِ حسین کا کھنچا دل مین تنگ ہے
اب آئینہ کو تو تری تصویر کی ہوس

ملنے کا شوق تھا خطِ توام مین خط لکھا
در پردہ وصل یار کی تحریر کی ہوس

تھا عیش وصل غیر کی قسمت مین یا خدا
رکھی تھی کیا فقط مری تقدیر کی ہوس

پایا نہ لطف دشت نوردی بہار مین
نکلی کبھی نہ بستہ زنجیر کی ہوس

ہوتی ہین مشتین مری پوری بہار مین
رہتی ہے سال بھر مجھے زنجیر کی ہوس

ہی لن ترانیون کا مرے دل کو اشتیاق
تحریر کیا کرون تری تقریر کی ہوس

حیرت مین جو ہین اونکو بہار و خزان سے کیا
نکلی کبھی نہ بلبل تصویر کی ہوس

دلسے رقیب کے نہوئی پار میری آہ
پوری ہوئی جہان مین نہ اس تیر کی ہوس

ہی موج بوے گل مجھے گلشن مین کھینچتی
ہوتی ہے گر بہار مین زنجیر کی ہوس

ہی حیرت و سکوت مین برسون سے آئینہ
رکھتا ہے کسکی طوطی تقریر کی ہوس

پر نوچ کر لگائیے للہ تیر مین
جان آئی نکلی آپکی نخچیر کی ہوس

باہین گلے مین ڈالدی زلفون نے دل کھنچا
ہے آرزوے طوق تو زنجیر کی ہوس

پیری مین خم ہوئی تو ہوا شوق آہ کا
جب ہم کمان بنے تو ہوئی تیر کی ہوس

پھر سر مین کربلا کی لطافت ہوا بھری
پھر دل کو ہے زیارت شبیر کی ہوس

لے کے یہ تحفے گئے اوس ستم ایجاد کے پاس
تھا نہ کچھ اور سوا نالہ و فریاد کے پاس

سخت جانی ہے نہ ہین ذبح سے محروم رہون
یا خدا تیغ بھی خنجر بھی ہو جلاد کے پاس

مژہ و گیسو و ابرو ہی وہان یان اکدل
تیر بھی دام بھی خنجر بھی ہے صیاد کے پاس

تھی الف سے قد دلدار کے مشتاق ہوئے
پڑھنے بیٹھے تھے جو مکتب مین ہم اوستاد کے پاس

یاد آتا ہی جو فرقت مین وہ قد موزون
جاکے ہم باغ مین رو لیتے ہین شمشاد کے پاس

کیا زبان کھول کے آفت مین پھنسی ہے بلبل
چار دن باغ مین پھر قید ہے صیاد کے پاس

نجد کے دشت کا پابند نرہتا مجنون
درس لیتا جو جنون کا کسی اوستاد کے پاس

اسقدر محو ہو بیدام پھنسی ہو بلبل
میرے گلرو کی جو تصویر ہو صیاد کے پاس

باب پنجم نے بتائی تھی محبت کی راہ
جب گلستان کا سبق پڑھتے تھے اوستاد کے پاس

عمر اندوہ و غم و رنج و الم مین گذری
نہ خوشی بھول کے آئی ترے ناشاد کے پاس

ناتوان ہم ہین جنون کو ہو کوئی دم آرام
مژہ یار کا نشتر ہو جو فصاد کے پاس

توڑ ڈالین ترے دیوانے نے کیا زنجیرین
کسی خط لکھ کے شکست آئے ہین حداد کے پاس

وعدہ وصل وہ یہ کہہ کے اوڑا دیتے ہین
کام انسان کا بھلا کیا ہے پریزاد کے پاس

تیز کر دیتے تھے کس شوق سے خود حضرت عشق
کند ہوتا تھا جو تیشہ کبھی فرہاد کے پاس

سخت جان تھی ترے عاشق ہو بہت اے ظالم
التجا لے کے گئے خنجر فولاد کے پاس

زار ہون فصل بہاری مین جنون ہی نے فصد
رگ گل سا کوئی نشتر ہو جو فصاد کے پاس

وائے تقدیر جدا عشق نے اوس سے بھی کیا
جان شیرین بھی جو معشوق تھی فرہاد کے پاس

رنگ سے کھنچتی ہے تصویر جو گل بوٹون کی
سو قلم کیا پر بلبل کا ہے بہزاد کے پاس

کون سی حسن کی ہو بات جو دلبر مین نہین
ہان فقط پر تو زیادہ ہین پریزاد کے پاس

قید بلبل کی ہے تدبیر گلون کو ہے غم
باغبان آتے خوشامد کو ہین صیاد کے پاس

چشم جانانہ لڑکپن سے نظر رہتی تھی
صاد کی مشق کیا کرتے تھے اوستاد کے پاس

مین وہ بلبل ہون کہ مشتاق قفس رہتا ہون
اوڑکے پر پھر طلب جاتے ہین صیاد کے پاس

صنعت انسان کی ہے بے مدد حق ناقص
جب بنا باغ نہ دروازہ تھا شداد کے پاس

بدگمان وہ ہون کہ اسباب سے کار رہتا ہے خیال
غیر کی یاد نہ ہو دل مین تری یاد کے پاس

ایک بلبل کی ہی جان اور خریدار کئی
زر گل تہ ہین لیے دام ہین صیاد کے پاس

عشق مجنون نے تو لیلی کی ادا مین سیکھین
دونون کیا خوب پڑھے ایک ہی استاد کے پاس

ہوگیا بعد امانت کے لطافت شاعر
نہ گیا پھر تلمذ کسی اوستاد کے پاس

ردیف شین معجمہ

بلا ہے یار کی چشم سیاہ کی گردش
تڑپ ہے برق کی یا ہے نگاہ کی گردش

دکھاتی ہی زحل کینہ خواہ کی گردش
ہماری کوکب بخت سیاہ کی گردش

قریب گھر کے اوسے لاکے آہ پھیر دیا
مرے نصیب نے کیا خوب واہ کی گردش

بچاکے مہر و مہ آسمان سے خالق نے
مرے نصیب مین تحریر آہ کی گردش

فراق مین مرے دوران سر سے کیا نسبت
نہین ہے کچھ فلک کینہ خواہ کی گردش

تمام عمر بسر ہوگئی تھکے عاشق
بلا ہے کوچہ گیسو مین راہ کی گردش

کسی کی بزم کا جو دور جام یاد آیا
نظر جب آگئی تارون مین ماہ کی گردش

قصور کون سا مجھ سے ہوا ہے زیر فلک
عبث زمانے نے ہی بیگناہ کی گردش

نہ پھیر یار کو عاشق سے اسقدر اے چرخ
پسند آتی ہے بس راہ راہ کی گردش

تمھارے کوچے مین کعبہ سے ہوکے آئے ہین
اوٹھائی حاجیون نے مفت راہ کی گردش

ہوئی ہے تیر پئے قتل تیغ ابرو کی
فسان بنی تری چشم سیاہ کی گردش

حضور بزم مین ہر اک کو مست کرتی ہے
شراب پینے کے بعد اس نگاہ کی گردش

ہلاتے مردم دیدہ ہین آجکل برچھیا / نہین ہے یار کی ترچھی نگاہ کی گردش
بنا ہی کاسہ سر میرا جام مے اسے چرخ / گئی نہ مرکے بھی بخت سیاہ کی گردش

کسی حسین کی انھین جستجو لطافت ہے
عبث نہین یہ سدا مہر و ماہ کی گردش

دیر مین پہنچے حرم مین پہنچے جا کر کی تلاش / تھی جو اے معشوق ہرجائی ترے گھر کی تلاش
نام ساقی کا ہون لینے کو طہارت چاہیے / کلّی کرنے کے لیے ہی آب کوثر کی تلاش
جب سے قول مصطفےٰ الفقر فخری سن لیا / بادشاہون کو فقیرون کی ہی بستر کی تلاش
جو کہ ہین صحرا نشین ہشیار ہین بیشک وہی / ہین وہ دیوانے جنہین دنیا مین ہے گھر کی تلاش
حال لکھا ہے اُسے اپنے دل بیتاب کا / بھیجنے کو خط ہے سیمابی کبوتر کی تلاش
چُبھ گئی نوک مژہ دل مین تو سودا کم ہوا / تھی ترے دیوانے کو ایسے ہی نشتر کی تلاش
رنج عصیان مین ہے جاتا سنگ اسود پر خیال / پھوڑنے کو سر اگر ہوتی ہے پتھر کی تلاش
ہون وہ دیوانہ لیے پھرتی ہے یارو نکو مری / طوق کی زنجیر کی زندان کی نشتر کی تلاش
ڈھونڈھ آیا کعبہ و دیر و کلیسا و کنشت / دل مین پایا اُسکو جسکی زندگی بھر کی تلاش
گر نہوا دقّی بہت مشکل ہے اعلیٰ کی شناخت / ہے جواہر تولنے سے پہلے پتھر کی تلاش
زار یہ عشق کمر مین ہون نہ اُسکو بھی ملا / ڈھونڈھ ڈالا موت نے بھی آکے بستر کی تلاش
انہیں اطفال دیوانہ کو تیرے دیکھ کر / بت اُٹھا لاتے ہین ہوتی ہے جو پتھر کی تلاش
ایسے جنون کے بسبب چاک گریبان بڑھ گیا / تا یہ دامن اُسکو لائی ہے رفوگر کی تلاش
دے کے آئینہ حسینون کو کیا مغرور حسن / پھر شکوہ ہمکو رہتی ہے سکندر کی تلاش

کیا کرے بدذائقہ بدبو نجس دنیا کی مے
ہے لطافت کو شراب حوض کوثر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

ملتی نہین دوسرے بشر کی بلاے حرص
زنجیر مین تابع کے پڑا کیا ہے پاے حرص

افسوس عمر بھر کی مشقت مٹاے حرص
انسان کے سارے نیک عمل ہون غذاے حرص

تنبیہ ہو بشر کو نہو مبتلاے حرص
محرومی اسلیے ہے بناے سراے حرص

خانہ نشین ہون پاس مرے کیونکر آے حرص
دنیا سے ہاتھ کھینچ کے توڑے ہین پاے حرص

کرتے ہین جمع مال کو انسان بے ثبات
طرفہ حباب بنتے ہین بھر کر ہواے حرص

نیت کے قبضہ مین ہے سدا آدمی کا دل
گھر عشق کا ہے جاے قناعت سراے حرص

بوسے کئی لیے تو کہا منہ کے یار نے
یہ مال مفت کا نہین اے مبتلاے حرص

منعم کے واسطے ہے جو ارث حرام مال
کھایا اسے تو اور بڑھی انتہاے حرص

ہین اشرفی کی چادر تربت پہ بوسیان
ہی منعم یہ بعد فنا بھی ادا سے حرص

کیا جلد دوڑتے ہین زر و مال کی طرف
اے ہیچ یہ دست طمع ہاتھ کہ پاے حرص

زاہد نہ پڑھ نماز طمع پر بہشت کے
مزدور کا یہ کام ہے اے مبتلاے حرص

کیونکر نہ مبتلاے مصیبت رہے حریص
رہتی ہے اسکے ساتھ ہمیشہ بلاے حرص

زر کی طلب مین ہے کف افسوس مل رہا
یہ ہاتھ ہین بخیل کے یا آسیاے حرص

سکہ پہ زر کے چشم قناعت سے کر نظر
افسانہ ہے طمع کا رقم ماجراے حرص

کیا چین سے بسر ہو لطافت جہان مین
دل مین اگر جگہہ ہو قناعت کے جاے حرص

گھیرے ہوے ہین ہاے مجھے اسقدر حریص
غم بھی اگر مین کھاؤن لگائین نظر حریص

کھاتا ہی خوان نعمت منعم یہ بیحجاب
کچھ اپنی جان کا بھی نہین تجکو ڈر حریص

یہ جانتے ہین کام نہ نکلے گا کچھ مگر
گلشن مین تاکتے ہین ہر اک گل کا زر حریص

وہ رنج دین کہ تیغ ادا کی لگائین وار
ہین داغ و زخم کھانے مین قلب و جگر حریص

بعد فنا سواے کفن کچھ نہ پاے گا
بے سود مال جمع نکر اسقدر حریص

دن رات اُنکے رُخ سے طلبگار نور ہین
اللہ کسقدر ہین یہ شمس و قمر حریص

ہے نام گلی مین نہ دب ہو کوئی یہ ہے خیال
مجسا نہین ہے رندون مین کوئی مگر حریص

رزق حلال لیا نہین ممکن جہان مین
اکل حرام سے تو نہ یون پیٹ بھر حریص

دل عاشقون کے لیتے ہین ہر روز بیشمار
دنیا مین یہ حسین بھی ہین کسقدر حریص

اب تیرا مال لینے کی اورون کو فکر ہے
یہ بھی خبر نہین تجھے او بیخبر حریص

ہی حرص خوان نعمت منعم کو دیکھکر
بیٹھا ہوا ہے مثل مگس بے خطر حریص

کوئی انھین بُرا کہے یا ہون کہین ذلیل
باندھے ہوے ہین حرص پہ اپنی کمر حریص

سایہ کی طرح ہوتے نہین ایک دم جدا
ہی حرص ساتھ ساتھ ہی جاے جدھر حریص

کیا بارور ہے عشق مین نخل مراد غیر
تھرا ہے لگا ئین کھو ہین کدھر حریص

اک بوسہ کے مانگا لطافت جو بوسہ اور
وہ ہنسکے بولے آپ بھی ہین کسقدر حریص

ردیف ضاد

روے یوسف پہ بنا حسن و بہار عارض
میرے محبوب نے جھاڑا جو غبار عارض

گرمی حسن مین ہے طول بہار عارض
خال سوگھٹ کے نہ کیونکر شب تار عارض

اے حسین خال سے ہے حسن و وقار عارض
طفل زنگی ہے شہنشاہ دیار عارض

گرمی حسن سے بھڑکی ہے جو نار عارض
بُندے یاقوت کے ہین یا کہ شرار عارض

خط سمجھتے ہین جسے عاشق زار عارض
ہو گئے گرد نگاہون کے یہ بار عارض

دام ہے خط سیہ خال سیہ دانہ ہے
طائر دل ہو نہ کسطرح شکار عارض

حسن دکھلاکے ہین کہتے ترے گوش نازک
قابل دید ہے یہ فیض جوار عارض

خط جوانی مین سیہ ہوتا ہے پیری مین سفید
رات دن دیکھتے ہین لیل و نہار عارض

وصل مین کیون نہ ہوا آکے اولٹ دے ہار
نازکی مین ہی نقاب آپکی بار عارض

خط نکلتے ہی سیہ حسن حسینون کا چلا
اسپ مشکی پہ چڑھا شاہ سوار عارض

دیکھ کر جوہر آئینہ وہ رخ کہتا ہے
ہین مرے عکس مین چبھتے ترے خار عارض

خوب خورشید قیامت کے مزے لوٹے گا
آنکھین سینکیگا ہر اک تماشہ زار عارض

بالیون کا ہے طلا سرخ ہمیشہ اے یار
گیسو پر نور ہین یا شعلہ نار عارض

آئنہ کہتا ہے ستانے سے نہ چھوٹینگے کبھی
زلف کا صید ہے تو ہم ہین شکار عارض

نزع مین قبر مین کھدونگا جو آئینگے علی
کہ ازل ہی سے ہو مین عاشق زار عارض

حسن اپنا ہین دکھاتے کہ ہر اک بوسے لے
کرتے ہین چاند سے تلوے ترے کار عارض

اہی لطافت جسے سب کہتے ہین باغ فردوس
اس حسین نے یہ دکھائی ہے بہار عارض

عمر بھر کیون نہ ہون عاشق زار عارض
میری طینت ہے حسینون کا غبار عارض

فصل ہا ہوا اور گڑی عاشق زار عارض
دو جو ہاتھے کا عرق اور غبار عارض

جستجو مین جو کسی پھر کے ہے سرگردان
داغ ہاین ماہ فلک مین کہ غبار عارض

ہای یہ عشاق کی تقدیر کا لکھا اے یار
پڑھ سکے خاک کوئی خط غبار عارض

میرے دلبر سے حسین بھی ہین لگاوٹ کرتے
سرمہ آنکھون کا بناتے ہین غبار عارض

مر کے بھی بوسہ رخسار کا لپکا نہ گیا
خاک ہو کر ہون حسینون کا غبار عارض

مین ندامت کے سبب قبر مین گڑ جاؤنگا
دے کے مٹی جو وہ جھاڑینگے غبار عارض

اوج خورشید فلک دیکھ کے کہتا ہے وہ یک
ہای یہ اک ذرہ بقدر غبار عارض

رنگ کندن سا تمہارا جو ہوس دیکھین
مانگین اکسیر بنانے کو غبار عارض

اسکی تصویر کا خاکا جو بنائے بہزاد
صبح جنت کا سفیدہ ہو غبار عارض

گھر سے آیا ہے گلستان مین مرا رشک بہار
جھاڑ دے دامن گل بڑھ کے غبار عارض

ہائے وہ مر کے دبے سیکڑوں من مٹی مین
تھا گراں جنکو نزاکت سے غبارِ عارض

صورتِ آئینہ ہو جاتے ہین صاف اور وہ گال
لطف غازے کا دکھاتا ہے غبارِ عارض

اس بہانے سے بلائین رخ دلدار کی لین
دور سے آئیے ہو جھاڑون تو غبارِ عارض

طالبِ دید کے گھر آکے وہ فرماتے ہین
جھاڑئیے پنجۂ مژگان سے غبارِ عارض

پھر نہ اندھا ہو عجب حسن کی قلعی ہو جائے
آئینہ مانگ لے اس سے جو غبارِ عارض

غیر کے ساتھ کیا کرتے ہو کوچہ گردی
صاف دیتا ہے خبر مجھکو غبارِ عارض

پڑھتے ہین سورۂ اخلاص کے بگڑا جو وہ بت
تو کہا پھونک کے جھاڑا ہے غبارِ عارض

واہ رے حسن عجب چہرۂ جانانہ ہے نور
دھوپ پڑتی ہے تو بنتی ہے غبارِ عارض

تیرے اعضا کی صفائی سے ہے آئینہ بھی گرد
کہ قفا سے نظر آتا ہے غبارِ عارض

سرخرو قبر سے اٹھین گے لطافت شیعہ
حشر کو خاکِ شفا ہوگی غبارِ عارض

محتسب خون بہا تو مئے احمر کے عوض
چور کر شیشۂ دل کو مرے ساغر کے عوض

ہو یہ ظاہر نہ کدورت تھی کسی سے دلمین
میری تربت پہ ہو نصب آئینہ پتھر کے عوض

واہ جبین در پہ دھرین پاؤن کے بدلے ہم سر
بے ادب غیر وہان پاون رکھے سر کے عوض

میری تربت پہ وہ جب آئے تو بولے ہنسکر
ہین مرے نقش قدم پھولونکی چادر کے عوض

بعد مرنے کے تو لازم ہے تمھین حسرت دو
ہائے قم کہہ کے جلاؤ مجھے ٹھوکر کے عوض

ہجر ساقی مین مجھے دیتے ہین طعنہ احباب
پیجیے خون جگر ایک مئے احمر کی عوض

انکے عاشق سے یہ رضوان نے کہا محشر مین
آ جنان دین تجھے ہم کوچۂ دلبر کے عوض

عشق مژگان مین جنون ہے مجھے سن اے فصاد
کھول تو فصد مری خار سے نشتر کے عوض

غیر نے زیست مین پایا جو مکان مجھ نہین
قبر پائینگے ترے کوچہ مین ہم گھر کے عوض

ہونگے عشاق حلال آئی ہے عید قربان
لیکے نکلے ہین چھری آج وہ خنجر کے عوض

اب مجھے صبر نہین ابر وہ اٹھا ساقی
دونون چاہوے بھر دے کہین ساغر کے عوض

بھیجتا ہون جو کبھی اُس شہ خوبی کے پاس
نامہ دیتا ہون ہما کو مین کبوتر کے عوض

آئینہ اسنے بنایا ترے چہرے کی مثال
آئینہ گر کو سزا دیجیے سکندر کے عوض

کھو اطفال سے اُس چشم کا دیوانہ ہون
ڈھیلے آنکھون کے لگا دو مجھے پتھر کے عوض

وہ نہین آپ کے قابل اسے لیجے صاحب
ہاتھ کلیجہ مرا جانئے دلِ مضطر کے عوض

نازنین آپ ہین بوجھہ اسکا اُٹھے گا کیونکر
رکھیے پھولون کی چھڑی ہاتھ مین نشتر کے عوض

دوستو گورِ غریبان مین وہی ہے مری قبر
کانٹے جس قبر پہ ہین پھولونکی چادر کے عوض

اُسکا قاصد بھی ہے کیا شوخ کہ خط دے کے مجھے
مانگتا نقدِ دل انعام مین ہے زر کے عوض

پشت پر ہے جو مرے دفترِ اعمال کا بوجھ
ہاے پیری مین کمر جھک گئی ہے سر کے عوض

خوف گفتار علی کو نہ لطافت کچھہ تھا
بسترِ خواب پہ سوئے تھے پیمبر کے عوض

ردیف طاے مہملہ

اچھا تو ہے جو دفن کیوقت اُنکا آئے خط
احباب شاد ہون مرا مردہ جلائے خط

قاصد نے اُسکے بیچ دیا کیون دکھائے خط
اپنا تو ایک بھی نہین سب ہین پرائے خط

اُس مہ جبین نے دیکھتے ہی کیا پرزے پرزے کیون
شاید خدا کے نام سے تھی ابتداے خط

تلقین کے عوض اُسے پڑھ دینا دوستو
شاید ہمارے دفن کے وقت اُسکا آئے خط

بھیجون گا وصفِ چہرۂ رنگین مین لکھکے شعر
درکار ہے مجھے ورقِ گل براے خط

نامے ہمارے اُنکو دکھانا نہ قاصدا
جسطرح ہمکو غیر کے تونے دکھائے خط

جوشِ جنون ہے نامہ لکھین قاصد اُسکو کیا
لیجا ہماری جیب کا ٹکڑا بجاے خط

ہمنے جو نامہ بھیجا تو اُنکو دکھا دیا
غیرون نے لکھ کے بھیجے تو ہمسے چھپائے خط

قاصد کو بھیجین ہم کہ کبوتر کو بھیجین ہم
کیا خوب وہان حلال ہو جو لے کے جائے خط

اے یار ہاتھ کانپتے ہین رعب حسن سے
حجام کسطرح سے تمھارا بنائے خط

اب ہی یقین کہ قتل کریگا وہ کل مجھے
گردن پہ آج تیغ اُٹھا کر لگائے خط

قاصد جواب لایا ہے تو اُنکے پاس سے
پھرون مین تیرے گرد تو ہونگا فدائے خط

ہمکو تو ایک نامہ بھی لکھا نہ یار نے
غیرون کے پاس ہائے غضب خط پہ آئے خط

جو مین نہ کہہ سکونگا کبھی وہ کہیگا یہ
دیجا کے دل ہمارا انھین قاصد بجائے خط

قاصد یہ مجھہ سے کہتا ہے وہان ہم نجا سکینگے
جو ہاتھ دھوئے جان سے وہ لے کے جائے خط

دھوکے مین نامہ پھیر دیا ہے جو یار کا
ہر وقت ہاتھ مَلکے مین کہتا ہون ہائے خط

لکھتا ہی حال گریہ لطافت اگر اسے
پہلے منگاؤ کاغذ ابری برائے خط

غیر واقف نہین کہ کیا ہے شرط
دل لگانے کو حوصلا ہے شرط

اچھی صورت ہو تو نہین معشوق
غمزہ و عشوہ و ادا ہے شرط

بہر تسکین عاشق بے صبر
وصل معشوق مہ لقا ہے شرط

میری جانب ضرور وہ دیکھین
مگر اے عشق سامنا ہے شرط

باغ ہو اور پاس ہو معشوق
پھر تو پینا شراب کا ہے شرط

اونکے سنتے پہ کچھہ نہین موقوف
عاشقو عرض مدعا ہے شرط

حوصلہ دل مین چاہیے ہے ضرور
جیسے کشتی کو ناخدا ہے شرط

دلِ پُر آرزو مین چاہیے عشق
شہر مین جیسے بادشاہی شرط

ظلم کرتے ہین تو کرین معشوق
عاشقون کے لیے وفا ہے شرط

نالہ بھی چاہیے جو اشک نہین
کاروان کے لیے درا ہے شرط

وقت آرائش ان حسینون کو
غازہ کاجل مسی حنا ہے شرط

استخوان دل جلوون کی شوق نے کہا
کہہ نہ اُف اُف یہ اسے جلا ہے شرط

بعد مرنے کے قبر پر میرے
جائے لوح اُسکا نقش پا ہے شرط

وصل پر وہ ضرور ہون راضی
عاشقوں سے التجا ہے شرط

آج گھر سے نکل کے وہ بولے
چال سے حشر ہو بپا ہے شرط

عمل نیک کچھ مفید نہین
یا علی آپ کی ولا ہے شرط

ہجر مین مستعد ہین مرنے پر
اے لطافت مگر قضا ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ

اگر ہی آب کی حاجت بپئے وضو واعظ
شراب خانے سے بھر لاؤن مین سبو واعظ

بُرا شراب کو رندون مین کہہ نہ تو واعظ
کہین نہ خاک مین ملجائے آبرو واعظ

سنی ہے وعظ تو میخوار ہین عدو واعظ
جو بس چلے تو بہا ئین ترا لہو واعظ

ارے بہار مین بنت العنب حرام نہین
کسے دماغ جو کرے کون گفتگو واعظ

نماز و روزہ و تقوا و وعظ کچھ نہ ہے
وہ حسن ایک نظر دیکھ لے جو تو واعظ

ارے حرام ہین دو نو شراب اور غیبت
یقین کر نہین فرق اسمین ایک مو واعظ

رہے اگر یو ہین پیر مغان کا در ادور
پکارتا پھرے تو بھی سبو سبو واعظ

قسم بھی کھائے اگر یہ ہمین یقین نہین
شراب مفت ملی اور پئے نہ تو واعظ

نماز کیا پڑھین پانی تو میکدے مین نہین
جواز ہو تو کرین مئے سے ہم وضو واعظ

حواس جاتے رہے اس حسین کو دیکھتے ہی
نماز پڑھنے لگا آج بے وضو واعظ

ہمارے سامنے پیر مغان کو بد کہنا
میان وعظ یہ بیہودہ گفتگو واعظ

میان صحبت وعظ آج ہے فساد ضرور
کہ بد مزاج ہین رند اور تند خو واعظ

رہیگی فصل بہاری مین میکشی گھر گھر ہزار وعظ کہے روز کو بکو واعظ
نہ بچکے جائیگا بیٹھ سب پھنسا ہی رند ومؤمن شراب پی لے تو رہجائے آبرو واعظ
تباہ رند نہونگے نہ میکدہ ویران یہ تیرے دل کی نہ نکلے گی آرزو واعظ
بھلا حلال ہے ایسی شراب بھی کہ نہین کہ جسمین کچھ نہ مزا ہو نہ آئے بو واعظ
نہ پاک دھبون سے ہو جامہ پارسائی کا اگر ہزار کرے اسکی شست وشو واعظ
نہ ہم شراب کرین ترک اور نہ تو غیبت جو ہی ہماری یہ عادت وہ تیری خو واعظ
جو رند آتے ہین مسجد مین منع کرتا ہے خدا کے گھر پہ بھی قابض ہوا ہے تو واعظ
وہ رند ہون کہ نہو ناگوار کچھ بھی مجھے مین وعظ روز سنون ہو جو خوش گلو واعظ

لطافت آکے جو دیکھے بہار کوچۂ یار
کرے نہ سیر جنان کی پھر آرزو واعظ

عشق مین ہے مجھے حسن ورشمائل کا لحاظ اسکو بھی چاہیے مجھ عاشق بیدل کا لحاظ
سامنے اُنکے نہ پھر شمع یہ اے پروانے بے ادب تجکو نہین صاحب محفل کا لحاظ
اور عشاق کے دل سیکڑون پامال کیے جانکر کعبہ وہ کرتے ہین مرے دل کا لحاظ
بے حقیقت سمجھ اور ونکے دلونکو اے شوخ جسمین الفت تری رہتی ہے کر اُس دل کا لحاظ
نہین معلوم صبا کہہ گئی ہے باغ مین کیا غنچے ہین دم بخود ایسا ہی عنادل کا لحاظ
میان سے جب یہ نکلتا ہے جھکاتا ہون سر کہ ہے قاتل سے سوا خنجر قاتل کا لحاظ
ہائے مقتل مین تڑپنے نہ دیا بسمل کو قتل کے بعد یہ مانع ہوا قاتل کا لحاظ
دور سے دیکھ کے ناقہ نہ پکارا ہوتا قیس کو چاہیے تھا صاحب محمل کا لحاظ
پردۂ ابر مین چھپکر تمہین دیکھا شب بھر قابل دید تھا صاحب مہ کامل کا لحاظ
ظلم مظلوم پہ کرتا ہے جو تو اے ظالم تجکو ہی خوف نہ کچھ خالق عادل کا لحاظ
خون کی چھینٹ پڑی کوئی نہ دامن پہ ترے ذبح کے بعد ذرا دیکھ تو بسمل کا لحاظ

دیکھا یہ چاند سا چہرہ تو چھپا ابر مین ماہ
چاہیے آپ کو بھی اپنے مقابل کا لحاظ

کبھی کامل نکرے بحث کسی ناقص سے
ہو کہ ناقص ہے اُسے چاہیے کامل کا لحاظ

وحشی نجد نہ آتے تھے قرین ناقہ کے
قیس کی وجہ سے تھا صاحب محمل کا لحاظ

ہاتھ پھیلائے ترے سامنے ہے اے منعم
منہ سے کہتا نہین کچھ دیکھ تو سائل کا لحاظ

ہاے دربان ٹھہرنے نہین دیتا دم بھر
چاہیے ہے ترے دروازے کے سائل کا لحاظ

اہل دنیا کا عجب طور لطافت دیکھا
پاس حق کا نہین کچھ ہے بھی تو باطل کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

صدقے ہو گی بزم مین گر رخ جانانہ شمع
پردہ فانوس سے نکلی ہے بیتابانہ شمع

بس یہی ہین عاشق و معشوق مشہور جہان
سرو قمری بلبل و گل آپ ہین پروانہ شمع

ہجر کی شب ایک میری نیند آنیکے لیے
صبح تک بالین پہ کہتی ہی افسانہ شمع

اسلیے تربت پہ میری شبکو گھیرے ہین پتنگ
تیرگی کے خوف سے بجھائے نہ بیتابانہ شمع

ہم تو کیا ہین اور کے عاشق سے بھی ضد ہی اسے
کہتے ہین آئی مری محفل مین بے پروانہ شمع

ہجر کی شب آ کے میرے گھر در و دیوار سے
پھوڑتی ہے اپنے سر کو صورت دیوانہ شمع

قمری و پروانہ و بلبل تصدق ہون نکیون
سرو قامت پھول ہے رخ ساعد جانانہ شمع

ہون وہ عاشق دنکو بلبل نے چڑھائے کے پھول
رات کو لایا ہی میری قبر پر پروانہ شمع

یون دل تاریک میرا داغ سے پر نور ہے
جس طرح کرتی ہے روشن رات کو کاشانہ شمع

بزم مین اُنکے اگر تیری رسائی ہو کبھی
سامنے اُنکے بیان کرنا مرا افسانہ شمع

رات کو آئی تو مجھ اہل سخن کی بزم مین
رعب لیکن اسقدر چھایا ہوئی گویا نہ شمع

مین وہ سودائی ہون بعد مرگ میری قبر پر
شب کو روشن کرنے آتا ہے ہر اک دیوانہ شمع

وصل کی شب ہین جو پردے مین ادہر ہم آپ و شمع
اسطرف فانوس مین مضطرب ہے بے پروانہ شمع

شام سے مسجد کے دروازے پہ جلتا ہے چراغ
ساقیا رکھہ تو بھی بالائے در میخانہ شمع

روشنی تو ہے تمہارے چہرۂ پرنور کی
جلتی ہے ناحق بجھا دو بزم مین جانانہ شمع

انجمن مین انکی شب کو ہین قرینہ سے یہ سب
آئنہ گلدستہ ساغر بوتلین پیمانہ شمع

شام سے یہ اپنی محفل مین دیا ہے اسنے حکم
بے ادب آئین نہ پروانے نہ گستاخانہ شمع

ہجر کی شب خوف تھا تنہا نہ آئے میرے گھر
ساتھہ اپنے لے کے آئی سیکڑون پروانہ شمع

اے لطافت بھیڑ پروانون کی لاکر شکو ساتھہ
کرتی ہے آباد یہ اجڑا ہوا کاشانہ شمع

دیکھتے ہو رات کو جب سامنے آتی ہے شمع
کیا تمہارے چہرۂ روشن سے شرماتی ہے شمع

کیا مرے گھر ہجر کی شب آکے گھبراتی ہے شمع
اپنا سر فانوس سے تا صبح ٹکراتی ہے شمع

اہل محفل کو محبت اپنی دکھلاتی ہے شمع
دیکھو پروانے جلا کر خود بھی جلجاتی ہے شمع

میری تربت پر جو گورستان مین آتی ہے شمع
گھیرتی ہے شب کو تاریکی تو گھبراتی ہے شمع

سمجھو یہ مطلب ہے جو فانوس مین آتی ہے شمع
عاشقو پردے مین چھپنا انکو سکھلاتی ہے شمع

جنبش شعلہ نہین یہ صاف صاف اب کہدو نہین
یہ تمہارے رعب سے محفل مین تھراتی ہے شمع

ذکر ہم عشاق کا تو کیا اسے کہتے ہین حکم
رو نہین سکتی تری محفل مین جب آتی ہے شمع

آہ ہین جو کرتا ہو عاشق اسکو محفل سے اٹھا
دیکھو روشن ہو کے جب آتی ہے بجھہ جاتی ہے شمع

عشق میرا اور تمہارا حسن ہے مشہور خلق
ہین خجل پروانے مجھسے تمسے شرماتی ہے شمع

صبح ہے نزدیک رات آخر ہوئی اے اہل بزم
دو گھڑی اب اور دنیا کی ہوا کھاتی ہے شمع

ہمسری کی انکے رخ سے تو ہوا سر بھی جدا
اب سزا پائی ہے محفل مین تو پچتاتی ہے شمع

بعد مردن ہوتی ہے معشوق کو عاشق کی قدر
مردہ پروانہ کو اشکون سے نہلاتی ہے شمع

واہ میرے دوستون کے ساتھہ اکثر شام کو
پہلے ہی سے قبر پر روتی ہوئی آتی ہے شمع

بعد مُردن عشق صادق یون دکھاتا ہے اثر
غم مین پروانون کے رفتہ رفتہ گھل جاتی ہے شمع

رات کو جاتا ہے جسکی بزم مین وہ شعلہ رو
تا لب فرش اُسکے استقبال کو آتی ہے شمع

اک ہماری ہی سنا ہی آپکی محفل مین ہے
آپ بھی آتی ہے پروانونکو بھی لاتی ہے شمع

اے لطافت بزم مین اُس شعلہ رو کو دیکھکر
آتش رشک و عداوت سے جلی جاتی ہے شمع

ردیف غین

آئی ہے ابکی جوش پہ ایسی بہار باغ
مانند سبزہ سبز ہے ہر ایک خار باغ

میخوارو اب ہے آمدِ فصل بہار باغ
لو ابر آٹھا بٹھانیکو گرد و غبار باغ

سو جان سے نکیون ہون عنادل نثار باغ
جوبن پہ اندنون ہے عروسِ بہار باغ

تاراج سارا باغ ہوا آتی ہے خزان
باقی بس ایک سرو رہا یادگار باغ

اُس رشک گل کی دیکھی سواری جو باغ مین
سمجھی یہ عندلیب کہ آئی بہار باغ

خط سے بڑھی ہے اُس رخِ رنگین کی آبرو
دیوار کے سبب سی ہے دونا وقار باغ

فصلِ بہار پر تجھے بیکار ناز تھا
گلچین کہان ہین اب وہ گلِ بیشمار باغ

اے عندلیب حسن عروسان باغ دیکھ
تو کیا ہے خود نثار ہے انپر بہار باغ

جھولا پڑا ہے اُنکے لیے جس درخت مین
سچ تو یہ ہے وہی ہے درخت افتخار باغ

اُس اسپ خوشخرام کی بس ہے یہی مثال
بالکل سبکروی مین نسیم بہار باغ

سامان اگلے سال کا ہے یاد ابھی تلک
وہ ابر وہ ہوا وہ مئے خوشگوار باغ

جب مستفیض ہو چکے فصل بہار سے
تسلیم کو جھکے شجرِ میوہ دار باغ

چارون طرف سے ابر نے گھیرا ہے باغبان
اب تو نکل کے جا نہین سکتی بہارِ باغ

گلزار مین یہ بادِ صبا کا ہے بندوبست
الجھی کبھی نہ چادرِ شبنم سے خارِ باغ

دیکھے لطافت آکے اگر کو سے یار کو
بلبل کی آنکھہ مین نہ رہے کچھہ وقار باغ

باہر آکر میان سی مقتل مین اٹھلاتی ہے تیغ
عاشقون کو ناز معشوقانہ دکھلاتی ہے تیغ

ای ستمگر کیا نزاکت اپنی دکھلاتی ہے تیغ
آج کیون مقتل مین چلتے چلتے رکجاتی ہے تیغ

جب نکل کر میان سے غصہ مین بل کھاتی ہے تیغ
خوب قاتل معرکہ مین آگ برساتی ہے تیغ

دیکھہ رہکر ڈاب مین تاثیر صحبت ہوگئی
جب لچکتی ہے کمر تیری تو بل کھاتی ہے تیغ

اوڑ نجائین اے ستمگر بسملونکی مرغ جان
دامِ جوہر اسلیے مقتل مین پھیلاتی ہے تیغ

جان نثارون مین تمھارے جبکہ ہوتا ہے فساد
میان سے کیا فیصلہ کرنے نکل آتی ہے تیغ

ہجر ساقی مین جو قصدِ مےکشی کرتا ہون مین
صاف ہر اک موج مے ساغر مین بنجاتی ہے تیغ

ہاتھہ مین آئینہ لیکر اے ستمگر دیکھہ تو
یہ شکن ہے تیری ابرو پر کہ بل کھاتی ہے تیغ

دیکھتا ہون چشم حسرت سے جو مین ہنگام قتل
دیدۂ جوہر سے مجکو آنکھین دکھلاتی ہے تیغ

اب پس و پیش اُس کمر کی عاشقونکو ہے عبث
راستا سیدھا عدم کا انکو بتلاتی ہے تیغ

قتل ہو بلبل نہ کیونکر آتی ہے فصل خزان
سوکھہ کر ہر شاخِ گل گلشن مین بنجاتی ہے تیغ

صحبتِ اہلِ سخن مین کیون زبان کھولون نہ مین
معرکہ مین اپنے جوہر خوب دکھلاتی ہے تیغ

میرے دامن دار زخمون مین چھپائے کیون نہ منہ
اے ستمگر مجکو بسمل کرکے شرماتی ہے تیغ

عجز میرا اسکی نخوت دیکھہ اے قاتل ذرا
جون جون اپنا سر جھکاتا ہون کہنچی جاتی ہے تیغ

اے لطافت ہجر ابرو مین جو پڑتی ہے نظر
کیا مہ نو کی مری گردن پہ پھر جاتی ہے تیغ

ردیف فا

بڑھ بڑھ کے اُس حسین کی کمر تک جو آئے زلف
سب عاشقون کو راہ عدم کی بتائے زلف

اے تو بھی دل اُسکا بھی ہو مبتلائے زلف
تصویر مین جو تیری مصور بنائے زلف

اک دل تھا دوست وہ بھی ہوا مبتلائے زلف
الفت مین جان لیگی ہماری بلائے زلف

اُس رخ سے گر نقاب اوڑائے ہوائے آہ
ابھری کچھ اسطرح سے کہ چہرہ چھپائے زلف

گر آپ حکم دین تو سنوارون مین ہاتھ سے
شانہ کی احتیاج نہین کچھ برائے زلف

کوئی نہ تم سے بزم مین بوسہ طلب کرے
گر تازیانہ ایک کو بڑھکر لگائے زلف

شہرِ حلب سے ملک ختن جاؤن ہے یہ قصد
تعریف رخ کی بعد کرون مین ثنائے زلف

برہم نہون کہین کہ وہ نازک مزاج ہین
مشاطہ خوب سوچ سمجھ کر بنائے زلف

اے یار طائرِ دل عشاق کیا بچین
کاکل کے پھندے قہر غضب حلقہ ہائے زلف

غش آئے اُنکے حسن کے نظارے سے اگر
بڑھ بڑھ کے لخلخہ مجھے اپنا سونگھائے زلف

وہ آئے دیکھنا گل و سنبل کو باغبان
رخ پر کوئی نثار ہے کوئی فدائے زلف

بے اذن یہ بکھر گئے رخ پر تمھارے کیون
جوڑے مین کسکے باندھو یہی ہے سزائے زلف

عشاق کی زبان پہ دن رات ہجر مین
گہہ ہائے ہائے رخ ہے کبھی ہائے ہائے زلف

اے دل چھٹا ہی ایک سے گر عشق مین تو کیا
گیسو و کاکل اور بھی دو ہین سوائے زلف

کہتا ہی مجھسے بال بنا کر وہ شوخ آج
اب دیکھ دل کو تھام کے ای مبتلائے زلف

بوسہ تم اُنکے رخ کا لطافت سمجھ کے لو
مارِ سیہ کی طرح کہین بل نہ کھائے زلف

دیکھتا ہے جو رخِ تابانِ دلبر کی طرف
پھر نظر کرتا نہین وہ مہر انور کی طرف

پیش داور دعوئے خون کر کے مین چھوٹا ہوا
ہو گئے سب اہلِ محشر اس ستمگر کی طرف

صحبتِ ساقی مین گو بیٹھا ہوا ہون مین خموش
جانبِ شیشہ ہے دل آنکھین ہین ساغر کی طرف

عاشقون کو اپنے کوچہ سے نکالا اُسنے جب
کچھ گئے بتخانے کچھ اللہ کے گھر کی طرف

ابتدائے روز فرقت ہے الٰہی خیر ہو
اٹھتی ہے رہ رہ کے ہوک اس قلب مضطر کی طرف

ایک دن اُس شوخ نے جھانکا تھا برسون ہو گئے
اب ہین لاکھون کی نگاہین روزنِ در کی طرف

بوسہ لینے کی ہے مجھکو آرزو ہنگامِ ذبح
کیا کرون خنجر کا مُنہ ہے اُس ستمگر کی طرف

سیر کیجے باغ کی سروِ چمن سے کیا غرض
لاکھ اکڑی دیکھیے کیون اپنے ہمسر کی طرف

ای خوشا قسمت زہے عز و شرف حجاج کا
جاتے ہین کعبہ سے ہوکر کوے دلبر کی طرف

دیکھ قاتل اشتیاقِ ذبح کہتے ہین اسے
خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے خنجر کی طرف

ہای کیا جانین یکایک دل مین کیا سوجھا وہ شوخ
پھر گیا یہان آتے آتے غیر کے گھر کی طرف

وہ دلِ پُر داغ میرا دیکھتے ہین اسطرح
جیسے مفلس کی نظر ہو کیسہ زر کی طرف

عاشقون کو مبتلا کرتی ہے خوشبو پھیل کر
دل کھنچے جاتے ہین اُس زلفِ معنبر کی طرف

دیکھ ظالم خون کی پیاسی ہے تیری تیغ تیز
دیکھتی ہے چشمِ جوہر سے مرے سر کی طرف

قبر سے اُٹھا ہین دیوانہ فرشتو ہوشیار
ہاتھ دوڑاتا ہون اب دامانِ محشر کی طرف

اے **لطافت** ہم وہ ہین سرمستِ مئی حبِ علیؑ
خلد مین گھر ہوگا اپنا حوضِ کوثر کی طرف

ردیف قاف

عکسِ رُخ اُسکا ہے کھاکر دھوپ سونے کا ورق
شاعرو ہے خاک پتھر دھوپ سونے کا ورق

باغ پر فصلِ خزان مین بھی ہے اک طرفہ بہار
ہو گیا ہر برگ کھاکر دھوپ سونے کا ورق

مرغِ زرین بنگیا خط دے کے شاہِ حسن کو
بنگئی ہر کبوتر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی گہنے پہ گر جا ہے ملمع وہ حسین
بام پر ہو ہر زیور دھوپ سونے کا ورق

ذبح مین ہے کیا سنہرے رنگ کا قاتل کے عکس سے
ہو گئی ہے زیر خنجر دھوپ سونے کا ورق

وصل کی دولت سے مالا مال ہون مین رات دن
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق

کیا ملمع سازیان اپنی دکھاتا ہے فلک
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق

صبح کو پہنچون جو اُس ملبوس گلگون کی شبیہ
ہو شفق خونِ کبوتر دھوپ سونے کا ورق

ہان سنہری رنگ کا اُس مہر کے لکھنا ہی وصف
اے فلک بنجاے اگر دھوپ سونے کا ورق

گُل پہ ہو لطفِ مرصع کاری ای فصلِ بہار
قطرۂ شبنم ہو گوہر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی قبضہ پہ اُس شمشیر کے عاشق کا خون
بنگیا کیا خوب کھا کر دہوپ سونے کا ورق

قبر عاشق کی جو ہے پوشش چھپی دونا ہی حسن
بنگئی ہے بہر چادر دھوپ سونے کا ورق

نامہ اُس خورشید رو کو لکھ کے فارغ ہون جو مین
آئی بہرِ لوح بنکر دہوپ سونے کا ورق

تربتِ عاشق کا ہی گنبد طلائی ہر سحر
ہی شفق تانبے کی چادر دہوپ سونے کا ورق

زیب پشتِ آئنہ کرتے ابھی خورشید رو
کاش ہوتی اے سکندر دہوپ سونے کا ورق

سوئے گر صبحِ شبِ وصلت لپٹ کر مجھسے وہ
آکے اُلٹی قرب بستر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی اُسکی سہری تک جو پہنچی صبح کو
آرزو سے ہو لپٹ کر دہوپ سونے کا ورق

بام پر آئین گلوری لے کے سرما مین جو وہ
کس لگاوٹ سے ہوا کر دہوپ سونے کا ورق

اے لطافت عکس روے یار کو مین کیا کہون
ماہِ تابان مہر انور دہوپ سونے کا ورق

ہجر کی رات رہے ہم یہ سحر کے مشتاق
شام سے کان تھے ہر وقت گجر کے مشتاق

زلزلہ آئے پھنکے صور کہ برپا ہو حشر
نہ اُٹھے ہین نہ اُٹھینگے ترے در کے مشتاق

آنکھ اُٹھا کر کبھی اس سمت بھی دیکھ او ظالم
ہم بھی بیٹھے ہین تری ایک نظر کے مشتاق

جو پسند آئیگا اِن دونون مین وہ لے لینگے
دل مرا دیکھ چکے اب ہین جگر کے مشتاق

ہوئی شہرت مرے مرنے کی تو اک عید ہوئی
کان اغیار کے تھے ایسی خبر کے مشتاق

کچھ سمجھتے نہین نادان ہین ناواقف ہین
نخلِ الفت سے ہین کیون لوگ ثمر کے مشتاق

کیا قباحت ہے اگر اتنی اجازت دیدے
سیر کر لین ترے کوچے کی ٹہر کے مشتاق

ہی جو کعبہ سے سوا آپ کے در کی حرمت
کچھ خبر ہے ادہر آئے ہین ادہر کے مشتاق

واہ خود اونکی کمر کا تو بھلا ذکر ہی کیا
رفتہ رفتہ ہوے معدوم کمر کے مشتاق

ایک گالی تری کھا کر یہ ملی ہے لذت
اے صنم دیر سے ہین بار دگر کے مشتاق

اونکے بیمار بہت ہین یہ جینے سے تنگ
کہ دوا پی کے ہین کمبخت ضرر کے مشتاق

انکھین ہین نگہ لطف ادہر کی تو لئے
ہای غضب رہگئی محروم ادہر کے مشتاق

اپنے بیٹھے ہین ہم ادہر غیر کے گھر مین وہ ادہر
شام سے جاگتے ہین دونون سحر کے مشتاق

جنکو تڑپا گئے وہ اغیار سے بولے ہنسکر
تھے یہ مدت سے مری تیر نظر کے مشتاق

ای لطافتؔ نہین اب ہمکو کسی بات کا شوق
ہین فقط وصل بت رشک قمر کے مشتاق

ردیف کاف

مدتین گذرین پہ ہے عشق کا چرچا اب تک
قیس و فرہاد زمانے مین ہین رسوا اب تک

سنتے ہین جب مرے نالونکی صدا وہ شب ہجر
کہتے ہین ہنسکے یہ کمبخت ہے زندا اب تک

آپکے سایۂ دیوار نے ممنون کیا
تھا نہ سر پر مرے احسان کسی کا اب تک

اے صنم رسم محبت کو زمانہ گذرا
واہ اٹھا نہ تری شرم کا پردا اب تک

نزع کیوقت یہ انسان کو دہیان آتا ہے
ہاے ہم کسلیے آئے تھے کیا کیا اب تک

اگر جلانا مرے مردے کا ہای منظور انھین
آ یہین رکھا ہای سر قبر جنازا اب تک

کوے قاتل مین پڑی بہیڑ ہے جانبازونکی
قتل لاکھون ہوے پر بند ہے رستا اب تک

ایکدن ہجر مین دل کھو کے لگے رویا تھا مین
مدتین گذرین پہ ہے جوش پہ دریا اب تک

برسون گذرے ہین مجھے عشق فقرہ ترک کیے
پر ہے کانٹا سا مرے دلمین کھٹکتا اب تک

دوستو ہوتی نگاہ اونکی اگر دزدیدہ
میرے پہلو مین نرہتا دل شیدا اب تک

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ دیکھین پس مرگ
دل دھڑکتا ہے اچھلتا ہے کلیجا اب تک

کہتے ہین قبر پہ میری غم و ارمان و ملال
دیکھیے ہم سب نے ترا ساتھ نہ چھوڑا اتبک

ذکر جب قیس کا ہوتا ہے وہ فرماتے ہین
ہمکو ایسا نہ ملا چاہنے والا اتبک

ہاے برسون ہوے بیمار ہو نمین عاشق چشم
اوسنے جھوٹون بھی کبھی حال نہ پوچھا اتبک

اسیجون قیس کے ماتم کو زمانہ گذرا
صف بچھاے ہوے ہے جادۂ صحرا اتبک

موشگافی تو بہت کی شعرا نے اے یار
نہ کھلا بھید مگر تیری کمر کا اتبک

ذکر جانبازیٔ فرہاد پہ وہ کہتے ہین
سنتے آئے ہین پہ کوئی نہین دیکھا اتبک

آج کی رات بھی تم آئے بہت خوب کیا
بدگمانی رہی سوچا کیے کیا کیا اتبک

کیا شیو پیر مغان کیا ہمین سمجھائے گا
خود ہی معنے خط ساغر کے نہ سمجھا اتبک

گو تم اچھے سہی یوسف سے مگر کیا کہیے
نہوا کوئی خریدار تمھارا اتبک

آجکل طرز سخن گو کہ لطافت ہے کچھ اور
شعر گوئی مین وہی رنگ ہے اپنا اتبک

آرام و عیش مین تو ہر اک دوست تھا شریک
وقت مصیبت آکے نہ کوئی ہوا شریک

یہ آسمان تو کیا ہے پہونچتے ہین عرش تک
نالون مین ہے ہماری جو آہ رسا شریک

آتی ہے لاش عاشق شیدا کی دہوم سے
گھر سے نکل کے آپ بھی تو ہون ذرا شریک

مقبول بارگاہ الٰہی کبھی نہین
زاہد تری نماز مین تو ہے ریا شریک

پھر تو نقاب چہرۂ دلدار اوڑے ضرور
گر ہو ہماری آہ مین کچھ بھی ہوا شریک

یارب مبرّہ اور منزّہ ہے تیری ذات
تو لاشریک ہے نہین کوئی ترا شریک

اے توبہ انکے حسن پہ عاشق نہو کوئی
گر ہون نہ آکے غمزہ و ناز و ادا شریک

کیا کم تھے عاشقون کے لیے آپکے ستم
بیکار آسمان کو صاحب کیا شریک

جب میری لاش اٹھنے کی لوگون نے دی خبر
ہنسکر وہ بولے ہوتی ہے میری بلا شریک

الفت کسی سے کرکے بلا مین پھنسا ہون مین
احباب ہین معین نہ ہین اقربا شریک

اوس در پہ ہو ضرور رسائی کبھی کبھی
گر آ کے ہم فقیرون مین ہو بادشا شریک

اللہ کیا پڑی تھی مصیبت شبِ فراق
تھا دل سا دوست پاس پہ وہ بھی تھا شریک

یہ منع کرنے آئے ہین یا پینے آئے ہین
ساقی کچھ آج بزم مین ہین پارسا شریک

روندا مزار مگر پڑھ کے فاتحہ
کیا خوب ہاے وفا مین بھی اونکی جفا شریک

مجھ میکش مریض کو ساقی نے دے کے جام
اتنا کہا شراب مین کر لی دوا شریک

تنہا تو ایکدن نہین کھاتا مین اے کریم
ہر روز میری رزق مین ہے آسیا شریک

ہون دفن کربلا مین لطافت جو بعد مرگ
ہو بیشک اپنی خاک مین خاکِ شفا شریک

ردیف گاف

فرقت مین نہ اشکون کی بھی پانی سے بجھی آگ
دل مین ترے عاشق کے بھڑکتی ہی گئی آگ

وہ مہندی ملے پاؤن کو دھو کر جو ہین اٹھے
دریا مین تلاطم ہوا ساحل پہ لگی آگ

روتا ہوا محشر مین جب آیا مین گنہگار
مالک نے جہنم سے صدا دی کہ بجھی آگ

اللہ کی قدرت سے بچے خوب براہیم
گرمی نہ رہی نام کو یہ سرد ہوئی آگ

کیسا نفسِ سرد عنادل نے بجھایا
گلشن مین کبھی آتشِ گل سے نہ لگی آگ

دوزخ سے لپکتے نظر آتے نہین شعلے
ہاے ہمسے گنہگارون کے لینے کو بڑھی آگ

اے صل علے جبکہ محمد ہوے پیدا
روشن تھے جو آتشکدے ان سب کی بجھی آگ

دوزخ مین نہ آیا تھا جو مجسا کوئی عاصی
رکھا جو قدم مینے بہت تیز ہوئی آگ

آرام ملا ہجر مین کب سوز درون سے
جب بجھ گئی دل مین تو کلیجے مین لگی آگ

مین سوختہ تن حشر کو دوزخ مین جو پہنچا
مالک تو نکل آیا مصیبت مین پڑی آگ

یہ قلب و جگر پھنک رہے تھے سوز درون سے
اب اشک کے دریا نے بجھایا تو بجھی آگ

نالے شرر افشان جو کیے مینے شب ہجر ‏/ ہر سمت ہوا شور ارے آگ لگی آگ

بیت جو گڑی قبر مین مجھ سوختہ تن کی ‏/ اوس شوخ نے غیرون سے کہا دفن ہوئی آگ

تم آئے بڑی خیر ہوئی جان بچی خوب ‏/ دل اور کلیجے مین بھڑکی تھی ابھی آگ

تن ناریون کے اور بھی چھنکتے تھے لطافت ‏/ برساتی تھی جنگگاہ مین جب تیغ چلی آگ

ردیف لام

آئے وہ سیر کو جب باغ سے جائے بلبل ‏/ بدنگاہین کہین اس گل پہ نہ ڈالے بلبل

منہ سے ہین بولتے خوشخط مرے دیوان کی حرف ‏/ اس گلستان مین خوش آواز ہین کالے بلبل

ہنسو ہمہین سنا اوس گل تر کا قصہ ‏/ ہان بھلا ہوگا فقیرونکی دعا لے بلبل

گل تر خشک خزان مین ہوے جیتی رہی تو ‏/ کچھ جو غیرت ہو تو پھر نام وفا لے بلبل

بولے وہ کوچہ مین عشاق کی روحین پاکر ‏/ ہمنے کیا خوب ہین اس باغ مین پالے بلبل

باغ مین دیکھتے ہی اوس گل تر کے گیسو ‏/ ڈس نہ لین تجھکو کسی روز یہ کالے بلبل

جسم سے روح مری کی ملک الموت نے قبض ‏/ باغ چھوٹا پڑی صیاد کے پالے بلبل

ہے یہ بازار محبت مین مرے دل کی صدا ‏/ تجھسے نملے کوئی حور لقا لے بلبل

باغ عالم مین موافق جو ہوا اچل جائے ‏/ خود بخود گل ہون ترے چاہنے والے بلبل

باغ سے جاتا ہے وہ سرو قد و گل اندام ‏/ قمریان لوٹتی ہین دل ہین سنبھالے بلبل

بہر صید آئے جو گلشن مین وہ صیاد حسین ‏/ کھل کھلا کر کہے ہر گل ادھر آلے بلبل

رفتہ رفتہ مرے گل پر ہوے عاشق کیا خوب ‏/ پیٹ سی پالون بہت تونے نکالے بلبل

استقدر جلد نہ جا باغ سے اے فصل بہار ‏/ حسن گل دیکھ لے گلزار مین آلے بلبل

پر نکلتے ہی گلستان پہ ہے قبضہ ہوتا ‏/ تیری شہپر جنون کے ہین قبالے بلبل

باغ مین سیر کو آتا ہے وہ پردہ نشین
پردرا دیدۂ نرگس پہ اوڑھاے بلبل

باغبان خار ہی گلچین ہے چمن مین کھاتا
ابتو پھوٹے دل مغموم کے چھالے بلبل

ہی شب وصل چمن مین ابھی ہو نا نہ خموش
داستان سنکے تری نیند اسے آے بلبل

لے چلا باغ سے صیاد تو ہر گل نے کہا
تجکو اللہ کے کرتا ہون حوالے بلبل

کیا قیامت ہی نہین باغ سے ٹلتا صیاد
ہی طمع اور کوئی دام مین آے بلبل

غیرت باغ سمجھتی ہے تجھے گر پوچھون
عارض گل کی قسم باغ مین کھاے بلبل

قدر کھلجائیگی ہم بلبل کے وہین بخشین گے
فصل گل ابکی برس باغ مین آنے بلبل

باغ پھرتا ہی تری آنکھو نمین آتی ہے خزان
دیدۂ تر شجر گل کے ہین تھالے بلبل

گل کی تو فصل بہار آنکھ مین پرستش کر لے
سرو گو یا چمنون مین ہین شوالے بلبل

پھر گل سرخ گلستان مین کھلے آئی بہار
زخم دل پھر ترے ہو جائینگے آلے بلبل

بدرنگ ہے تو مرے گل کو نہین دیکھا ہے
پھول کو پھر قسم سر پہ اوٹھالے بلبل

آتش گل نے بہت باغ مین بھڑکی ابکی
دیکھ کر چل نہ پڑین پاؤنمین چھالے بلبل

عشق گل کا جو بڑھا خون اگلنے لگے تو
رنج کھانے نہین کچھ منہ کے نوالے بلبل

پھر گلگشت گلستان مین بلا مین اسکو
منتظر ہم ہین کہ گلزار سے جالے بلبل

چمنون مین ہین گل سرخ کی ہر سمت صفین
کیا مجسم ہوے سوزان ترے نالے بلبل

کیا چمن مین ہے یہان آئے تو دل ٹھنڈا ہو
دیکھیے گلکاریون کے اوسکے دوشالے بلبل

روضۂ شاہ مین نالان ہین لطافت زائر
رشک فردوس وہ گلشن ہے نرالی بلبل

ہی فصل گل مین پیر مغان کی دوکان پہ قفل
گویا دیا ہے بادہ کشون کے دہانہ پہ قفل

سمجھتا ہون نشے مین مہ تابان کو دیکھ کر
کیسے لگا دیا ہے در آسمان پہ قفل

زندان کے در پہ طفل دبستان ہوے ہین جمع
ابجد کا کیا کسی نے لگایا بہانہ پہ قفل

محروم سیر سے ہین ندے فصلِ گل مین خار
اے باغبان لگا نہ در بوستان پہ قفل

ہونٹون مین وہ دبا کے گلوری کو چُپ ہوے
پایا عجیب رنگ کا انکی دہان پہ قفل

قارون کے سر پہ مال نے آکر یہ دی صدا
دوڑے نگاہبان ہوے مانع ندیا پہ قفل

بلبل ہے بندوبست جو کرتی بہار مین
غنچہ کا چاہیے ہے درِ آشیان پہ قفل

حیران ہون اسکی ناف وکمر دیکھہ کر کمال
وسواس کا لگا دیا صانع نے یان پہ قفل

آنگیا کی گھاٹ پر ہے وہ ہیرے کی دہگدگی
دیکھو جڑا ہوا ہے درِ گنج نہان پہ قفل

کھٹکا ہوا کہ غیر اُسے لیگئے ہین ساتھہ
دیکھا جو مینے جائے صنم کے مکان پہ قفل

دیکھی ہے اسکی ناف تو ہون دیر سے خموش
گویا لگا دیا ہے کسی نے دہان پہ قفل

ملکِ عدم پہ بھی ہے کیا اسنے بندوبست
ہر دم ہے ڈاب کا کمر جانجان پہ قفل

صد شکر ہے کلید اوسی کی زبان مرے
ہی زیر عرش جو درِ گنج نہان پہ قفل

دروازہ کھول کر وہ بلانے کو تھا مجھے
طالع کا پیچ دیکھیے بگڑا کہان پہ قفل

دستِ سخی مین آکے صدا دے رہا ہی مال
کیون منعمو نہ آکے لگایا یہان پہ قفل

حبِّ علیؑ کے پاس لطافت کی ہے کلید
کیا غم جو ہوگا حشر کو بابِ جنان پہ قفل

چشم پروانہ مین مقتل ہے بنی ہر محفل
شمع کا ظلم ہے کرتی ہے جدا سر محفل

مست ہین موسم گل مین ہے مقرر محفل
بادہ خواری کی رہا کرتی ہے گھر گھر محفل

کی مرے قبر پہ احباب نے مل کر محفل
رو کے اشکون کی جڑ جائیگی چادر محفل

آئے وہ شمع تو پروانہ ہو اسیرِ محفل
بنکے فانوس خیالی کرے چکر محفل

مرگیا دیکھہ کے اوس حور کی دم بھر محفل
صف بچھائے مرے ماتم مین دلا ہر محفل

شعلہ رو کو مرے دیکھین نظرِ بد سے اگر
روسیہ غیر ہون اسپند تو مجمر محفل

خاک پر ہم ہین پڑے قبر کے اندر تنہا
کی ہے بیفائدہ احباب نے باہر محفل

متصل دیگا جو ساقی مرا بھر بھر کے شراب ‏ باغ فردوس مین ہوگی لب کوثر محفل

ہی تماشا مرے گھر آئنہ رخسار ہین جمع ‏ فرط حیرت ہو اگر دیکھے سکندر محفل

سرخ جوڑے کا مرے گل کے اگر عکس پڑے ‏ ہوش اوڑے دیکھ کے ہو خون کبوتر محفل

بزم مین یار جو آیا تو بڑہی قوت روح ‏ ہوگئی جسم کی خوشبو سے معطر محفل

عاشقان رخ و قامت ہین ترے باغ مین جمع ‏ ہی قرین گل کے کبھی قرب صنوبر محفل

بادہ خواری مین خفا ہو کے جو اٹھ جاے وہ بت ‏ مے کے شیشون پہ لگانے لگے پتھر محفل

ہین نکیرین علی اور مرے سب اعمال ‏ قابل دید ہوئی قبر کے اندر محفل

شب معراج نبی تھے جو وہان عرش نشین ‏ دیکھتے یہان سے علی تھے سر بستر محفل

بھیجا اوس بزم مین خط پر یہ پھڑکتا ہے دل ‏ مین تو محروم رہون دیکھے کبوتر محفل

بزم مین آئے بھوونپر ہو چھڑک کر افشان ‏ ہی غرض نیچون کی دیکھ لے جو ہر محفل

کس شہید ستم و ظلم کا ماتم ہے بپا ‏ ہی ستارون کی فلک پر جو کھلے سر محفل

ساغر مے نظر آیا ہے ہمین رات کو ماہ ‏ جانتے نشہ مین ہین مجمع اختر محفل

نالے کیون کرتے ہین ناقوس بتون کے آگے ‏ نہ اثر ہوگا کبھی دل کی ہی پتھر محفل

بزم مین پنجۂ مژگان پہ ہین آنسو اسے یار ‏ نذر دیتی ہے تجھے اشک کی گوہر محفل

شمع کے اشک لگن مین ہین عوض موتی کے ‏ خون پروانہ سوا دیکھ لے محضر محفل

کھولتے ہین وہ اگر زلف کی ناگن سر بزم ‏ پوچھتی چشم سے ہے سانپ کے منتر محفل

قبر صوفی پہ ہی گلدام پھنسین تا کہ اسیر ‏ جانتے دھوکے سے ہی پھولون کی چادر محفل

بڑھ گیا خضر کا سن دیکھ کے بزم جانان ‏ کشتی عمر روان کو ہوئی لنگر محفل

بزم مین دست حنائی جو دکھائیگا وہ ترک ‏ جان جائیگی مرے خون کی محضر محفل

بزم ہوتی ہے جو روشن ترے آجانے سے ‏ اوٹھ کے شمعون کو لگا دیتی ہے ٹھوکر محفل

بزم مین یار پہ رومال جھلے جاتے ہین ‏ اوڑ چلے کیون نہ کہ رکھتی ہے نئے پر محفل

حلقہ حلقہ ہین سداگر وسلاطین جہان
تیرے کوچہ کے فقیرون کا ہی بستر محفل

اے لطافت یہ ہوا حکم خدا روز غدیر
دین خلافت بہ علیؑ کرکے پیمبر محفل

اپنی محرم کو چھپاؤ کہ ہے دلبر محفل
ہوکے بدست جو چھینیگی یہ ساغر محفل

جمع رندون کو کیا ہے تو پلا آکے شراب
ساقیا ہیچ ہے بے شیشہ و ساغر محفل

بادہ خواری جو کرے بزم مین وہ عالی ظرف
لائے نوروز کو خورشید کا ساغر محفل

بھر کے شیشہ مین جو لائے مرا ساقی مے سرخ
لے کے آنکھون سے ترے چشم کی ساغر محفل

دل لگاتا تری آنکھون سے ہے یاد آ جا
پاس شیشہ کے دکھاتی ہے جو ساغر محفل

آخری دور ہے ساقی ہے مرا جانے کو
دیکھتا دیدہ حسرت سے ہے ساغر محفل

بزم عشاق مین وہ پھول ہے گر آکر
گل کہین باغ مین لے مری ساغر محفل

بزم مین منہ سے لگا لے جو ہمارا ساقی
برکت جان کے چومے لب ساغر محفل

بزم مین آپ نے پی ساتھ رقیبون کے شراب
دل مرا دیکھ گیا بنکے ہے ساغر محفل

مست آنکھین مرے ساقی کی اگر آئین نظر
پھینک دے بادۂ گلرنگ کی ساغر محفل

جلترنگ آکے بجاتا ہے جو وہ زہرہ جمال
جمع کر لیتے ہین کیا بول کے ساغر محفل

بی ثباتی کی خبر دیتی ہین دریا کے حباب
اوٹھ گئے چھوڑ کے اولٹے ہوئے ساغر محفل

اے لطافت نہ کرا بکاسۂ سر کو خالی
کر چکا نظم بہت طرح سے ساغر محفل

کیا باغ باغ ہین جو کھلے ہین چمن مین گل
کرکے سفر عدم کا ہین آئے وطن مین گل

اندھیر دود آہ سے یون ہے شب فراق
جیسے ہو شمع ماہ فلک پہ گہن مین گل

لگ جائینگے دوست مجکو رسن تاب سے کہو
دیوانہ ہون گلون کا بنائے رسن مین گل

ساقین یار سے جو ہٹے شب کو پائینچے
شمعین حیا سے جل کے ہوئین انجمن مین گل

روئے ہین خون قبر مین آنکھون ہی بہا
کافور کے بنائے ہین ٹکڑے کفن مین گل

کمہلا کے یاد کرتے ہین بلبل کبھی کبھی
شب بھر جو باتین سنتے ہین وہ لعل دہن مین گل

کس نے یہان کے شوق مین جلتا ہے روز و شب
تارے ہین یا کہ ہین تن چرخ کہن مین گل

وہ شیفتہ لب جو پر ہر دم مین جاتا ہے چمن کی سیر
جھڑ جائین آتش شمع کے گر کر لگن مین گل

ہو جو شیفتہ ہے بلبل تصویر یار پر
گویا کہ رنگ پان سے زبان دہن مین گل

شرمندہ رنگ رخ سے چمن مین ہین ڈوبی
پاتے جو پانی آپ کے چاہ ذقن مین گل

تختہ مین ہے گلاب کے سنبل کا بندوبست
جوش جنون سے کیا جو بند ہے ہین سن مین گل

دیوانے تیرے دشت مین طرفہ بہار ہین
تلوون مین خار خاک سر و سینہ بدن مین گل

پژمردہ دل ہوا ہے جو غربت مین دوستو
خط کے عوض سکھا کے ہین بھیجے وطن مین گل

ہمسر ہوئے تھے رخ سے ترے پائی یہ سزا
تشہیر شہر مین ہوئے بندھ کر رسن مین گل

ہنس ہنس کے کھیلتا ہے وہ رشک چمن شکار
ہین گولیون کے زخم کہ خندان ہر تن مین گل

شب بھر گلے کا ہار ہین ہنستے زہے نصیب
پاتے ہین بھینی بھینی جو خوشبو دلہن مین گل

بلبل تو کیا کسی کی نہین رفع احتیاج
زر سے ہوئے ہین ہمسر قارون چلن مین گل

جھلا دیا ہے قہر و غضب سے جو یار نے
خورشید حشر سے ہین زیادہ جلن مین گل

دل میرا چاک ہو کے گیا ہے جو دیر مین
بیس بت بتان بنا ہے کف برہمن مین گل

ہم سے شکستہ خاطرون کا ٹکڑے دل ہوا
توڑے جو عشق دلبر پیمان شکن مین گل

دین گر اجازت آپ تو یہ باغ مین ہے شوق
پیوست تخم نکلے ہون سیب ذقن مین گل

تاثیر مان جائین تری اے بہار ہم
کلیون کے ساتھ نکلین جو بلبل کے تن مین گل

سرسون ہماری آنکھو مین پھولی جنون بڑھا
دیکھے جو زرد و زرد ہو نکلے بن مین گل

اندھا ہوا ہے دیکھ کے زلف سیاہ یار
دون قرب چشم خال سے کالے کے پہن مین گل

وہ سو گئے ہین اس لیے بازو پہ رکھ کے منہ
بس جائین بوے تازہ سیب ذقن مین گل

آیا وہ رشکِ باغ تو چھولے یہ ہاتھ پاؤن
ہمنے لگائے شمع کے بدلے لگن مین گل

نکلا خط اُنکے رخ پہ پڑے میرے دل مین داغ
گلزار مین ہین خار ہوے جمع بن مین گل

بادِ خزان سے کہدو کرے دفن اوڑا کے خاک
شبنم نے مردہ پا کے لپیٹے کفن مین گل

کہتا ہون چشمِ یار کو آہو جو باغ مین
شاخین نکالتی ہین ہزارون ہرن مین گل

پژمردہ ہو گئے تھے جو تیزی سے دہوپ کے
کیا باغ باغ ہوتے ہین سورج گہن مین گل

چادر ہے میری قبر پہ پھولون کی بعد مرگ
مارا کسی نے مفت بندھے ہین رسن مین گل

عشقِ علی کی مرکے لطافت بہار ہے
کیا داغہائے دل سے کہلے ہین کفن مین گل

بیمار کہائے آتشِ گل سے بدن مین گل
ہم سیر کو گئے تو یہ پھولا چمن مین گل

اوڑ جائے رنگ دیکھین جو عاشق کی تن مین گل
کرتی ہین شوخیان بہت اپنے چمن مین گل

دندان و ساعدِ رخِ جانان سے ہین خجل
گوہر صدف مین بزم مین شمعین چمن مین گل

قلیان کشی جو کی مرے رشکِ بہار نے
بلبل اُٹھا کے لیگئی اپنے چمن مین گل

دل بلبلون کے غم سے نکل آئے ہو کے چاک
فصلِ خزان مین بھی نظر آئے چمن مین گل

روشن رہا یونہین جو مرے داغِ دل کا نام
ہوگا چراغِ لالۂ احمر چمن مین گل

ثابت نہین کہ عشق مین کسکے ہے چاک چاک
سینہ مین قلب زلف مین شانہ چمن مین گل

مضمون ہین جو تازہ و رنگین بہار پر
دیوان ہے مرا کہ کہلے ہین چمن مین گل

ای تیغِ ترک خون مرا جو ہر دن مین ہو
طرفہ بہار ہو جو کہلین ہر چمن مین گل

دیتی ہین کیا بہار مین بلبل کا خون بہا
ہین زر بکف زمین سے نکلتے چمن مین گل

مینے جو رو کے باغ کو دریا بنا دیا
ترتے ہین بلبلون کی طرح ہر چمن مین گل

کہتی ہین وہ پہنکے کرن پھول قربِ رخ
الماس کے کہلے ہین ہمارے چمن مین گل

مدحِ عذارِ یار لطافت ہو کیا بیان

اس رنگ کے نہ ہونگے جنان کے چمن مین پھول

دل رقیب نہین تیر یار کے قابل
حرام طیر کہان ہے شکار کے قابل

امام عصر نہ کیونکر ہون شاد شیعون سے
یہی گروہ ملا انتظار کے قابل

سوا نبی کے اُٹھاتا علی کو دوش پہ کون
رسول ہی تھے امامت کے بار کے قابل

نہ کیجیے آکے عیادت کے بار احسان کو
نہین یہ بوجھ مرے جسم زار کے قابل

مری لحد پہ چڑھائی جو اُسنے چادر اشک
کہا یہ تحفہ ہے ایسے مزار کے قابل

گلے لگا کے یہ کہتی ہے کربلا کی زمین
نہین حسین کا زائر فشار کے قابل

گلون کو دیکھ کے لیلی سے قیس کہتا تھا
تو ایک میرے لیے یہ ہزار کے قابل

جہان مین احمد و عیسی کے امتحان مین ہی فرق
ہوے یہ عرش کے لائق وہ دار کے قابل

قفس مین ہاے وہ بلبل ہون مردہ دل صیاد
خزان کا رنج نہ سیر بہار کے قابل

تری مژہ کے ہین مشتاق دیدۂ پر اشک
یہ آبلے وہ نہین جو ہون خار کے قابل

پہنکے طوق یہ کہتی ہے سرو پر قمری
گناہگار محبت ہین دار کے قابل

وہ بولے اس دل مردہ کو مل کے تلوون سے
کہ میت ایسی ہے ایسے فشار کے قابل

جھٹک کے خاک گنہگار کی وہ کہتے ہین
نہین یہ دامن پاک اس غبار کے قابل

وسیع ہے تری رحمت مرے گناہ کثیر
حساب اُسکا نہ یہ ہین شمار کے قابل

سوال بوسۂ دندان پہ یار کہتا ہے
نہین فقیر دُر شاہوار کے قابل

کفن پہنتے ہین ہم غیر کی نظر نہ لگے
کہ ہے یہ وضع عدم کے دیار کے قابل

شراب طیب و طاہر کا جام دے ساقی
نجس ہے می نہین مجھ بادہ خوار کے قابل

منگائین ہم خبر ہمرہان ملک عدم
پیام بر جو ملے اس دیار کے قابل

ہر ایک گیسوی مشکین تراختن کا ہی مول
ہر ایک تار خراج تتار کے قابل

بناکے سرمہ مری خاک آنکھین چھپاؤ
پسا ہوا ہو نہین ایسے فشار کے قابل

سزا ملی ہے یہ گندم کو صبر آدم سے
کہ ہے جہان مین پس پس کے نان کے قابل

مرے تڑپنے کو کافی کہان ہو عرصۂ حشر
یہ تنگ جا نہین مجھ بیقرار کے قابل

یہ رو کے صاحبِ محفل سے شمع کہتی ہے
بُجھا کہ مین رہون تیرے مزار کے قابل

کمان گرچہ خمیدہ ہے پر ہے تیر افگن
عدو کا عجز نہین اعتبار کے قابل

تمھاری آنکھ کے سرمے مین گر گیا مین زار
نئی زمین نکالی مزار کے قابل

زہے نصیب لطافت ملے جو وہ مئے خلد
بنے جو مومن و پرہیزگار کے قابل

تم ہو گلشن مین مقر ہین شان معبودی کی پھول
ملتجی ہین عارض رنگین سے بہبودی کی پھول

باغ کی دکھلائی ابراہیم کو تونے بہار
بنگئے صحرا مین شعلے نار نمرودی کے پھول

فرش بزمِ یار پر ہے باغ کی گویا بہار
تختہ سوسن کا بنے ہین مخمل عودی کے پھول

بعد مرنے کے یہ دولت خاک مین ملجائیگی
ای دنی نفعے نہ کھا کھا کر زرِ سودی کے پھول

بلبلین کہتی ہین سنبل سے پریشان ہوگا تو
حسن دکھلا کر نہ اپنے گیسوی دودی کے پھول

اسقدر کیون جلد جاتی ہے تو اے فصلِ بہار
باغ مین بلبل سے شاکی ہین ترے زودی کے پھول

مات ہو بلبل سناؤ باغ مین تم زمزمے
ہین بہت مشتاق اے گل لحن داؤدی کے پھول

وصل مین گر چٹکیان لے ناز سے وہ گلبدن
نیل میرے جسم پر عودی ہون داؤدی کے پھول

عشق مین جلنا خلیل اللہ کا تھا طرفہ بہار
فرش خون جاتے تھے اوڑ کر نار نمرودی کے پھول

ہجر مین اس گل کے جب اٹھا مرا طوفان اشک
کیا اثر تھا سنگریزے ہوگئے جودی کے پھول

باغ مین منعم کسی کو آنے کیون دیتا نہین
کیا ہو اشرفیان سمجھتا زرد داؤدی کے پھول

دیکھتے ہی دیکھتے آنکھون سے غائب ہو گئے
تھی بہار ابکی انارِ خاکی و بارودی کے پھول

آہ نہین صیاد کا دل آہ سے گر دو جو نرم
عندلیبو ہون مقر اعجاز داؤدی کی پھول

وہ شگفتہ دل ہو نہین بتی اگر کی جب جلے
جا بجا گر کر لحد پر بنگئے عودی کے پھول

اے لطافت اوسنے ہنسی ملکے جب کہ بن گلیان
باغ مین کیا پھولے عودے عودی داؤدی کے پھول

ردیف میم

سنسان بعد قیس ہوا جبکہ بن تمام
آیا ہمارے عہد مین دیوانہ پن تمام

شیرین و شون کے عشق مین مرکے تھی داد
افسوس ہے کہ ہلے ہوا کوہ کن تمام

چشمان یار کی جو مین وحشی کرون ثنا
آنکھین چرا مین دشت مین مجھ سے ہرن تمام

مینے جو ہجر یار مین کی آہ آتشین
جلکر زمین پہ تن سے گرا پیرہن تمام

وہ گلبدن اکڑکے چلا ہے جو باغ مین
گڑگڑا گئے ہین شرم سے سرو چمن تمام

جلوا مرے صنم کا اگر دیکھین اک نظر
توڑین بتون کو دیر مین خود برہمن تمام

شیرین نے کی نہ بات نہ دیکھا اوٹھا کی آنکھ
آخر اسی ہوس مین ہوا کوہ کن تمام

کیا بات ہے دہان صنم کی خدا گواہ
ہین تنگ اسکے وصف مین اہل سخن تمام

گر وہ الٹ دین چہرۂ شفاف سے نقاب
حیران مثل آئنہ ہو انجمن تمام

دست جنون سے چھوٹے پس مرگ بھی نہ ہم
ہے چاک چاک مثل گریبان کفن تمام

ہو شاخ آبنوس اگر شمع جلکے آئے
ایسا سیاہ ہے مرا بیت الحزن تمام

وہ گل جو بات ناز سے کرتا ہے بزم مین
ہوتے ہین تنگ دیکھکے غنچہ دہن تمام

دور فلک مین واسطے کامل کے ہے زوال
پڑتا ہے دیکھو بدر پہ اکثر گہن تمام

سوز و گداز دیکھو جو پروانہ مرگیا
جل جل کے غم سے ہوگئی شمع لگن تمام

زندہ سدا رہیگا لطافت جہان مین کون
جب آکے شش جہت مین ہوے پنجتن تمام

جاتے ہین سوے ملک عدم اس جہان سے ہم
اب تنگ آگئے ستم آسمان سے ہم

بعدِ فنا لحد بھی ہماری ہین بنی
بیٹھے تو پھر اُٹھے نہ ترے آستان سے ہم

بے اذن دُختِ رز پہ نگہ ڈالین کیا مجال
باہر نہین اطاعتِ پیرِ مغان سے ہم

آئینہ دیکھنے نہین دیتا ترا جمال
گر حکم ہو ہٹا دین اسے درمیان سے ہم

سب رہروانِ ملکِ عدم آگے بڑھ گئے
ہین پیچھے پیچھے گردِ پسِ کاروان سے ہم

کہتے ہین میرے بعد مجھے یاد کرکے وہ
لائین اب ایسا چاہنے والا کہان سے ہم

کھلتا کسی طرح نہین اُنکے دہن کا بھید
پوچھین گے ایکدن کسی اہلِ زبان سے ہم

آوازِ صور سے بھی نہ چونکین گے حشر کو
غافل ہین ایسے موت کے خوابِ گران سے ہم

دیتا ہے بے خطا ہمین ہر وقت گالیان
اے عشق عاجز آئے ہین اُس بدزبان سے ہم

ظالم اک طرف یہ سنگِ حوادث بھی گر لگے
کچھ ہو مگر دبین گے نہ اس آسمان سے ہم

کافی بس اپنی آہِ رسا لاغری مین ہے
روز اونکے گھر مین جاتے ہین اس نردبان سے ہم

یارو نہ پوچھو ہائے تمہین کیا پتا بتائین
اس دل پہ چوٹ کھاکے ہین آئے کہان سے ہم

کمبخت اوسکے در سے اوٹھاتا ہے رات کو
اب قصد ہے کہ ساز کرین پاسبان سے ہم

وہ آج مانگتے ہین اشارے سے دل مرا
مطلب یہ ہے کہینگے نہ اپنی زبان سے ہم

سینہ پہ داغ درد ہے دل مین جگر مین زخم
یہ تین تحفہ لائے ہین یارو وہان سے ہم

ناقدر سے جہان مین لطافت غرض نہین
لینگے سخن کی داد کسی قدردان سے ہم

ردیف نون

ہوئی قیدِ حیات آفت عزیزو ہجرِ جانان مین
ہمارے جسم مین ہے روح یا یوسف ہے زندان مین

ہوئی اجلاف ہمسر ہے دورِ چرخِ گردان مین
کہ جیسے سنگ ہم پلہ جواہر کے ہو میزان مین

نہین افشان کے ذرّے حسن ہے اس زلفِ پیچان مین
تماشا ہی نظر آتے ہین جگنو سنبلستان مین

ملک مین ہی نہ پری ہو نہین نہ حور و نہین نہ غلمان نہین
پری رو تیرے دیوانہ کے مرنے سے ہی ویرانہ
حنا بستی ہی شمشادِ چمن پامال ہوتے ہین
محبت سی قسم کھاتے ہین میرے سر کی کیون قاتل
رخ و پیشانی و گیسو و لب کا اُنکی تھہرہ ہے
کیا جوشِ جنون نے لاغری مین کیا مجھے خنجر
نہین موے سیہ پشتِ لبِ رنگین جانان پر
تری زلفون کے سودے مین نہ صحرا سے کہین نکلا
لپٹ کر رات بھر کیا چین سے ہم ساتھ سوئے ہین
پھڑک کر ہجرِ گل مین دم نکلجائے جو بلبل کا
جو مین داغِ عزیزان لے کے آیا فاتحہ پڑھنے
بنا کر قبر اپنی چین سے سوؤن قیامت تک
صفت اُس چشم کے صحرا مین لکھون شاخِ آہو سے
دلِ پُر داغ مین جلوہ ہے اُسکے روی روشن کا
ترا احسان بعدِ مرگ اے بادِ صبا ہو گا
گمان ہوتا ہی مجکو ہین کنوئین مین حضرتِ یوسف
الٰہی خیر دیکھین آج سر کٹتا ہے کس کس کا
اُٹھائین دھوپ گر اک روز مجنون کی صحرا کی
نہ کیون یہ شش جہت تا زندگی زیرِ نگین رہتے
جنون مین بھی مرِ عزت ہے خالق کی عنایت سے
قدم جوشِ جنون مین جانبِ صحرا جو بڑھتا ہے

ادا و غمزہ و ناز و کرشمہ سے تا جو انسان نہین
پہاڑ و نہین بیابان و نہین بازار و نہین زندان نہین
وہ جب اٹھکھیلیون کی چال چلتی ہین گلستان نہین
دبا جاتا ہو نہین غیرت کے ماری بارِ احسان نہین
حلب مین چین مین تاتار مین شہرِ بدخشان نہین
اولجھہ کر ہاتھہ میرا رہ گیا تارِ گریبان نہین
دہوان اے جوہری ہے آتشِ لعلِ بدخشان نہین
بنا زنجیر پا مجکو ہر اک جادہ بیابان نہین
بہت صحبت ہے گرم اوس آتشین رخ سی شبستان نہین
تو اے صیاد اسکو دفن کر دینا گلستان نہین
ہوا لطفِ چراغان رات کو گورِ غریبان نہین
ملے اے آسمان دو گز زمین کوئے جانان نہین
سیاہی ہے دوا تو نکی طرح چشمِ غزالان نہین
گلِ خورشید پھولا دیکھنا سروِ چراغان نہین
ہماری خاک پہنچانا او ڑا کر کوئے جانان نہین
نہایت حسن سے ہے خال اُس چاہِ زنخدان نہین
سحر کو اوٹھہ کے منہ قاتل نے دیکھا تیغِ عریان نہین
پڑین کانٹے زبانِ خشک ہر خارِ مغیلان نہین
جنابِ پنجتن کے نام تھے مُہرِ سلیمان مین
قدم لیتے ہین کس تعظیم سے کانٹے بیابان نہین
ہمارے پاؤن پڑتی ہے ہر اک زنجیرِ زندان نہین

دلا کیا فخر جائے سفلہ گر عقل ہین اعلا نہ ہے
ہمیشہ ہے سبک بالا گران پائین ہے میزان نہین

لڑکپن مین بھی وصل عاشق و معشوق سے خوش تھا
ہے بلبل کی رکھتا تھا نشانی مین گلستان مین

وہ رشک مہر تل بیٹھا ہے صدقے ہی دل عاشق
سمجھ کر رہے ہین آفتاب آیا ہے میزان مین

میسر وصل دلبر کا نہین ہوتا لطافت کو
گذرتے ہین یوہین دن ہجر کے امیدوار نہین

دلا صنم کی کمر کا خیال ہے کہ نہین
لگی ہے چوٹ تو شیشہ مین بال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو داغی وہ نخر سے بولے
بتاؤ حسن کو میرے کمال ہے کہ نہین

دکھا کے آئینہ کہتا ہون یار نو خط سے
اس آفتاب کو دیکھو زوال ہے کہ نہین

وہ ترک قتل مجھے کر کے طعن سے بولا
بتاؤ بوسہ کا اب بھی سوال ہے کہ نہین

بتون کے ہجر مین برسون سے دل تڑپتا ہے
مرے نصیب مین یارب وصال ہے کہ نہین

عدم مین جاؤن گا تو شاعرون سے پوچھونگا
بتاؤ وصف کمر کا محال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو انگلی سے وہ قمر بولا
بتاؤ ہمسر ناخن ہلال ہے کہ نہین

کسی کے کہنے کا انکو اگر یقین ہو تو
خود آ کے دیکھین مرا غیر حال ہے کہ نہین

عوض مین بوسہ کے دل لے کے میرا وہ بولے
بتاؤ عاشقو ارزان یہ مال ہے کہ نہین

دکھا کے کان کی بجلی وہ مجھسے کہتے ہین
بتاؤ حلقہ بگوش اب ہلال ہے کہ نہین

مریض ہجر سے وہ بعد وصل پوچھتے ہین
مزاج اب تو تمھارا بحال ہے کہ نہین

تہ زمین کوئی قارون سے پوچھ لے جا کر
وبال واسطے انسان کے مال ہے کہ نہین

ہمیشہ انکو ہے اٹھکھیلیونکی چال سے کام
نہین خیال کوئی پائمال ہے کہ نہین

بشر سے نزع کے عالم مین موت کہتی ہے
گنہ سے اب بھی تجھے انفعال ہے کہ نہین

گلے لپٹ کے لطافت سے بولے وہ شب وصل
بتاؤ ہجر کا اب بھی ملال ہے کہ نہین

سودا رے داغ سر سے پا تک ہین میری تن مین
ہای عشق بھیس بدلے حاضر ہر انجمن مین
مژگان کہی ہین دل پر کیا عشق گلبدن نے
باندھا ہی اس خط یار اسنے بحث سخن مین
آوارہ تھے جو عشق گیسوے پر شکن مین
مشغول ہون جو وصف دندان سیم تن مین
گر چشم دل ہو بینا جاؤن نہ مین چمن مین
دندان قرب لب ہین اس شوخ کے دہن مین
دندان کا ہی تصور ہین چشم تر مین آنسو
دیکر فشار جسم خاکی سے قبر بولی
کانٹے خط سیہ کے بڑھ کر نکالتے ہین
وہ زار ہون کہ مجکو وصل حسین سزا ہے
سر پھیرتے پھرتے میرا فرقت مین تھک گیا ہے
کیا توسن صنم کی چالاکیون کو لکھون
چوٹی مین اوس پری کے موباف نقرئی ہے
کس درجہ صبح فرقت بے نور چاندنی تھی
ہے تنگ تیرا عاشق کسطرح وصف لکھے
خط رخ پہ ہے نمایان للہ بوسے دیجے
بولی دوات لکھا جب وصف ان لبون کا
گردش جو ہے ہمیشہ کہتی ہے چشم جانان
فرہاد قیس وامق پروانہ کبک بلبل

مجنون سے کوئی کہدی پھولا ہے ڈھاک بن مین
پروانہ محفلون مین بلبل ہے ہر چمن مین
پھولون کی بدلے کانٹے بوئے ہین اس چمن مین
بے آبرو ہوا ہون گر کر چہ ذقن مین
مانند مشک آئے پھر کر نہ ہم وطن مین
ہی آبرو بھرے ہین موتی ترے دہن مین
ہی چار باغ عنصر کی خوب بہار تن مین
شان خدا ہے ہوتی پیدا ہوے مین ہین
کیا پھول موتیے کے پھولے ہین اس چمن مین
کیون ہم بغل نہون ہین آیا ہے تو وطن مین
دل گر پڑا ہے کسکا انکے چہ ذقن مین
بن بن کے بو رہا ہون یوسف کے پیرہن مین
بیٹھا رہا اوٹھائے رنج سفر وطن مین
چھل بل نہ یہ پری مین شوخی نہ یہ ہرن مین
بجلی چمک رہی ہے کس حسن سے ختن مین
مین مردہ دل یہ سمجھا کافور ہے کفن مین
اک نقطہ کی سمائی مشکل سے ہے دہن مین
خیرات کیجیے کچھ خورشید ہے گہن مین
شکر بھری ہوئی ہے گویا مرے دہن مین
حاصل ہے ہمکو دیکھو سیر سفر وطن مین
شاگرد میرے یہ سب ہین عاشقی کے فن مین

اسلام کے ہی پردے مین کفر شیخ پنہان
تسبیح ہے پروئی زنار برہمن مین

آئینہ ہاتھ مین ہے آنکھین ہین وہ لڑاتے
نرگس کی سیر ہوئی ہے حسن کے چمن مین

وابستہ کربلا سے ہے دل ترا **لطافت**
کام آئے گا یہ صرّہ بعدِ فنا کفن مین

گل کی لیے ہوئی ہے فرقت جو روح و تن مین
بلبل کے پھول کر دے اے باغبان چمن مین

کیا شاد حشر کو ہی عاشق کی روح تن مین
جیسے سفر سے آئے پھر کر کوئی وطن مین

لین چٹکیان جو اُسنے تو نیل ہین بدن مین
سوسن کا تختہ پھولا ہے خوب اِس چمن مین

اُف اُف غضب کی سوزش سودے سے ہی بدن مین
صورت سے میری جلتا ہے ہر خار بن مین

لیلی کی بو سے عاشق حسرت سے رو رہے ہین
ہی آہوون کا پانی آنکھ کے چہرۂ ختن مین

عبرت کی جا ہی دیکھو وہ خاک مین دبے ہین
ہستی کا عطر جنکو تھا پیرہن مین

حسرت سی ہاتھ اپنی کیونکر ملے نہ عاشق
ہیہات ہاتھ اُسکا ہو دستِ برہمن مین

ہر ایک سی صدف مین ہے یہ صدا گہر کی
بے آبرو رہیگا جب تک ہی تو وطن مین

باغِ جہان ہے فانی بلبل نہ دل لگانا
غنچہ چٹک کے ہر دم کہتے ہین یہ چمن مین

مجھ زار کو جنون ہے عشقِ بتان مین یارو
بدلے رسن کے باندھو زُنّار برہمن مین

پہلے پہل جو آیا صحرا مین تیرا مجنون
تعظیم کو بگولے ہر سو اُٹھے ہین بن مین

اللہ رے بعد مردن تاثیرِ آہِ سوزان
چنگاریون کی صورت کافور ہے کفن مین

ہی رعبِ دشمنون پر خاموش گو کہ مین ہون
شمشیر میان مین ہے یا ہے زبان دہن مین

عشقِ بتان مین ہم ہین بعدِ فنا بھی نالان
ہین صرف ہڈیان بھی ناقوس برہمن مین

مُنہ سے جو مُنہ ملایا لبس ہو گیا معطر
خوشبو گلاب کی سی اُس گُل کی ہی دہن مین

منعم کی کیون نہ میّت ہو قبر مین پریشان
نبّاش کہہ رہے ہین اک بُرد ہے کفن مین

اوس شعلہ رو کو محفل مین رات بھر دعا دی
گر شمع کی زبان ہو گلگیر کے دہن مین

وہ نابنا کی تپی کا پھول او سنے رکھے
ثمرہ ملا تو کیا کیا پھولا ہی ڈھاک بن مین

شکر یہ اپنے قاتل کا کچھہ ادا کرین ہم
گر تیر کے زبان ہو ہر زخم کے دہن مین

تسبیح پاس اسکے زنار اسکا بانا
بو شبہہ رشتہ داری ہی شیخ و برہمن مین

فانوس مین ہے جیسے خاموش شمع جلتی
پھلکتا ہی تن ہمارا اسطرح پیرہن مین

آیا خزان کا موسم کانٹو گلون کو اپنے
یہ برگ خشک خنجر ہین بلبلو چمن مین

دیوانون کو ہوا ہے صحرا مین کیا تماشا
اک آگ سی لگی ہے پھولا ہی ڈھاک بن مین

رائج ہوے ہین جیسے دینار داغ دل کے
خورشید و ماہ دونو کھوٹے ہوے چلن مین

جی جاؤن مر کے شاد رہی روح کیا فزا ہو
دم نکلے اے **لطافت** گر عشق پیچن مین

ہو کے صد چاک کہا دل نے کہ حیران ہون مین
کسی دیوانے کا شاید کہ گریبان ہون مین

لاغری جب سے بڑھی بندۂ احسان ہون مین
ساتھ رہتا ہون ترے سایہ مین پنہان ہون مین

تیری بیباکیون سے بزم مین حیران ہون مین
قہر ہے بوسے تو لے غیر پشیمان ہون مین

ہجر کی رات نہین صبح کا خواہان ہون مین
شام سے مثل سحر چاک گریبان ہون مین

آئنہ دیکھ کے نیرنگ جہان کہتا ہے
آنکھ جس روز سے کھولی یونہین حیران ہون مین

چاندنی آکے ہر اک گھر مین ہی کہتی شب کو
زینت خانہ ہون ناخواندہ وہ مہمان ہون مین

دست وحشت مین جو گستاخ تو کہتا ہی ہلال
کیون نہ پوشیدہ رہون مثل گریبان ہون مین

تار سے کہتے ہین وہ ہجر کا کیون شکوہ ہے
یہ تو ظاہر ہے کہ دل مین ترے پنہان ہون مین

ہتکڑی سے یہ مرے طوق نے وحشت مین کہا
آستین تو ہی جنون مین تو گریبان ہون مین

ناز سے کہتی ہی وہ تیغ مثال معشوق
کیا گلے لوگ لگاتے ہین جو عریان ہون مین

آج بوسی لب رنگین کے لپٹ کر لون گا
وہ خفا ہونگے تو کہدونگا پشیمان ہون مین

مومنون سے یہ صعوبت مین ہے دنیا کہتی
طالب عیش نہو مجھہ مین کہ زندان ہون مین

شمع پر جلکے کہا بزم مین پروانے نے
جا دے سر پہ ہما ناخوانده وه مہمان ہو نہین

آتے جاتے انھین دیکھون نہ رقیب آنے لگے
کیا مزا ہو جو در یار کا دربان ہو نہین

دانۂ خال یہ کہتا ہے نہ کیونکر ہون سیاه
آتش حسن رخ یار سے بریان ہو نہین

میرے محبوب کو دیکھا تو کہا یوسف نے
نام کو خلق مین مشہور حسینان ہو نہین

روح قالب مین جو پہلے پہل آئی تو کہا
صاحب خانہ ہوے آکے وه مہمان ہو نہین

استخوان ہین فقط اعضا مرے گر مرجاؤن
کیا مزا ہو دہن گور مین دندان ہو نہین

شمع کہتی ہے ہر اک بزم مین نامحرم ہین
کیون نہ پروانے جلین دیکھکے عریان ہو نہین

چشم عاشق ہی عجب رشک سی کہتی شب وصل
لوٹتا دل ہے مرے اور نگہبان ہو نہین

بعد وصل اونکو بھی کہکے منالیتا ہون
تو یہ توبہ ہوئی تقصیر پشیمان ہو نہین

غفلت عشق یہ کہتی ہے کہ ہشیار رہو
موت تعبیر ہے وه خواب پریشان ہو نہین

عشق کا راز جو تھا دل مین ہوا وه افشا
ہاے رونا تو اسی کا ہے کہ گریان ہو نہین

شرم کہتی ہے غنیمت ہے یہ نیچی نظرین
چند دن یار جو کم سن ہے تو مہمان ہو نہین

شکر ہے فخر سے کہتا ہے وه محبوب حسین
پیار کرتے ہین لطافت مجھے نازان ہو نہین

طلب ہون پھر سزا حسن پر نگاه کرین
ارادہ ہے عمداً ہم ترے گناه کرین

دہان تنگ پہ آنکھے اگر نگاه کرین
نشان بوسۂ عاشق کا اشتباه کرین

تمھارے مصحف رخسار پر نگاه کرین
ثواب ہو جو ہم اسطرح کا گناه کرین

لحد مین کاسۂ سر پر اگر نگاه کرین
مجال کیا ہے جو فرق گدا و شاه کرین

فرشتے لکھکے عجب کیا جو واه واه کرین
اگر کرین بھی تو ہم عشق کا گناه کرین

وه زلفین آئنون کو بڑھکے روسیاه کرین
سزا ملے جو رخ یار پر نگاه کرین

غضب ہی جان کے زراق اسے نہین قانع
رحیم جان کے اللہ کو گناه کرین

نہ دوست درہم و دینار کو رکھا اے منعم	مثال کیسہ کہیں دل نہ یہ سیاہ کرین
ادا سے آئے وہ خوش قد تو مالکے سب اٹھے	بلند نعرۂ قد قامت الصلوٰۃ کرین
یہ جل کے کہتا ہی شیطان نسبت نفسون سے	غضب ہی نام تو میرا ہو خود گناہ کرین
جفا و ظلم کے شکوے سنے تو اُسنے کہا	حضور اب کوئی معشوق خیر خواہ کرین
اشارے دیر سے ہم کر رہے ہین دلکو لئیے	ادھر وہ ناز سے کب دیکھیے نگاہ کرین
بتون کا عشق کیا دل نے شاہد آنکھین ہین	بپا نہ حشر قیامت مین یہ گواہ کرین
جو ہاتھ کھینچ کے تکیہ کرے توکل پر	در فقیر کا دربار بادشاہ کرین
سکھاتے بزم مین عشاق کو ہین پروانے	کہ یون خموش جلین عشق مین نہ آہ کرین
بنا ہی فقر کی دولت سے بوریا مسند	فقیر کیون نہ لقب اس جہان مین شاہ کرین
چلے ہین دشت کو لین ساتھ مجمع اطفال	جنون مین شاہ ہین بھرتی نئی سپاہ کرین
جہان تیرہ مین ہم یون فقیر آئے ہین	گدا کا رات کو جس طرح بھیس شاہ کرین
جنون مین آبلے یہ پاؤن پڑکے کہتے ہین	کہ ہم عطا سر ہر خار کو کلاہ کرین
وہ بوسی یار کے لین اور مین چلون سے عشوہ	سزا ملی مجھے اغیار جب گناہ کرین
سمجھ کے غیر وہ میرے گلے لپٹ جائین	عجب مزا ہو کسی دن جو اشتباہ کرین
مجھے ہی خوف نہ عاشق کہین نہی سمجھین	حسین تم ہو نہ یوسف کا اشتباہ کرین
سکھا کے اشہد ان لا الہ الا اللہ	خدا کی شان ہے بندے کو وہ گواہ کرین
خدا کے رحم پہ نازان ہون کاتب اعمال	ثواب چھوڑتے جائین رقم گناہ کرین
نہ بحر غم مین ہوا ہون سی دل تہ و بالا	ہوا کے جھونکے نہ کشتی کہین تباہ کرین
فلک نے عشق مین اسکے دکھائے صبح کیا	کبھی تو آٹھ پہر بعد ہم بھی آہ کرین
عدو تہ فلک سبز سبکی دنیا ہے	تصور اسکو سدا آب زیر کاہ کرین
خموش عشق مین بیٹھے ہوئے ہین دل پکڑے	حضور کہیے اجازت ہی ہم بھی آہ کرین

یہ مہر کرتی ہے فریاد اہل دنیا کے لئے
کہ اپنا نام ہو اور مجھکو روسیاہ کرین

اوٹھے گا بوجھ نہ کاجل کا انکی آنکھون سے
قرین ہے تا زلف سیہ ناز سے نگاہ کرین

تمھارے چاہنے والون کو حور سے کیا کام
نہ جائین خلد مین اس قصد سے گناہ کرین

مشاعرون کا نیا رنگ اے لطافت ہے
رفیق لاتے ہین شاعر کہ واہ واہ کرین

شیشۂ مے جھک گئی اے پیر مغان ملتا نہین
جب گلے سے ساغر تشنہ دہان ملتا نہین

مین جو کہتا ہون کہ بوسہ جان جان ملتا نہین
ہنسکے کہتے ہین ڈھٹائی سے کہ ہان ملتا نہین

کیا کہین جاتا کسی صورت وہان ملتا نہین
چاہتے ہین لاکھ لیکن پاسبان ملتا نہین

ہے زبان پیری مین دندان کا نشان ملتا نہین
چاہ مین یوسف تو ہے پر کاروان ملتا نہین

غیر کے امداد کے محتاج کب ہین اہل خیر
کشتی سائل کو زور بادبان ملتا نہین

زار و لاغر تھے بنائے قبر اپنی ہم وہین
کیا کہین اس پائے نازک کا نشان ملتا نہین

کیون کوئی اسکی جفاؤن سے ہین پیوند زمین
خاک مین اے آہ کیون یہ آسمان ملتا نہین

اب کہان دندان دہن مین ہوچکا سر بھی سفید
دن کو اے غافل سرا مین کاروان ملتا نہین

عارض شفاف جانان ہین مثال آئینہ
لاکھ بوسے لے کوئی لیکن نشان ملتا نہین

کیون تعجب ہے صف مژگان پہ آئے ہین جو اشک
راہ مین کیا کاروان کو کاروان ملتا نہین

عشق کا دل پر لگا ہے تیر سو کیونکر علاج
زخم وہ پنہان ہے یہ جسکا نشان ملتا نہین

مانگتا ہون دل تو ہنسکر ناز سے کہتے ہین وہ
کیجیے فریاد ڈھونڈھا ہمنے ہان ملتا نہین

وہ پیام وصل پر انکار کرتے ہین سدا
خبر نہین ہمکو جواب اگر وہان ملتا نہین

دل لگانیکا ہوا ہے شوق پیری مین ہمین
کیا کہین کوئی حسین نوجوان ملتا نہین

کیون تقاضا ہے کھانے لاؤ نہین تیرے لیے
خوش مزہ عزت سے لقمہ اے زبان ملتا نہین

عشق ہے نیرنگیان اپنی دکھاتا ہر جگہہ
نکلے یہ ہر رنگ مین پانی کہان ملتا نہین

عشق گل مین کسقدر بلبل ہی گم کردہ حواس
چھوٹتی ہی جب قفس سے آشیان ملتا نہین

ہجر کا جاگا ہون مانگون گر ملین اصحاب کہف
ہو گیا سوداگران خواب گران ملتا نہین

قتل کرکے مجکو اُسنے اپنے کوچہ مین کہا
ٹھنڈی ٹھنڈی جائیے رہنا یہان ملتا نہین

گر پڑینگے ایکدن چاہِ ذقن کی چاہ مین
قبر سے بہتر کوئی اندھا کنوان ملتا نہین

زار تھے ہم بام پر آئے تو حیران کیون ہو تم
سایۂ دیوار جائے نردبان ملتا نہین

خط مرا دیکھا تو اُسنے گالیان دے کر کہا
اور کچھ انعام اے قاصد یہان ملتا نہین

پھر گلستان مین کھلے گل پھر چلی بادِ بہار
پھر ہوا پر ہے مزاج باغبان ملتا نہین

پیر کی تائید سے ہین بہرہ ور ہوتے جوان
تیر کو ہرگز نشانہ بے کمان ملتا نہین

واہ چھوٹا منہ بڑی بات ایسی کج بحثی بری
اُس دہن سی کچھ بھی غنچہ کا دہان ملتا نہین

چار دن کا ہی تن اپنا ای غافل اسکو رکھ عزیز
روٹھ جاتا ہے تو پھر یہ میہمان ملتا نہین

شعلہ رویون کی محبت مین ہون جلکر مثل شمع
اور کچھ تن مین مرے جز استخوان ملتا نہین

اس بہانہ سی وہ کرتے ہین مرا دل چاک چاک
ڈہونڈھتا ہون تیر مین اپنا یہان ملتا نہین

ہجر کی بندہ نوازی ہی عجب احسان ہے
ناتوان ہون خواب بھی مجکو گران ملتا نہین

قبر کے اندھے کنوئین مین ڈالکر سب چل بسے
کیا کہین کرتے گلہ وہ کاروان ملتا نہین

عشق کا طرفہ اثر دیکھا کہ ہی نایاب وصل
لب سی لب اس لفظ مین بھی ای زبان ملتا نہین

پار اوترنا بحر عصیان سے ہے مشکل ای تجمل
ہاتھ سے سائل کے جبتک ہاتھ یان ملتا نہین

ای لطافت فکر کر اب وہ سفر درپیش ہے
کوئی جز اعمال رستے مین جہان ملتا نہین

کئی دلبر ہین کسی ہوش ہے پہچانے کون
لیگیا دل مرے پہلو سے خدا جانے کون

دمبدم دیکھکے ساقی سے کہا مستی مین
بھر گیا مَے سے یہ بلور کے پیمانے کون

انکو عشاق سی نفرت ہی تو کرتے ہین تلاش
ساتھ لے آیا مری بزم مین پروانے کون

چاہئے واسکا دیوانہ رکھا تنے خطاب
سچ ہی نادان کی باتونکا برا مانے کون

خوان قد سمجھکے عشاق سے کہتا ہو فلک
آئیگا دیکھیے الفت مین اسے کھانے کون

دشت دکھلائے پرخون سے بتون کہتا تھا
کہیے دلچسپ پسند آئے ہین ویرانے کون

آج اترائی ہوئی کیون ہے نسیم سحری
صبح کو باغ مین آیا تھا ہوا کھانے کون

سخت جان اسنے کہا مجھکو کٹے دل مین غضب
دیکھنا کسکی ندمت ہو برا مانے کون

ہاے اک شمع نہ آشنا بھی سحر کو پوچھا
مر گئے جلکے بچے بزم مین پروانے کون

کہتے ہین تیر مژہ میری کمان ابرو کے
کسکو فرصت ہے چھنی دلکو ترے چھانے کون

کہا اس مست نے دیکھی لب دریا جو حباب
اوٹھ گیا چھوڑ کے اولٹے ہوے پیمانے کون

کچھ بنائے ہوے گھر بیٹھے ہین کچھ دشت نشین
عاقلو سوچو کہ دنیا مین ہین دیوانے کون

انتظار اسکا شب وصل یہ تھا جو آیا
بڑھ کے ہر مرتبہ پوچھا دل شیدانے کون

شمع کہتی ہے برہنہ ہین جو محفل مین ہم
جلنے والے ہین عبث بزم مین پروانے کون

اسیا صبح کو جل بھر کے یہ دیتی ہے صدا
کسکی تقدیر کے ہین کھائیگا یہ دانے کون

چلو ون سے جو شراب اسنے پلائی تو کہا
شکر کر کون ہے ساقی ترا پیمانے کون

آستین چاک ہے چھپکین ہین گریبان نہین
ایسی پوشاک کے موجد ہوی دیوانے کون

پوچھ لونگا مین ائمہ سے لطافت دم حشر
مول لیتا گہر اشک کے ہے دانے کون

بلبلون کی نہ اسیری گئی بازارون مین
کہ لگائے گئے دام آکے خریدارون مین

جب جوانی تھی مزے اوڑتے تھے دلدارون مین
جشن تھے قہقہے تھے چہچہے تھے یارون مین

نام کو ایکی بہار آئی تھی گلزارون مین
چہچہے بلبلون کے رہگئے منقارون مین

چرخ کہتا ہے انھین دیکھ کے دلدارون مین
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین

اک نہ اک ظلم طبیعت سے ہی ہر وقت ایجاد
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین

اک نہ اک ظلم طبیعت سی ہای ہر وقت ایجاد — آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارو نہین

وہ ستم دوست ہون یہ پوچھکے دل دیتا ہون — آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارو نہین

عشق گل کرکے ہای یون برگ خزان مین بلبل — جسطراح کوئی گنہگار ہو تلوارو نہین

داغ حسرت دل سوزان مین جو ہین آہ نکر — عیب کی جا ہے دہوان ہو اگر انگارو نہین

کیون نہ دہارے انھین دریا شہادت کی کہون — گہاٹ بھی باڑہ بھی ہے آب بھی تلوارو نہین

غیر حسرت زدہ ہین تم نہ لڑاو آنکھین — نفع کیا ڈہیلے لگاتے ہو جو دیوارو نہین

سیکھہ لی کیا ترے عاشق کی نشست وبرخاست — بیٹھنے اوٹھنے کی عادت ہے جو دیوارو نہین

پرزے پرزے خط رنگین جو مرا اوسنے کیا — بابلبین جان کے گل لیگئین منقارو نہین

سرو استادہ ہین یون باغ مین گل تخت نشین — حال مفلس کا ہو جس طرح سے زردارو نہین

نازنین فرش کی زندان ہین تری فرقت مین — قید ہون لاغری ضعف سے دیوارو نہین

کیا کسی بت کے ہین دیوانے برہمن سارے — جکڑے جاتے ہین لڑکپن سے جو زنارو نہین

دل پہ جو کچھہ کہ گذرتی ہے خبر دیتے ہین — اشک ای دیدۂ تر ہین مرے ہرکارو نہین

داغ الفت سے سدا ہے مرے دل کو آرام — چین ہے مثل سمندر اسے انگارو نہین

جذب الفت سے مری طرح جو دم گل کا بہرو — بلبلو پہول کی بو ہو ابھی منقارو نہین

وہ گنہگار ہین احسان نہوا قبر کا بھی — دب کے ہم رہگئے اعمال کے پشتارو نہین

مٹھیان بند ہین غنچون کے کہلے دست حنا — مفلسو نہین ہے کرم بخل ہے زردارو نہین

کیا بھرے گا اسے خون شہدا سے ای چرخ — صورت کاسۂ خالی ہے جو تلوارو نہین

پیری آتے ہی گئے دانت ستارہ بدلا — جو کہ ثابت تھے وہ شامل ہوے سیارو نہین

نظر آتا ہے پریشان جو چمن مین سنبل — ہای یہ کس کشتۂ گیسو کے عزادارو نہین

گلفروش اوس گل تر تک ہو رسائی شاید — جسم لاغر مرا اڈورے کے ہو جا تارو نہین

اوسکی دانتون کا ہنسی مین جو پڑے نظر یہ عکس — آب گوہر نظر آئے مجھے فوّارون مین

دل جلون کو جو سدا قتل ہین کرتے قاتل / چھالے اسوجہ سے پڑجاتے ہین تلوارون مین
اوسکی مژگان سکار ہا بعدِ فنا بھی مجھے عشق / ہڈیان صرف ہوئین تیر کے سوفارون مین
باغِ عالم مین بدون سے ہے ہراک کو کھٹکا / ہاتھ ڈالا نہین گلچین نے کبھی خارون مین
بوی گل دیکھکے برباد ہوا دل نے کہا / ہو بہار آکے یہ بسجائے جو منقارون مین
داغ جو کھاتے ہین دنیا مین نہین انکو خلش / پھول دیکھا نہین لالے کا کبھی خارون مین
گل ہین پژمردہ خزان سے تو ہوا دل مین یہ شور / مثل میت ہین اٹھائے ہوے منقارون مین

حشر مین ہوگا نہ ہرگز وہ لطافت گریان
جو حسین بن علی کے ہے عزادارون مین

دلا محبت گیسو سے مشک بو تو نہین / ہزار شکر پریشان کو بکو تو نہین
چمن مین ہم گل و بلبل سے پوچھتے ہین کہ ہیت / وصال و ہجر کی تمہین گفتگو تو نہین
ہم اپنی جان نہایت عزیز رکھتے ہین / نہان کہین دلِ پر آرزو مین تو تو نہین
وہ بدگمان جو سنم آیا لاش پر تو کہا / یہ دیکھنا ہے کہین لاش قبلہ رو تو نہین
ہزار جان سے بلبل فدا ہے کیون انپر / گلون مین رنگ محبت وفا کی بو تو نہین
جو مینے پھولون سے حال اسکا پوچھے تو بولا / یہ پوچھ لو کہ محبت کی انمین بو تو نہین
ہمین ہے وصل کی شب عید کا دن ایساقی / بتا کہ شیشۂ مے گریہ در گلو تو نہین
پھرا ہے حسرت و ارمان سے یون تو دل میرا / ہزار شکر کہ دولت کی آرزو تو نہین
وہ دل کا ڈھونڈنے آئے تو پہلے یہ پوچھا / بتاؤ ہمین کہین میری آرزو تو نہین
کہا یہ روندکے شیرین نے لالۂ کہسار / کہین یہی سرِ فرہاد کا لہو تو نہین
سنا کسی کا جو مرنا تو دل نے مجھسے کہا / خبر منگاؤ کوئی میری آرزو تو نہین
جو فصد لی ترے مجنون کی ہمدمون نے کہا / ٹپک رہی ہین فقط حسرتین لہو تو نہین
ملکِ وطن ہے تو ہو قدر حب کہین دانا / کہ ہے صدف مین گہر جبتک آبرو تو نہین

نشانہ کرکے مرا دل وہ دیکھتے ہیں [illegible]
کہ نکلی تیر کے ہمراہ آرزو تو نہیں

مری شراب کا لیتا ہے نام [illegible]
یہ پوچھ لے کوئی واعظ سے بے وضو تو نہیں

سبب یہی ہے جو مجھے نزع میں وہ دیکھنے آئے
کہ نکلی دم کے بہانے سے آرزو تو نہیں

علی کو کہیئے خدائی کا مالک و مختار
لطافت اتنا سمجھ لیجئے غلو تو نہیں

زبان لب رنگ پان سے سرخ ہے دندان دلبر میں
خدا نے کی ہے پیدا لال مچھلی آب گوہر میں

نمایاں ہیں رگیں اس طرح میرے جسم لاغر میں
وصال ایدل ہو جیسے صفحۂ قرطاس و مسطر میں

مزے ہیں جشن ہیں کیفیتیں ہیں دور ساغر میں
پڑی جس روز سے ہے دخت رز مجھ مست کے گھر میں

شب فرقت ہے کیا بے نور آئی چاندنی گھر میں
سفیدی جس طرح بے نور ہو مرقد کی چادر میں

تصور ہے جو ان دانتوں کا میرے دیدۂ تر میں
در شہوار آتے ہیں نظر سبکو سمندر میں

یہ عالم لاغری کا اب تو پہنچا ہجر دلبر میں
کہ سب احباب مجھکو ڈھونڈتے ہیں تار بستر میں

نمایاں پتلیاں کب ہیں ہمارے دیدۂ تر میں
مگر ہیں دو آشنا و مردم آبی سمندر میں

ہوا ہے اب تو ایسا حال میرا ہجر دلبر میں
نہ خون تن میں نہ سینہ میں کلیجہ ہے نہ دل بر میں

بھڑکنے سی لگے دہنا لہو کا خاک شہپر میں
قفس میں خشک ہے بلبل کا خون یاد گل تر میں

فلک سے کہدو نکلا ہے مرا خورشید رو باہر
سپند اختر کا ڈالے مجمر مہر منور میں

سمجھ کر شانہ کرنا اب کہے دیتے ہیں مشاطہ
پھنسا ہے دل ہمارا یار کی زلف معنبر میں

فنا ہو دم جدائی میں اگر اوس بحر خوبی سے
تو کفنائیں مجھے سب آشنا پانی کی چادر میں

خراماں ہو کبھی اے سرو قامت باغ میں چلکر
نہیں دیکھی لڑائی ہمنے قمری و صنوبر میں

رہائی قید غم سے عاشق صادق کو ہے مشکل
سدا قمری اسیر طوق ہے عشق صنوبر میں

نہیں اس غنچہ لب کی سرخ آنکھیں نشۂ مے سے
مے گلگون بھری ہے دیکھ لو نرگس کے ساغر میں

گماں مجھکو ہوا کوئی پری چلمن میں بیٹھی ہے
تہ مژگاں نظر آئی جو پتلی چشم دلبر میں

مرے اشکون سی ہین لخت دل سم خوردہ وابستہ
زمرد کی ٹہرین کیا خوشنما ہین سلک گوہر مین

گلستان کی حکایت کیا کہون نادیدہ ہین بلبل
اسیر و آنکھہ ہے میری کھلی صیاد کے گہر مین

بکل یا ہر حسینون سے مقابل ہو کہلین جوہر
عبث حیران بیٹھا ہے مثال آئنہ گھر مین

کوئی دیوانہ ہے کیا گھر بنانے کا ہوا موجد
کہ باقی ایتلک ہی سلسلہ زنجیر کا در مین

نہ کر تیرہ دل شفاف اپنا حرص دولت سے
سیاہی دیکھہ آجاتی ہے فوراً آئینہ زر مین

مری تربت پہ شبنم نے ہین ٹانکے رات کو موتی
زر گل سے تہاون کا لطف ہی پھولونکی چادر مین

کفن مین دیکھہ کر مجکو فرشتے ہین بہت حیران
سمجھتے ہین گناہونکی بندہی ہے پوٹ چادر مین

بڑی دولت ہی یکسو ہو کے رہنا بیقرارونکا
جگہہ ہے طائر قبلہ نما کے خانۂ زر مین

نہ خائف ہو جہنم سے نہ کر اندیشۂ میزان
معین ہونگے **لطافت** چاردہ معصوم محشر مین

اب کہان ویسی تڑپ میرے دل بیتاب مین
بانٹ دی کچھہ برق مین ہے اور کچھہ سیماب مین

آتش عشق حسینان ہے دل بیتاب مین
شعبدہ ہی آگ لو رکھتے ہین ہم سیماب مین

چاندنی مین اوس قمر نے جب دیا جام شراب
آفتاب آیا نظر ہمکو شب مہتاب مین

منعمون کی ہی لحد کو بھی زر دنیا کی چاہ
اشرفی کی بوٹیان ہین قبر کی کمخواب مین

دیکھہ تو اے جوہری سلک در دندان یار
خاک ہوگی یہ صفائی موتیون کی آب مین

موشگافی کر رہا ہون پیچ یہ کھلتا نہین
دام مین عنقا ہے یا اسکی کمر ہے ڈاب مین

دشمن ہمجنس سے ہرگز خلش ہوتی نہین
خار چبھتا ہے کہان برگ گل شاداب مین

آرسی مین دیکھیے سلک در دندان نہ آپ
آب گوہر مل نہ جائے آئنہ کی آب مین

جب مجھی آیا ہی اونکے ساتھہ سونیکا خیال
ہجر کی شب رات بھر رویا کیا ہون خواب مین

دوست گر مجھہ زار کے لاشے کو دریا مین بہائین
کھٹکے تنکا بنکے برسون دیدۂ گرداب مین

دن کو یون آنے مین حیلہ ہی نزاکت کا نہین
لیکن آیا کرتے ہین راتون کو اکثر خواب مین

پڑ رہا ہی اونکے دندان مین لب نگین کا عکس
آتش یاقوت دیکھو موتیون کی آب مین

چاندنی مین رات کو سویا ہون جب مین ناتوان
جسم لاغر چھپ گیا ہے چادرِ مہتاب مین

آنکھ اپنی جب دُرِ دندان جانان سے لڑی
ناؤ ہم چشمون نے دیکھی موتیونکی آب مین

ہی لطافت کی دعا یہ کربلا مین موت آئے
صحن مین دم نکلے میرا دفن ہون سرداب مین

بنی مری آہ و چشمِ گریان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نہ کس طرح ہو جہان مین حیران فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ مجکو تڑپا رہی ہی دیکھو یہ مای رُلوا رہا ہے یا رو
فراق مین ہی غضب کا سامان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ اپنی کوٹھی پہ ہنس رہا ہی مین سسکتے چھ مین رو رہا ہون
ہر اک ہی کہتا کہ ہی نمایان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

عجیب کیفیتین ہین ہر سو صنم ہے ساون ہی کی گھٹی ہے
ہرا بھرا ہے ہر اک گلستان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہوا یہ ثابت ہمین جہان مین کہ لسی شادی و غم ہین توام
کوئی ہی خندان کوئی ہی گریان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

تمہارے کانون کی بجلیونکا تمہارے چھالونکا سنکے شہرہ
سحاب اور بحر مین ہی پنہان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

بلند ہی قدر دل جلونکی ہی رونیوالونکا پست رتبہ
جسے نہ باور ہو دیکھ لے ہان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

سنا دون اگر ذرا اپنا نالہ دکھا دون اک روز اپنا رونا
بہت ہی جوبن پہ اپنی نازان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

صنم ہی انمین عذر کرتا مہینا ساون کا اک برس ہے
گھٹا ہی اُمڈی لگی ہین جھڑیان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دوپٹہ زرنگاری بجلی کا ہی وہ اوڑھکر آج منہ کو دہوتا
دکھا رہا ہی عجیب سامان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

سبحان اللہ میری گھر سے کہ دو پہر رات آگئی ہے
اوٹھے ہو کیون دیکھ لو مری جان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

زمانہ وصل اے لطافت مجھے ہی رہ رہ کے یاد آتا
فراق مین اوسکے ہے نمایان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

عجب بدبخت ہین وہ جو کسی سے دل لگاتے ہین
مثل ہے دن برے آتے ہین تو کیا کیا کہکے آتے ہین

سوالِ مَے پہ ساقی ہر گھڑی آنکھین دکھاتے ہین
ہمارے شیشۂ دل پر نئے ڈھیلے لگاتے ہین

قدِ موزونِ جانانکا زبان پر وصف لاتے ہین
چمن مین مصرعِ شمشاد پر مصرع لگاتے ہین

ہوی مزدوری اب بوسی عوض اجرت کی پاتے ہین
حسینان جہان کتنے اجکل ہم ناز اٹھاتے ہین

حنائی ہاتھ سے وہ اپنی زلفونکو بناتے ہین
شب تاریک مین اعلت شفق ہمکو دکھاتے ہین

جو وہ تلوار اوسے کھینچکر مقتل مین آتے ہین
تو ہم بھی جان کے محراب کعبہ سر جھکاتے ہین

محبت ترک کرکے زلف کے دل لخت لاتے ہین
کلیسا چھوڑتے ہین ہم تو کعبہ کو جاتے ہین

ہوا ہی شمع فانوس اور پروانی سے یہ روشن
حسینان جہان در پردہ عاشق کو جلاتے ہین

دل بیتاب ہمکو آپ کے گھر مین ہے لے آیا
ہوئی تقصیر جانے دیجیے جاتے ہین جاتے ہین

مچل جاتا ہے جب کوچہ مین اس بے رحم کے جاکر
ہم اپنے دل کو بہلا کر بڑی مشکل سے لاتے ہین

جو مینے وعدہ وصل اونکو آکر یاد دلوایا
تو شرما کر کہا مجبور ہین ہم بھول جاتے ہین

شب وصلت گذر جاتی ہے ان جھگڑے بکھیڑون مین
ذرا سی بات پر وہ روٹھتے ہین ہم مناتے ہین

رہا ہم ہوش گم کردہ کو جب صیاد کرتا ہے
قفس سے چھوٹکر راہ گلستان بھولجاتے ہین

ہماری ذات سی کیا عاشقون کا نام روشن ہے
زر گل کی چراغی قبر بلبل پر چڑھاتے ہین

لگاتے ہین لب رنگین پہ وہ گلنار مین مسّی
بنا ہی شعبدہ لالے کو نافرمان بناتے ہین

ہمین ثابت ہوی یہ بات عالم مین مہ تو سے
کمال ابرو جنہین منظور ہے وہ سر جھکاتے ہین

لگاتے ہین صنم کی چشم خواب آلود مین سرمہ
ہم اکثر چھیڑ کر سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہین

اونہین بعد فنا بھی عاشق شیدا سے نفرت ہے
کبھی آتے بھی ہین تو قبر پر تیوری چڑھاتے ہین

مثال شمع مین لاغر ہوا ہون جیسے عالم مین
یہ شعلہ رو جلاتے ہین گھلاتے ہین رلاتے ہین

ہماری بے ثباتی بعد مرنے کے بھی ظاہر ہے
لحد پر آکے احباب اشک کی چادر چڑھاتے ہین

حسینون کی محبت مین ہوئی ہے بیخودی ایسی
دیا ہے کون سے دلبر کو دل ہم بھول جاتے ہین

ہمین اس ناتوانی نے گل بازی بنایا ہے
کبھی گرتے ہین تو معشوق ہمکو ہنسکے اٹھاتے ہین

قد موزون جو اوسکا اے لطافت یاد آتا ہے
گلستان مین صنوبر کو گلے سے ہم لگاتے ہین

دل جو کہتا ہی محبت مین ضرر کچھ بھی نہین
اشک کیون آنکھون سے بہتے ہین اگر کچھ بھی نہین

آگے ان دانتون کے الماس گہر کچھ بھی نہین
جوہری چھوٹے ہین خود انکی نظر کچھ بھی نہین

غم یار آئیگا مہمان مرے گھر کچھ بھی نہین
پاس عاشق کے دل و جان و جگر کچھ بھی نہین

زلف بڑھ بڑھ کے ہی لو موے کمر سے الجھی
حسن پر ایسے ہو مغرور ہنر کچھ بھی نہین

شور عالم مین سمندر کی ہے طغیانی کا
آگے اس دیدۂ گریان کے مگر کچھ بھی نہین

انکھڑیون نے ترے بیجان کیا عاشق کو
ہم سمجھتے تھے کہ جادو مین اثر کچھ بھی نہین

راتدن یون ہی بسر کرتے ہین ہم فرقت مین
شغل رونے کے سوا آٹھ پہر کچھ بھی نہین

قبر کا دہیان جب آتا ہی تو کہتا ہون نہین
ہاے منزل ہے کڑی زاد سفر کچھ بھی نہین

منفعل ہوئے جو روئینگے تو بجھ جائیگی آگ
زاہدو عاصیون کو خوف سقر کچھ بھی نہین

ہی غبث خاک کے پتلے کو غرور و نخوت
اصل خلقت کو جو دیکھو تو بشر کچھ بھی نہین

آج ہم خوب سمجھ دامن تر سے اوستے ہین اشکبار
جان دینے کا ہوا قصد تو ڈر کچھ بھی نہین

ہین شب زلف پہ خورشید تابان پنہان
اس طرح آگئی پیری کی خبر کچھ بھی نہین

احتیاج اور خریدار جہان مین جو نہو
بدتر از خاک ہے پھر رتبۂ زر کچھ بھی نہین

یون تو ظلم و ستم و جور ہین اونکے بیحد
سامنے وصل کی لذت کی مگر کچھ بھی نہین

یون تو ہے رنج و ملال و غم و اندوہ و الم
آگئی جبکہ تری شکل نظر کچھ بھی نہین

کعبہ و دیر کلیسا مین نہ ڈہونڈہ اس بت کو
اے دل گمشدہ جاتا ہے کدہر کچھ بھی نہین

اسقدر چرخ ہے کیون نور قمر پر نازان
چاندنی چھپ گئی جب وقت سحر کچھ بھی نہین

جام پر جام تو غیرون کو ہے دیتا ساقی
وائے محرومی تقدیر ادہر کچھ بھی نہین

سامنے میرے رقیبون سے گلے ملتے ہو
ایسے بیباک ہوئے تم مرا ڈر کچھ بھی نہین

بات کی اسنے تو ہنسنے کا ہوا شک دل کو
دہن یار تو کچھ ہے پہ کمر کچھ بھی نہین

ہمسے اس بت سے ہوا معرکہ دیکھین کیا ہو
اوس طرف ساری خدائی ہے ادہر کچھ بھی نہین

خواب مین دیکھتے تھے رات کو اُس مہ کا وصال
کھل گئی آنکھ جو ہنگام سحر کچھ بھی نہین

تجھسے شرمندہ ہون اے پلۂ میزان عمل
ہای ادھر بار گنہ اور ادھر کچھ بھی نہین

اے لطافت شب فرقت کو گذر جانے دے
رات ہی بھر کا یہ صدمہ ہے سحر کچھ بھی نہین

ذرا تجھسے یوسف کو نسبت نہین
یہ شوکت یہ صورت یہ سیرت نہین

کسی سے سوا تیرے الفت نہین
مجھے جھوٹ کہنے کی عادت نہین

جو برہم ہو وہ زلف ہے آپ کی
جو بدلی وہ میری طبیعت نہین

نہین عشق جسمین وہ دل سنگ ہے
جو الفت نہین آدمیت نہین

گئے ہین مزے سب جوانی کے ساتھ
وہ دن وہ سن اور وہ طبیعت نہین

گل تر کو مل دل کے پھینکین نہ آپ
مرا دل یہ حضرت سلامت نہین

ہین دیر و حرم مین بھی اے عشق آپ
کہان آپ کا دخل حضرت نہین

اشارہ یہی چشم نرگس کا ہے
ترے دید کی کسکو حسرت نہین

جو اوڑتی ہے ہر ایک کے ہاتھ سے
یہ پردار ہے چیز دولت نہین

بدن سے نکلتی ہے کیا جلد روح
مروت نہین کچھ محبت نہین

خجل ہوکے پریان چھپین قاف مین
کہان حسن کی تیری شہرت نہین

یہ دنیا ہے مومن کو دار المحن
سوا رنج و ایذا کے راحت نہین

فشار و سوال نکیرین ہے
ہمین تو لحد مین بھی راحت نہین

خدایا میسر ہو وصل بتان
سوا اسکے اب کوئی حسرت نہین

وہ بولے ثنا ذکر فرہاد جب
مرے عاشقون مین یہ ہمت نہین

مزا شعر گوئی کا جاتا رہا
لطافت جہان مین سماعت نہین

ہمارے گھر مین جو مہمان رات بھر کے ہین
طریقے آپنے پیدا کیے قمر کے ہین

شب فراق عجب اضطراب ہی دلکو
غضب ہی شام ہی سے منتظر سحر کے ہین

شب وصال کبھی عاشق سے اونکو نفرت ہے
جو سوئے بھی ہین تو پہلو سے میرے سرکے ہین

جو مین جہان مین آیا تو بولی جنت و نار
کہان کا قصد ارادے کہو کدہر کے ہین

عیان ہی سر مین سفیدی عدم کا قصد کرو
اوٹھو مسافرو آثار یہ سحر کے ہین

سدا ہی موت پہ تکیہ ترے فقیرون کا
ہمیشہ سوتے کفن کو سرہانے دھر کے ہین

خمار خواب ہی انگڑائیان وہ لیتے ہین
گئے تھے غیر کے گھر جاگے رات بھر کے ہین

عدم کا حال سناتا ہے کیون ہمین زاہد
بندھے ہوے یہ مضامین کسی کمر کے ہین

نکال دو انھین جائین یہ دیر و کعبہ مین
تمہارے کوچہ مین جو لوگ ادہر اودہر کے ہین

نہ دو شراب و کباب اپنی بزم مین ہمکو
امیدوار فقط لطف کی نظر کے ہین

حضور دیکھیے تو کون ہی سوا خوش رنگ
وہ لعل اور یہ ٹکڑے مرے جگر کے ہین

وہ ذی وقار زمانے مین ہے مرا محبوب
فرشتے سیکڑون دربان جسکے در کے ہین

تمہارے گھر پہ وہ آتے ہین یہ کہے کوئی
ہمارے کان تو مشتاق اسی خبر کے ہین

ہی آج رنگ زمانے کا اور کل کچھ اور
یہ شعبدے فقط اس چشم فتنہ گر کے ہین

لطافت اشک بھرے ہین جو میری آنکھون مین
ہر ایک کہتا ہے دو ٹکڑے ابر تر کے ہین

اومنڈتا ہی اگر دل اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین
جو خالی شیشہ ہو جاتا ہی تو ساغر چھلکتے ہین

دم تزئین سیہ زلفون پہ وہ افشان چھڑکتے ہین
تماشا ہی شب تاریک مین جگنو چمکتے ہین

معاذ اللہ جمال یار عاشق دیکھ سکتے ہین
سنی ہی لن ترانی جب سے غش آئے ہین سکتے ہین

وہان گلزار مین رہنا مبارک ہمصفیرون کو
اکیلے ہائے ہم کنج قفس مین یان پھڑکتے ہین

ارے قاصد پتہ یہ یاد رکھنا کوے قاتل کا
ہزارون ہین وہان دم توڑتے لاکھون سسکتے ہین

بھڑکتی ہی ہماری تن سے ایسی آتشِ فرقت
جگر اور دل ہین پہلو مین کہ انگارے دہکتے ہین

کسی کے ہجر مین ہی بال سی باریک جسم اپنا
یہ باعث ہو لہ چشمِ غیر مین ہر پل کھٹکتے ہین

تری مژگان کے سودے مین یہ کی ہی دشت پیمائی
ہمارے پاؤن کی چھالون سی کانٹے بھی کھٹکتے ہین

سمجھتے ہین جسی تیرِ شہابِ آسمان مردم
یہ میری آہ کے شعلے سوے گردون لپکتے ہین

گذر جس راہ سی ہوتا ہے میرے غیرتِ گل کا
بسی رہتی ہین گلیان تین دن کوچہ مہکتے ہین

بیابان مین پہنچتا ہی جو وحشی چشمِ جانان کا
تو آ[illegible] ال کو آنکھون سی سب آہو لپکتے ہین

انا الحق کہتے کہتے مر گیا منصور سولی پر
ہی [illegible] ان کو پکڑ رند شرب یون بہکتے ہین

دلِ عشاق کھا کر داغِ فرقت کرتے ہین نالے
[illegible] گل سوتے ہین تب بلبل چہکتے ہین

کیا تھا حسنِ روئے یار سے بل تو سزا پائی
کہ پیچ و تاب ابتک گیسوونکو ہی لٹکتے ہین

رخِ شفاف کسکا اے سکندر دیکھہ پایا ہے
کہ آئینون کو ابتک حیرتین ہین اور سکتے ہین

وہ پتلا آگ کا مین دل جلا ہون بعد مرنیکے
جہنم دور ہی سے دیکھہ کر مجھکو بھڑکتے ہین

مخل ہین کاتبِ اعمال دونو اپنی خلوت کے
نہین تو ہم بھی مثالِ سایہ پہلو سے سرکتے ہین

مجھے گریان جو دیکھا اے لطافت دوست یہ بولے
جھڑی ساون کی ہے یا آنکھہ سے آنسو ٹپکتے ہین

پڑا ہی قالبِ خاکی جو روح تن مین نہین
اجاڑ شہر ہوا بادشاہ وطن مین نہین

مرا نظیر کوئی عاشقی کے فن مین نہین
یہ وہ کمال ہے جو قیس و کوہکن مین نہین

لیا ہی کون سی دلبر نے دل جو تن مین نہین
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

بیان یہ دوستون کا ہی جو مین وطن مین نہین
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ستم جو کرتے ہین گلچین تمام اور گلگیر
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ہوا ہی بلبل و پروانہ پر جو ظلم فلک
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ہرا ہی سبزۂ رخسارِ یار پھر کیونکر
سنا ہی نام کو پانی چہِ ذقن مین نہین

مثال شمع کے جلتا ہون شب بھر استادہ
جو بیٹھنے کی اجازت اس انجمن مین نہین

فشار دے کے ملا ہی زمین نہ خاک مین تو
ابھی تلک کوئی دھبا مرے کفن مین نہین

جہان مین خاتمہ تجھپر ہے بیوفائی کا
وہ جو ستم ہے جو ستم چاہ بھی ذقن مین نہین

خجل ہے کرکے تری چشم نے کیا ناپید
کہ نرگس انکھہ لگاتے کبھی چمن مین نہین

گذر ہوا چمن کوے یار مین شاید
سمائی آج ہوا گل کے پیرہن مین نہین

ہماری دل مین ہی بلبل ہجوم داغون کا
وہ اگلون کے کوئی خار اس چمن مین نہین

خدا کے سامنے جائے ہر ایک خالی ہاتھہ
یہی ہے وجہ کہ جو آستین کفن مین نہین

جلی کٹی کہین پروانہ سے نہ بزم مین ہے
زبان اسلیے گلگیر کے دہن مین نہین

گہر صدف سے نکل کر صدا یہ دیتا ہے
کہ آبرو ہے دانا کبھی وطن مین نہین

کبھی گئے جو لطافت کمال شوق مین ہم
وہ بولے تیری جگہہ میری انجمن مین نہین

پہلو سے وہ اٹھے ہین کسیطرح کل نہین
کہتا ہی درد تھام کے دل کو سنبھل نہین

کہتا ہی میری قالب بیجان سے یہ کفن
دم مین ملین گے خاک مین کپڑے بدل نہین

پیری مین بھی ہی الفت گیسو سے پیچ و تاب
رسّی تو جل گئی پہ گیا اسکا بل نہین

لینگے بلائین زلف کی ہوگا جو دسترس
شانے کی طرح شکر خدا ہاتھہ شل نہین

دنیا مین اغنیا ہین نرگس کی طرح پہنے
لیتا ہے جان زہر سے کم یہ عسل نہین

نیرنگ باغ دہر تو قابل ہنسی کے ہے
گلزار مین خندۂ گل بے محل نہین

حاضر ہین کھیلیے دل عشاق کا شکار
زلف سیاہ تاب سے بڑھ کر رفل نہین

اس آفتاب حسن کو برگشتہ یون نکر
ای دہر رنگ صورت حربا بدل نہین

فرہاد و قیس عالم فانی کو چل بسے
افسوس کیا نصیب مین میرے اجل نہین

عاشق ہوے ہین دست حنائی پہ کی خطا
مہندی کی طرح یون دل عشاق مل نہین

تیغِ بُتِ حسین نہ لگائینگے جب تلک
سودا مرا جہان مین ضرب المثل نہین

جو ہر ہای زلفِ یار کا خم اور پیچ و تاب
بیکار سجط ہے وہ رسن جسمین بل نہین

بھڑکی ہوئی ہے آتشِ رخسار سے یہ پیچ
بیوجہ روئے یار پہ زلفون مین بل نہین

عاشق ترا ہے ضعف و نقاہت مین مبتلا
پڑتی ہے چوٹ طاقتِ ضرب المثل نہین

عشاق سخت جان ہین کیسے قتل سیکڑون
اسپر بھی تیغ یار کی ابرو پہ بل نہین

دل لیچلے ہو تیر تو پہلو پہ اک لگاؤ
کیا شکر ہم کرینگے کہ نعم البدل نہین

تلوار کھینچکر جو وہ آئے ہین بہرِ قتل
سر شوق سے جھکائے ہون ابرو پہ بل نہین

بولے وہ عین نزع مین عاشق کو دیکھکر
بے دید میرے سامنے آنکھین بدل نہین

مشکل کشا کا نام **لطافت** زبان سے لے
مشکل وہ کون سی ہے جو دم بھر مین حل نہین

سمت میخانہ چلو سرد ہوائین آئین
میکشو مژدہ وہ ساون کی گھٹائین آئین

مے جو پی ہمنے ہنسا کی صدائین آئین
بنکے موجین لبِ ساغر پہ دعائین آئین

عجب انداز سے آج اسنے بنائین زلفین
قاف سے لینے کو پریان بھی بلائین آئین

باغ مین پھر مئے گلرنگ کا مینہ برسے گا
شوق مستون کا بڑھانے کو گھٹائین آئین

مرگیا کیا دلِ بیمار مرا سینے مین
کئی دن سے نہین آہون کی صدائین آئین

قتلِ عشاق پہ جب حسن ہوا آمادہ
کھیلنے سر پہ پری بنکے قضائین آئین

پھر خدا خیر کرے عشق کا پھر جوش ہوا
پھر جنون خیز بیابان کی ہوائین آئین

زلفِ جانان شبِ فرقت لحدِ تیرہ و تار
سر پہ عشاق کے کیا کیا نہ بلائین آئین

نہین معلوم کہ ہے کون سکھانے والا
تمکو کسطرح مری جان یہ جفائین آئین

غل مچاتے ہوے میخوار گھرون سے نکلے
جھوم کر باغ مین مستانہ گھٹائین آئین

حال دل مجھسے جو پوچھا مرے ساقی نے کبھی
وہین شیشہ سے قلقل کی صدائین آئین

آمد فصل زمستان ہی حسینون سے ہو وصل
ہان بغل گرم رہے سرد ہوائین آئین

تم جو اٹھلاکے چلے ہو گئی عاشق پامال
تمنے سیکھین جو ادائین تو قضائین آئین

ہم ہین روتے وہ لگاتے ہین لبو پر مسی
مینہ برستا ہی بدخشان ہین گھٹائین آئین

ہاتھ اٹھاتے ہین جو مظلوم تو کہتے ہین ملک
کھولدو باب اجابت کہ دعائین آئین

نکلے وہ گور غریبان کی طرف سی جو کبھی
اسطرف آؤ یہ قبرون سے صدائین آئین

باغ مین چلیے **لطافت** وہین می آج پیین
مینہ برستا ہی دہوان دہار گھٹائین آئین

ہم اس نگاہ سے ہر شعر تر کو دیکھتے ہین
کہ جیسے پیار سے لخت جگر کو دیکھتے ہین

وہ کس طرح چلے جاتے ہین گھر کو دیکھتے ہین
ہم آج آہ رسا کے اثر کو دیکھتے ہین

کمال عیب کو ہو تو ہنر سے ہے بڑھ کر
بشوق لوگ گہن مین قمر کو دیکھتے ہین

نظر ہمین نہین آتی جو یار کی صورت
مثال آئنہ حیرت سے گھر کو دیکھتے ہین

یہی نہین ہی شب ہجر یا کہ جان نہین
ہم آج شدت درد جگر کو دیکھتے ہین

قفس سمیت اوڑینگے اسیر اے صیاد
کچھ آج تول کے سب بال و پر کو دیکھتے ہین

خدا کا شکر صفائی سے دن گذرتا ہے
بجائے آئنہ وہ رخ سحر کو دیکھتے ہین

وہ ترک دیکھ کے لالے کی سیر کہتا ہے
ہم آج باغ کے زخم جگر کو دیکھتے ہین

یہ سیم تن ہین فقط زر کے آشنا سچ ہے
گلے مین ڈال کے باہین کمر کو دیکھتے ہین

اوٹھا ہین شوق سی اب آپ اپنی رخ سی نقاب
کہ ہمنے تھام لیا ہے جگر کو دیکھتے ہین

ذقن پہ اونکی نہ کسطرح ہاتھ دوڑائین
کہ مول لینے سے پہلے ثمر کو دیکھتے ہین

مجھے یہ خوف ہی کم سن ہین ڈر نجائین وہ
بغور کیون مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

ضرور اسنے ہے خنجر پہ باڑھ رکھوائی
خمیدہ ہم کئی دن سے جو سر کو دیکھتے ہین

بھلا مقابل عشاق ہونگے کیا حجاج
یہ اسکو دیکھتے ہین اور وہ گھر کو دیکھتے ہین

ہمیشہ عالم پیری مین گرد ہین دلسوز
پتنگ پاس سے شمع سحر کو دیکھتے ہین

دکھاکے حسن وہ ہین لوٹ مین پڑے کیسے
کہ دل تو چھین چکے اب جگر کو دیکھتے ہین

لحد مین شانہ ہلاتے ہین جب عزیز احباب
سنا ہی کھول کے آنکھ اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بچشم یار کی فرمائش اے غم فرقت
ہم اپنے سینے مین دل تو جگر کو دیکھتے ہین

شب فراق لطافت یہ شوق صبح کا ہے
کہ آدھی رات سے نجم سحر کو دیکھتے ہین

رقم آنکھون سے کرتے چشم جاناں کی ثنا لونمین
نہوتی شاعر و گر شاخ وحشت کی غزالونمین

دورنگی اک طلسم تازہ ہی ان خوشجمالونمین
نہایت کالے کالے تل ہین گوری گوری گالونمین

بلا کے پیچ پھندی تھرکے حلقہ ہین آفت کے
اولجھکر رہ گیا حسن اونکے گھونگھر والے بالونمین

قیامت کا نمونہ دہوپ ہی صحرای وحشت کی
چھپے آ آکے کانٹے بھی مرے تلوونکے چھالونمین

تصور مین کسی عاشق نے شاید لے لیے بوسے
نہین بوجہ سرخی نازکی سے انکے گالونمین

کلیجہ منہ کو آیا دل گیا اس زلف کیجانب
جدائی عشق نے ڈالی مرے نازونکے پالونمین

برہمن کو مبارک دیر یہ پتھر کی تصویرین
ہمارے بت ہین وہ رہتی ہین جو دلکے شوالونمین

جلانے کو کہا گلگیر نے گل شمع کی لیکر
عجب لذت ہی پروانو مرے منہ کے نوالونمین

لگا جوبن مین دہبا اور بوسے غیر کو دیجے
نہین خط سیہ ہی اسکے رخ کا عکس گالونمین

جنون نے دشت گردی مین خمیدہ کر دیا اتنا
کہ بنکر خار پلکین چبھ گئین تلوونکے چھالونمین

دم زینت وہ حسن آئینہ اور مہندی سی کہتا ہے
کہ تو منہ دیکھنے والونمین ہی یہ پائمالونمین

تمہاری ابرونمین چاند ٹیکی جب نظر آئی
ہوا ثابت کہ فرق اک ماہ کا ہی دو ہلالونمین

حباب بحر کہتے ہین کہ آؤ غافلو دیکھو
بھری ہی بے ثباتی بہر عبرت ان پیالونمین

مرے محبوب پر ہین جان دیتی ذیحیات اپنی
خضر ہین زہر کھانے والے عیسی نیوالونمین

خلاف قاعدہ ہین اس غزل مین قافیے موزون

لطافت کیا کرین یہ رسم ہے صاحب کمالونمین

ہجر کی شب مر گئے روئے سحر دیکھا نہین
طول ایسا ہمنے قصہ مختصر دیکھا نہین

برہمن کعبے کے در پر کہہ رہا ہے شیخ سے
ہمکو بھی دکھلا دو کیسا ہے یہ گھر دیکھا نہین

کہتی ہین آئینے پہ یان حسن انکا دیکھ کر
ہم سے بھی اچھا ہی ایسا تو بشر دیکھا نہین

اونکو یکتائی کے دعوی پر نہایت ہی غرور
اس نظر سے آئنہ بھی بھول کر دیکھا نہین

تو دکھا دے نوح کے طوفان کا ہی اشتیاق
سنتے آتے ہین مگر اے چشم تر دیکھا نہین

آہ ای دل تو نکر نا شاید آئے گا وہ یار
استخارہ اشک کی دانونپہ گر دیکھا نہین

اہل عزت کے لیے ہی شرط ناسور جگر
آبرو سے ہمنے بن بیدا گہر دیکھا نہین

ڈر گئے ہو اک مری بیتابی دل دیکھ کر
شکر ہی تمنے مرا زخم جگر دیکھا نہین

اپنی دولت سی بخیلان جہان ہین بے نصیب
بخل کہتا ہی کسی جا جمع کر دے کھا نہین

ہجر کی شب بے سحر اسواسطے مشہور ہے
زندہ رہتے کوئی عاشق رات بھر دیکھا نہین

تو وہان سی آتے ہی انعام کا طالب ہوا
مینے خط بھی کھولکر اے نامہ بر دیکھا نہین

جب ڈوپٹہ ہٹ گیا سینہ سی پوچھا یار نے
کھا قسم آنکھون کی تونے تو ادہر دیکھا نہین

طعن سے وہ عاشقونمین اپنی فرماتے ہین آج
سنتے ہین پر عشق صادق کا اثر دیکھا نہین

زاہد انکو دیکھ کر رہتا بھلا پابند شرع
آ گیا غش اسلیے بار دگر دیکھا نہین

ای لطافت دیکھیے تدبیر لینے کی ذرا
کہتے ہین وہ دیکھ کر دل کو جگر دیکھا نہین

وہ کمسن ہین تو اٹھ کر نیند سی آنکھونکو ملتے ہین
نگہ کے نیچے عاشق صیقل ہو کے چلتے ہین

چلے ہین غیر کے گھر آج وہ کپڑے بدلتے ہین
بہانہ ہو گیا ہم عطر لیکر ہاتھ ملتے ہین

محبت مین ہی ایسا زخم کھانے سی مزہ پایا
تمہاری تیر کی پیکان سی عاشق دل بدلتے ہین

زیادہ ہجر سی ہی وصل مین پروانونکو ایذا
تڑپتے دن کو یاد شمع مین ہین شبکو جلتے ہین

نہیں معلوم جلوہ کس حسین کا ہے نظر آتا
جو مرنے والے عین نزع میں آنکھیں بدلتے ہیں

وہ ذکر غیر کرتے ہیں گلے میں ڈال کے بانہیں
بظاہر دل تو ٹھنڈا ہے مگر باطن میں جلتے ہیں

مقام رشک ہے کیا دیکھتا ہے یار کا جوبن
ہم آئینہ سے اپنا دیدۂ حیران بدلتے ہیں

ہماری عشق صادق سے ہے پروانی کو نسبت
جو وہ ظاہر میں جلتا ہے تو ہم باطن میں جلتے ہیں

کہاں ثابت گریبان و شیونکے موسم گل میں
رفو ہوتے ہیں اک جا سے تو سو جا سے نکلتے ہیں

ہوائے گلشن آفاق میں سمیّت ایسی ہے
شجر ہیں سبز ہو جاتے زمیں سے جب نکلتے ہیں

نکلتے ہیں جو باری باری مہر و ماہ اب سمجھے
ہمارے زخم دل کا آسمان پھاہا بدلتے ہیں

مرے دل میں جناب عشق آتے ہیں مبارک ہو
پھر آہیں لے کے استقبال کو آنسو نکلتے ہیں

خجل مجھکو کیا ہے ذبح میں اس سخت جانی نے
کٹا جاتا ہوں میں ہر بار وہ خنجر بدلتے ہیں

پریشان کیوں نہو عاشق بلا ہے طول دونوں کا
شب فرقت سے بھی کچھ آپ کے گیسو نکلتے ہیں

فلک ہے وصل کا دشمن بڑا کر ضعف کہتا ہے
حسد کی جا ہے کیوں عاشق کف افسوس ملتے ہیں

جو کم سن ہیں کسی کے جھانکنے کا شبہہ ہوتا ہے
مکدر ہو کے وہ ہر بار آئینہ بدلتے ہیں

حنا کہتی ہے یاد آتی ہے جب پیری جوانی کی
کبھی سر پر چڑھا لینگے ابھی پاؤں میں ملتے ہیں

کبھی محفل میں پروانہ کبھی بلبل گلستان میں
جناب عشق ہر جا بھیس اک طرفہ بدلتے ہیں

غضب کی شوخ ہیں چالاک ہیں عیار ہیں ہے
الگ بیٹھے ہیں چھپکے دل مگر سینہ میں ملتے ہیں

ستم ہے میں جو روتا ہوں تو وہ کہتی ہیں ہنس ہنسکر
دھوان ہے آہ کا اس وجہ سے آنسو نکلتے ہیں

ترا تیر نگہ دل توڑ کر نکلا جو پہلو سے
کہا فوارۂ خون نے ٹھہریے ہم بھی چلتے ہیں

ابھی ہو جائے ثابت بے ثباتی ہے سو اسمیں
حباب بحر سے ہم زندگی اپنی بدلتے ہیں

چبا کر پان پھینکا جب اگال اس نے کہا مجھسے
تماشا ہے زمرد کھا کے ہم یاقوت اگلتے ہیں

اشارہ وصل کا ہے جوڑ کر ہاتھ انسے ہم کرتے
کوئی دیکھے گا کہدینگے کف افسوس ملتے ہیں

لطافت ہوں جو مہمل اعتراض اشعار خوش ہو

برستے ہین انھین پر سنگ جو اشجار پھلتے ہین

مصرعہائے مصرع مشہور حسب فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر

اعلی اللہ مقامہ

دل سی بڑھ کر لوح کوئی آجتک پائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

آنکھین دیکھین حسن دلنے تاب یہ پائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مانی و بہزاد کی منظور رسوائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

عشق صادق ہی جنہین ہرگز تماشائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

وصل ہو کاغذ سے دیکھین ایسی سودائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ہمتو کیا موسی کو نظارے کی تاب آئی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ناز و غمزہ اور بن سکتے خود آرائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

آنکھ اٹھائین ضعف مین اتنی توانائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

وہ تلون سی بری ہی اور ہرجائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بوسی لین گی بے ادب ہو کر شکیبائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

وصل ہی ہر وقت نوبت ہجر کی آئی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

غیر کی تقلید بیجا یہ پسند آئی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

روح کی ماہیت انسان نے کبھی پائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

اے مصور ہی عدم موئے کمر عنقا دہن
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

خود تصور ہی مصور سے کرین کیون التجا
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بے قلم ہوسے مصور حسن دیکھے تھر ہے
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

نازنین ہی وہ کشش کا نام بھی ہے ناگوار
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

دل تو کھو بیٹھے کرینگے حسنِ رخ پر کیا نثار
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

جب نظر ٹھہری نہ دم بھر حسن پر کیا فائدا
اسلیے تصویر جانان تمنے کھنچوائی نہین

ہجر کا سامان کرنا وصل مین ہے فالِ بد
اسلیے تصویر جانان تمنے کھنچوائی نہین

بیخبر ابتک ہے جوبن پر کہین نازان نہو
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بعد مرنے کے نہین معلوم آئے کسکے ہاتھ
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

برہمن پوجینگے بوسے غیر لینگے رشک ہے
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

شوخ ہے چالاک ہے دم بھر ٹھہرنا ہے محال
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مردمِ دیدہ سے کہدو رشک ہے دیکھین نہ حسن
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

اے لطافت خود ہو جو بے مثل کیا اسکی مثال
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ردیف واو

بناؤ آئینہ مین زلفِ پیچان دیکھتے جاؤ
حلب کی سیر لطفِ سنبلستان دیکھتے جاؤ

ادہر آؤ ادہر وحشت کدہ ہان دیکھتے جاؤ
ہے یہ دلچسپ چھوٹا سا بیابان دیکھتے جاؤ

خیالِ زلف مین الجھن سے جانان دیکھتے جاؤ
ذرا ٹھہرو مرا حالِ پریشان دیکھتے جاؤ

مثالِ چشم جوہر آنسوؤن کے پاکے کہتا ہون
زہے قسمت جمالِ مہ جبینان دیکھتے جاؤ

نقابِ رخ الٹکر عاشقون سے یار کہتا ہے
نکالو آج اپنے دل کے ارمان دیکھتے جاؤ

مرے ہمدم ہین کہتے دیکھ کر اس رشکِ عیسیٰ کو
قریبِ مرگ ہے بیمارِ ہجران دیکھتے جاؤ

تلاشِ کوی جانانہ مین جو مین نکلا قیامت کو
کہا رضوان نے جنت کا گلستان دیکھتے جاؤ

تمھاری چشم کا عاشق ہوا ہون در پہ بیٹھا ہون
مجھے آنکھین دکھاتے ہین نگہبان دیکھتے جاؤ

ہماری لختِ دل آنکھون مین آکر انسے کہتے ہین
بہت سے اور ہین لعلِ بدخشان دیکھتے جاؤ

ہوئی صبح شب وصلت ٹھہر جاؤ کوئی لحظہ
کرینگے چاک اب ہم بھی گریبان دیکھتے جاؤ

جنون مین چشم بنکر آبلے تلوون سے کہتے ہین
ذرا کیفیت و سیر بیابان دیکھتے جاؤ

شب وصل آتے ہی نہی لگین آئینہ مین زلفین
نکالا پھر وہی جنجال انجھنان دیکھتے جاؤ

دم تزئین یہ اُلٹے جوہر آئینہ کہتے ہین
بڑہاؤ آبرو میری جو دندان دیکھتے جاؤ

لڑا کر غیر سے آنکھیں مرا خوش چشم کہتا ہے
دکھائے گردشین جو چرخ گردان دیکھتے جاؤ

بدن پر داغ سودا چشم بنکر مجھسے کہتا ہے
تماشا رہگذر کا حسن طفلان دیکھتے جاؤ

کیا ہے لعل کو ہمسر لب رنگین جانان سے
تم اپنی شوخیان اہل بدخشان دیکھتے جاؤ

مرا دل آرزو و حسرت مردہ کا مدفن ہے
ادہر آؤ ذرا گور غریبان دیکھتے جاؤ

رقیبون سے مخاطب اسقدر رہتے ہو محفل مین
گنہگارون کو بھی مڑ مڑ کے جانان دیکھتے جاؤ

بلایا پھر رقیبون کو اشارہ کر کے مژگان کا
لگاتے ہو دل عاشق پہ چھریان دیکھتے جاؤ

نقاب رخ اُلٹ کر حسن جانان سے صدا آیا
خریدارو چلو سیب زنخدان دیکھتے جاؤ

سیاہی اور سفیدی چشم کی ہر وقت کہتی ہے
دورنگی اپنی اے گبر و مسلمان دیکھتے جاؤ

اشارہ وقت پیری ہے یہی قد خمیدہ کا
مقام قبر بالائے زمین ہان دیکھتے جاؤ

دم جامہ دری مین شاعر و اشعار کہتا ہون
ہر اک مصرع مرا دست و گریبان دیکھتے جاؤ

مری زنجیر کہتی ہے جنون طرفہ تماشا ہے
ہمہ تن اسلیے ہون چشم زندان دیکھتے جاؤ

نکل کر گھر سے شوق دید مین آئینہ کہتا ہے
ہوے جوش جنون مین ہم بھی عریان دیکھتے جاؤ

عدم کے جانیوالون سے اجل کہتی ہے دنیا مین
یہ دلچسپ اک سرا ہے رہ کے مہمان دیکھتے جاؤ

شب قدر انکے گیسو کی دکھا کر رخ کو کہتی ہے
دعا مین عاشقو مانگو یہ قرآن دیکھتے جاؤ

ترا دیوانہ ہے مشہور ایسا حسن مینی مین
بلاتے ہین کھلونے والے پریان دیکھتے جاؤ

مہ نو کا ہر اک سے اے لطافت یہ اشارہ ہے
فلک کھینچے ہوے ہے تیغ عریان دیکھتے جاؤ

مژدہ دیتی ہی صبا آکے یہ میخوارون کو ۔ فصل گل آئی چلو ہوتے گلزارون کو

خط سے کیا حسن ملا یار کے رخسارون کو ۔ لطف نے گھیر لیا سبزہ نے گلزارون کو

آج بازار مین آیا ہی وہ رشکِ یوسف ۔ حسن سے کہدو کہ لے آئے خریدارون کو

برہمن حسن خداداد کی عاشق ہوکر ۔ کلمہ پڑھتے ہین ترا توڑکے زنارون کو

صدمہ ہجر مین مرتے ہین تو جی جاتے ہین ۔ موت ہے مثلِ مسیحا ترے بیمارون کو

آنکھین اسطرح سے جلتی ہین ترے گریہ کی ۔ جیسے پانی مین بجھائے کوئی انگارون کو

سنکے تعریف ان آنکھونکی کہا نرگس نے ۔ واہ کیا چشم نمائی ہوئی بیمارون کو

پاؤن کے آبلون کی خوب ہی رکھی ہے بجل ۔ تر زبان ہمنے بیابان مین کیا خارون کو

یون مکدر دلِ عاشق مین ہین داغِ فرقت ۔ راکھہ مین جیسے دبائے کوئی انگارون کو

ناتوان ہجر مین اسدرجہ ہوا ہون اب تو ۔ توڑ سکتا نہین مین آنسوؤن کے تارون کو

سر پہ ہی آبلۂ پا کی بنھائی دستار ۔ خلعتِ سرخ لہو کا جو دیا خارون کو

جوشِ سودا سے بیابان مین قضا کی افسوس ۔ میرے مرنے کی خبر بھی نہوئی یارون کو

چمن دہر نے ہے سبکو بدون سے کھٹکا ۔ نہ چنا باغ مین گلچین نے کبھی خارون کو

نکہتِ گل سی قفس مین ہے عنادل کہتے ۔ شاد کر آکے کسی روز گرفتارون کو

عشق مژگان کا ہوا تھا نہین کیا ای قاتل ۔ تیر باران جو کیا اپنے گنہگارون کو

آتشِ گل پہ بہار آئی ہی بھڑکی ایکبارگی ۔ کردیا مات گلِ سرخ نے انگارون کو

دوش پر لے گئے تا قبر جنازہ افسوس ۔ مجھپہ احسان ہوا تکلیف ہوئی یارون کو

گل کو نظر و نپہ چڑھائے نہ کبھی پھر بلبل ۔ آکے سونگھے جو ترے اُترے ہوے ہارون کو

قتل کرکے کسے بشاش ہین یہ اسے قاتل ۔ خندہ لب دیکھتے ابتک ہین جو سوفارون کو

پائے پر آبلہ صحرا مین سرون پر رکھے ۔ میری تعظیم جو منظور ہوئی خارون کو

گردشِ چشم سے ابرو ہین ترے برق بنے ۔ تیز یہ سنگِ فسان کرتی ہے تلوارون کو

عشق ابروی حسینان ہے دل شیدا ہین — ہمنے اک میان مین دیکھا کئی تلوارون کو

مختلف قافیہ تو نظم **لطافت** سے ہوے
اب سنائے نئے عنوان سے منقارون کو

کباب پاتی ہین جو گرم آپ کی رفتارونکو — آگ کھاتے ہین مزا ملتا ہے منقارون کو
بلبلین نام تو لیتی ہین ہمارے گل کا — پہلے پھولون مین بسالین کہو منقارونکو
دست صناع کو بھی تھا عشق عنادل کا خیال — صورت غنچہ بنایا ہے جو منقارون کو
شام سے چیختی ہین مرغ سحر وصل کی شب — لطف ہو موت کرے بند جو منقارون کو
بلبلین گل کے لیے سوکھہ کے کانٹا ہوئین — کردیا خار خزان آتے ہی منقارون کو
تن لاغر مرا تنکا سا چمن مین پاکر — بلبلین دوڑتی ہین کھول کے منقارونکو
مانتے ہم تری تاثیر جب اے فصل بہار — سبز کردیتے عنادل کی جو منقارون کو
استخوان کھاتی ہین مجہہ سوختہ تن کی ناحق — کیون جلاتی ہی ہما مفت مین منقارون کو
بلبلین سمجہین گی کیا اُنسے نہین منہ ایسا — دیکہہ لین آئینۂ آب مین منقارون کو
بلبلین کہتی ہین کچھ راز دل اپنا شاید — گوش ہر گل سے ملائے ہین جو منقارون کو
فصل گل باغ سے کیا جلد گئی ہے ابکی — بلبلین کھولنے پائین بھی نہ منقارون کو
بلبلو تا خون کی شمعو نپہ ہین گل کے شعلے — تم بھی گلگیر صفت کھول دو منقارون کو
بلبلین چیختی ہین باغ مین سوتا ہی وہ یار — رگ گل لے کے کوئی باندہ دے منقارونکو

بلبل طبع **لطافت** نہ کر اب گل ریزی
کرچکا نظم بہت طرح سے منقارون کو

بللّٰہ الحمد اولو العزم ہین دلبر گیسو — لائے ہین مصحف خط بنکے پیمبر گیسو
ساتھہ سوتا ہے وہ گل جبکہ بنا کر گیسو — تختۂ سنبل کا بنادیتے ہین بستر گیسو
خوف آتا ہی بہت رکھتے ہین گھونگھر گیسو — الجھین مشاطہ نہ آئینہ کے جوہر گیسو

پاؤن مین یار کے مہندی ہے تو سر پر گیسو
آتش رنگ حنا سے نکلا ہی دھوان بنکر گیسو

ہاتھ دُکھنے لگے اُنکے جو بنا کر گیسو
پاؤن پڑنے کے لیے بڑھ گیا بڑھکر گیسو

بل کی لیتے ہین اُلجھ پڑتے ہین اکثر گیسو
چڑھ گئے ہین بہت اس حور کے سر پر گیسو

زندگی مین نظر آئے ترے دلبر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بڑھکر گیسو

حورین کستی ہین ترے پا کے معطر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بڑھکر گیسو

رات کو یار نے بالون پہ ہی افشان چھڑکی
شب یلدا کی طرح رکھتے ہین اختر گیسو

زلف جانان کی ہین پیچیدہ مضامین خط مین
بدلے چوٹی کے نکالے گا کبوتر گیسو

بال کھولے جو وہ گل فاتحہ پڑھنے آیا
قبر عاشق پہ بنی پھولون کی چادر گیسو

قطعہ

حسن کا دونون کو دعوی ہی لڑائی ہے ٹھنی
بحث آپس مین ہی کرتے رخ دلبر گیسو

روے زیبا کی طرف فوج لگا ہو نکلی ہے
ساتھ لائے دل عشاق کا لشکر گیسو

سیر ظلمات کی خواہش نہ سر مور رہتی ہے
دیکھتا گر مرے دلبر کے سکندر گیسو

فرصت وصل اُنھین آئنہ شانہ سے نہین
سارے دن مین نظر رخ ہی تو شب بھر گیسو

جوبن اودھر چلتا ہی جب بال بناتے ہین وہ
طائر حسن کے بنجاتے ہین شہپر گیسو

پھنس گیا دام مین پاس اُنکے جو خط لیکے گیا
پھندے بالون کے بنے بہر کبوتر گیسو

داغ دینا دل عاشق کو جو ہوتا ہے پسند
بُندے یاقوت کے کر دیتے ہین اخگر گیسو

ربط دل نے مرے صد شکر دکھائی تاثیر
سر چڑھا اُنکے دھوان آہ کا بنکر گیسو

کاکل و زلف سے بال اُنکے جو بیچ رہتے ہین
کنگھی کر دیتی ہے مشاطہ بنا کر گیسو

کشتیان ابروے جانان کی تلاطم سے بچین
بنگئے حسن کے دریا مین جو لنگر گیسو

کھینچکر آہ ترے حسن کو ہم دیکھتے ہین
روے روشن سے ہٹا دیگی یہ صرصر گیسو

کس شہید ستم و ظلم کا غم ہے قاتل
جوہرون کے ہین جو کھولے ہوے خنجر گیسو

دیکھ کر جلوہ جو اُس رخ کا غش آ جاتا ہے
لخلخہ محب کو سونگھا دیتے ہین بڑھکر گیسو

مرا دل چھین کر وہ پوچھتے ہین کیون تڑپتے ہو
کیا ہے حسن نے تعلیم اس طرفہ تجاہل کو

نگاہون پر چڑھا کا ہی گرا مین اونکی نظرون سے
بہت جھیلی ہوے ہون اس ترقی اس تنزل کو

تری چاہِ ذقن کے معجزے جان بخش ہوتے ہین
فسونگر بھول جائین کیون نہ سحرِ چاہِ بابل کو

گذرگاہِ نگاہِ عاشقان صانع نے ٹھہرائی
جگہہ آنکھون پہ دی ہے ابروے دلدار کے پل کو

شبِ وصل اسنے پوچھا شام ہی سے رات کتنی ہے
کوئی دیکھے تو عیاری کو شوخی کو تجاہل کو

جنون کا داغ سر پر تاج تن پر ریگ کا خلعت
کدھر ہے قیس دیکھے دشت مین میرے تجمل کو

ترا انکار کرنا ذبح کرتا ہے ارے ساقی
رگِ گردن سے میرے باندہ اپنے شیشۂ مل کو

نکالی روح عزرائیل نے تن سے جوانی مین
چمن سے پیچلا چھیا و فصلِ گل مین بلبل کو

نگاہین مٹھی مٹھی بزم مین پڑتی ہین ایساقی
پئے جاتے ہین آنکھون مین شرابی ساغرِ مل کو

شکار اسنے کیا جو مرغِ مضمون سامنے آیا
قلم سے میرے کچھ نسبت نہین شاہین کی چنگل کو

کہین گے حشر کو عاشق ابھی تربت مین سوتے ہین
ہوے بیچین سُنکر صور اسرافیل کے غل کو

غریقِ بحرِ عصیان مر کے واماندون سے کہتے ہین
سمجھ کر طے کرو دنیاے ناہموار کے پل کو

ہوئی ہے شرطِ حسن و عشق مین طرفہ تماشا ہے
بڑھاتے ہم ہین دودِ آہ کو وہ اپنی کاکل کو

کبھی گہوارہ مسکن تھا زمین مین گاہ مدفن تھا
جہان مین آئے تھے ہم اس ترقی اس تنزل کو

کمان کی پشت ہے سمتِ عدو لیکن ہے تیر افگن
خطا ہے جانتا بیکار دشمن کے تغافل کو

ہوا کیسی چلی ہے عجب کے گلزار عالم مین
کہ ہر غنچے نے مٹھی مین دبایا ہے زرِ گل کو

دوئی معشوق و عاشق سے اٹھی بس ایک تھے جتنا
ملی مانند غنچہ اسلیے منقار بلبل کو

کنارے گور کے پہنچے اگر ہے شہادت ہے
ارے سفاک طے کرکے تری تلوار کے پل کو

دو عملے مین پھنسا ہون ہاے مین کسکا کہا مانون
بڑھاتے ہین طمع کو حاجتین غیرت توکل کو

شرابِ حوضِ کوثر کا فقط خواہان لطافت سے
لگانے گا نہ منہ اس تلخ و بدبو بدمزہ مل کو

نہ چھوڑا غم نے مجکو آشنا گر ہو تو ایسا ہو
جو مونس ہو تو ایسا ہو جو یاور ہو تو ایسا ہو

بنی دلجو نبی کا مہ لقا گر ہو تو ایسا ہو
خضر سے چھین لے دل کو جو دلبر ہو تو ایسا ہو

لحد مین پاؤن پھیلائے عجب راحت سے سوتے ہین
نہ نکلے مر کے انسان حشر تک گھر ہو تو ایسا ہو

مری تقدیر کی کھا کر قسم عشاق کہتے ہین
کیا معشوق کو عاشق مقدر ہو تو ایسا ہو

سنا کر حال دل اپنا رجوع اسکو کیا ہمنے
جو جادو ہو تو ایسا ہو جو منتر ہو تو ایسا ہو

کیے ناقوس نے ہر چند نالے دیر مین لیکن
نہ پگھلا ان بتون کا دل جو پتھر ہو تو ایسا ہو

نسیب فرقت صدائے پاسبان تکبیر مین سمجھا
اذان کا اشتیاق اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

کیا منہ پھیر کر قاتل نے مجکو ذبح خنجر سے
دم آخر بھی برگشتہ مقدر ہو تو ایسا ہو

پلائی دل لگا کر مجکو حلقو سے شراب آہنی
جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

در مضمون ترے دندان کا ہے دلمین نہان ہیچ
صدف گر ہو تو ایسی ہو جو گوہر ہو تو ایسا ہو

بنا مسجود خلق اللہ سنگ آستان تیرا
بتون نے بھی کیا سجدہ جو پتھر ہو تو ایسا ہو

نہ وقت ذبح بھی منہ سے کہی تکبیر او قاتل
غرور و کفر و کبر اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

مری اوسکی محبت دیکھکر اغیار کہتے ہین
جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

کسی گل کے ہین عاشق دل شگفتہ ہو تہ تربت
ہماری قبر پر پھولون کی چادر ہو تو ایسا ہو

جگہہ اب فضل خالق سے ہی اس دلدار کی دل مین
اگر ہم خانمان برباد کا گھر ہو تو ایسا ہو

ہوا ہین ذبح ابرو کا اشارہ جب کیا تمنے
چھری گر ہو تو ایسی ہو جو خنجر ہو تو ایسا ہو

مژہ نے اسکے چبھ کر دلمین یہ تاثیر دکھلائی
ہوا سودا ہمارا تیز نشتر ہو تو ایسا ہو

بلاگردان پریرو پر ہما خط دیکے عاشق کا
پھڑکنے کی یہ باتین ہین کبوتر ہو تو ایسا ہو

لطافت کا دکھا کر حال وہ غیرون سے کہتے ہین
مقام رشک ہے عاشق جو ہمسر ہو تو ایسا ہو

آرزو تھی صید ہونے کی تری نخچیر کو
قسمین دے دے کے لہو کی ہی بلا یا تیر کو

قتل کا مژدہ دیا جب عاشقِ دلگیر کو
توڑ کر کھتے ہین قلبِ عاشقِ دلگیر کو
دو اجازت بوسہ لینے کی مجھہ دلگیر کو
جذبِ دل آہن ربا سے چھین کر تا تیر کو
تازہ سی بولے وہ بسمل دیکھ کر نخچیر کو
دیکھنے آتے ہین تیر انداز مجھہ نخچیر کو
نوجوانو چاہیے سمجھو غنیمت پیر کو
چشمِ عاشق پر نہین ہوچہ مژگانکی صفین
نوجوانو موت مجھہ موقوف پیری پر نہین
چھدکے میرا دل نکل آیا تو قاتل نے کہا
نوجوانو اپنے قدِ راست پر نازان نہو
دل کو لیکر ناتوانی مین لبون تک آئی آہ
آہ سنتے ہی نگاہِ تیز سے دیکھا مجھے
نیچی نیچی اونکی نظرون کا اشارہ ہے یہی
وہ اگر پوچھے گیا کیونکر دلِ عاشق سے صبر
پوچھتے کیا ہو جوانی کے گذر جانیکا حال
سخت جانی سے مرے ہے بدگمانی اسقدر
صید گہہ مین قاتل و مقتول دونون ہین خجل
لین بلائین کسنے مژگان کی نکالو سب کے نام
صید ہوکر مین تمھاری رعب سے تڑپا نہین
چشمِ قاتل مین ستم ہے سرمہ و دنبالہ دار

نامہ بر شوخی سے قاتل نے بنایا تیر کو
آشیان در کار تھا مدت سے مرغِ تیر کو
گر سکھاتے ہو لبِ معشوق ہونا تیر کو
کھینچ لانا تیر کیجانب سے اونکے تیر کو
توڑے گا دم کے دھوکے سے نہ میرے تیر کو
خوف ہے پہنچے نہ چشمِ زخم اونکے تیر کو
ہے کمان کی وجہ سے قوت زیادہ تیر کو
دی ہے آنکھوں نے جگہہ قاتل کے ہر اک تیر کو
دوڑتے آگے کمان سے دیکھتے ہین تیر کو
مِل گیا لو اور اک پیکان ہمارے تیر کو
ایکدن پیری بنائیگی کمان اس تیر کو
مِل گیا سوفار و پیکان دیکھنا اِس تیر کو
تیر پر روکا مری ابرو کمان نے تیر کو
ہان جبھی جانین کہ دل پر دیجیو اس تیر کو
چھوڑ کر قاصد دکھا دینا کمان سے تیر کو
چھوٹتے دیکھا کمانِ سخت سے ہے تیر کو
یار نے کہہ کر خدا حافظ ہے چھوڑا تیر کو
ہم ہین اپنی جان کو روتے وہ اپنے تیر کو
ہاتھہ عاشق کا پکڑ لے حکم ہو گر تیر کو
پوچھ لو دو حسن گویائی زبانِ تیر کو
دیکھ لو گوشے سے چلتے اس کمان مین تیر کو

ہی لطافت کیسی تکلیف اور راحت بڑھ گئی
جانتا ہون جان تازہ دل مین اوسکے تیر کو

غیر پر نشانہ کیجے آپ اپنے تیر کو
مانگ لیجے مجھسے آکر آہ بے تاثیر کو

چھان کر خاک ای مصور حسن یوسف ڈھونڈلا
چاہیے گر دہ مرے محبوب کی تصویر کو

بے ثباتی کہہ رہی ہی سبکو دکھلا کر حباب
غافلو دیکھو تم اپنی زیست کی تصویر کو

گھر بنانے کا یہان موجد کوئی دیوانہ ہی
دیکھ لو ہر ایک در پر غافلو زنجیر کو

گر لپٹ کر خواب مین عارض کے بوسے لیے
آپ منصف ہین سزا دیجے مری تصویر کو

دشت کو جاتا ہون مین دیوانہ زندانی نہین ہے علی
پاؤن پڑتی ہی مرے الفت ہی کیا زنجیر کو

ردیف ہاے ہوز

ہین قرین سیندور کے ٹیکے سے وہ ابرو سیاہ
یا مرے دل کے لیے لڑتے ہین دو بچھو سیاہ

عکس عارض سے ہوے ہین دیدۂ مہرو سیاہ
تھی جو نازک چاندنی مین ہوگئے آہو سیاہ

حُسن دیتا ہی رُخ پر خال اے مہرو سیاہ
سرمہ دیکر جب نکلتا ہی ترا آنسو سیاہ

یاد کرتا ہی بتون کے ابرو و گیسو سیاہ
نامۂ اعمال کیون کرتا ہی اے دل تو سیاہ

ہی عجب پُر نور ہر خالِ رخ مہرو سیاہ
جسکے آگے ہی زحل گردون پہ اک جگنو سیاہ

ہین مقابل ابروے قاتل سے جو آفاق مین
زہر رکھتے ہین سوا اسوجہ سے بچھو سیاہ

دودِ آہِ دل ہمارا روزِ فرقت ہی بلند
عارضِ خورشید پر بنجائے گا گیسو سیاہ

دودِ آہِ دل نے عاشق کے دکھایا ہی یہ رنگ
بخت تیرہ کی طرح سے ہی سدا پہلو سیاہ

صحبت بد کا نہین آتا شگفتہ دلمین رنگ
ہوگئی تاثیر شب سے کب گلِ شبو سیاہ

تیرہ بختون نے جو برسون آکے سر ٹکرائے ہین
ہوگیا ہی تیرے دروازے کا ہر بازو سیاہ

روز اول وصف کسکی چشم کا لکھا گیا
ہین دواتین جو مثالِ دیدۂ آہو سیاہ

تیرہ بختی الفتِ گیسو مین ہی حد سے بڑھی
کیا عجب میرے چمن مین ہون گل شبّو سیاہ

جسکو خطِ سبز دہوکے سے ہین عاشق جانتے
زہر کالے کا اوگلتے ہین ترے گیسو سیاہ

یار کو خط لکھکے رویا تیرہ بختی پر جو مین
بنگئے حرفونپہ نقطے جابجا آنسو سیاہ

برہنہ ہوکر نہ زلفین کھولیے خلوت مین آپ
ہو بنجائے عکس سے آئینۂ زانو سیاہ

نقص ہوگا ماہِ کامل مین لگاتے ہو گہن
چاند سے منہ پر ہے منہ رکہتا رقیبِ روسیاہ

دلمین الفت درہم و دینار کی ہرگز نرکھ
دیکھہ لے کیسہ کو کردیتے ہین یہ بدخو سیاہ

سو رہے تھی لپٹی اس خورشید سی ہم صبحِ وصل
قہر ہے آیا اندہیرے منہ رقیبِ روسیاہ

زلف ساقی کے جو پھندے دیکھہ کر پی لی شراب
میکدے مین غیر کے منہ کو کرے اچھو سیاہ

غیر اپنے ہاتھہ سے تمکو پلاتا ہے شراب
چاند سے منہ کے قرین لاؤ نہ یہ چلو سیاہ

تیرہ بختون کا فلک چاہیگا جب اوج و عروج
بعد مردن ہونگے پیدا خاک سی جگنو سیاہ

حسن روئے یار ہی نیرنگ دکھلاتا عجیب
سرخ عارض سبز خط دندان سفید ابرو سیاہ

یکزبان یہ حرف کہتے آئے ہین اہلِ سواد
دو زبانین جسکی ہین مثلِ قلم ہے روسیاہ

بال کھلائے بچاؤ بام پر ایجانِ جان
آندہیان لائینگے کالی نہ یہ گیسو سیاہ

قتل کرنا روکنا میرا نیا لایا ہے رنگ
سرخرو شمشیرِ قاتل کی سپر ہے روسیاہ

شاہدِ مضمون کا ہرجا حسن دونا ہوگیا
بنگئے مصرع مرے دیوان کے گیسو سیاہ

ہاے پروانون کو تھا شب بھر جلایا بیقصور
صبح ہوتے ہی ہوئی کیا شمعِ محفل روسیاہ

عارضِ جانان سکندر ہین تو خطِ سبز خضر
چشمۂ حیوان وہین ظلمات ہین گیسو سیاہ

بہرِ نفعِ غیر رسوا آدمی اتنا تو ہو
نام کر دیتی ہے روشن مہر ہوکر رو سیاہ

ظلم سے مہر و مہِ زہرا ہوے پیوندِ خاک
اے لطافت ہی نظر مین یہ جہان ہرسو سیاہ

اوس رخِ شفاف کے آگے جو آتے آئنہ
کیا عجب حیران ہوکر منہ کی کہائے آئنہ

پہلے ایسے غمزہ و انداز و ناز انمین نتھے
اور کون آکر سکہاتا ہے سواے آئنہ

ہاتھ سے گرکر جو ٹوٹا ہی مکدر کیون ہو تم
یہ دل شفاف حاضر ہے بجاے آئنہ

وقت زینت غیض آتا ہے جو اس سفاک کو
سامنے جاتا نہین کوئی سواے آئنہ

عاشقو بوجہ زنگ آلود یہ رہتا نہین
اونکے خط سبز پر ہے زہر کھاے آئنہ

آجکل جو شوق آرائش کا اس کمسن کو ہے
ہی نرالی ہٹ سکندر لے کے آئے آئنہ

دیکھنے والا ہو نمین انکے رخ شفاف کا
میری نظرو نمین بھلا کیونکر سماے آئنہ

بعد آرائش کرینگے قتل وہ عشاق کو
سامنے تلوار رکھی ہے بجاے آئنہ

صاف اگر پوچھو تو اس چہرے کا آگے کچھ نہین
نازکی گل چھپاے مہ صفاے آئنہ

آتی ہی پیہم لب گور سکندر سے صدا
قبر پر پتھر کی جا کوئی لگاے آئنہ

ہم سے پوچھو اسطرح پھیکو جو بیدرد ہے تم
یہ دل نازک تو کیا ہے ٹوٹ جاے آئنہ

عاشقو نکلا نہین خط اس رخ شفاف پر
دیکھو آئینہ پہ لکھی ہی ثناے آئنہ

شاہد گل دیکھتے ہین باغ مین ہر صبحدم
نہر کا شفاف پانی ہے بجاے آئنہ

ذرے افشان کے ہین جیسے اوس جبین صاف پر
ایسے دو چار اپنے بھی جوہر دکھاے آئنہ

بولے وہ اپنا رخ شفاف دکھلا کر مجھے
آئنہ گر سے کہو ایسا بناے آئنہ

اے لطافت جب نظر آتا ہے گردون پہ ہلال
دیکھتا ہون نقش پا اونکا بجاے آئنہ

گر دیکھہ پائین اوس صنم دلربا کے ہاتھ
نکلین حسین جہان کے بغل مین چھپا کے ہاتھ

اے شاہ حسن سمجھون مین اکسیر سے سوا
آجاے خاک پا جو تری مجھہ گدا کے ہاتھ

پایا جو مینے بل کبھی ابروے یار مین
جان حزین پہ پڑ گئی تیغ قضا کے ہاتھ

مینے بلائین لین جو بھوونکی تو کیا ہوا
کر اتنی بات پر نہ قلم کیجیے خطا کے ہاتھ

ہمسر ہوا جو گل رخ رنگین یار سے
گلچین نے مارا منہ پہ طپانچہ بڑہا کے ہاتھ

کب ہاتھ مین لکیرین ہین اس شوخ کے دلا
باندھے ہین ریسمان سے یہ دزدِ حنا کے ہاتھ

عاشق سمجھ گئے کہ اشارہ ہے قتل کا
اُس شوخ نے دکھائے جو مہندی لگا کے ہاتھ

کیا رنگ ہے حنا کا جما باغ دہر مین
پابند اِسکے رہتے ہین ہر دلربا کے ہاتھ

لی ہین بلائین آپ کی محفل مین غیر نے
لازم ہے قطع کیجے اسی بیحیا کے ہاتھ

پیچھے قدم ہٹے ہین جو مقتل مین غیر کے
تیغِ دو دم کا وار لگاوے بڑھا کے ہاتھ

قاصد نے میرا نامہ و پیغام جب دیا
سنتا ہون اوسنے قطع زبان کی جلا کے ہاتھ

تنکے فراقِ یار مین چنتا ہون رات دن
اللہ نے دیے ہین مجھے کہربا کے ہاتھ

صحبت ہے غیر جنس کی وحشت مین ناپسند
کرتے ہین ٹکڑے جوشِ جنون مین قبا کے ہاتھ

اُس شاہ حسن کا ہے دماغ آسمان پر
بھیجون گا اپنے شوق کا نامہ ہما کے ہاتھ

لیجائے کوے یار مین یا جانبِ چمن
عزت سے اپنی خاک کی بادِ صبا کے ہاتھ

پھولی شفق زمین پہ مانند آسمان
دھو لی جو میرے شوخ نے مہندی چھڑا کے ہاتھ

دستِ خدا کے عشق مین ثابت رہین قدم
کر یہ دعا خدا سے لطافت اوٹھا کے ہاتھ

ردیف یائے تحتانیہ

گل کھلے بادہ فروشون کی صدا بھی آئی
میکشو مژدہ بہار آئی گھٹا بھی آئی

سر جھکا کھینچ کے تری تیغ جفا بھی آئی
ہم تو مرجانے پہ راضی تھے قضا بھی آئی

ہائے ان دونون نے کیا وصل سے محروم رکھا
قہر ہے نیند کے ساتھ اُنکو حیا بھی آئی

میری قاتل کی یہ تاکید ہے دربانون پر
سر اوڑا دو نگاہون سے جو ہوا بھی آئی

یان تکلم ہے نہ دیدار مگر غش ہین ہم
دیکھی موسیٰ نے تجلی بھی صدا بھی آئی

دل لگا تا چمنِ دہر مین کیا اے بلبل
یان کسی گل سے مجھے بوے وفا بھی آئی

جمع حجاج ہوے دھوم ہوئی کعبہ کی
مین جو اُس در پہ گیا خلق خدا بھی آئی

دل جلایا جو بتون نے ہوئین آہین پیدا
جب لگی آگ مرے گھر مین ہوا بھی آئی

نہین پامال فقط مین قدم جانان کا
پھر پابوس ہوئی پس مین پس کے حنا بھی آئی

دن کٹے عمر کے اب قبر ہے اور تاریکی
لے مسافر ہوئی شام اور سرا بھی آئی

آہ کہتی ترے مظلوم کی ہے نالون سے
تھم تو لب تک گئی مین عرش ہلا بھی آئی

درد سر ہمکو ملا رنگ انھین صندل سا
عارضہ جب کوئی آیا تو دوا بھی آئی

دل نے شب بھر ہی کہہ کہہ کے مجھے بہلایا
لو وہ خود آتے ہے وہ چھپا گل کی صدا بھی آئی

انکی کنگھی نے شب وصل کہا حسن ہے لب
تم بگڑتے رہے مین زلف بنا بھی آئی

بلبلے دیکھہ کے صیاد مرا کہتا ہے
دیکھنا دام مین پانی کی ہوا بھی آئی

دلربائی مین ہین مشاق وہ ہوتے جاتے
ناز کیا کم تھی ہوا قہر ادا بھی آئی

ہوگیا خلق مین مشہور جمال یوسف
چھاؤن جب آپکے جوبن کی ذرا بھی آئی

کم لیاقت کی تعلی ہے ہلاکت کا سبب
پر کسی چونٹی کے نکلے تو قضا بھی آئی

چار دشمن جو ہوے جمع بنی شکل بشر
خاک بھی آگ بھی پانی بھی ہوا بھی آئی

ہنسکے وہ کہتے ہین کیون ہجر کا ہے گلا
کہین مجھہ تک ترے نالون کی صدا بھی آئی

حسن جین رنج پسند الفت سیہ مین ہے
ہم پری سمجھے اگر سر پہ بلا بھی آئی

کیا اسی یار کی تقلید ہوئی ہجر کی شب
کثرت ناز و ادا سے نہ قضا بھی آئی

یا خدا ہے ترے بندے کو بہت شرم سوال
تو ہے معبود تو لب تک ہے دعا بھی آئی

رات بھر انکو یہ تھا عاشق گستاخ کا ڈر
چونک اٹھے خوف سے گر نیند ذرا بھی آئی

لاکھہ روٹھی ہوئی لیلی تھی منا لینا تھا
بات بگڑی تجھے اے قیس بنا بھی آئی

دشمن اعدا کا لطافت ہے اللہ کا دوست
ایک ہی دلمین عداوت ہے ولا بھی آئی

شگفتہ وصل سے دل ہو تو آرزو نکلے ۔ نسیم لطف سے غنچہ کھلے تو بو نکلے
بدن سے روح اگر انکے روبرو نکلے ۔ نتیجہ ہو ہرا انجام آرزو نکلے
گھڑون سی عید کو یونتو ہین خوبرو نکلے ۔ گلے سے یار جو لپٹے تو آرزو نکلے
پھنسا دیا مجھے پھندے مین عشق کی ایذا ۔ خدا کرے کہین پہلو سے میرے تو نکلے
خیال یار کی آمد ہے بدگمان ہمین ۔ کوئی نہ دل شیدا سے آرزو نکلے
دکھا کے حسن پھنسایا مرا دل شیدا ۔ یہ دونون دیدۂ مشتاق دو عدو نکلے
دل حزین سے محبت مین تنگ آئے ہین ۔ ہمارے سینہ سے یہ لے کے آرزو نکلے
کھلا یہ ہمپہ کہ دنیا مقام ہے نازک ۔ گرہ مین لے کے گھر اپنی آبرو نکلے
گلے لگا کے بتون کو خجل ہین حشر کے دن ۔ لحد سے عرق پسینے مین تا گلو نکلے
خیال زلف ہے دلمین مگر بسا ہے دماغ ۔ عجب ہے مشک ہو نافے مین اور بو نکلے
جگر کہین ہے کہین دل کہین مری آنکھین ۔ یہ چار تھے مرے ہمدرد چار سو نکلے
وہ پھر وصل جو آئین تو مین ہون شادی مرگ ۔ ادھر مری تو ادھر انکی آرزو نکلے
شگفتہ دل ہین نہ روکے سے باغبان کے رکے ۔ بہار بنکے گئے باغ مثل بو نکلے
ثواب جان کے پیر مغان ہمین دینا ۔ زکوۃ میکدہ کوئی اگر سبو نکلے
وہ آج گھر سے چلے یون مری عیادت کو ۔ کہ جس طرح دل عاشق سے آرزو نکلے
صبیح رنگ جو قاتل کا عکس افگن ہو ۔ سفید ہو کے ہر اک زخم سے لہو نکلے
پھنسا کے عشق مین برباد کر دیا مجکو ۔ دل و جگر مرے پہلو مین دو عدو نکلے
جو نکلے متصل آنسو دعا یہ رشک کی ۔ خدا کرے یونہین دل کی ہر آرزو نکلے
اجل نے آکے پریشان کیا عناصر کو ۔ بہم یہ چار مسافر تھے چار سو نکلے
ہوئی نہ تار کی حاجت مرے گریبان مین ۔ یہ اشک دیدۂ سوزن دم رفو نکلے
وہ مست ہون در میخانہ پر اگر پہنچا ۔ تو ہاتھون ہاتھ مجھے لینے کو سبو نکلے

نشانہ ہونگی ایسی ہی میرے دلکو ہوس
جو تیر آئے ترا لیکے آرزو نکلے

لکہین جو ہم دلِ خون گشتہ کا اُنھین احوال
دوات سے بھی سیاہی کی جا لہو نکلے

پیام یار کو اسطرح نامہ بر دینا
کہ بات بات مین ارمان ہو آرزو نکلے

تمھارے کعبۂ ابرو مین ہم کرین سجدے
جو آبِ چاہِ ذقن سے پئے وضو نکلے

بنا کے باغ نہ شدّاد سیر دیکھ سکا
خدا ہی چاہے تو بندہ کی آرزو نکلے

جو بجھ کے شمع چلی بزم یار سے تو کہا
کہ سرخرو تو ہم آئے سیاہ رو نکلے

وہ ہم ہین سجر شہادت کے پیرنے والے
جو آبِ تیغ کی لین تھاہ تا گلو نکلے

فرشتے سونگھ کے محظوظ ہوے لطافت ہون
لحد مین دل سے جو عشقِ علی کی بو نکلے

ہم سے ساتی تھے سدا یاد مین مقتول پڑے
آج کیا تھا کدھر آپ آئے کہان بھول پڑے

گڑ گیا شرم سے مین اسنے جو غیر دلمین کہا
ایسے مرنے پہ تری خاک پڑے دھول پڑے

سرفروشی کو ہین بازار محبت مین چلے
دل بھی دین گر تری سرکار مین محصول پڑے

اے پری بزم مین لیتی ہین بلائین تری غیر
ایسا اک وار لگا ہاتھ ابھی جھول پڑے

یاد دندان مین جو رویا تو وہ ہنسکر بولے
نہین آنسو ترے ہین موتیئے کے پھول پڑے

یار سے وصل کا وعدہ تھا قضا غیر نے کی
خار دینے کو اسی روز تو ہین پھول پڑے

نوجوانی مین مرا خرمن دل ہے طیار
لی اوڑی آتشِ الفت کا جو اک بھول پڑے

بوسے گن گن کے وہ دیتے ہین مین جا کرتا ہون
لیکے ہر بار مکر جاؤن اگر بھول پڑے

ہائے کیا قہر ہین میرے لیے صبحِ شبِ وصل
شکنین فرش کی مرجھائے ہوئے پھول پڑے

کشتہ چشم گل اندام لطافت جو تھا
قبر پر نرگس شہلا کے ہین کچھ پھول پڑے

مرے پر بھی ہمارا ظاہر و باطن برابر ہے
لحد مین داغ دل ہین قبر پر پھولونکی چادر ہے

ترقی پر نہایت شعلۂ رخسار دلبر ہے
کہ جوہر سنگ کی چنگاریاں آئینہ مجمر ہے

گلستان مین عجب سامان مستونکی لحد پر ہے
جھنی ہے دھوپ سایہ تاک کا پھولونکی چادر ہے

زرا گلگیر کو دیکھو گنہ سے عذر بدتر ہے
کہ خود ہی سر سے کاٹا اور پائے شمع پر سر ہے

بہار تازہ عکس عارض رنگین دلبر ہے
دم تزئین سراسر آئینہ پھولونکی چادر ہے

وہ قاتل ذبح کرکے میرے قاصد کو یہ کہتا ہے
جواب نامہ لکھنے کو ردا خون کبوتر ہے

زوال آیا تو ساری سرکشی ہی خاک اے منعم
نظر کر اپنا سایہ دوپہر کو پاؤن پر سر ہے

بدلنا وضع آپس مین عداوت مول لینا ہے
کہ پیدا ہی اسی سے بیر عدو شیشہ کا پتھر ہے

شب فرقت جو چھٹکی چاندنی مین وہ دل سمجھا
کہ یہ شہر خموشان مین کسی تربت کی چادر ہے

وفاداری کا مجھ مہجور کے وہ ذکر کرتے ہین
زبان تک انکی پہونچا نام میرا مجھسے بہتر ہے

مضامین ہین بندھے اشعار مین اس گل کی نکہت کے
مرا ہر صفحہ دیوان نہین پھولون کی چادر ہے

اری غافل زیادہ قوت کی خواہش سے کیا حاصل
ملے گا رزق اتنا ہی تجھے جتنا مقرر ہے

عیادت کو جو آیا ہی تو پیتا جا صبوحی بھی
ہمارا میکدہ اے شیخ مسجد کے برابر ہے

لحد پر صوفیون کے کیون نہ منعم آکے کھنچتا ہین
بچھا ہی قبر پر گلدام یا پھولونکی چادر ہے

فرشتون سے کہین گئے اے لطافت قبر مین جاکر
زرا سونگھو ہمارے دل مین بوئے حب حیدر ہے

کسی کے عشق کا ہین تیر جب سے کھائے ہوئے
ہم اپنے دل کو کلیجہ سے ہین لگائے ہوئے

ہوا تھا روز ولادت ہی موت کا سامان
جبھی سے ہین کفنی پہنے اور نہائے ہوئے

بفخر کہتے ہین جبریل سب فرشتونمین
کہ ہم علی سے ہین استاد کے پڑھائے ہوئے

جو پھول توڑ کے بلبل کا دل دکھایا ہے
چمن مین غنچے ہین گلچین سے منہ پھلائے ہوئے

چمن مین نغمۂ بلبل وہ سن کے کہتے ہین
یہ طرز ہین مری تقریر کے اڑائے ہوئے

بہ مکر شیخ حمائل کیے ہے قرآن کو
سدا بغل مین ہے ایمان یہ دبائے ہوئے

تمھاری زلف کی خوشبو سے ہین خجل آہو
ہمیشہ مشک کو نافون مین ہین چھپائے ہوئے

کیسے تھے جمع خزانے سدا جو قارون نے
وہ تیرے بادہ کشون نے ہین سب لٹائے ہوئے

محل مین یار کے مزدور بنکے جا پہنچے
سمبھالے بوجھ محبت کا ناز اٹھائے ہوئے

سمجھ کے قبر مین اے منکر و نکیر آنا
علی مدد کے لیے ہین لحد مین آئے ہوئے

ہوئے ہین فصل بہاری مین رند خود رفتہ
کلام بہکے ہوئے پاؤن لڑکھڑائے ہوئے

نکل کے کوچۂ جانان سے جاؤن کیا مین زار
کہ مجکو سایۂ دیوار ہے دبائے ہوئے

دکھا کے دست حنائی وہ شوخ کہتا ہے
ہین اسنے پنجۂ مرجان شکست کھائے ہوئے

کرو خیال بخیلو مآل قارون پر
زمین مین غرق ہوا سر پہ گنج اٹھائے ہوئے

دکھا کے تم قد موزون غرور کم کردو
چمن مین سرو ہین نخوت سے سر اٹھائے ہوئے

کہین نہ حال کہے محتسب سے مستی کا
گلا ہے شیشہ کا ہر بادہ کش دبائے ہوئے

اتارتے ہین وہ احسان ناز اٹھانیکا
کہ دوش پر ہین جنازہ مرا اٹھائے ہوئے

فلک نے پیس کے گو ہمکو کر دیا سرمہ
مگر حسینون کی آنکھون مین ہین سمائے ہوئے

عجیب وقت ملا ہے لپٹ کے بوسے لین
کہ ہاتھ پاؤن مین مہندی ہین وہ لگائے ہوئے

قریب شمع مرے ٹھنڈے دل سے پروانے
زہے نصیب ہین معشوق کے جلائے ہوئے

جو کوہ و دشت مین فرہاد و قیس جا بیٹھے
یہ دونو کوچۂ جانان سے ہین اٹھائے ہوئے

جدا جدا ہے ترا اپنے عاشقون سے ڈھنگ
رہا خلیل کلیم آگ سے جلائے ہوئے

گہر نثار ترے دانتون کی سنکے کہتے ہین
صدف مین ہم ہین پڑے آبرو بچائے ہوئے

خدا کرے وہ دن آئین کہین ہر اک زائر
کہ آج کل ہین لطافت نجف مین آئے ہوئے

زلف شبگون قرب گوش نازک جانانہ ہے
مجھ پریشان کی سیہ بختی کا اک افسانہ ہے

عقدۂ صبح شب وصلت مرا کاشانہ ہے
مردہ دل ہین شمع کشتہ میت پروانہ ہے

ادی رہی رفعت وہ باغ کوچہ جانانہ ہے — آسمان سبز جسکا سبزہ بیگانہ ہے

جب جوانی بنکے جاتی ہے دلہن کرتی ہے طعن — روک دے مجھکو کسی مین ہمت مردانہ ہے

یا علی مین ہون شراب حوض کوثر کا حریص — سر پہ خم شیشہ بغل مین ہاتھ مین پیمانہ ہے

زال دنیا سے کرو نہین مال و زر کی التجا — شرم آتی ہے خلاف ہمت مردانہ ہے

فصل گل مین باغبان کنگھی کیے بھی کچھ یہ ہوا — زلف سنبل کو چمن مین احتیاج شانہ ہے

لے کے دل عشاق کے کس ناز سے کہتے ہین وہ — ابتدا مین یہ گناہ عشق کا جرمانہ ہے

عاشق و معشوق دونون چال سے خالی نہین — وان خرام ناز ہے یان لغزش مستانہ ہے

لکھدیا رونا مری تقدیر مین رزاق نے — اشک پر موقوف مجھہ گریان کا آب و دانہ ہے

زال دنیا تین بار ہم لی مگر پوچھی نہ بات — جز نشہ مردان یہ کس مین ہمت مردانہ ہے

ظلم جو کرتا ہو کر آیا ہی گراے روز حشر — ایک تو مین دل جلا ہون دوسرا پروانہ ہے

چلتا ہی ترک ترک کے گردن پہ ہماری وقت ذبح — خنجر قاتل مین بالکل ناز معشوقانہ ہے

خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دو اک جنس کے — تم اگر ہو شوخ حالت یان بھی بیتابانہ ہے

ہم بغل ہو کر عروس مرگ سے ہین سو رہے — قبر ہم عاشق تنون کا ایک خلوتخانہ ہے

فرض ادا کرتا ہون مین محراب تیغ یار مین — کٹ گئے سر گر نا قدم پر سجدہ شکرانہ ہے

وصل کے بدلے جو مین دل بیچتا ہون انکے ہاتھ — بوسہ دے کر ناز سے کہتے ہین یہ بیعانہ ہے

نفع ثمرہ خیر کا ہی سب سے کہتی ہے زمین — خوشے مین دیتے ہون جو دیتا مجھے اک دانہ ہے

ہم اشارون سی ہین محفل مین بنائی انکے بال — پنجہ مژگان نہین زلف سیہ کا شانہ ہے

کیا خریداری کرے گا کوئی اس محبوب کی — حسن یوسف حسن حسین کا کم سے کم بیعانہ ہے

آسمان پر کیا کوئی محبوب کرتا ہے بناؤ — ماہ کامل آئنہ ہے اور ناقص شانہ ہے

گر سبو میخانے مین اے محتسب توڑی تو کیا — بڑھ گئی بادہ کشتی ٹکڑا ہر اک پیمانہ ہے

نشہ مین بہکے ہین تو لب پر ہی ساقی کی ثنا — پاؤن کو لغزش بھی ہے تو لغزش مستانہ ہے

آبرو ہو نازسے گروہ پری پیکر کہے
ہان لطافت بھی ہمارے حسن کا دیوانہ ہے

آئینہ خانہ مین مجھہ مست کو حیرانی ہے — ڈوب مرنے کے لیے چار طرف پانی ہے
سچ ہے قسمت سے سوا مانگنا نادانی ہے — بوند بھر بہر صدف بحر مین بھی پانی ہے
سرمہ گین چشم صنم قتل مین لاثانی ہے — دست سفاک مین شمشیر صفاہانی ہے
اسقدر سنبل کی دنیا مین مخالف ہے ہوا — آج کل کشتی درویش بھی طوفانی ہے
پھر وہ زلفون کو بناتے ہین خدا خیر کرے — جمع ہوتی مری خاطر یہ پریشانی ہے
قبر مجنون پہ چڑہائینگے جنونمین زنجیر — منت امسال یہی وحشیون نے مانی ہے
ڈبڈبا آئی جو اشک آنکھہ مین مشکل ہوا ضبط — پی گئے جب تو یہ معلوم ہوا پانی ہے
آکے دنیا مین پیا خون جگر غم کھایا — نئی دعوت نئی خاطر نئی مہمانی ہے
کی رسائی در محبوب پہ سجدے کرکے — پاؤن کی جا پہ رہ عشق مین پیشانی ہے
نہ ملین وہ کف افسوس مرے ذبح کے بعد — اب تو بیکار ندامت ہے پشیمانی ہے
سرگذشت شب فرقت جو کہی وہ بولے — کہ بلا میری سنے قصہ طولانی ہے
ہوکے مشتاق جو دیکھا ہے ہلال ابرو — آئنہ مجکو دکھاتی تری پیشانی ہے
عیب کیا صاحب جوہر جو ہی محتاج لباس — تیغ کا حسن سر معرکہ عریانی ہے
کھوٹے دامون ہین بکے جیسے جناب یوسف — حسن کی عشق کی بازار مین ارزانی ہے
نزع مین پوچھتے ہین آپ عبث عشق کا حال — مختصر قصہ کہانی مری طولانی ہے
جل مرے کیون نہ سر بزم کہ ہے جا یہ حجاب — پھر پروانہ ستم شمع کی عریانی ہے
تھک گئے کاتب اعمال یہی لکھتے لکھتے — کسقدر نامہ عصیان مرا طولانی ہے
دخت رز شیشہ مین ہے پر نظر آتا ہے جسم — پردہ بھی اس زن بیباک کا عریانی ہے
رو دیا یار وفائین جو مری یاد آئین — مرکے اب زندہ دلو مجکو پشیمانی ہے

جمع ہو جاتین وہ زلفین تو ستم کیا کرتین
حسن آئینہ سے ہے شعلہ رخون کا ٹرہتا

دل عاشق کو بلا جنکی پریشانی ہے
مشتعل آگ کو کرتا ہے یہ وہ پانی ہے

قدر شاعر نہین دنیا مین لطافت باقی ہے
ورنہ اب بھی کوئی عرفی کوئی خاقانی ہے

جب حیدر مرے عصیان یونہین کہا جاتی ہے
یاد ان گیسوے مشکین کی جو آجاتی ہے
اچھی صورت جو کسی جا نظر آجاتی ہے
حسن ہوتا ہے جوانی جو ہین آجاتی ہے
چند دن فصل جوانی کی جو آجاتی ہے
ان حسینو نپہ طبیعت مری آجاتی ہے
عشق موقوف نہین اچھی بری صورت پہ
ہوکے بیچین وہ راتون کو کہا کرتے ہین
قہر ہوتا ہے تجاہل ہے جو وہ پوچھتے ہین
ہیچ ہر گل کو سمجھتا ہے مشام عاشق
عطر مٹی کا حسینون کے لیے بنتا ہون
ہم بھی دل تک تری پہونچائینگے اپنی آہین
وصل کی شب جو وہ کہتے ہین کہ آتی ہے حیا
اس بہانے سے نہین اب تو وہ ستم بھی کرتے
رنگ بڑھنے کے لیے خون مرا ہوگا نثار یک
ہمرہ روح پس مرگ چلا قبر مین تن
ہاتھ سائل کا جو بڑھتا ہے تو کہتی ہے طمع

آگ جس طرح کہ ہیزم کو جلا جاتی ہے
دل کی اجڑی ہوئی بستی کو بسا جاتی ہے
دل پہ اک تیر محبت کا لگا جاتی ہے
جیسے انسان مین پری کوئی سما جاتی ہے
روگ انسان کو محبت کا لگا جاتی ہے
نہین معلوم وہ کیا شے ہے جو بھا جاتی ہے
نہین معلوم وہ کیا شے ہے جو بھا جاتی ہے
کسکی یہ آہ ہے جو دل کو ہلا جاتی ہے
کیسے جان آپ کی بھی حسن پہ کیا جاتی ہے
بھینی بھینی تری خوشبو جو سما جاتی ہے
خاک ہو کر بھی نہین بوے وفا جاتی ہے
عرش تک سنتے ہین بیکس کی دعا جاتی ہے
مین یہ کہتا ہون حیا آتی ہے یا جاتی ہے
سخت جان آپ ہین بیکار جفا جاتی ہے
فرد ہ اے موت کہ پاس انکے حنا جاتی ہے
دیکھنا ساتھ مسافر کے سرا جاتی ہے
ذلت اس راہ سے آتی ہے حیا جاتی ہے

ای لطافت جو وہ ملجائین تو اتنا پوچھون
آپ تک بھی مرے نالونکی صدا جاتی ہے

ابھی ہون وجہ اگر وہ بعید ہوجائے
گلے پہ تیغ یہ حبل الورید ہوجائے

عجب خوشی ہو جو عاشق شہید ہوجائے
گلے ملے ترا خنجر تو عید ہوجائے

یہ عید ایکی ہمین بھی سعید ہوجائے
گلے ملے وہ خوشی سے تو عید ہوجائے

سبب یہ ہی جو دعا مانگتا ہون مرنیکی
کہ نزع مین ترے چہرے کی دید ہوجائے

لیا ہی دل مرا تمنے سمجھ کے مال اپنا
ملے جو بوسہ عنایت رسید ہوجائے

پھنسا ہی زلف مین دل جب ستی تلملاتا ہون
سدا قریب ہو جو یون بعید ہوجائے

وہ زلف عیر بناتا ہے خیر ہو یارب
کہین نہ شام کا حاکم یزید ہوجائے

تمام شراب کی دے ساقیا کھلے روزہ
ہمارے قفل دہن کی کلید ہوجائے

ہلال بنکے اگر خم ہو فاقہ کش عاشق
حسین گلے ملین خوش ہوکے عید ہوجائے

ہوا تو ہے مرا شاگرد فن عشق مین قیس
جو دل لگا کے پڑھے تو رشید ہوجائے

شراب پیتی ہی آجائے راہ پر صوفی
جو میرے پیر مغان کا مرید ہوجائے

وہ بدگمان مجھے قتل اسلیے نہین کرتا
نہ پائے حور نہ عاشق شہید ہوجائے

دکھائے بلبل شیدا کو کیا بہار اے گل
غلام کیون نہ ترا زرخرید ہوجائے

غضب ہی دیکھین وہ آئینہ آئینہ انکو
ادہر ہو دید ادہر باز دید ہوجائے

کیئے بہارنے یکجا چمن مین بلبل و گل
کہ کچھ تو عشق کی گفت و شنید ہوجائے

وہ توڑ کر مرا دل جوڑتے ہین یہ کہکے
کہ ہی قدیم عمارت جدید ہوجائے

کلام اہل سخن کا ہے اے لطافت شوق
مشاعرہ بھی کوئی بعد عید ہوجائے

باغ سے جاتا ہی وہ گل پھول جسدم توڑ کے
غنچے ہین بوسہ دہن کا مانگتے منہ پھوڑ کے

ذبح خنجر سے کیا بیرحم نے منہ موڑ کے | کام عاشق کا کیا سفاک نے دل توڑ کے
تھرتھرا کر دیا پھرتے پہ زلفین چھوڑ کے | لیگیا پہلو سے وہ دلبر کلیجہ توڑ کے
یاد آتا ہی جو انگورات کا بوس و کنار | مسکراتے ہین وہ کیا کیا شرم سے منہ موڑ کے
دل تو کیا ہی یار کا ہم عرش تک پہنچائینگے | ایکدن تیر دعا لب کی کمان مین جوڑ کے
کر کے آزردہ ہمین پچھتائیے گا دیکھیے | جوڑنا مشکل پڑیگا آپ کو دل توڑ کے
ذبح بلبل ہوگئی نقش قدم پر باغ مین | سیر کو آئے چلی طرفہ شگوفہ چھوڑ کے
مہربانی بھی تمھاری قہر سے کچھ کم نہین | پاس اپنے سو بلاتے بھی تو پردہ چھوڑ کے
ہو چمک زیور کی دونی آپ اگر مہندی سجے | مانگتے ہین آپ وہ دن کیا منہ موڑ کے
دیکھ لی بس اس جہان کی دوستونکی دوستی | قبر تنہا ہین گئے مجکو اکیلا چھوڑ کے
بیخود و بیشرم ایسا جوش سودا نے لیا | مانگتی ہر رگ ہی نشتر کی زبان منہ موڑ کے
تکیہ زربفت سی اپنی ہوئی ثابت یہ بات | بیٹھتے ہین مال دنیا سے سدا منہ موڑ کے
اپنے کوچہ مین ہین لیتے عاشقون کا جائزہ | وا رے قسمت گنتے ہین ہر بار مجکو چھوڑ کے
کھیل سے وہ توڑ کر کہتے ہین دریا کی حباب | دید بازون کو فنا کرتے ہین آنکھین پھوڑ کے
جڑ تو جائیگا صنم لیکن گرہ پڑ جائیگی | دیکھنا پچتاؤ گے الفت کا رشتہ توڑ کے
دل پہ وہ چھریان لگا کر ناز سے کہنے لگے | بوئینگے تخم محبت اس زمین کو گوڑ کے

ہاے بیپروائیون نے انکی مارا بے اجل
گھر گئے اپنے **لطافت** کو تڑپتا چھوڑ کے

میرے پہلو سے دل مضطر تو لیتے جائیے | ساتھ اپنے کوئی تحفہ گھر تو لیتے جائیے
سخت جان کو ذبح کرنے گھر سے جاتے ہین جو آپ | احتیاطاً دوسرا خنجر تو لیتے جائیے
حشر کو قدسی کہین گے ہوگئی طی راہ صراط | نام پاک حضرت حیدر تو لیتے جائیے
مال مردے سے ہی کہتا جمع کرنے کا صلا | ہان کفن کی مجھ سے اک چادر تو لیتے جائیے

اپنے دیوانے کا سودا دیکھنے جب وہ چلے
دی بتون نے بھی صدا پتھر تو لیتے جائیے

دیکھا مجھ وحشی کو جب فصاد نے تو یہ کہا
پاس ہیرے آئیے نشتر تو لیتے جائیے

وہ مری تربت پہ آنیکو ہین یہ کہدے کوئی
ساتھ اپنے پھولون کی چادر تو لیتے جائیے

بلبلین بولین چمن سے جب چلا وہ رشک گل
باغ کا تحفہ یہ پشت پر تو لیتے جائیے

نزع مین حسرت سے کہتا ہے ہر اک منعم بخیل
قبر مین ہمراہ مال و زر تو لیتے جائیے

حسن کہتا ہے بناتا ہون جو زلفین یار کی
بوسۂ رخسارۂ دلبر تو لیتے جائیے

زلف جانان پر جو دل آیا تو آنکھون نے کہا
ہے سفر ظلمات کا رہبر تو لیتے جائیے

حضرت دل سامنا انکے تغافل سے ہے آج
ساتھ اپنے آہ کا لشکر تو لیتے جائیے

باغ مین آتا ہے جب تو دل مین کہتا ہے ہرا
ہاتھ آجائے گلون کا زر تو لیتے جائیے

عاشقون سے حشر کو حورین کہینگی دے کے جام
اجر حب ساقی کوثر تو لیتے جائیے

ای لطافت حشر ہوگا جب کہینگے سب ملک
قبر سے عصیان کا یہ دفتر تو لیتے جائیے

امتحان عشق مین تقدیر کا کر دیکھین گے
زندگی ہی تو کسی یار پہ مر دیکھین گے

نہین ہو جاتی ہے کس طرح سحر دیکھینگے
آہ کا ہم شب فرقت مین اثر دیکھین گے

روئے روشن سے الٹ دیجیے ای یار نقاب
اپنا منہ آئینہ مین شمس و قمر دیکھین گے

کمر یار تو ملتی نہین ہین طالب دید
شعرا باندہ کے مضمون کمر دیکھین گے

نازنین نے مرے اس پیچ سے ٹیکا باندھا
ناتوان مین ہین بہت لوگ کمر دیکھین گے

لینگے شبنم سے کفن صبح سے تھوڑا کافور
دم تو نکلے شب فرقت کی سحر دیکھین گے

چشم آئینہ بنے گا جو ہمارا دل صاف
دشمن و دوست کو پھر ایک نظر دیکھین گے

ہے مرے یار کا وہ حسن کہ سب زاہد بھی
شرع سے کہکے حلال ایک نظر دیکھین گے

گھر کرین سیر دل صاف مین وہ خود بین ہائے
جلوہ اپنا نظر آئیگا جدھر دیکھین گے

صبح کی وقت کی ہی شام [illegible] بیمار ہجر کی
کیا خبر زندہ پھر اٹھینگے سحر دیکھین گے

آئے ہین عاشق لاغر کی عیادت کو [illegible]
ودعا کرتے تھے آج اپنی کمر دیکھین گے

شمع کی پروانے بھی آج کے جلجاتے ہین
اسطرح شمع کو گل وقت سحر دیکھین گے

فرط [illegible] سے آئے ہین وہ کرکے بناؤ
بنگیا آئنہ مین اپنا ادہر دیکھین گے

آپ کل صبح کو کرتے ہین عبث وعدہ وصل
شب کٹیگی نہ جئین گے نہ سحر دیکھین گے

ہم وہ عاشق ہین کہ ہے بخت سیہ جانکی سیاہ
یہ وہ ہی شام کہ جسکی نہ سحر دیکھین گے

دونون دل ایک ہو جب تو کہا نکا پردہ
آپ ادہر دیکھین گے تو ہم بھی ادہر دیکھینگے

جان دینے کو جو کہتا ہون وہ فرماتے ہین
یان نہ مرنا کہ فرشتے مرا گھر دیکھین گے

شاعری کا جو رہا شوق لطافت یوہین
شعرا روز بروز اوج قمر دیکھین گے

تمھارے کان تلک منہ کو لا نہین سکتے
گذر رہی ہے جو دل پر سنا نہین سکتے

کیا ہے قتل تو ہو دفن کی اجازت بھی
عزیز میرا جنازہ اٹھا نہین سکتے

وہ آئے پھر عیادت یہ وہم آتا ہے
مریض ہم ہین گلے سے لگا نہین سکتے

تمھین بھی دیکھ لیا ہے خوب دیدۂ تر
لکھا نصیب کا رو کر مٹا نہین سکتے

ادہر ہے ضعف ادہر نازکی وصال کہان
ہم اٹھ کے جا نہین سکتے وہ آ نہین سکتے

بڑہا یہ ضعف کہ صدمون کا تو بھلا کیا ذکر
مزا وصال کا بھی ہم اٹھا نہین سکتے

تمھارے تیر جو ترکش مین دیکھے تنگ ہوا
کہ میرے دل مین یہ سب کیا سما نہین سکتے

وبال کسکا پڑا گیسوے حسینان پر
کہ جس سے آج تلک سر اٹھا نہین سکتے

عجب طرح کے محرر ہین کاتب اعمال
کہ لکھ تو لیتے ہین لیکن مٹا نہین سکتے

شب وصال مین شرماتے ہین وہ عاشق سے
نہ روٹھ جائین گلے ہم لگا نہین سکتے

فلک نے ہمکو زمین پر کیا ہے یہ پامال
کہ مثل نقش قدم سر نہین اٹھا سکتے

مثال شیشہ کے نازک ہی خوف آتا ہے
بتون سے خاک کسی کی بر آئیگی امید
مرے گناہ یہ کثرت سے ہین کہ حشر کے دن
بخیل لوگ بھی او رونکے ہین امانت دار
ٹپک کی اشک یہ کہتے ہین رونیوالون کے
نکل کے جسم سے دم بلبلونکے کہتے ہین
یہی تو لطف ہے ای ضعف واہ کیا کہنا

ہم اپنے دل کو بتون سے لگا نہیں سکتے
یہ اپنے کام تو بگڑے بنا نہیں سکتے
میان پلۂ میزان سما نہیں سکتے
کہ جمع کرتے ہین دولت اٹھا نہیں سکتے
گرا کے آنکھ سے ہمکو اٹھا نہیں سکتے
گلون مین صورت نکہت سما نہیں سکتے
قدم پہ آنکے گرے سر اٹھا نہیں سکتے

ہم اپنے دل سے لطافت ہوے ہین کیا مجبور
بگڑ کے یار سے کچھہ بھی بنا نہیں سکتے

ستم ہے آپ کا جوبن عجیب صورت ہے
خیال یار نہ جا اس دل پر ارمان سے
نشان پاے صنم لاغری مین پایا ہے
اگر گئے جو کوچہ جانان سے خلد مین عاشق
صبیح حضرت یوسف مرا حبیب ملیح
وہ پوچھتے ہین تجاہل سے قبر عاشق پر
وہ مجھسے پوچھتے ہین آئنہ مین دیکھکے حسن
اجاڑ کر مجھے بستی دل بسائی عشق نے خوب
جو دیکھا تول کے خوف و رجا کی میزانین
جو نے وعدہ وصل انکو یاد دلوایا
ہمارے گھر مین ہو آزردہ کر نہیں سکتے
ادھر نیاز ادھر ناز وہ خدا مین عبد

حضور مین تو ہون کیا آپکو بھی زحمت ہے
یہ تھوڑی دیر کی صحبت بہت غنیمت ہے
خرام ناز کے عاشق کو فرصت رہتی ہے
کہا قصور معاف اسکا نام جنت ہے
حسین دونون ہین پر اپنی اپنی صورت ہے
کہ بیکسی ہے برستی یہ کسکی تربت ہے
تمہین بتاؤ کہ ایسی کسی کی صورت ہے
جگر مین درد فغان لب پہ دلمین حسرت ہے
کہین غضب سے زیادہ خدا کی رحمت ہے
تو ہنسکے بولے تمہین بھولنے کی عادت ہے
گلے لگا مین تمہین بوسے لین اجازت ہے
ادھر گناہ مرے ہین ادھر کو رحمت ہے

کمر کی طرح لچکتی ہے آپ کی تلوار
رہی ہے ڈاب مین برسون یہ فیض صحبت ہے

کہان ہین حشر کو زہاد آکے دیکھین لطف
گناہ ڈھونڈتے پھرتے خدا کی رحمت ہے

چلے وہ صبح شب وصل جب تو یہ پوچھا
ہمارے تن سے نکلجائے دم اجازت ہے

جمال و حسن کی تعریف کی اگر مینے
تو ہنسکے بولے تمہین کیا جو اچھی صورت ہے

کلیجہ کانپ رہا ہے نہ ملیے تلوون سے
حضور دل مین مرے آپکی محبت ہے

پھرائین نزع مین آنکھین جو مینے اسنے کہا
ہماری طرح سے کیا آپکو بھی حیرت ہے

سنا جو قصۂ یوسف بگڑ کے وہ بولے
کہ اور بھی کوئی معشوق خوبصورت ہے

کھلی ہے آنکھ مگر ہاے سو رہے ہین ہم
جہان مین نام کو ہشیار ہین یہ غفلت ہے

جہان مین دولت دنیا ہے چلتی پھرتی چھاون
کبھی ہے یان تو کبھی وان یہ بیمروت ہے

سوال وصل پہ کہتی ہے مجھسے انکی شرم
سنا نہین کہ خموشی بھی اک اجازت ہے

جو قتل آئنہ ہے مجھہ مین جوہر خدائی
غرض حسینون کو بدصورتون کو نفرت ہے

جو دیکھا خواب مین یوسف کو اسنے تو یہ کہا
صبیح رنگ ہے ہان خیر اچھی صورت ہے

جہان مین کوئی معشوق ہے جوانی بھی
گئی تو آئی نہ پھر کیسی بیمروت ہے

علی امام من است و منم غلام علی
یہی جواب نکیرین اے لطافت ہے

بہار آئی ٹپکتا ہے یہ مضمون باغ مین گل کی
کہ سرخی مانگ لی ہے چند دنکو خون بلبل سے

اگر تھا عشق صادق ہے تعجب مجھکو بلبل سے
برائے نام ہے کرتی محبت شمع کی گل سے

عجب ہے اتحاد اسطرح کا تو عشق ہو گل سے
کہ اوڑنیکو ہین کلیان پھوٹتین بازوی بلبل کے

جوانی کی بہار آئی لگا ہین دل کسی گل سے
ارادہ ہے کرین شوری چمن مین جا کے بلبل سے

تمہاری پھول سی عارض ہین نکہت مین سوا گل کے
بناوٹ گر سمجھتے ہو تو پوچھو چل کے بلبل سے

جو ابکی آمد فصل خزان مین رنگ اوڑا گل سے
چمن مین اشک خونین نکلے ٹپکا چشم بلبل سے

اجازت چہچہونکی باغ مین گر لینگے اُس گل سے
یقین ہے آج ہو کے بلبلے بچھین گے بلبل سے

لڑائے کیون نہ آنکھین مست ہو کر رات بھر گل سے
چمن مین روشنی ہے شعلۂ آوازِ بلبل سے

دکھا کر سرخیِ گل باغمین گلچین یہ کہتا ہے
بہت صیاد نازان ہے لڑائی خون بلبل سے

رقیبِ روسیہ نے ہاتھ دوڑائے جو گیسو پے
تو مشکین باندھ لین رعبِ صنم نے ٹہکیکا کاکل سے

مین وہ ہون جس مین عاشق کبھی آیا جو گلشن مین
گلِ تر کو بعید انصاف دیکھا چشمِ بلبل سے

ادہر ہے گو کہ پشتِ مہر اودہر ہے لیکن روئے شبنم
نہ ہرگز مطمئن ہونا ہو دشمن کے تغافل سے

بہار آئی ہے ہم باغ مین نالے [illegible] ہین
روان اک کاروان ہے کوچۂ منقارِ بلبل سے

مہِ نو سے بڑھے کٹ کر تمھارے پاؤن کے ناخن
اسے اقبال کہتے ہین ترقی کے تنزل سے

حسین بھی ہین ہمارے خوش گلو معشوق بر عاشق
عجب اُلٹا زمانہ ہے گلو ن کر عشق بلبل سے

بہے تو قتل گہہ مین خون کا دریا ارے قاتل
اُتر جائیگی سر دے کر تری تلوار کی پل سے

خدا جانے صبا نے کان مین کیا آکے پھونکا ہے
جو پھوٹے منہ گل تر آجتک بولی نہ بلبل سے

نہین معلوم کیا کیا رازِ الفت جھک کے کہتی ہے
عبث سرگوشیان بلبل کیا کرتے نہین گل سے

مری تصویر اُسنے پشتِ آئینہ پہ بنوائی
نجات اس شکل مین بھی تو نہین اُسکے تغافل سے

دکھا کر حسن کا جلوہ بنا کر ہمکو دیوانہ
کہو عاشق ہو کیسے پوچھتے ہین وہ تجاہل سے

ہماری روح جنت مین گئی چھوڑا جو قالب کو
چمن مین اوڑ کے جا پہنچی قفس چھوٹا جو بلبل سے

مرے محبوب نے پایا ہے ایسا رتبۂ عالی
بچایا عرش کو نعلین اقدس نے تزلزل سے

مبارک ہو بہار آئی ہولی پھر عید مستونکو
گلے ملتے ہین مےخانہ مین ساغر شیشۂ قلقل سے

مرے غنچہ دہن کو بدنگہہ سے تو نہین دیکھا
گلِ تر کی قسم لونگا چمن مین جا کے بلبل سے

گئی جنت مین سونے خفتہ گان کوچۂ جانان
نہ چونکے حشر کو بھی صورِ اسرافیل کے غل سے

بچھا کر جال یہ صیاد نے کی قید گلشن مین
جو ٹوٹا ایک بھی پھندا پھنسونگا دام سنبل سے

ہزارون حسرتین تھین گرد ارمانونکا لشکر تھا
ترے ناشادو کا اُٹھا جنازہ کس تجمل سے

بچے گا کیا تمھاری چشم و مژگان سے دل مضطر
کبوتر چھوٹ کے آتا نہین شاہین کے چنگل سے

جنون سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گریبان گر گلستان مین
کھلے فصد رگ گل نشتر منقار بلبل سے

لیے بھی فوج طفلان گرد پتھر اپنے ہاتھون مین
سواری آپ کے جھولون کی نکلی کس تجمل سے

ہم ایسے عندلیب زار ہین گلزار عالم مین
بنایا دام صیادون نے تار کاکل بلبل سے

ہوا ثابت سوا معشوق سے ہے قدر عاشق کی
ہزار ادنی ہو بلبل پر ہے قیمت مین سوا گل سے

چمن مین چہچہے ہین زمزمے ہین فصل گل آئے
اوڑی تازہ خبر یہ کوچہ منقار بلبل سے

لطافت حشر کا دن آئے تو ہم گو کہ عاصی ہین
پہنچ ہی جائینگے جنت مین حیدر کے توسل سے

نہ نکلتے دل شیدا سے مرے کیا ہوتے
آرزو تھی کہ وہ عاشق کی تمنا ہوتے

دونون شاگرد مرے دیکھ کے سودا ہوتے
قیس و فرہاد جو اس عہد مین زندہ ہوتے

تم خرامان اگر اے رشک مسیحا ہوتے
زندہ ہو ہو کے فدا نقش کف پا ہوتے

تیرے خال رخ یار کا سودا ہر وقت
ہمنے دیکھا نہین اس جنس کو سستا ہوتے

دیکھتے حسن سدا دیدہ مشتاق مرے
لطف ہوتا جو در یار کا پردا ہوتے

دل دیا گیسوے جانان کو جگر مژگان کو
دونون بیکار تھے پہلو مین مرے کیا ہوتے

دشمن وصل زمین بھی ہے گلا چرخ کا کیا
دفن مر کر ہین بشر قبر مین تنہا ہوتے

توڑ کر آئینہ دل عجب احسان کیا
اب بہت آپ سے جب آپ ہی تنہا ہوتے

گردشین چشم کی دکھلا کے وہ رخ کہتا ہے
دیکھ لو تیلیون کا دن کو تماشا ہوتے

دیکھ لیتے انھین جی بھر کے ہم اے حیرانی
بنتے آئینہ تو وہ محو تماشا ہوتے

غیر ذی روح بھی مشتاق جوانون کے ہین
تیر کے شوق مین ہین دست کمان وا ہوتے

مدد اے سہو کہ بوسون کا وہ کرتے ہین شمار
بھول جاتے کہین گنتی تو مزے کیا ہوتے

وصل کا عذر ہے گردن کو کہ سایہ ہے ساتھ
تم اندھیرے مین تو ہو رات کو تنہا ہوتے

سرکے جاتی نہ لگاوٹ کبھی خوش چشموں سے
خاک ہو جاتے اگر جل کے تو سرما ہوتے

ٹوٹتا اس دل نازک کا ہی یاد آ جاتا
دیکھتا ہون کبھی شیشا جو شکستا ہوتے

قبر مین آتے ہی کیا خاک مین سب مٹے تو پا
نہ ہوئی دیر کفن کو مرے میلا ہوتے

تیرے گھر کو بنا تو مرے دل مین آ کر
کیون خرابی مین چلے عرش معلی ہوتے

عاشقو قصہ معراج سے یہ حال کھلا
آئے محبوب تو در پردہ ہین گویا ہوتے

رکھ لیے کھینچ کے تو دی سے دل شیدا ہین
آپ کے تیر پڑے رنگ لئے تھے کیا ہوتے

بیتابی کا جو دریا پہ ہے لشکر اترا
جا بجا خیمے حبابون کے ہین برپا ہوتے

تیرہ بختی جو بناتی ہمین میل سرمہ
لیتے آغوش مین وہ چشم مرے کیا ہوتے

اندھے ہین آسپہ حسینون کے یہ نظارے کے
قہر کر دیتے اگر آئنے بینا ہوتے

رشک بلبل کو ہی صیاد سے آنکھین نہ لڑا
کچھ اشارے ہین برے نرگس شہلا ہوتے

آئینہ خانے مین جا بیٹھتے ہین تا کہ ہو عذر
وصل سے ڈرتے ہین وہ جبکہ ہین تنہا ہوتے

زار ہین غیر جو کوچہ مین ترے آ جاتا
ہم نہان اوڑھ کے دیوار کا سایا ہوتے

ہجر مین دیکھ کے کہتے ہین لطافت مجھے لوگ
ایسے بیمار کو دیکھا نہین اچھا ہوتے

جو ہی منظور بولی منہ سے تصویر اس گل تر کی
برائی ہو قلم حاجت ہوئی ملبل کے شہپر کی

روانی خلق مین مشہور ہو جائے سمندر کی
جو شاگردی کرے آکر ہمارے دیدہ تر کی

نہ یونکر ظلم سہہ کر مناؤن خیر دلبر کی
سنا ہے مستجاب اکثر دعا ہوتی ہے مضطر کی

پڑی چھوٹ آئنہ مین جب در دندان دلبر کی
ہوئی شہر حلب مین نہر جاری آب گوہر کی

کمینہ کو شرف کیا ہمسری سے اہل جوہر کی
جواہر تول کر پڑتے نہ دیکھی قدر پتھر کی

غرض ہو یا نہ ہو اورون کو مالک سے جھکا دینا
عجب تاثیر دیکھی منعمو اس دولت و زر کی

نکلتے ہی بدن سے روح بیحس ہو گئے اعضا
رہی حیران امت ہو گئی غیبت پیمبر کی

جوانی تک صنم ہی حسن گورے گورے گالونکا
سہِ کامل ہے رخ یہ چاندنی ہے دامان پہ شب بھر کی

جو دیکھو فکر کرکے دیدۂ انصاف و عبرت سے
خبر دیتا ہی آئینہ کہ تربت ہو اسکندر کی

سمجھ کر ہمکو دیوانہ بہانے خون آیا ہے
ارادہ ہی کہ لین تیری مژہ سے فصد نشتر کی

بخیلون کو نہین دولت سے کچھ بھی جز گنہ حاصل
سیاہی ہی فقط گیسون کو ملتے دیکھ لو زر کی

نہا کر کیا کفن پایا ترے کشتہ نے مقتل مین
دیا غسل آب خنجر نے عنایت خون نے چادر کی

شب فرقت کی سختی سہکے دل میرا اکھڑ اٹھا
کسوٹی پر کسا مینی تو خوبی کھل گئی زر کی

شب وصلت وہ مجھسی پوچھتے رہتے ہین تم ماکر
مرے سینے سے سوتے مین دولائی تو نہین سر کی

صدا ہی مرنیوالون کی یہی بازار دنیا مین
عدم سے لائی ہی عریان ہمین فکر ایک چادر کی

دل حیرت زدہ عاشق لگا کر اس سے کہتے ہین
مناسب ہے ان آئینون سے ہو زینت ترے گھر کی

دلی مفلس ہوا جب بخل سے حد بڑھ گیا دیکھین
ہو کیسہ تو خالی پر سیاہی رہ گئی زر کی

کبوتر نامہ بر ہدہد کی کیا طاقت جو وان جائے
مرا پیغام پہنچائے ضرورت ہے پیمبر کی

نسب کو پوچھتا ہی کون ہی علم و ہنر کیا شی
زمانہ یہ وہ آیا ہے کہ عزت ہی فقط زر کی

غرور اتنا عبث ہی کھوٹے دامون ہین حسین بکتے
سنی تو ہو گی قیمت آپ نے یوسف پیمبر کی

عدوے صاحب جوہر پسندِ اہل دنیا ہے
جواہر پینے سے قدر بڑھ جاتی ہی پتھر کی

تماشا ہو حسینو صنعت و صانع کی یکجالی
اگر تصویر پشت آئنہ پر ہو سکندر کی

ارادہ ہی مذمت کچھ سوال و بخل کی لکھون
قلم دست طبع کا ہو سیاہی کیسہ زر کی

ہم ایسے ہجر و وصل یار کے جھگڑون سے درگذرے
گوارا اسکو ہی برسون کا غم لذت گھڑی بھر کی

گنہ بڑھتے گئے افسوس جون جون سن بڑھا میرا
فرشتون نے لکھی عصیان سیاہی مانگ کر سر کی

سراپا ہم جو عصیان ہین کفن کا اک بہانہ ہے
گنہ کے پوٹ باندہین اسلیے حاجت ہی چادر کی

بخیلونکو بہت افسوس ہی ضایع نہو یہ بھی
خضاب سر ہو پیری مین سیاہی کیسہ زر کی

ہر اک کو ہی نئی ظالم دوست دیکھا بزم دنیا مین
رہے گلگیر برسون شمع ہو مہمان شب بھر کی

تڑپتا ہون شب فرقت جو اُن افعون کے سوتے مین
مجھے مار سیہ ہر اک شکن ہوتی ہے بستر کی

نگاہ تیری نہ کیونکر نشتر مژگان کی صفین رکھے
اگر سردار ہو جرات سوا ہوتی ہی لشکر کی

تڑپنا عاشقون کا مچھلیون نے انکو دکھلایا
بنائی شکل موج ان نے کسی مضطر کے بستر کی

ہما کے پر سے کیون رغبت نہو فرق سلاطین کو
کہ آخر مر کے کھائے گا ہی تو ہڈیان سر کی

یہ دولت اے **لطافت** مر کے بھی سینہ پہ کھونگا
مجھے اکسیر سے بہتر ہے مٹی یار کے در کی

دکھائین غیر اُنھین آئینہ دو بھر زندگانی ہے
مرینگے ڈوب کر ہم قد آدم اُسمین پانی ہے

وہ میرے قتل پر ہین مستعد تیغ آزمانی ہے
سنا یہ مژدۂ جان بخش پیکان کی زبانی ہے

وفور کیف مے سی سرخ چشم یار جانی ہے
بھری نرگس کے ساغر مین شراب ارغوانی ہے

تری رنگینیون کا غل فلک تک یار جانی ہے
دوپٹہ آسمانی اک بلائے آسمانی ہے

قریب سبزۂ خط صاد چشم یار جانی ہے
کسی استاد کی یہ فرد عارض پر نشانی ہے

دلا ضعف و نقاہت مین ہمارا کون ثانی ہے
حسینون کے بھی ناز اُٹھتے نہین ہے ناتوانی ہے

ترا خنجر بھی اک دھارا ہی دریائے شہادت کا
جو دیکھا تھاہ لیکر تو گلے تک سے پانی ہے

چمن مین کون ہے مجھ عندلیب زار کا ثانی
غش آیا برگ گل کے سایہ سی یہ ناتوانی ہے

بہت ہین تیز کانٹو نکی زبانین دشت وحشت مین
ابھر آیا دیکھ کر کیا آبلون کے منہ مین پانی ہے

بہا اشک ندامت جب کہا عصیان کے دفتر نے
ڈبونے کو مرے کافی ہی اک بوند پانی ہے

فقط گوشہ نشینی سے ہوئی یہ آبرو حاصل
وگرنہ فی الحقیقت ہر گہر اک بوند پانی ہے

گلا کٹتا ہی فرط ضعف سی قاتل کی فرقت مین
نفس کی آمد و شد ہے کہ خنجر کی روانی ہے

کمر کو دیکھ کر ہی چشم بیمار صنم کہتی ہے
سوا ہی نازکی تیری کمر کی ناتوانی ہے

پہنچ جاتے ہین اہل خیر ہاتھون ہاتھ منزل تک
بخیلو کشتی سائل کو کب درکار پانی ہے

ترے اک خال کے دانے پہ عاشق سیکڑون دانا
یہ وہ ہی جنس ہر اک فصل مین جسکی گرانی ہے

بخیلوں سے یہ چلتے ہر فوارہ کہتا ہے
اُلٹاتا ہوں خزانے میں رہے جو کچھ کہ پانی ہے

جو داغِ دل کو پیری میں کلیجے سے لگاتے ہیں
کسی کے ہم بھی عاشق تھے جوانی کی نشانی ہے

پھڑکتا ہی کبوتر خط مرا اوس شوخ کو دیکر
اشارہ بے زبان کا ہے کہ پیغام زبانی ہے

رخِ دلدار پر دونوں نگاہیں مل کے پڑتی ہیں
مری آنکھوں کو آپس میں کبھی کیا بدگمانی ہے

لطافت آجکل ہے یہ سخن کی سرد بازاری
غنیمت شاعروں کا جمع ہونا شعر خوانی ہے

مرا دل دید کے قابل سدا اے یار جانی ہے
کہ یکساں اس کی مثلِ آئینہ پیری جوانی ہے

ہوس اسکو عبادت کی تو حسرت اسکو وصلی کی
ضعیف و زار کی پیری ہی ہے مفلس کی جوانی ہے

کسی معشوق کا سن بھی کیا انداز ساہا ہے
نہ آئی پھر کے کیسی بیوفا اپنی جوانی ہے

یہی کہہ کے ہم دیتے ہیں تسکین دلکو پیری میں
پھر آئیگی گئی ملنے جوانوں سے جوانی ہے

ہوئی پیر آکے اس کوچہ میں یہ الٹا اثر دیکھا
سنا تھا ہمنے سن سے اہلِ جنت کا جوانی ہے

غرور اس عارضی جوبن پہ کیا رخ چاند سا تو کیا
حسینو چار دن کی چاندنی فصلِ جوانی ہے

ملیں گر حضرتِ یوسف تو پوچھوں انسے میں یہ
کدھر بازار ہے اسکا کہاں آتی جوانی ہے

بہت مشہور ہے قصہ زلیخا اور یوسف کا
حسین معشوق ہو تو عود کر آتی جوانی ہے

شبِ وصلت نہ کیونکر حوصلے دونو طرف نکلیں
ادھر میری جوانی ہے ادھر انکی جوانی

سفیدی و سیاہی آنکھ کی کہتی ہے اے غافل
کہ یہ تصویر پیری ہے وہ تصویرِ جوانی ہے

جو ہر دم ہاتھ ہوں سینہ پہ رکھے فاتحہ پڑھتا
مکدر وقتِ پیری دل نہیں قبرِ جوانی ہے

جوانی جب ہماری تھی تو اُس بت کا لڑکپن تھا
ہوئے ہیں ہائے ہم اب پیر تو اسکی جوانی

زنِ دنیا ہی یوں پیر و جوان کو دام میں لاتی
جو نکلا دن تو پیری ہی جب آئی شب جوانی

زبانِ کلک کہتی ہے جو رنگین شعر لکھتا ہوں
لطافت تیری پیری ہی طبیعت کی جوانی ہے

ہان دلربا کی ہان مشکل ہی تو ہے — دین کسکو اور کسکو ندین دل ہی تو ہے

بوسہ کا اذن لے گئے جو لپٹا تو بولے وہ — عاشق کو منہ لگانے مین مشکل ہی تو ہے

دریاے عشق پیر کے کہتے ہین دل سے ہم — دم بھر مین پار اترتے ہین ساحل ہی تو ہے

جب پوچھتا ہون اُس سے کہ مرجاؤن کہا کہ ہم — کہتے ہین مشکلے آرزو سے دل ہی تو ہے

آنکھین دکھا کے دل کو یہ کہتے ہین یار سے — بدنام ہم ہین حُسن پہ مائل ہی تو ہے

سچ ہے مرے حسین پہ کیونکر مرین رقیب — معشوق پیار کرنے کے قابل ہی تو ہے

چمکا جو بدر طلعت سے اُس رُخ نے یہ کہا — گویا کہ نور حسن مین کامل ہی تو ہے

دکھلا دکھا کے قیس سے کہتا ہے اشتیاق — لیلیٰ نہان ہے جسمین وہ محمل ہی تو ہے

رستہ عشق یار مین پہنچی تو یہ کہا — ہان جھیل جا کڑی تجھے منزل ہی تو ہے

مطلب ہے ان حسینون سے گر آسمان ملا — کہدونگا حشر کو مرا قاتل ہی تو ہے

احباب جمع ہون تو چلے ساغر شراب — لطف شباب و زینت محفل ہی تو ہے

ای آہ پڑ چلے رُخ سے اُلٹ دے نقاب کو — اب مجھ مین اور یار مین حائل ہی تو ہے

کیا جانے کیا فراق مین ہو جاتی ہے تڑپ — جب بھی یہی جگر ہے مرا دل ہی تو ہے

عاشق ہوے جو گور کنارے تو یہ کہا — دریاے عشق یار کا ساحل ہی تو ہے

پیغام وصل سنکے خفا مجھسے کیون ہین آپ — تعزیر دل کو دیجیے سائل ہی تو ہے

لیکر جنازہ آئے تو یہ قبر نے کہا — فرد و ورد بوجھ اُتارو کہ منزل ہی تو ہے

تلوون سے مل کے دلکو مرے یار نے کہا — بوسے جو مانگتا تھا وہ سائل ہی تو ہے

لاتے ہین ہم اُنھین یہی کہکے اپنے گھر — وہ سامنے ہی حور شمائل ہی تو ہے

کیونکر نہ شعلہ پردہ فانوس کو جلاے — پروانہ اور شمع مین حائل ہی تو ہے

پیکان ہوا جگر نہ کرو قتل ڈھونڈھ لو — سینہ یہی جگر ہے یہی دل ہی تو ہے

پیر فلک نے صبر مرا مان کر کہا — میری جفاؤن کا متحمل ہی تو ہے

منعم کے ہاتھ بیچتے ہین آن آبرو
بڑھ بڑھ کے کہہ رہا کف سائل یہی تو ہے

وہ چارون ہاتھ پاؤن مین مہندی لگا کے پھیر
گستاخیون کا وقت ارے دل یہی تو ہے

ابرو سے اپنی کہتے ہین دکھلا کے وہ ہلال
کر دے خجل کہ مد مقابل یہی تو ہے

پھیرا جو یار نے تو یہ پہچان کر کہا
کمبخت بدنصیب مرا دل یہی تو ہے

احسان ہو دی جگہہ جو لطافت کو قبر کی
ای خاک کربلا ہوس دل یہی تو ہے

گیا شباب دل داغدار باقی ہے
خزان ہین سیر لو یہ لالہ زار باقی ہے

سدا بہار حسن خط روے یار باقی ہے
ہوا سوار تو راہ ای غبار باقی ہے

اگر وہ پوچھیں گے کچھ اور پیار باقی ہے
زبان سے نکلے گا اب اختیار باقی ہے

کہیگی رحمت حق عاصیون سے حشر کے دن
کہ بخشدون کوئی امیدوار باقی ہے

قریب دل کے جگر دیکھ کر وہ کہتے ہین
اوسے تو صید کیا یہ شکار باقی ہے

وہ جائین گور غریبان کو روند کر نہ ابھی
ادہر بھی آئین ہمارا مزار باقی ہے

شراب و شیشہ و ساقی ہی توبہ ٹوٹیگی
اب ایک آنے کو فصل بہار باقی ہے

شب وصال ابھی سی ہین آپ گبھراتے
فقط گلے سے لگایا ہی پیار باقی ہے

غم فراق مین مدت سے بھولے بیٹھے تھے
کہ دل بغل مین ترا یادگار باقی ہے

شرف ہی عاشق صادق کے خط کا پہنچانا
کہ ہدہد آج تلک تاجدار باقی ہے

ہوئے ہین عشق مین رخصت قرار و ہوش و حواس
بس ایک تن مین مری جان زار باقی ہے

سبو کا باندھ نہ منھ بزم مین ابھی ساقی
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

خزان بہار جوانی ہوئی جو دل تیرے تو کیا
وہ رنگ ہی نہین بلبل ہزار باقی ہے

نکلکے سینہ سے دل کوچۂ یار مین پہنچا
گیا بہشت مین مومن مزار باقی ہے

لطافت آسمنے بنایا ہر ایک کو عاشق

نہ رند کوئی نہ پرہیزگار باقی ہے

ہیں منعم جو بڑہا دیتی ہے حاجت میری — کھینچ لیتی ہے مرے ہاتھ کو ہمت میری

کاش آئینہ بنا دے مجھے حیرت میری — دیکھوں میں اسکا جمال اور وہ صورت میری

پھر گنہ کرنے پہ مائل ہے طبیعت میری — آبرو رکھ لے اب اے اشک ندامت میری

ہجر میں اسنے سنی غیر جو حالت میری — تو کہا یہ بھی ہے درپردہ شکایت میری

ہے یہ داد و ستد الفت کی بدولت میری — دل گیا ہاتھ سے آئی جو طبیعت میری

طرفہ دستار سے اے چرخ ہے زینت میری — پیچ پر پیچ دکھانے لگی قسمت میری

کاٹے کاٹے ترے گیسو ہیں جو اے یار طویل — ہوئی سر چڑھ کے مجسم شب فرقت میری

حشر کے روز گنہگار سے پوچھے گا کریم — دیکھ عصیان ترے بڑھ کر ہیں کہ رحمت میری

طرفہ احسان ہے وہ ناز سے فرماتے ہیں — شکر کر شکر کہ تو اور محبت میری

زلف کا طول بلا خال کی کوتاہی قہر — وہ شب ہجر تو یہ ہے شب وصلت میری

دونوں ایذا میں بلا طول میں ہیں دونوں فرد — دن ہے اک حشر ترا یا شب فرقت میری

شکوہ ہجر جو کرتا ہوں تو وہ کہتے ہیں — دل کے بہلانے کو کافی ہے محبت میری

مر گئے ہم تو کہا طعن سے اُس کافر نے — لو چلے کرنے خدا سے ہیں شکایت میری

سُنکے مرنا مرا گر نا مرا وہ کہتے ہیں — وہم آتا ہے رہے دل میں محبت میری

شیشہ جھک جھک کے جو ساغر سے ہے کرتا باتیں — کہیں اے پیر مغان ہو نہ شکایت میری

صبح ہوتی ہی نہیں ساز ہے کیا دونو میں — کیا ملی بخت سیہ سے شب فرقت میری

کھینچکر کوچہ جانان میں نشان کہتا ہوں — فاتحہ پڑہیئے کہ فرض ہے یہ تربت میری

حسن کی مدح جو کرتا ہوں تو کہتا ہے وہ شوخ — آپکو کیا بہت اچھی ہے جو صورت میری

تارے چھٹکے ہوئے دیکھے تو کہا عاشق نے — میرے رونے پہ ہے ہنستی شب فرقت میری

غافلو پیش نظر موت ہے دل سے دیکھو — عکس کہتا ہے کہ آئینہ ہے تربت میری

زندہ جب تھا تو وہ کہتے تھے کہان مرتے ہو
مر گیا جب تو کہا چھوڑی محبت میری

نیند سے صبح شبِ وصل جو کھلتی ہے آنکھ
انکا منہ دیکھتا ہون نہین تو وہ صورت میری

اوسنے شیدا مجھے کرکے یہ کہا روز ازل
دل ترا کعبہ تو ایمان ہو محبت میری

رشک آتا ہے دل یار مین پائی ہے جگہ
مجھسے تقدیر مین بہتر ہے عداوت میری

حسن اودہر عشق ادہر وہ بھی جوان مین بھی جوان
وصل کہتا ہے فقط ایک ہے حاجت میری

توبہ عشق بتان لاکھ ہون کرتا لیکن
دیکھ کر حسن بدل جاتی ہے نیت میری

آکے بازار جہان مین یہ کفن کہتا ہے
مرنے والے ہین کہ ہر جان ہی قیمت میری

شکوہ کرتا ہون تو وہ ناز سے فرماتے ہین
بھولنا وصل کے وعدے کو ہے عادت میری

دل عاشق یہ حسینون مین صدا دیتا ہے
مول لو مجھکو کہ اک بوسہ ہے قیمت میری

ہنسکے وہ کہتے ہین کیا خوب خدا کی قدرت
آپ کے پیار کے قابل ہے یہ صورت میری

نزع کے وقت جو دیکھونگا جمالِ جانان
روح کے ساتھ نکل جائیگی حسرت میری

سب فلک پھرنے لگے دور کواکب کا ہوا
کچھ جو تقسیم ہوئی گردشِ قسمت میری

وصل کی رات ہی کیا آئے چلے کیا اے یار
ایک بھی تو ابھی نکلی نہین حسرت میری

یاد آتی ہین جو گذری ہوئی شب کی باتین
مسکرا دیتے ہین وہ دیکھ کے صورت میری

وہ جو پہلو سے شبِ وصل سرک جاتے ہین
اشک بن بنکے ٹپک پڑتی ہے حسرت میری

پتلیان دیکھ کے مردم کی وہ فرماتے ہین
سبکی آنکھون مین پھرا کرتی ہے صورت میری

دیکھتا ہون تری مژگان جو سدا برگشتہ
جانتا ہون کہ مجسم ہوئی قسمت میری

ماہِ کامل سے وہ یہ بحث کیا کرتے ہین
سچ کہو اچھی تری صورت ہے کہ صورت میری

مرنے والے جسے تا حشر ہین سمجھے شبِ قبر
تھوڑی تھوڑی سی ہے بٹی اک شبِ فرقت میری

لطف سے ناز سے کہتا ہے حسینون مین وہ شوخ
پیار کرتے ہین لطافت وہ ہی صورت میری

مزا ہو آکے سینہ مین رہین پیکان جو قاتل کے
نہین گنجایش ارمانون کے خواہان ہین کئی دل کے

جو دیکھے ظلم وقت ذبح مجھپر میرے قاتل کے
لہو کے آنسو دل رویا بہت خنجر گلے مل کے

قریب چشم جادو سے قہر ہین تیر مژگان قاتل کے
بچہ دیا سے ہین یہ سارے تیر اسی ہر بلاہل کے

شگفتہ دیکھکر گل ہین یہی نالے عنادل کے
کہ ٹکڑے ہین چمن مین یہ ہمارے خوشۂ دل کے

گیا جب محتسب ساقی سے پوچھا یہ گلے مل کے
شکستہ شیشۂ می سے کہ ٹکڑے ہین مرے دل کے

نہایت رشک ہی کیونکر نہ ٹکڑے ہون مرے دل کے
کہ بوسے لے ترے یون طوق میری گا گلے مل کے

نجات آخرت کی ہے طلب تو دیکھے کچھ لے
خدا کا ہاتھ بھی تو ہاتھ پر رکھا ہی سائل کے

پھر آنے کی نہین امید آمد محتسب کی ہے
چلا ہے جام می محفل ہین شیشہ سی گلے مل کے

گھن پڑتے جو دیکھا بدر پر عبرت ہوئی دلکو
ہوا ثابت ہمین ناقص عدو ہوتے ہین کامل کے

دہن مین ہے زبان باقی سدا مارے دانت پیرین
رہا اک صاحب خانہ گئے سب لوگ محفل کے

وصال یار سے راحت ہوئی تھی ہجر پھر آیا
یہ تڑپا دل کہ آلی ہو گئے پھر زخم چھل چھل کے

تمھاری چشم نے شاید کہ اسکو بھی جلایا ہے
نہین گوہر دکھائے ہین صدف نے آبلے دل کے

گلوری عطر مسی پھول کاجل آئنہ شانہ
نیا انداز ہے یہ اسلحہ ہین میرے قاتل کے

بخیلو کیا ہو بیڑا پار کیونکر بڑھ سکے آگے
جواب سخت لنگر بنگئے کشتی سائل کے

کمان ابرو مرا تیر نگہہ کی مشق کرتا ہے
ابھی ہی ابتدا تودے بنائے جاتے ہین دل کے

وہ مسکین ہون کہ خشکی و تری کی سیر ہی گھر مین
جو میل پشت شیشے ہین تو چشمے جام محفل کے

جلایا تھا نہایت قحط می نے شوق مستی مین
جو کچھ انگور ٹوٹے آبلے پھوٹے مرے دل کے

عجب ہی عشق صادق جتنے جلجاتے ہین پروانے
تو اتنے ہی ٹپک پڑتے ہین آنسو شمع محفل کے

ملی ہی حد کی شیرینی کوئی تعریف کیا لکھے
ہوے وہ بید ہین مشہور آخر لب سے مل کے

گہر کے واسطے سینہ صدف کا چاک کرتے ہین
نہین طماع دنیا آبلے بھی چھوڑتے دل کے

لطافت یہ نہین ہین پھول لالہ کے گلستان مین

مجسم ہو گئے ہین ہم آتشین نالے عنادل کے

جو داغ تیرہ اہل جہان کی نظر مین ہے | یہ عکس میرے بخت سیہ کا قمر مین ہے

عاشق حلال ہوتے ہین بس تیغ ہر قدم | تلوار کی لچک تری نازک کمر مین ہے

ہمسر ہوا تھا ایکدن اُس رُخ سے آفتاب | اسو جہ سے زوال اسی دوپہر مین ہے

ہی آنکھہ دوڑتی ترے دندان صاف پر | کشتی مری روان اسی آبِ گہر مین ہے

دنیا مین چین زر کی بدولت کبھی نہین | رہزن کا خوف اہلِ دول کو سفر مین ہے

دندان نے تیرے رخنے نکالے ہین اسقدر | ناسور آبرو کے لیے ہر گہر مین ہے

کھینچون گا صبح کو تری تصویر اے پری | سرخی شفق مین ہے تو سفید اسحر مین ہے

ثابت ہوا ہمین مہِ نو سے جہان مین | کامل اگر ہے عیب تو داخل ہنر مین ہے

جویاے مال ہین یہ حسین ظاہری ہے چاہ | اک ہاتھہ سے گلے مین پڑا اک کمر مین ہے

پھندا ہی مرغِ دل کے پھنسانے کو بال کا | حلقہ جو ناف کا تری نازک کمر مین ہے

کس کیفیت سے پھرتے ہین اسمال مشفرو ا | خم سر پہ شیشہ ہاتھہ مین ساغر کمر مین ہے

ہر جا شگفتہ دل ہین دکھا دیتے اپنا رنگ | ہین چار پھول بھی تو بہار اک سپر مین ہے

رہزن ہی چشم دل ہی چلا کوے زلف تک | ہو خیر یا خدا کہ مسافر سفر مین ہے

کہتی ہے تیغِ یار گلے کیون ملون نہ مین | دیکھو وہ چاند عید کا طالع سپر مین ہے

موے میان یار سے وابستہ ہے ہر آنکھہ | تارِ نظر ہین جمع کہ پٹکا کمر مین ہے

دل کو نہ حبّ مال سے غافل سیاہ کر | کیسے کا رنگ دیکھہ یہ تاثیر زر مین ہے

کیونکر بسر فراق مین ہوتی ہے کیا کہین | تھا دل مین درد رات کو دن کو جگر مین ہے

کیا اے لطافت اس رخِ روشن سے دین مثال
زردی ہے آفتاب مین دھبا قمر مین ہے

کوچہ عشق مین جب پاؤن بمشکل اوٹھے | یا علی کہہ کہ بخوبی قدم ایدل اوٹھے

سیر کرکے جو کنارے سے وہ قاتل اٹھے
شور موجون کی زبان سے لبِ ساحل اٹھے

ایکدم رو کے اگر عاشق بیدل اٹھے
جوشِ دریا کو ہو طوفان لبِ ساحل اٹھے

دیکھنا دور ہی سے راہ مین آکر تو بھی
جب جنازہ مرا اے حور شمائل او ٹھے

تیرے دیوانہ کی آمد جو بیابان مین ہوئی
پھرِ تعظیم بگولے کسی منزل اوٹھے

ہے عجب شور و شغب لائیے صاحب تشریف
کہ زمانے سے نزاعِ حق و باطل اٹھے

پینے تھوکا جو لہو ہجر بتان کے غم مین
کرکے تشخیص اطبا مرضِ سل اٹھے

ہم وہ ہین مست کہ ہو بادہ کشی مین صرف
ہو جو قارونِ خزانہ ہمین حاصل اٹھے

سلسلہ وحشیون کو زلف بتان سے کیا تھا
حشر کو پاؤن مین پہنے جو سلاسل اٹھے

بوسہ لب اس صنم خوبی کا نہانے مین لیا
مجھپہ طوفان نہ کیا کیا لبِ ساحل اٹھے

صاف اس آئینے مین آئی نظر شکل اسکی
پردہ غفلت کا ترے دل سے جو غافل اٹھے

ہم وہ ہین مست کہ ہر حال مین ہے بادہ کشی
حشر کو ساغرِ کوثر کے ہین سائل اٹھے

بیچ ڈالین ابھی اک بوسہ پہ محبوب کی ہاتھ
اسطرح کی تری قیمت اگر اے دل اٹھے

پیچھے تم بھی کرو بادہ کشی ہم بھی کرین
باغ مین جب کہ گھٹا خوب عنادل اٹھے

سر پہ ہے بارِ گنہ راہِ عدم دور و دراز
پاؤن کسطرح نہ عاصی کا بہ مشکل اٹھے

آج نظارہ کسی چاند سے رخ کا ہوگا
خواب مین دیکھ کے ہم ہین مہِ کامل اٹھے

چشم جادو سے صنم کا جو کوئی پوچھے وصف
مدح کا شور میان چہ بابل اٹھے

ناتوان عشق نے اسدرجہ کیا عاشق کو
ناز بھی تیرے نہ اے حور شمائل اٹھے

جلوہ قدرتِ حق حشر کو دیکھا سب نے
آسمانون کے جو ہین پردہ حائل اٹھے

میرے عصیان کی ہین میزان مین بھری بارِ عظیم
پلہ کیا بوجھ سے اے خالقِ عادل اٹھے

بیٹھے بیٹھے ترا لوز آٹھ پہر دیکھین ہم
چار دیوارِ عناصر جو نہ حائل اٹھے

عشق مین غیرتِ لیلےٰ کے ہوا ہون بیچان
کیون جنازہ نہ مرا صورتِ محمل اٹھے

رخ صاف آئنہ کی شکل دکھا دیتا ہے تم / صبح کو سو کے اگر عاشق مائل اٹھے
ہاں مرے دل مین کسی غیرت لیلی کی جگہ / مرکب جسم سے کسطرح یہ محمل اٹھے
ہجر مین دہیان ہے اُس زلف کی زنجیرونکا / کیون نہ آہونکا دہوان نبکے سلاسل اٹھے

سخت جان ہون مین لطافت وہ کرین کیا مجہی قتل
جبکہ تلوار نزاکت سے بمشکل اٹھے

ہاں پیر جہان مین ضعف کا بس اختتام ہے / اٹھتی نہین ہے مہر بھی جو اپنا نام ہے
ساقی تری شراب سے کیا ہمکو کام ہے / جاری زبان پہ ساقی کوثر کا نام ہے
دل مین ہمارے یاد خط سبز فام ہے / کعبہ مین جا بسے خضر علیہ السلام ہے
اُس خط سبز کا جو دہن پر مقام ہے / کہتے ہین پختہ کار کہ یہ سیب خام ہے
اے گل ترا مطیع ہر اک خاص و عام ہے / لالہ چمن مین فخر سے داغی غلام ہے
صانع کا تذکرہ ہے تو صنعت کا نام ہے / انجام دیکھنا کہ نہ جم ہے نہ جام ہے
دل مین مرے خیال بتون کا مدام ہے / شان خدا حرم مین بتون کا مقام ہے
آزادگی ہے اپنی نہ عشق زلف مین / کہینچا جبین پہ باے الف ہمنے لام ہے
میخانہ جہان مین ہے الٹی ہوا چلی / معکوس ہے حباب کا دریا مین جام ہے
ہے شغل میکشی مین تعلّی ہمین پسند / شیشہ فلک کا مہر درخشان کا جام ہے
اسدرجہ مختصر شب وصل صنم ہوئی / نوبت بجی جو صبح کی سمجھا مین شام ہے
کشتہ نہ حسرتون کو کرو میرے دل مین تم / بیت الحرم مین خون بہانا حرام ہے
رخ اسکا زلف مین ہے لب سرخ پر مسی / صبح ختن وہ ہے یہ بدخشان کی شام ہے
قرب جبین صاف عیان ہے جو انکی مانگ / دیکھو ملی حلب سے رہ ملک شام ہے
ساقی کا ابکی سال تکلف تو دیکھیے / زرین ہین جام شیشونپہ مینی کا کام ہے
مستون سے خوب اٹھ گئی تکلیف شرع کی / دیکھو نماز نشئہ مے مین حرام ہے

مشکل اگر پڑی ہے لطافت تو غم نہین
مشکلکشا جہان مین تیرا امام ہے

کسقدر نفرت ہی اپنے عاشق مہجور سے
دور دور اُسنے کہا دیکھا جو مجکو دور سے

وصف ہو تحریر اُسکی عارض پر نور کا
روشنائی گر بنی دود چراغ طور سے

ترش رو ہو کر لگائی مجکو تیغ اُس ترک نے
جائے خون نکلے گا سرکہ زخم کے انگور سے

وصل کی شب وہ گئے پچھلے پہر مین مرگیا
غسل میت چاہیے ہے صبح کے کافور سے

کوچہ گردی کی تلاش مے مین ہمنے اسقدر
پاؤن مین چھالے پڑے ہین خوشۂ انگور سے

پان کی سرخی گلے سے اُسکے یون آئی نظر
رنگ مے ظاہر ہو جیسے شیشۂ بلور سے

دہوم سی جاتا ہی صاحب وہ جنازہ غیر کا
فائدہ کیا پاس جانے سے ہے دیکھو دور سے

نازبرداری کرون یا مین اٹھاون سیر ظلم
بوجھ اُتنا دے کہ جتنا اُٹھہ سکے مزدور سے

نیش ہین تار شعاع اُس مہروش کے ہجر مین
ماہ کامل کم نہین ہے خانۂ زنبور سے

فیض دانا مین ہی سب طالب ہو جسکا جو کوئی
سرکہ و بادہ ہین بنتے دونون اِک انگور سے

ایکبار اِس گھر مین آئے تھے پر اب آتے نہین
ڈر گئی کالی بلا میری شب دیجور سے

مے چڑہاتے ہی گلابی اُسکی آنکھین ہوگئین
یہ کٹوری کم نہین ہین ساغر بلور سے

سامنے میرے پلائی غیر کو ساقی نے مے
روتے روتے دیدۂ گریان ہوگئے انگور سے

ہوکے گھائل بھی نہ چھوٹی سرکشی مجھ مست سے
بھر دیا حق نے دہان زخم کو انگور سے

اے لطافت جنکے دل تیرہ ہین وہ سمجھین جدا
احمد و حیدر کی ہی خلقت ہوئی اک نور سے

ہمسر ہے قامت صنم خود پسند سے
ہے پست عقل سرو کے قد بلند سے

کیا خوف چشم زخم و نظر کی گزند سے
اُس آنکھ کے قرین ہین یہ تل سپند سے

اُٹھی جو آہ میرے دل دردمند سے
جل جائین آسمان پہ ستارے سپند سے

لپٹی کسی کی خاک سے پاے سمند سے

ہر ہر گھڑی نہ جھاڑ اسے ای سئیں یار
آتا ہی رنگ تک ہاتھ تو ہین جلتے سپند سے

کیا صدقے ہوکے یار پہ گرتا ہے آگ مین
پہنچین گے دودِ آہ رسا کی کمند سے

جائینگے بامِ یار پہ ہین لاغر و نحیف
اسے موت مجکو زہر بھی شیرین ہو قند سے

عشق لبِ صنم مین جو مرنے کا قصد ہو
گرتا ہون موجِ نکہتِ گل کے گزند سے

اس غیرتِ چمن کی محبت مین ہون بیزار
معمور نور گھر ہے ضیاے دو چند سے

ہی چاندنی مین وصل کی شب عکسِ روے یار
اس روے آتشین پہ جو تل ہین سپند ہے

حیران ہو نہین کہ آگ پہ ٹھہرے ہین کسطرح
امید ہے طبیعتِ دقت پسند سے

عقدہ ترے دہان و کمر کا کرے گی حل
کم اپنے تارِ اشک نہین ہین کمند سے

آنسو بہاکے یار کو لاتے ہین دام مین
آئی حیا کریم کو دستِ بلند سے

خالی نہ پھیرے ہاتھ دعا کے مرے قبول
لپٹا ہون اضطراب مین پاے سمند سے

او شہسوار روک لے گھوڑا نہ گھر کو جا
آیا یہ چور گھر مین نگہ کی کمند سے

سینہ سی چشمِ یار نے دل کو چرا لیا
باندہے ہین ہاتھ موتیونکے دست بند سے

رکھی یہ اسنے عاشقِ دندان کی آبرو
سیکھا ہی ہینے عشق مین جلنا سپند سے

ہوکر نثار شعلہ رخون پر ہون بچ رہا
باز آئینگے نہ رند کبھی ریشخند سے

داڑھی ہی شیخ جی نے بڑہائی ہنسینگے سب
دل میرا لے لیا ہے عجب مکر و فند سے

آنکھین دکھاکے زلف کو نکہراکے یار نے
کھپلے ہوے ہین جادۂ صحرا کمند سے

دیوانہ ہاے زلف ہین کھنچ کھنچ کے آرہے
کہد ون ابھی جو طبع تعلی پسند سے

لے آئے جاکے عرش سے مضمونِ بامِ یار
آواز جیسے آگ مین نکلے سپند سے

نالان ہین عشقِ خال مین جل جلکے یون رقیب
نکلی نبات یہ اسی شکر سے قند سے

دندان ترے بنے لبِ شیرین سے آبدار
گردِ ملال اٹھی دلِ رفعت پسند سے

بن بن کے گرد باد ہوے دشت مین بلند

آنکھیں تپ فراق مین جلتی ہین کسقدر
مجمر ہر ایک چشم ہی تل ہین سپند سے

گو ایک جنس ہون پہ صفائی مین ہی فرا
دیکھو سوا نبات کی قیمت ہی قند سے

ہین دل مین داغ عشق تو مغرور ہی غریب
دعوی تونگری کا ہی دینار چند سے

فرہاد اور قیس کو ترجیح مجنپہ دی
حیران ہون خلائق مردہ پسند سے

گھر کر لیا ہے قلب لطافت مین عشق نے
ہوگا نہ فائدہ کبھی ناصح کی پند سے

جائے اُس کوچہ مین کیا طاقت دل بیمار کی
کالے کوسون راہ ہی زلف سیاہ یار کی

ناتوانی حد سے گذری اپنے جسم زار کی
پھبتیان ہونے لگین ہوئے میان یار کی

داستان سُنکر ہمارے دیدہ بیدار کی
اوڑ گئی ہے نیند چشم نرگس بیمار کی

رو رہا ہون عشق مین طفل برہمن کے جو مین
تسکل ہے ہر ایک تار اشک مین زنار کی

اہل جوہر جو کہ ہین خاموش رہتے ہین سدا
کٹنے دیکھی ہے زبان گویا کسی تلوار کی

عشق زلف یار مین ہون دل لگا کیا پریشان حال
پوچھنا اچھا نہین شب کو خبر بیمار کی

ناتوانون کی ہی باغ دہر مین مٹی خراب
کون کرتا ہی عیادت نرگس بیمار کی

پھر اُٹھا ابر بہاری پھر ہوئی مے کی ہوس
فصل گل پھر آئی پھر بدلی ہوا گلزار کی

اہل جوہر دشمن ہمسایہ سے ہین بے خطر
آب سے بجھتی ہے اے دل آنچ کب تلوار کی

حلقہ گیسو کے سودے مین جو رویا مین نحیف
پڑ گئی پھانسی گلے مین آنسوؤن کے تار کی

میرے زخمون مین اُٹھا کرتی ہی رہ رہکر چپک
کر گئی تاثیر کیا صحبت ترے تلوار کی

دشت مین بھی فیض مجھ وحشی کا جاری ہوگیا
آبلون سے تر ہوئین سوکھی زبانین خار کی

عاشقون کے دل جلاتی ہی بنا گوش صنم
حسن سے کیا لو اُٹھی ہی آتش رخسار کی

ہی ہمارے رشک عیسی کا چمن مین انتظار
آجتک آنکھین کھلی ہین نرگس بیمار کی

بارہ کا دورا ہے اے طفل برہمن آمین کیا
عاشقون کو قتل کرتی ہے پھبن زنار کی

بہیجا کسکا بہایا خون تیرے تیر نے ۔ کہہ رہی ہی صاف خاموشی لب سوفار کی
کوچہ اوس رشک سلیمان کا پرستان بنگیا ۔ ہو گئین پریان بہی عاشق سایہ دیوار کی
سقف چرخ پیر مین تارے ہین یا سوراخ ہین ۔ نقل اوتاری کس قدر کے روزن دیوار کی
دام صیادون نے آ آکر لگائے باغ مین ۔ ہین وہ بلبل ہم نہ دیکہی شکل بہی بازار کی
چشم آہو کا جو کوئے یار مین ہوتا ہے ذکر ۔ چشمکین کرتی ہین آنکہین روزن دیوار کی

ای لطافت روح نکلی صدقے ہونے کے لیے ۔ نزع مین دیکہی جو صورت حیدر کرار کی

کیا کہون مین شان خط سبز روئے یار کی ۔ حسن قرآن کا پڑہا جدول کہنچے زنگار کی
تاب ہی دل کو نہین دیدار چشم یار کی ۔ کیا عیادت ہو سکے بیمار سے بیمار کی
دہجیان اوڑ جائینگی زاہد تری دستار کی ۔ آگے رندون کے نہین کچہہ اصل نو دس تار کی
گہر بناتے وقت آیا قبر کا ہمکو خیال ۔ گورکن یاد آئے صورت دیکہہ کر معمار کی
باغ مین شبنم نہین یہ انتظار یار مین ۔ ڈبڈبا آئی ہین آنکہین نرگس بیمار کی
رات کو بہی کوچہ دلدار مین رہتا ہی دن ۔ دہوپ عاشق ہو گئی ہے سایہ دیوار کی
صحبت شعر و سخن مین ہے مری تقریر تیز ۔ معرکہ مین جیسے چلتی ہے زبان تلوار کی
زلف و خط یار کا جب نزع مین آیا خیال ۔ نبض دو دی اور نکلی ہو گئی بیمار کی
دشمن ہمجنس سے ہوتا ہی عالم مین فروغ ۔ آب سی ہی آنچ بڑہ جاتی ہی ہر اک تلوار کی
عاشقون کی جان لیتا ہی نظربازی کا شوق ۔ زہر ہوتی ہین تری میٹہی نگاہین پیار کی

قطعہ

بادہ خواری سے جو مین ہوتا ہون تائب شیشے مین ۔ مدح کرتی ہے زبان موج مے گلنار کی
جائے قلقل توبہ توبہ کرتے ہین شیشے تمام ۔ جام کے لب سے صدا آتی ہے استغفار کی
بوسہ بازی یار سے ٹہری ہوئی جو شرع ۔ جیت سے بہی ہے زیادہ آج لذت ہار کی
عاشقون سے چین بابرو ہو نہ ایک پل سدا ۔ آبرو جاتی ہے بل سے مغربی تلوار کی

آہ کرکے اور سینہ تھام کے ہم رہ گئے
اوس نکیلی گات نے برچھی جو دل کے پار کی

رو رہا ہون میکشی کے دہیان مین ساقی مدام
اشک میرے ہین لڑی موتی صراحی دار کی

ہر زمانے مین تو انفع جوہر ذاتی مرا
دوست دشمن سے ملتا جھک کے خو تلوار کی

اے لطافت ہو سکے کس طرح تجھسے فکر شعر
روز و شب رہتی ہے کثرت دل مین افکار کی

وحشت ہر عاشق دلگیر آدھی رہگئی
چھوٹ کے جب اوس زلف کی زنجیر آدھی رہگئی

تن مین جان عاشق دلگیر آدھی رہگئی
جب شب وصل ای بت بے پیر آدھی رہگئی

بام پر شب کو اولٹ دی آستین کیا سار نقاب
دفعتہً لو ماہ کی تنویر آدھی رہگئی

یار کے آتے ہی شادی مرگ عاشق ہو گیا
موت آئی وصل کی تدبیر آدھی رہگئی

میرے ہوتے غیر کو قاتل نے مارا نیمچہ
آبروئے عاشق دلگیر آدھی رہگئی

ہاتھ جب دم آگئی اُس سیمتن کی خاک پا
دل مین میرے خواہش اکسیر آدھی رہگئی

لی عدم کی راہ مانی نے پہنچکر تا کمر
کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہگئی

آہ ساری عمر ہمنے عشق کا دفتر لکھا
یکقلم باقی مگر تحریر آدھی رہگئی

گر سیان دیکھین جو میری شعلہ رو کے بزم مین
گھلتے گھلتے شمع اے دلگیر آدھی رہگئی

کہہ سکا سارا نہ اوس سے حال دل مین ناتوان
ضعف سے غش آگیا تقریر آدھی رہگئی

ہل گئین قاتل کی پلکین جب دم صید افگنی
سہم کر چالاکی ہر تیر آدھی رہگئی

غیر سے لڑکر وہ طفل جنگجو پھر مل گیا
راہ پر آکر مری تقدیر آدھی رہگئی

سر جو کاٹا شمع کا محفل مین تو نے ظلم سے
جان پروانے کی ای دلگیر آدھی رہگئی

ہو سکی مجھسے نہ شرح مصحف عارض تمام
آخر اس قرآن کی تفسیر آدھی رہگئی

بن سکے بہزاد و مانی سے نہ اس گل کی کمر
درمیان مین آئی جب تصویر آدھی رہگئی

قصد جب اُسنے کیا مجھ نیمجان کے قتل کا
خود اُگل کر میان سے شمشیر آدھی رہگئی

کوے جانان مین لطافت غیر بھی داخل ہوا
پاس اپنے خلد کی جاگیر آدھی رہگئی

عاشق کی ہے اسی پہ مدارات رہگئی
جب بوسہ اپنے لب کا دیا بات رہگئی

زلفین بنا چکے سر بجان چل کے سو رہو
تھوڑی سی اب تو وصل کی ہے رات رہگئی

پردہ ہوا نہ فاش عدم کا کیا سفر
عشق دہن مین آئی اجل بات رہگئی

گذری جوانی آہ پہ رونا نہ کم ہوا
گرمی کے دن گئے پہ یہ برسات رہگئی

مانند شب سیاہ ہے بیت الحزن مین دن
مہمان آکے گھر مین مرے رات رہگئی

سرخی ہمارے خون کی چھٹی دست یار سے
مہندی نہ بنکے ہاتھ مین ہیہات رہگئی

ہونے دیا نہ وصل کا وعدہ رقیب نے
آکر کلام قطع کیا بات رہگئی

سائل ہو مین خدا کے لیے اب کرو نہ بخل
اک بوسہ پر ہے حسن کی خیرات رہگئی

ہم سے کیا ہے وعدۂ فردا حضور نے
اب حشر پر امید ملاقات رہگئی

بیچارہ دل تو عشق مین پہلے ہی چھن گیا
تھی آنکھ جو بنائے فسادات رہگئی

محراب کعبہ کا تری ابرو پہ شک ہوا
آآکے میرے لب پہ مناجات رہگئی

مین زار قبر مین نہ نکیرین کو ملا
کیا دل مین آرزوے سوالات رہگئی

موت آگئی نہ وصل ہوا یار سے نصیب
امید استجابت دعوات رہگئی

چھایا یہ رعب حسن صنم ہو سکی نہ بات
کیا آرزوے حرف وحکایات رہگئی

کیا عشق مین ذلیل ہوے احباب دل
کیا بات کہیئے قبلۂ حاجات رہگئی

دیکھ دہان تنگ صنم کا جواب کیا
غنچہ چمن مین منہ نہ لگے بات رہگئی

غافل اخیر عمر ہے اعمال نیک کر
ہشیار اب ہو نیند سے کم رات رہگئی

دل کھو کے اپنی جان بھی عشق مین تو کیا
یہ کون سی بڑی ہی کرامات رہگئی

عیاریوں سے دل مرا اس شوخ نے لیا
چھوٹی نہ چال اور نہ کوئی گھات رہگئی

تعریف کی جگہ پہ ہین بیہودہ اعتراض
افسوس اب یہ قدر کمالات رہگئی

لیلی و قیس عالم فانی سے چل بسے
گذرا وہ حسن و عشق مگر بات رہگئی

ہمکو بلاتے ہین نہ لطافت وہ آتے ہین
رستے گلی کی اونکے ملاقات رہگئی

حسب فرمایش جناب نواب مرزا محمد مہدی علیخان بہادر دام اقبالہ

پری کی اور پرستان کی آرزو کم ہے
حسین لاکھ ہین کیا شہر لکھنو کم ہے

ستم ہے خنجر سفاک سرخرو کم ہے
غضب یہ ہے کہ ترے جسم مین لہو کم ہے

گہر ہو کیا ترے دندان صاف سے ہمسر
نہ کیون صدف مین نہان ہو کہ آبرو کم ہے

کہون مین کیا تری زلف سیہ کو سنبل و مشک
چمن مین ہی یہ پریشان تو اسمین بو کم ہے

عبث ہین ڈھونڈتے آب کثیر زاہد خشک
بہار مین خم می کیا پیے وضو کم ہے

چمن مین سنکے ترانہ ہوئی ہے بلبل ست
ترا کمال یہ کیا میرے خوش گلو کم ہے

خم شراب لگا میرے منہ سے ایساقی
خمار بھی تو نہو گا مجھے سبو کم ہے

مرے لہو کا نہین داغ بدلے تیغے کے
اسی سے خنجر قاتل کی آبرو کم ہے

عبث رقیب پلاتے ہین می نزاکت مین
شراب تند کی کیا اوس حسین کو بو کم ہے

خیال زلف مین پھانسی لگا کے دون کیون جان
گلا دبانے کو کیا ہر رگ گلو کم ہے

ہم اپنے دل کو سنبھالے ہوے ہین الفت مین
بیان کرنے کی تم جانتے ہو خو کم ہے

بنا دیا ہی مرے دل کو مقتل او قاتل
بشر کے قتل سے کچھ خون آرزو کم ہے

جو تنگدل ہین نہین خلق انمین مثل سخی
نظیر دیکھ لو غنچہ مین گل سے بو کم ہے

ہم آنسوون سے ہین منہ دھوتے سجدہ کرنیکو
گناہگار ہین کیا اسقدر وضو کم ہے

لگائے کیون نہ ہر اک عندلیب اشک کا تار
قفس کے چاک بہت سے ہین کیا رفو کم ہے

ہر ایک پھول پہ ہوتی ہی عاشق اے بلبل — اسی سے قدر ترے گل کی آبرو کم ہے

کھے کوئی غم و رنج و الم سے دل مین آئین — ہجوم حسرت و اندوہ و آرزو کم ہے

ابھی تو چاک ہی پھر ٹکڑے ٹکڑے دل ہوگا — نگہ کی تار بخیہ و حاجت رفو کم ہے

کھنچے ہین دار پہ منصور کی طرح لاکھون — بشر کے حق مین زبان اسکی کیا عدو کم ہے

صدائے شیشہ مے ہے بغیر ساقی کے — ہمارے مثل کوئی گریہ در گلو کم ہے

رقیب مکر سے روتا ہی سامنے اسکے — گھر مین اشک کی جھوٹی تو آبرو کم ہے

پکارتی ہے یہ بلبل لگا کے اشک کے تار — ہر اک قبائے گل تر مین کیا رفو کم ہے

دیا جو گوہر دندان کا بوسہ اسنے کہا — اب اور چاہتے ہو کیا یہ آبرو کم ہے

لپٹ کے وصل مین عاشق سی پوچھتا ہے وہ شوخ — بتا کچھ اب تو ترے دل کی آرزو کم ہے

علی کا رتبہ احادیث کی مطابق جان
کہ دشمنی سے لطافت نہین غلو کم ہے

بلند ہین علم آہ شور ماتم ہے — غم فراق سے گھر مین مرے محرم ہے

خیال مہندی لگانے کا ان کو ہر دم ہے — غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

ہوئی ہی تشنہ خون تیغ ترک کے غم سے — غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

جنون مین نشتر فصاد تیز ہر دم ہے — غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

لیا جو وصل کی شب جھک کی بوسہ دندان — تڑپ کے بولے کہ الماس زیب خاتم ہے

پسند کیون نہ بشر کو حسین ہو گندم گون — یہ رغبت ارث قدیم جناب آدم ہے

ہوس سی زر کی طرف دوڑتا ہی نفس خبیث — طمع بنی ہے معلم یہ سگ معلم ہے

مرے محب ہین مجھے دیکھتے ہی رو دیتے — قد خمیدہ ہلال مہ محرم ہے

جو سرفراز ہین مفلس سے جھک کے ملتے ہین — کہ شیشہ ساغر خالی کے روبرو خم ہے

سوال وصل کا در پردہ ہی وہ سمجھے گا — رقم کیا اوسی نامہ مین خط توام ہے

ہر اک کو جھک کے تواضع سے کر لیا تسخیر
ہمارے پاس سلیمان کے مثل خاتم ہے

عیان ہے کیا ثمرِ خاکساری و رفعت
سر زمین ہے بلند اور آسمان خم ہے

بس ایک دل ہی بضاعت تھا دیدیا تمکو
تمھارا عاشقِ نادار رشکِ حاتم ہے

ہلاک کرتی ہے افراط اچھی شے کی بھی
زیادہ کھائے جو اکسیر بھی کوئی سم ہے

فلک نے وصل کا دشمن کیا طلوع جیسے
حسد ہوا کوئی یا دام بھی جو توام ہے

ہوا ہے صبح شبِ ہجر کیا خنک سینہ
سفیدۂ سحری زخمِ دل کو مرہم ہے

تمام حسرت و حیرت سے ہے یہ ہوا انجام
کہ ٹھوکرون مین سدا کاسۂ سرِ جم ہے

ہزار ہا لکھے ہین مرگِ غیر سے خوش ہون
مگر ہے چہرے سے ظاہر کہ آپکو غم ہے

سوالِ وصل نہ کیجے گا اے لطافت آج
وہ جب سے سوکے اوٹھے ہین مزاج برہم ہے

وعدہ یوہین وہ روز ٹالین گے
کب تلک دل کو ہم سنبھالین گے

جان و دل کو تو کر چکے ہم نذر
حضرتِ عشق اور کیا لین گے

خیر غیرون کا دم بھرین صاحب
اور سے ہم بھی دل لگا لین گے

مرتے مرتے نہ چھوڑینگے ہم عشق
نام اوسی کا دمِ فنا لین گے

بخت جاگین گے میرے طالع کے
ساتھ اپنے جو وہ سُلا لین گے

یاد آئے گا باغ مین جو وہ رُخ
ہاتھ ہر بارِ گُل پہ ڈالین گے

خیر روٹھین وہ بوسہ لینے پر
منتین کرکے ہم منا لین گے

رون سے مانگین گے بوسۂ لب ہم
اور کیا گالیان سنا لین گے

بامِ جانان پہ بار پا کے رقیب
ٹوپیان عرش پر اوچھالین گے

کب لیا بوسہ مصحفِ رُخ کا
سر پہ قرآن ہم اوٹھالین گے

یاد آئینگی باغ مین جو وہ چشم
آنکھہ نرگس سے ہم لڑالین گے

قطعہ

ہمکو الفت مین وہ ملی ہے سزا | کہ کسی پر نہ آنکھہ ڈالین گے
دل لگانے کی اب قسم کھا کر | نام ہرگز نہ عشق کا لین گے
چشم جانانہ صدقے کرنے کو | آنکھین آہو کی ہم نکالین گے
کنگھی اُس زلف مین گر سینگے جو ہم | شاخسانے عدو نکالین گے

ڈر نکیرین کا لطافت کیا
قبر مین نام مرتضے لین گے

حسین جب دیکھہ لیتا ہون محبت آہی جاتی ہے | پھڑک جاتا ہے دل میرا طبیعت آہی جاتی ہے
جب اُنکے پاؤن پڑکرین سوال وصل کرتا ہون | تو چپ ہوتے ہین شرما کر مروت آہی جاتی ہے
سمجھتے ہین حسین کیا مال و سیم و زر کو اے منعم | مقدم حسن ہے تو دیکھنے دولت آہی جاتی ہے
پڑے رہتے ہین ہم اُنکے در پہ برسون وصل کے طالب | کبھی مدت کے بعد آخر تو نوبت آہی جاتی ہے
ٹپک پڑتے ہین آنسو جلکے پروانہ جو مرتا ہے | تو فوراً شمع کو محفل مین رقت آہی جاتی ہے
ہزار انسان بھاگے حسن سے ان سبزہ رنگون سے | مگر دیکھے سے آنکھون مین طراوت آہی جاتی ہے
ذرا بھی حسن جس معشوق کو ملتا ہے عالم مین | ادا غمزہ کبھی شوخی شرارت آہی جاتی ہے
نہین کم نشہ مے سے یہان نشہ دولت کا | عجب بد چیز ہے انسان مین نخوت آہی جاتی ہے
بظاہر لاکھہ حسن و عشق سے ہین بھاگتے زاہد | پسند انکو بھی لیکن اچھی صورت آہی جاتی ہے
قریب ابروے پرخم تری مژگان ہین شستہ | مثل یہ راست ہے تاثیر صحبت آہی جاتی ہے
گنہ کرکے کبھی دل مین پشیمان مین جو ہوتا ہون | تو فوراً جوش پر خالق کی رحمت آہی جاتی ہے
بچاتا ہون ہزار اُس آفت جان کی محبت مین | مگر کوئی نہ کوئی دل پہ آفت آہی جاتی ہے
وہ تھوڑی دیر بھی منہ رکھکے مارو نیر جو سوتے ہین | گل رخسار کی پھولون مین نکہت آہی جاتی ہے
کبھی گر صحبت اہل ادب مین بیٹھہ جاتا ہے | ہزار انسان ہو وحشی آدمیت آہی جاتی ہے

گلے مین ڈال کر باہین جو وہ دلبر مناتا ہے

ہنسی رونے مین ہمکو اسے لطافت آہی جاتی ہے

قرب لب سے ہنسی [illegible] ناف دل [illegible] دیکھیے — آب حیوان پر ہین استادہ سکندر دیکھیے

[illegible] سے [illegible] بل ہین [illegible] کے ابرو نیر دیکھیے — حلق پر کس کس کے پھرتے ہین یہ خنجر دیکھیے

[illegible] ال [illegible] ہوا ہون بندہ پرور دیکھیے — ہین ہمی ہان مشتاق سیر ہمت دلبر دیکھیے

جو ہمیشہ تاجدار و سرکش و سرتاج تھے — ٹھوکرون مین ہین انھین کے کاسۂ سر دیکھیے

اسکی آنکھین دیکھ کر نکلے یہ کہتے طفل اشک — پتلیون کا ہے تماشا جمع ہوکر دیکھیے

دست گالی یار نے اک بوسۂ دندان دیا — آبرو کھو کر ملی ہمکو یہ گوہر دیکھیے

بدر ابرو ان [illegible] سمجھ کے جو چلتا ہے در — ہاے توسن سے کوئی لپٹا ہے جھک کر دیکھیے

آن لب و دندان کا ایما اپنے مشتاقون پہ ہے — دو مہ لو دیکھ کر یہ سلک گوہر دیکھیے

ہے تپ فرقت کی شدت ہمکو کہتے ہین طبیب — تاب چھونے کی نہین ہے نبض جاکر دیکھیے

زلف دکھلا کر وہ باتین سخت کہتے ہین یہ — ابر سے پانی کی جا پڑتے ہین پتھر دیکھیے

آپکے چہرے پہ فرط حسن سے گرتی ہے نقاب — ہے ہمارے منہ پہ بھی اشکونکی چادر دیکھیے

طرفہ دکھلائی ہے عکس روے گلگون نے بہار — بنگیا ہے آئینہ پھولون کی چادر دیکھیے

تاب آنکھون مین نہین نور جمال یار کی — مہر و مہ ملجائین تو عینک لگا کر دیکھیے

ابرو نیر یار نے افشان چھڑک کر یہ کہا — آیئے ان تیغون کے آج جوہر دیکھیے

کھلے جوڑا آپکی زلفونکو باندھا پیچ سے — ناگنون پر آج کیا مارا ہے منتر دیکھیے

پیش عادل [illegible] مساوی رتبۂ شاہ و گدا — ہین جواہر سنگ میزان مین برابر دیکھیے

عکس عارض نے تہ جیب شوق سے کرلین اسیر — جال پھیلائے ہین آئینہ کے جوہر دیکھیے

چشم انصاف آئینہ کی طرح بننا چاہیے — ہوکے صاف ادنی کو اعلی کو برابر دیکھیے

خوف عصیان مجکو ہے تمکو تماشے کی پڑی — کہتے ہو شانہ ہلا کر قبر مین گھر دیکھیے

شکل آئینہ عبث حیران پھرے خلق مین — کیا غرض اک اک کا منہ گھر سے نکلکر دیکھیے

لوگ کہتے ہیں کہ لطف زندگی الفت میں ہے
جی میں آتا ہے کسی معشوق پر مر دیکھیے

مشکل ہے نازک وہ قاتل اور ہم ہیں سخت جاں
آج جی بھر کے وہ صورت زیر خنجر دیکھیے

قبول عزرائیل ہو گا اے لطافت نزع میں
کھولیے آنکھیں جمال روئے حیدر دیکھیے

رخ صنم کی ضیا ساغر شراب میں ہے
کمال حسن ہے مہتاب آفتاب میں ہے

سلام عکس کو کرتا ہے ہمن آب میں ہے
ذرا سی چھاؤں تمہاری جو آفتاب میں ہے

غرور حسن سے افلاک کے حجاب میں ہے
ذرا سی چھاؤں تمہاری جو آفتاب میں ہے

وہ صید ہیں کہ ہی مر کر بھی وحشت پرواز
ہمارے گوشت پہ دورا بندہ کیا کباب میں ہے

تمہارے گیسوؤں کے دام میں پھنسنے چلے
بلا میں جان حزین ہے تو دل عذاب میں ہے

ہوئی ہری دل بریاں کو یاد رنگ طیح
عجب مزا ہے موافق نمک کباب میں ہے

قریب زلف کے ہیں اسکے کان میں جھالے
عجب ہی موتیوں کی بارش اس سحاب میں ہے

تمہارے عارض شفاف جب سے دیکھے ہیں
حیا سے آئنہ بھی غرق اپنی آب میں ہے

تمہارے دید سے موسی کو جب غش آئے ہوں
بھلا نظارہ عشاق کس حساب میں ہے

خدا نے جیسے عطا کی مرے طبیعت کو
روانی ایسی نہ خنجر میں ہے نہ آب میں ہے

زمین کوچہ جاناں کو جھک کے دیکھ آ چرخ
نہ کر غرور کہ یہ بھی ترے جواب میں ہے

ہم انکو عالم رویا میں دیکھتے ہیں روز
وہ لطف جاگنے میں کب ہے جو کہ خواب میں ہے

برا جو کہتا ہے واعظ تو کہنے دو رندو
وہ جانتا ہی نہیں کیا شراب میں ہے

کسی کے عشق میں اتنا بھی تجھکو ہوش نہیں
ہے بیقرار جگر یا دل اضطراب میں ہے

لطافت اپنی نظر میں ہے سیر دو جہان
عجب نشہ مئے حب بوتراب میں ہے

وہ جو آنکھوں سے اپنی اوجھل ہے
نہ دل کو نہ جان کو کل ہے

کون اٹکھیلیون سے چال چلا | آج ساری جہان مین ہل چل ہے
اسکی رفتار کا جو ہے مضمون | شعر کی بھی زمین مین ہل چل ہے
رخ پہ اُس کے خط سبز نہین | عین کعبہ مین فرش مخمل ہے
نقص ہے دو دن جو اُسکے رخ سے مثال | ماہ کامل فلک پہ مہمل ہے
صبح کوکب شفق کی ہے تحریر | یہ بیاض سحر پہ جدول ہے
مثل بسمل کے سب تڑپتے ہین | تیری محفل ہے یہ کہ مقتل ہے
بار عصیان سے کس قدر مجھ پر | لاش بھی بعد مرگ بوجھل ہے
نہین برسات مین یہ قوس قزح | ورق آسمان پہ جدول ہے
دیکھنا عشق زلف کی تاثیر | میری تقریر بھی مسلسل ہے
اب نہ دو گالیان سمجھ گئے ہم | خوب تیغ زبان پہ صیقل ہے
نظر بد کا خوف ہے مجھکو | آج آنکھون مین اُسکے کاجل ہے
قبر کو دیکھ کھول کر آنکھین | اے مسافر یہ منزل اول ہے
ساقیا کیا پیین گے اتنی رند | ایک شیشہ ہے ایک بوتل ہے
میرا روز وصال کچھ نہین دور | رات کٹ جاے تو وہ دن کل ہے
تو بھی گھر ہون سیکڑون برباد | قول اُس چشم کا یہ ہر پل ہے
دست رنگین مین اُسکے ہے تلوار | شاخ مرجان مین تیغ کا پھل ہے
میری میت نہ کس طرح تڑپے | ساتھ تابوت کے وہ پیدل ہے

اے لطافت بغیر اوس گل کے
باغ میری نظر مین جنگل ہے

فروتنی سے جہان مین کمال ہوتا ہے | خمیدہ دیکھ لو پہلے ہلال ہوتا ہے
جو بوسہ کا مرے دل مین خیال ہوتا ہے | تو نازکی سے وہ رخسار لال ہوتا ہے

غضب کی جا کرم ذو الجلال ہوتا ہے
گنہ کے بعد اگر انفعال ہوتا ہے

زمانہ طالب حسن ہلال ہوتا ہے
بڑھے جو نقص تو آخر کمال ہوتا ہے

زمین پہ سر جو اٹھاتا ہے کبر و نخوت سے
نشان سبزہ وہی پائمال ہوتا ہے

ہر اک عقیق کا بنتا ہے داغ مثل شجر
ترا کرم ہو تو پھر نہال ہوتا ہے

عجیب ہے لب رنگین یار کی تاثیر
کہ رشک لعل پہ نشان اوگال ہوتا ہے

جواب دونگا لحد مین اسی کا عاشق ہون
سنا ہے عشق کا وان بھی سوال ہوتا ہے

شب وصال اسی لطف مین گذرتی ہے
لبوں پہ لب کبھی رنگ اور کبھی اگال ہوتا ہے

پڑی ہے جان حزین ہائے کس مصیبت مین
نہ اسکا وصل نہ ممکن وصال ہوتا ہے

مقام فکر ہے قارون کا حال سن منعم
جو حب مال ہو تو یہ مآل ہوتا ہے

گناہگار جو مرتا ہے خوف دوزخ سے
تو غسل کو عرق انفعال ہوتا ہے

ترس کے خاک پہ گرتا ہے جو ترا ناخن
وہی تو جا کے فلک پر ہلال ہوتا ہے

جو جمع ہو تو عقاب اور خرچ ہو تو عذاب
غرض جہان مین بری چیز مال ہوتا ہے

تمہارے عارض شفاف پر ہے خال عبث
نوشت دیکھ لو یہ نقطہ کمال ہوتا ہے

فلک چھپائے نہ کیون مجھ نحیف کو تہ خاک
برا ہے نقص جو شیشہ مین بال ہوتا ہے

صفائے قلب کا یہ حال ہے لطافت اب
کہ بات کا بھی چھپانا محال ہوتا ہے

ہاتھ کنگھی سے کیے شل تو حیا آئی ہے
پاؤن پڑنے کو تری زلف رسا آئی ہے

جوش پر رحمت حق حد سے سوا آئی ہے
جب گنہ کرکے مجھے شرم و حیا آئی ہے

ہجر کی رات بصد ناز و ادا آئی ہے
مثل معشوق کے مشکل سے قضا آئی ہے

مجھ سے چار آنکھ نہین کرتے چھپایا ہے منہ
لطف ہو وصل کے بعد انکو حیا آئی ہے

نہین بیمار محبت کو کسی دم فرصت
وہ گئے ہین تو عیادت کو قضا آئی ہے

ٹھہرا وصل مین یہ کہکے وہ سو جاتے ہین
نیند بنکر مری آنکھون مین حیا آئی ہے

مار سے تو لتے ہین آج وہ سر شمشیر
ہو ادا شکر الٰہی کہ قضا آئی ہے

قبر مین شانہ ہلا کر یہی کہتے ہین عزیز
چونک غفلت سے مسافر کہ سحر آئی ہے

ہو گیا خاتمہ بیداد و جفا کا تجھہ پر
میرے حصہ مین اگر مہر و وفا آئی ہے

کہتے ہین وہ کہین عاشق کی نہون پھر آہین
ٹھنڈی ٹھنڈی کسی جانب سے ہوا آئی ہے

بعد مدت ترے کوچہ مین ہی بیٹھی مری خاک
کیون اوٹھانے کے لیے باد صبا آئی ہے

عشق کے ساتھہ ہی پیدا کیا اللہ نے حسن
یہ مرض وہ ہے کہ ہمراہ دوا آئی ہے

مین وہ بلبل ہون کہ غنچہ مین نہان تنہا ہون
ٹھیک کیا تنگ یہ مرے گل کی قبا آئی ہے

اسطرف دوست اوٹھانیکو ہین تابوت مرا
اوسطرف ہاتھون مین ملنے کو حنا آئی ہے

جان دینے کو جو کہتا ہون لطافت شب ہجر
دوست کہتے ہین یہ دلمین ترے کیا آئی ہے

غزل دو بحر مین

اوس گل تر کی سواری نکلی
غیرت باد بہاری نکلی

نزع مین آیا وہ رشک عیسے
لینے کو روح ہماری نکلی

ہجر مین کھو کے دل ہم روئے
حسرت نالہ و زاری نکلی

بوسہ ابرو و مژگان لیکر
کھنچ گئی تیغ کٹاری نکلی

تشنہ تھی الفت تیغ ابرو
ہو گئی جان بھی عاری نکلی

گتھ گئے یار سے غیر و مین تنہا
شکر ہے بوجھہ ہماری نکلی

الفت زلف مین دیکھین فالین
رات یہ ہجر مین بھاری نکلی

کہتے ہین مجکو وہ عاشق اپنا
حسرت دل مری ساری نکلی

یار نے خوب نکالا جوبن
صورت و شکل ہے پیاری نکلی

پیوست جو جگر میں مرے تیر یار ہے — اللہ رے رشک سینہ میں دل بیقرار ہے

ہم سچ کہیں یہ چال تری یادگار ہے — شاگرد جسکی ایک نسیم بہار ہے

مجسا زمین پہ کون بھلا خاکسار ہے — گھٹوایا مہر تاب میں بھی خط غبار ہے

دریاے چاندنی ہے مے خوشگوار ہے — اوڑھے ہیں جشن عیش ہے پہلو میں یار ہے

ہے یاد زلف اور دل داغدار ہے — قدرت خدا کی صحبت طاؤس و مار ہے

زیر قلم جو وصف دو ابروے یار ہے — ہر شعر آبدار مرا ذوالفقار ہے

اوس پھول سے عذار پہ خط آشکار ہے — آئی خزان روانہ چمن سے بہار ہے

جب چاہتا ہوں لکھتا ہوں اختیار ہے — ہر وقت مستمر ہاتھ میں تصویر یار ہے

پیراہن تمام مرا تار تار ہے — جوش جنون ہے آمد فصل بہار ہے

اک کم سخن کے عشق میں دی جلکی مینے جان — خاموش بعد مرگ چراغ مزار ہے

حق سے امید عفو جرائم ہے حشر کو — ہم ہیں گناہگار وہ آمرزگار ہے

بولا جو میں کہ تجھپہ گلا کاٹتا ہوں آج — ظالم نے مسکرا کے کہا اختیار ہے

ساقی بہار آئی ہے بھربھر کے دے شراب — ساغر چڑھائیں نشہ مے کا اوتار ہے

مٹی ٹھکانے جسکی لگی وہ رقیب تھا — برباد جو ہوا وہ ہمارا غبار ہے

یا رب کٹینگی راہ عدم مجسے کسطرح — جانا ہے دور سر پہ گناہوں کا بار ہے

بوسہ فقط رقیب کو تمنے دیا تو کیا — منہ پھیرو اور بھی کوئی امیدوار ہے

فرمایش اوسنے کی ہے جو مٹی کے عطر کی — شاید ہماری سمت سے دلمیں غبار ہے

ہنسنے کہا جب اوسنے کہ یہ دل ہے بیقرار — بولے وہ ہاتھ رکھکے کہاں بیقرار ہے

کہتے ہیں دوست وہ مری قبر دیکھکر — کانٹے پڑے ہیں جسپہ یہ کسکا مزار ہے

مدفن پہ میرے عرس سے ملتے ہیں وہ گلے — میت پہ میری ہاے دوبارا فشار ہے

کھینچی ہے تمنے تیغ تو مجکو بھی دیکھ لو — دشمن سے جھک کے ملتا ہوں کیا انکسار ہے

طاف

تیز نگہ کا اوسکے لطافت غضب ہے توڑ
جو ہے کلیجہ ٹکڑے ہوے بیقرار ہے

دیکھین نہ پری کو بھی یہی ڈسنے لگی ہے | آنکھ اپنی کسی حور شمائل سے لگی ہے

جل جائے اوس بزم مین جو ڈسنے لگی ہے | ہر شمع کو لو یار کی محفل سے لگی ہے

چونکا و لحد مین نہ مجھے شانہ ہلا کر | ای بے خبرو آنکھ ابھی مشکل سے لگی ہے

لطف شب مہتاب ہے دریا کی کرو سیر | ٹھنڈی ہی ہوا ناو بھی ساحل سے لگی ہے

مجنون نہین دل ہی سے فقط طالب لیلے | ہر دیدے جگہ آنکھ بھی محمل سے لگی ہے

اوس مصحف عارض کی ہی تصویر گلیمین | قرآن کی قسم جان حمائل سے لگی ہے

کیا ڈاب کی تقدیر پہ آتا ہی مجھے رشک | ہر دم کمر نازک قاتل سے لگی ہے

انگارونکے مانند ہین سب پھول چمن مین | گلشن مین یہ آگ آہ عنادل سے لگی ہے

مشکل سے گذر آپکے کوچہ مین ہوا ہے | جان اپنی ہمین تیغ کے بھی لبسے لگی ہے

اے یار عدم سے ہون ترا تشنہ دیدار | یہ پیاس مجھے تو کئی منزل سے لگی ہے

ہم ہارین تو دل دینگے جو وہ ہارے تو بوسہ | چوسر مین یہ بازی بت قاتل لگی ہے

فرقت کی شب ماہ سے جلتا ہون ہمیشہ | اک آگ سی دلمین مہ کامل سے لگی ہے

ہم سر کو جھکائے ہوئے مقتل مین کھڑے ہین | آس اپنی فقط خنجر قاتل سے لگی ہے

اغیار تو بیجا مین ترے صدر نشین ہین | مسند ہمری فرش لب محفل سے لگی ہے

شیدائے کمر ملک عدم کو ہین پہنچتے | کیا خوب رسد تہ کے منزل سے لگی ہے

پابند رہے خانہ نشینی کی کڑی مین | یہ بات ہمین ہاتھ سلاسل سے لگی ہے

نازک ہین بہت ہونٹھ جو اس غنچہ دہن کے | مسی لب خوش رنگ پہ مشکل سے لگی ہے

بیعزتی آفاق مین ہے ہاتھ بڑہانا | کاسہ نہین ذلت کف سائل سے لگی ہے

دوزخ کا سنون ذکر نہ زنہار لطافت

زاہد کو جلاؤن یہ مرے دل سے لگی ہے

ہمارے دلبر کمسن پہ خوبی ختم ساری ہے
جو بھولا بھولا اکھڑا ہی تو [illegible] ہے

ارے صفاک کیا تیری قمرہ مین آبداری ہے
چھری ہے تیرے خنجر [illegible] آگیا [illegible] ہے

چمن مین آج آئی کو نسے گل کی سواری ہے
جلو مین آتے آگئے نکہت و باد بہاری ہے

ہمیشہ خاک کے پتلے کو زیبا خاکساری ہے
تصور اصل خلقت پر کرو جب خاکساری ہے

تصور مین ترے گیسو و رخ کی اشکباری ہے
گھٹا گھنگھور چھائی [illegible] چمن [illegible] جاری ہے

جوانی کا بھی ہی بانکپن کہ چال متوالی
ادا نام خدا جو ہی ہماری [illegible] کی پیاری ہے

سلیمان نے بنایا تخت جب ہنسکر قضا بولی
عرش [illegible] دور و [illegible] پیدا [illegible] ہے

دو بیٹھہ اور رہ کر آپ وان کا یار کہتا ہے
کمر لچکے گی [illegible] بوجھ [illegible] بھاری ہے

غلام اپنا بنا لو مجکو دیکر بوسہ عارض
مرا دل پاس رہنے دو اگر یہ اعتباری ہے

تمہارے عاشق جانباز فرقت مین تڑپتے ہین
کہیں اختر شماری ہے کسی جا دم شماری ہے

کیا مجنون نے تو آباد جا کر گنج مرقد کو
جنون تیرا کہ دشت نجد مین [illegible] باری ہے

پہنکر ہار پھولونکے روش پر جب وہ چلتے ہین
لچک کر ناز سے کہتی ہین کیا بوجھ بھاری ہے

رخ تابان جانان کو نہین خورشید سے نسبت
یہ علی ہی وہ اسفل ہے یہ نور حق و ناری ہے

دیا ہی دل تمہین صاحب تجے دینگے جان بھی اپنی
وہ امر اضطراری تھا یہ امر اختیاری ہے

فریب رخ نہ کیون ہو شور اس چاہ زنخدان کا
سنا ہے پاس کعبہ کے چہ زمزم بھی جاری ہے

مرا منھہ دیکھکر کہتا ہے وہ بت ناز سے اکثر
خدا کی شان دیکھو انکو بھی الفت ہماری ہے

علی کا نام ہر دم ورد رہتا ہی لطافت کو
نہ کیون آسان ہو مشکل اسم اعظم لب پہ جاری ہے

لین بلائین زلف دلکش کیون بنائی آپکی
سچ تو یہ ہی ہمنے اس واسطے برائی آپکی

وضع کی باتین تمہین دونون ہو گئین مشہور خلقت
راست بازی تو ہماری کج ادائی آپکی

آپ ہی انصاف سے کہیے نہ کیون عاشق ہوئین
شکل بھولی بھولی پیاری پیاری بہائی آپکی

حق کو تھا منظور بہلانا جو دل محبوب کا
عرش اعلے پر صدا پردیسے آئی آپکی

ٹھٹکے فرماتے ہین وہ ہمسے دمِ بوس و کنار
آج غیرونسے جو ہم بگڑے بن آئی آپکی

کیون نہ عاشق ہون بنایا ہی حبیب اللہ نے
دل تو کیا ہے عرش اعلے تک رسائی آپکی

گیرسے چھوتونگے ہین پہنے ہے نہایت نازکی
غنچۂ سوسن نہ بنجائے کلائی آپکی

اشکباری بیقراری آہ و زاری لاغری
دیکھئے تجھنے ہمین کیا کیا جدائی آپکی

دے چکے جب جان ہم قدمین تو بولا وہ شوخ
ہوچکی بس بس محبت آزمائی آپکی

دل نہ دینگے اب کبھی بھولے سے اپنا اے صنم
یاد ہے وہ بیرخی بے اعتنائی آپکی

داغ لگے با ہین گلیین ناز سے کہتے ہین وہ
کیجیے امیدِ دلی انتو برائی آپکی

حضرت یوسف کا آنا بے سبب ہرگز نتھا
خلق مین بنکر حسین صورت دکھائی آپکی

چاہتا ہے لاکھ لیکن پھر کبھی آتی نہین
سیکھی عاشق کی جوانی بیوفائی آپکی

مشکلین آسان لطافت کی ہون یا مشکلکشا
خلق مین مشہور ہے مشکلکشائی آپکی

لپر یروسیکڑون مین دل لبھائے جسکا جی چاہے
ہمین صورت کا دیوانہ بنائے جسکا جی چاہے

گلوری ہاتھ سے قاتل کے کھائے جسکا جی چاہے
ہمارے قتل پر بیڑا اُٹھائے جسکا جی چاہے

لبِ سرخ او خطِ سبز قاتل کو نہین پروا
لہو اپنا بہائے زہر کھائے جسکا جی چاہے

بہائے اشک کب و ن بحرِ خوبی کی محبت مین
ہماری چشم پر طوفان اٹھائے جسکا جی چاہے

عبث حور و پری کو ہی غرورِ حسن عالم مین
ترے تلوے سے شکل اپنی ملائے جسکا جی چاہے

مرا دل ہے ہر اک ابرو کمانکی چشم پر قربان
نشانہ تیرِ مژگان کا بنائے جسکا جی چاہے

بہت اغیار دم بھرتے ہین اپنی جان نثاری کا
کھینچی ہے تیغ قاتل سر جھکائے جسکا جی چاہے

کہو عشاق سے ہے قتلِ عام اوس بت کے کوچہ مین
یہی گو ہر یہی میدان ہے آئے جسکا جی چاہے

ہمارے ہوش تو تقریر مین پرواز کرتے ہین ۔ پریرویونکو باتون مین اوڑاے جسکا جی چاہے

بچھا کر گیسوونکا دام چہرہ پردہ کہتے ہین ۔ بلا مین طائرونکو پھنسائے جسکا جی چاہے

زمین پر خاکساری ہی عجب اکسیر انسان کو ۔ یہ نسخہ کیمیا کا آزماے جسکا جی چاہے

کلیجہ چھن گیا الفت مین ہم تو جان کھو بیٹھے ۔ حسینان جہان سے ناز اوٹھائے جسکا جی چاہے

مری زنجیر غل کرتی ہی دیوانونکے حلقہ مین ۔ کڑی یہ عشق کی منزل ہی آئے جسکا جی چاہے

یہ دل ہی شعلہ رویونپر لطافت اپنو پروانہ ۔ مثال شمع محفل مین جلائے جسکا جی چاہے

ابرو کے غم نے خم کیا ای آسمان مجھے ۔ گوشہ نشین ہون جب سے ملی یہ کمان مجھے

رلوا رہی ہے الفت زلف بتان مجھے ۔ آثار حشر بڑھکے ہوا یہ دھوان مجھے

یادش بخیر تھا کبھی عشق بتان مجھے ۔ کہتے تھے زیر پیر فلک جب جوان مجھے

نقش قدم دکھاکے یہ کہتی ہی مجھسے خاک ۔ اوس نے زمین سی کیا آسمان مجھے

کوچے سے اوسکے در پہ گیا در سے بام پہ ۔ تقدیر لیگئی ہی کہان سے کہان مجھے

ہر وقت تیر آہ چلین سوئے آسمان ۔ لب اسلیے ملے ہین مثال کمان مجھے

باغ جہان مین بلبل خود رفتہ ہون گلو ۔ ہے کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے

چاہ ذقن جو خط مین ہے کہتا ہی گرکے دل ۔ سبزہ مین تھا نہ یہ نظر آیا کنوان مجھے

چھلے جو پہنے دست حنائی مین یار نے ۔ دزد حنا کا غل ہی ملین بیڑیان مجھے

ہر سمت کہہ رہا ہے وضو ہو شراب سے ۔ کرنا ہی آج بیعت پیر مغان مجھے

کہتا ہے قتل کرکے مجھے وہ عدو سے وصل ۔ ہے ناگوار وصلت جسم او رجان مجھے

ہر سمت محتسب ہے مستی مین پوچھتا ۔ بتلادے چلکے پیر مغانکی دوکان مجھے

بولا کلیجہ ہجر مین منہ سے نکل پڑے دل ۔ دم بھر اگر نفس سے ملے نردبان مجھے

دنیائے بے ثبات مین ہون عندلیب زار ۔ پانی کے بلبلے مین ملا آشیان مجھے

احباب چل بسے مین گنہگار رہ گیا — بھاری تھا بوجھ چھوڑ گیا کاروان مجھے
آکر چھپا لحد مین تو وان بھی تھا انتشار — پیسا زمین نے بھی صفت آسمان مجھے

بلوا کے کربلا مین لطافت کو یا حسین
اب تو ہے سکونت ہندوستان مجھے

لکھنا ہے آج یار کی وصف دہان مجھے — فکر رسا ملے پر عنقا کہان مجھے
ہنستے ہین زرد دیکھ کے غنچہ دہان مجھے — اے رنج کیون کیا صفت زعفران مجھے
تیر افگنی کی مشق جو کرتے ہین میرے زخم — جھک کر سلام کرتی ہے انکی کمان مجھے
کشتی چشم کہتی ہے مجھسے کہ ہون روان — اسکی نگی چادر انکی ملی بادبان مجھے
اوس زلف مین ہے طائر دل کی یہی صدا — سب ہے صفیر کہتے ہین عرش آشیان مجھے
مین دل جلا وہ چرب زبان ہون میان بزم — کہتی ہے شمع آج ملا ہمزبان مجھے
دیکر خدا نے گرد ملال آہ کا دھوان — بخشی نئی زمین نیا آسمان مجھے
موزون ہے قبر فرش نہ تکیہ نہ روشنی — اے موت لا کے چھوڑ گئی سب کہان مجھے
اک بوسہ دیکے دل جو مرا یار نے لیا — کہنے لگا ملا ہے یہ سوداگران مجھے
پیری مین کیون نہ قد خمیدہ عزیز ہو — ہاتھ آئی چلے کھینچلے ایسی کمان مجھے
سنتے ہین دل لگا کے سدا خوش گلو سخن — مثل دہان نئی جو ملی ہے فغان مجھے
دریا ہے شراب کا ساقی کہ ابر اوٹھا — کشتی مے کا خوب ملا بادبان مجھے
قد ہو گیا جو خم تو عصا ہاتھ مین لیا — چلا ملا عجیب برائے کمان مجھے
ساقی نے جبکہ یاد کیا وقت میکشی — شیشے کی طرح آنے لگین ہچکیان مجھے
کہتا ہے دل کہ جسمے چلون لف کیطرف — اب تو ہجوم خط کا ملا کاروان مجھے
کشتی تن چلے جو سوئے قبر دی صدا — چادر کفن کی دو تو ملے بادبان مجھے

ہے لطف ہر طرح کا لطافت بیان مین

کوثر سے دھو کے دی ہے خدا نے زبان مجھے

حال کھلجای اگر رنگ وہ کاکل باندھے
کہد و اتنی نہ ہوا باغ مین سنبل باندھے

آشیان کیون سر شاخ شجر گل باندھے
باغبان نی رگ گل سے پر بلبل باندھے

مین وہ عاشق ہون چمن کا کہ پس مردن بھی
دل شگفتہ ہو اگر شمع لحد گل باندھے

بعد مرنے جو بنائی کبھی ان زلفون کو
کیا عجب غیب کے ہاتھ آپکی کاکل باندھے

کب نہانی مین برہنہ تمھین دیکھا ہمنے
گھاٹ پہ تمنے عجب جھوٹ ہین پل باندھے

قتل عاشق کو ہین ابرو کے اشارے کافی
اسلحہ تو نے ہین کسواسطے ای گل باندھے

وقت نازک ہے بہت خانہ نشینی ہو پسند
چاہیے پاؤن بشر کرکے توکل باندھے

جائے گلشن مین ترے زلف کا گر سودائی
بیٹنے زنجیر ابھی پاؤن کو سنبل باندھے

کہد و صیاد سی لاغر ہے نکلجائے نہ یہ
کھینچکر جاک قفس مین پر بلبل باندھے

غنچے گلشن مین تبسم نکرین لالہ پر
اپنی دستار پہ گر طرۂ سنبل باندھے

کہد و ساقی سی شب وصل ہے دے جام پہ جام
منھہ نہ شیشہ کا ابھی دیکھی ہمین مل باندھے

ہوا ابھی نافۂ آہوئے ختن آکے نثار
مثل جوڑے کے اوٹھا کر جو وہ کاکل باندھے

بلبلونکا ہوا ابھی باغ کے مانند ہجوم
شمع مدفن ترے عاشق کی اگر گل باندھے

اونکی اور میری محبت کا جو شہرہ ہو جائے
شعر مین اپنے نہ شاعر گل و بلبل باندھے

ای لطافت ابھی خجلت سے ہو باران آب آب
چشم گریان اگر اشکونکا تسلسل باندھے

جنان مین جائیگا عاصی ترا یا نار مین آئے
حضور مین ہے حاضر جو مزاج یار مین آئے

بہار باغ جنت پر نہ بھولے اسقدر رضوان
زیارت کے لیے گر کوچۂ دلدار مین آئے

متاع حسن مصر نے غیرت یوسف کی نادر ہے
خریدار وہ یہ سودا اسطرح بازار مین آئے

مبارک زاہدونکو خلد دوزخ مین ہین عاصی
ہماری آرزو بھی بار اوس دربار مین آئے

غضب چھو کے کی ٹٹی شیخ نی رکھی پھنسا نیکو
ہر اک کیونکر نہ دام جبہ و دستار مین آئے

خریدار و جلوہ ہی یہان مرویکا بہت ارزان
دل اپنا کھینچے ہم عشق کے بازار مین آئے

خلائق جمع ہی پھر دیکھیں ملی کسکو وہ ہرجائی
میان دیر و کعبہ ہین تلاش یار مین آئے

نہ دیکھا جلوہ اوس پردہ نشین کا مثل موسی کے
ہزارون لاکھون یونہین حسرت دیدار مین آئے

کتابی رو گئے پیاتا نہ ہین کیا خال سیہ زیبا
عجب ذیشان یہ آیہ مصحف رخسار مین آئے

دورنگی پر زمانے کے ہین ہنستے عاقلو دیکھو
گل تر بے سبب سندان نہین گلزار مین آئے

کبھی ہی دلکو الفت زلف کی گیسو کا کبھی سودا
حلب مین ہم کبھی پہونچی کبھی تاتار مین آئے

اگر ہی عشق صادق بلبلو یون مہر و گل کا
کہ خوشبوی گل تر غنچہ منقار مین آئے

جو دیکھی عاشق صادق کبھی چشم حقیقت سی
نظر معشوق کا جلوہ در و دیوار مین آئے

سنا کر لن ترانی اپنے عاشق سی وہ کہتی ہین
نہین ہے عارضی یہ حسن جو دیدار مین آئے

اگر منظور خورشید فلک کو ہے فروغ اپنا
ہماری مہروش کے سایہ دیوار مین آئے

بھلا نا وعدہ روز الست آکر نہ دنیا مین
خبردار ای دل غافل نہ فرق اقرار مین آئے

کمی کیا ہی ہمین بھی خلعت رحمت عنایت ہو
لگا کر آس ہم بھی ہین تری سرکار مین آئے

لطافت سی کرورون زخمی بخشی اگر مرہم
سنو بھی نہ نقصان رحمت غفار مین آئے

خدا کا سامنا ہو حشر کے دن کیا نظر ٹھہرے
گنہ ہین بیشمار اپنے نہین معلوم کیا ٹھہرے

محبت مین تری ہی شعلہ رو کیا دل مرا ٹھہرے
نکیون ہو بیقراری آگ پر سیماب کیا ٹھہرے

چرا کر مجھسے اوس گل کی چمن سی توڑ لی مہندی
رقیب روسیہ بھی آج سے دزد حنا ٹھہرے

خدا کی شان ہی باتین حسینونکی قیامت ہین
قضا عاشق کی آئی نازنینونکی ادا ٹھہرے

مریض ہجر ہون کیا سخت جانی نی ستایا ہی
اگر مین زہر بھی کھالون مرے حق مین دوا ٹھہرے

غنی ہو جاؤن ملجائے ابھی دولت قناعت کی
مرا سیماب دل کشتہ اگر ہو کیمیا ٹھہرے

کمان لب سے چھٹتے ہی یہ ناوک عرش تک پہنچا
ہمارے ہاتھ اوٹھتے ہی یہ تیر دعا ٹھہرے

اوسے پیکر تو اسکو دیکھکر عشاق جتنے ہین
لب دلدار فخر چشمۂ آب بقا ٹھہرے

مریں ہونگی آندھی اوٹھی ہی صبح شب وصلت
چلے جانا گھر اپنے ای صنم جب یہ ہوا ٹھہرے

دل بیمار کو ہوتی ہی صحت اسمین آتے ہی
گلی اوس رشک عیسی کی نکیون دار الشفا ٹھہرے

بہت ہی حسن کا بازار گرم ای غیرت یوسف
عوض بوسہ کی مین دل دون اگر بیع و شرا ٹھہرے

نہ بوسہ لب کا تم دیکر عوض مین لو دل عاشق
کہین رسوا نہ ہو جاؤ کہ یہ لینا ربوا ٹھہرے

بھرا عشق غبار آستان غیرت عیسی
دل وابستہ اپنا صرۂ خاک شفا ٹھہرے

مسافر تھے عدم کی راہ مین واقع تھی یہ منزل
جو اس دنیا مین ٹھہرے بھی سمجھکر ہم سرا ٹھہرے

چلون راہ عدم کیونکر گنہ کا بار ہی سر پہ
بھلا ہر ہر قدم پر کسطرح سب قافلا ٹھہرے

کیا ہی ذبح گر تونے تو ٹھوکر بھی لگاتا جا
ہمارے خون بہانیکا یہ قاتل خونبہا ٹھہرے

نکیرین آتے ہی پوچھو نہ مجھسے سرگذشت اتنی
ٹھہر جاؤ کوئی لحظہ تھکا ہون دل مرا ٹھہرے

وضو ہو منھ جو دھوون آنسوؤن سی یاد عصیان مین
جھکے جب سر ندامت سی نماز بے ریا ٹھہرے

روان ہین قافلے اشکونکا ہے صبح شب وصلت
ہمارا نالۂ دل کیون نہ آواز درا ٹھہرے

تلاش غوث کو گردش مقدم ہے دل دانا
ملے لقمہ نہ دست غیر سے گر آسیا ٹھہرے

لطافت لطف ہو نکلی جو دم شبیر کے در پر
نجف مین روح کا مسکن ہو مدفن کربلا ٹھہرے

لکھ سکے کیا صفت کوچۂ قاتل کوئی
جان بلب ہے کوئی بیجان کوئی بسمل کوئی

دوستو پوچھو نہ کچھ میرے تڑپنے کا سبب
لیگیا چھین کے پہلو سے ابھی دل کوئی

دیر دل سے اوسی دیکھتے ہین ہم ہر دم
نہین مانع نہین حاجب نہین حائل کوئی

زر کا کیا ذکر یہ منعم نہین دیتے ہین جواب
کبھی دروازے پہ آتا ہی جو سائل کوئی

چھوڑ دیتے ہین صد افسوس عزیز و احباب
نہین دنیا مین کڑی قبر سے منزل کوئی

کیون نہ آغاز محبت مین کلیجا تھامین
ہاے پہلو مین سے ٹوٹا ہے دل کوئی

آکے دلمین مرے کہتا ہی وہ رشک لیلے
اس سے اچھی تو جہان مین نہین محمل کوئی

ہڈیونکو مری کیون سونگھتا ہی ای سگ یار
کیا نہین انمین سے کہانے کے قابل کوئی

ہی صدا حسن کی بازار مین مجھہ عاشق کی
بیچتا ہون مین عوض بوسہ کے لے دل کوئی

قہر ہے میرے لیے چشم و خط و ابروے یار
کوئی جادو ہے کوئی زہر ہے قاتل کوئی

لاکے چہرے پہ نقاب اوسنے تکلف سے کہا
عاشقو مین نہین نظارے کے قابل کوئی

گوش گل کر ہین گلستا نمین کرین شور ہزار
دل سے سنتا نہین آواز عنادل کوئی

سر جھکاے ہوئے اک ہم ہی چلے جاتے ہین
نہین جاتا طرف کوچۂ قاتل کوئی

صحبت شعر و سخن مین شعرا آئے ہین
رونق بزم کوئی زینت محفل کوئی

کیون حسینونپہ لطافت نہ مرا دل آئے
کوئی ہے رشک پری حور شمائل کوئی

اک روز چلکے عشق کا بازار دیکھیے
یوسف سے سیکڑون ہین خریدار دیکھیے

گر ساتھ سوے غیر کے دلدار دیکھیے
تقدیر جو دکھاے وہ ناچار دیکھیے

آئینہ مین نہ ابروے خمدار دیکھیے
قبضہ مین غیر کے ہو نہ تلوار دیکھیے

بکتے ہین آکے درہم و دینار دیکھیے
زر کا عجیب گرم ہے بازار دیکھیے

کی ہمسری جو آپکے رخنے سزا ملی
گل بندھکے آگئے ہین سر بازار دیکھیے

کوچہ سے آپکے ہی جنازہ مرا چلا
کہتے ہے چشم روزن دیوار دیکھیے

پہنا ہے انکو شوق سے طفلی مین آپنے
آخر گلے پڑیگا یہ زنار دیکھیے

دل دیکے بوسہ زلف کا مانگا تو بولے وہ
سودا یہ ہے گران ابھی بازار دیکھیے

لاغر ہوا تو آپ کے کوچہ مین آپڑا
اک دن ہٹا کے سایۂ دیوار دیکھیے

کہتا ہے دل وہ سوگئے تو کام اپنا کیجیے
سو جائیے اگر اوسے ہشیار دیکھیے

بولا کفن اجل سے جو پیدا ہوا بشر — آیا مرا کے اور خریدار دیکھیے
دیکھا جو مجھکو آپکے کوچے سے ٹل گیا — طرفہ ہے بخل سایۂ دیوار دیکھیے
ہے رو نہ آپ آئنہ مین دیکھیے حضور — آلودہ ہو نہ زنگ مین تلوار دیکھیے
مجھ ناتوان کو آپ لگاتے ہین کیون — گر جائے جا بجا سے نہ تلوار دیکھیے
پوچھا جو مین نے آج تو آؤگے میرے گھر — گردن جھکا کے کہنے لگا یار دیکھیے
شکوہ کیا ستم کا تو بولے بگڑ کے وہ — کہتے تھے کیجیے نہ ہمین پیار دیکھیے
طاقت ہے کم گناہ بہت دور کا سفر — کسطرح ہمسے اوٹھیگا یہ بار دیکھیے
کاجل لگا کے آپ نے آنکھین لگائین کیون — کسکی نظر لگی جو ہین بیمار دیکھیے
منظور اس مہینے مین گر قتل عام ہو — لازم ہے چاند دیکھ کے تلوار دیکھیے
مجھ لاغر فقیر نے کوچے مین آ کے — اوڑھے گلیم سایۂ دیوار دیکھیے
دوڑا ہی نازک آپکی گردن کا اے صنم — اوجھے کہین نہ کھیل مین زنار دیکھیے
کلمہ برہمنون نے پڑھا دلسے آپکا — ایمان لائے توڑ کے زنار دیکھیے
صاحب سوال وصل پہ ان ہی نہین بھی ہے — اقرار ہے کبھی کبھی انکار دیکھیے
جھک جھک کے دم جو دیکھتی ہین بعد فیض آپ — کاٹھی سی اونگلی پڑتی ہی تلوار دیکھیے
کہتی ہے دیکھے ہجر مین تسبیح اشک آنکھ — رونے پہ استخارہ پھر اکبار دیکھیے
دودی ہوئی ہی الفت گیسو مین قت نزع — آہی یا نبض عاشق بیمار دیکھیے
اوس سیم تن حسین کو ہمیشہ یہی ہی فکر — بیخوف لوٹیے جسے زردار دیکھیے
کہتا ہی ابرو آپکا وہ ٹیڑے کیجیے — بے قبضہ ہے ہلال کی تلوار دیکھیے
پتھر جنون مین کھائیے لڑکون کے قصد ہے — گھر بیٹھے سیر دامن کہسار دیکھیے
دل میرا لینی آئی ہی دنیا خدا کی شان — یوسف کی پیرزن ہی خریدار دیکھیے
کرتا ہون آہ آپ اپنا سنبھالیے — آگاہ ہوشیار خبردار دیکھیے

صورت بنائے ہیں جو عاشق حیرت زدہ کھڑے / دیوار ہی نہیں پس دیوار دیکھیے

اک آپ ہیں کہ دیتے نہیں بوسۂ عذار / بلبل کی روئے گل پہ ہی منقار دیکھیے

حائل ہے بیچ میں اونہیں شب وصل آئینہ / ہٹتی ہی کب ہے بیچ سے دیوار دیکھیے

کھنچتی ہے گل سے بلبل نالان ہزار حیف / دل کی طرح دو نیم ہی منقار دیکھیے

آغوش کھولے آپکی جانب کمان ہے / چٹکی کے بوسے لیتا ہی سوفار دیکھیے

آئینہ ہیں در آپکے چہرے کے عکس سے / ہے چاندنی سفیدئیے دیوار دیکھیے

فاقہ جو ہو جہان ہیں تو غصہ نہ کھائیے / روزہ حرام ہے نہو افطار دیکھیے

نشانہ ملا کر جدین یہ بولے ق / آئے جو جور کبھی تو نہ زنہار دیکھیے

لیتے ہیں جو خون شدہ دل عاشق میں چھلیان / کیا سرخرو ہی آپکا سوفار دیکھیے

ہوتا ہے اپنے قتل کا دردِ حنا کو خوف / تلوار کی نہ انگلیوں سے دھار دیکھیے

وہ زار و ناتوان ہیں کہ زندان ہی فرش خواب / بستر کی ہر شکن ہے کہ دیوار دیکھیے

کاجل کی احتیاج رہی پھر نہ آپ کو / گر آنکھ بھر کے میری شب تار دیکھیے

کہتے ہیں غیر سے وہ لطافت کو دیکھکر
کرتے ہیں اب تو یہ بھی ہمیں پیار دیکھیے

سودا کے داغ سر پہ لیے جب نکل گئے / ہم آفتاب حشر سے پگڑی بدل گئے

دنیا سے ناتوان ترے بے اجل گئے / اپنے نفس کی آمد و شد سے نکل گئے

سودا مرا وہ سخت ہی جب رگ پہ چل گئی / نشتر مثال خون جہندہ اوچھل گئی

کیا طرفہ شوخیان جو وہ گلشن میں ٹہل گئے / گل روندے پاؤں سے دل بلبل کو مل گئی

برگشتہ بخت گھاٹ پہ جسدن نکل گئے / گرداب آکے تخت سے پگڑی بدل گئے

بن بن کے تیر دل پہ رقیبونکے چل گئے / ارمان جسقدر تھے ہمارے نکل گئے

غیرونکے ساتھ دھوپ میں پھر کر آئے صنم / جوبن سے دوپہر کی طرح آپ ڈھل گئے

ساقی کے فیض سے جو لنڈھی شیشۂ شراب
مستوں کا ذکر کیا گئے واعظ پھسل گئے

بولے پیام وصل پہ چھریاں لگا کے وہ
تیری چلی زبان سے ہاتھ چل گئے

مین نے دل رقیب لیا اوسنے دل مرا
آئی ہوا ہے عشق تو مردی بدل گئے

آیا شراب پینے جو میخانہ مین وہ مست
آنکھوں نے جام شیشۂ مے سر کو چل گئے

دنیا نہین کسیکا مصیبت مین کوئی ساتھ
نالے دہن سے آنکھ سے آنسو نکل گئے

کیا کیا دبایا سایۂ دیوار یار نے
ہم ناتوان آکے جو بیٹھے کچل گئے

زلفوں نے دل نکل کے پھنسا پھر غضب ہوا
گویا کہ سانپ من کو اوگل کے نگل گئے

مجھ بیخطا کو اوسنے بنایا نشانہ جب
تیر اشک بنکے چشم کمان سے نکل گئے

تھا حسن اور نوجوانی کی شب کے ساتھ
معشوق کیا تھے شمع کا جوبن ڈھل گئے

ایسی شراب پی کہ ہوا طرفہ انقلاب
غفلت بڑھی ثواب سے عصیان بدل گئے

صبح شب وصال کہا اوٹھکے یار نے
لے شمع ٹھنڈی ہو گئی پروانے جل گئے

رو کر تری نگہ سے گرا چاہتے تھے ہم
ہنسنے لگے جو تھام کے دلکو سنبھل گئے

دل میرا عشق پاک نے کعبہ بنا دیا
جب تو کمان سے تیر تری سر کے بل گئے

گرمی مین رشنی جو ہوئی اونکو ناگوار
فوراً گلوں نے شمعوں کے شعلے بدل گئے

کہتی ہے اونکی بیٹھی نازک میان چشم
دو صاد خوشخط ایک قلم سے نکل گئے

وحشت مین دامن اور گریبان نے چھوڑا ساتھ
دیکھا کہ عین وقت پہ دونوں نکل گئے

سو بار آئے اور گئے انقلاب دہر
لیکن نہ بخت خفتہ کی کروٹ بدل گئے

سینے پہ دست شوق جو بھیجے خفا نہو
ڈالے تھے سینے ہاتھ گلے مین پھسل گئے

یہ فیض ہے جناب امانت کی روح کا
اشعار نو جو طبع لطافت سے ڈھل گئے

زلف مشکین کو اگر کھولکے وہ یار اوٹھے
پھر نہ قیمت تری اے نافۂ تاتار اوٹھے

مست نجا پلی جو تنی میخوار اوٹھے
مژدہ ای پیر مغان ابر وہ کہوان دھار اوٹھے

قتل کو ہی وہ کمر بستہ ستمگار اوٹھے
نہ کمان جس سے کھینچی او نہ تلوار اوٹھے

درد اوٹھا دکھو ہین ہجر مین سو بار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہان سے بیمار اوٹھے

ستی نقش قدم بیٹھے نہ تمہار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہان سے ترے بیمار اوٹھے

اگر پڑے چلکے کبھی بار کبھی بار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہان سے ترے بیمار اوٹھے

آہ کیون سینہ سے اس غم مین ای یار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہان سے ترے بیمار اوٹھے

لوٹے اوٹھا جو دیا بزم سے ناچار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہان سے تری بیمار اوٹھے

آکے کوچہ مین جو فرحت ہوئی دیر تک بیٹھے
ناتوان تھی نہ جہان سے تری بیمار اوٹھے

تم سے زلف جا دیہ بنا یا انکو
ناتوان تھی نہ جہان سے تری بیمار اوٹھے

دن جدائی کی شب ہم مین عزا خانہ دل
کیون نہ ماتم ہو علم آہ کی ای یار اوٹھے

قدر و نکی محبت نے بڑھائی عشرت
سرو قد مین مری تعظیم کو دلدار اوٹھے

تیر سے ترشے ہوے ناخن سے مقابل کیا خوب
کیون نہ اونگلی مہ نو کی طرف ای یار اوٹھے

ناز معشوق اوٹھانی کی مجھے عادت ہے
ظلم کیونکر ترا او چرخ ستمگار اوٹھے

ہم ہین وہ مست خزانہ جو ملے قارون کا
بادہ خواری مین ہر اک درہم و دینار اوٹھے

گر پڑے جا کے جو ہم زار ترے کوچہ مین
نہ کبھی پھر صفت سایہ دیوار اوٹھے

ناتوان ہجر تو کرتا ہے مگر شرط یہ ہے
غمزہ و ناز و مزاج آپکا ای یار اوٹھے

خواب مین دیکھے تمھی یار سے ہم بوس و کنار
سو کی اوٹھی بھی تو ہم کرتی ہوی پیار اوٹھے

ہم وہ حیرت زدہ عاشق ہین جو صف باندھ کر
ہنس پڑی یار نئی قہقہہ دیوار اوٹھے

پھر لطافت تجھے کیا خوف ہی بالای صراط
دستگیری کو اگر پنجتن مددگار اوٹھے

جدا ہین دانت پیری مین زبان سے
چھٹا ہی دیکھو یوسف کاروان سے

نہ نکلوں مر کے بھی کوئے بتاں سے — زمین دو گز ملے گر آسمان سے

سدا ہی چشم تر مین چادرِ اشک — رواں رہتی ہے کشتی بادبان سے

ارادہ ہجر مین ہے خاک اڑا کر — ملا دون گا زمین کو آسمان سے

جگر اکر اوسنے دل سینے سے پوچھا — کہو چوری ہوئی گھر مین کہان سے

یہ خود سیدھا نہین ہوتا کسی دن — عجب ہے انقلابِ آسمان سے

لحد کہتی ہے جب آتا ہے مردن — وہین آیا گیا تھا یہ جہان سے

ترے سر پر ہے زنگاری دوپٹہ — مقرر بحث ہو گی آسمان سے

جوانی کو منا کر لائے مجھ تک — ملا دے کوئی روٹھے میہمان سے

مزاج یار سے سیکھے تلوّن — زمانہ بڑھ گئے کہدے آسمان سے

خموشی کا گلا منھ چڑھتے ہین آپ — نکلجائے نہ کچھ میری زبان سے

غمِ ابرو مین چلّے کھینچتا ہون — ہوا ہون زار یون گوشہ کمان سے

چلا سینے سے دل اون گیسوؤن مین — مکین اوٹھتا ہے آج اپنے مکان سے

وہ خوش ہین جب سے میرا رنگ ہے زرد — ہنسی آتی ہے کشتِ زعفران سے

نہ کیونکر میری آہو نکے چلین تیر — فلک سر پر خمیدہ ہین کمان سے

ہوا پیری سے خم تار اشک کا باندھ — کبھی اوترے نہ یہ چلہ کمان سے

ادہر تو حسن مین کامل اودہر بدر — زمین ہے بحث کرتی آسمان سے

جھپک کر میری آنکھین کہہ رہی ہین — کہ فتنہ عشق کا اوٹھا یہان سے

مزا دنیا کا ہمنے کچھ نہ پایا — رہے بھی چند دن تو میہمان سے

دلِ نالان نہین آنسو روان ہین — جرس چوری گیا اس کاروان سے

نہ مجھ پر سختی اے دنیا کر اتنی — مدارا چاہیے ہے میہمان سے

دیا کر یا ہین رکھا سینہ پر ہاتھ — شبِ وصلت کہان پہونچے کہان سے

جو مرنے والونکے ہین سینہ پر ہاتھ
اشارہ ہے کہ دم نکلا یہان سے

ترا ابیات رہبرِ دستگیری
مدد لیتا ہے نبض ناتوان سے

مرا دل ہے جو دریاے تعلّی
حباب اسمین ہین لاکھون آسمان سے

سلیمان قدردان ہین اسکے ورنہ
لطافت کم ہے مور ناتوان سے

قتل دشمن کو نئی تیغ سے ہین ہم کرتے
اپنی گردن کو تواضع سی جو ہین خم کرتی

خوش ہین وہ تجسے بہت غیر ہین سب غم کرتے
شکر کر شکر یہ احسان ہین کیا کم کرتے

ہین گنہگار غضب کا ہمہ تن شعلہ ہون
میری فریاد ہین مالک سے جہنم کرتے

کسنے کی سینہ زنی جسکا سدا صدمہ ہے
غم کے ہاتھ سے گھڑیال ہین ماتم کرتے

طرفہ احسان ہے دل لیکے وہ فرماتے ہین
خیر رحم آگیا خاطر ہین تری ہم کرتے

کہ رہے ہین وہ اولٹ کر رخِ روشن سی نقاب
آج ہم ذرّونکو ہین نیرِ اعظم کرتے

کم سنی مین ہے عجب قہر کا سینہ پہ اوبھار
شرم آئی اونھین محرم کو کبھی محرم کرتے

ٹوٹتے شانہ سے بال اونکے جو اتی مشاطہ
لیکے عاشق علمِ آہ کا پرچم کرتے

زخم دل الفتِ گیسو مین نہ اچھا ہوتا
لطف تھا مشک اگر داخل مرہم کرتی

زال دنیا سی لڑے زیر کیا نفس کو بھی
ہم سے وہ کام ہوا جو نہین رستم کرتے

دل جو بھولا ہوا بیٹھا تھا وہ دیکر بولے
یاد رکھنا اسے احسان ہین یہ ہم کرتے

دی ہے ساقی نے ہمین طیب و طاہر وہ شراب
ایک ہی جام مین ہین سیر دو عالم کرتے

دولت و مال کا شیطان کھاتی ہین شکار
کیا سگِ نفس لبشر کو ہین معلم کرتے

آنکھ بھرتی ہے حسینان جہان کی کیا جلد
دیر لگتی نہین ان آہوؤنکو رم کرتے

مال دنیا بھی بخیلونکے لیئے آفت ہے
داغ دل بنتا ہے گر صرف ہین درہم کرتی

چشمِ جانان مین بھر آئے مری غمسے آنسو
گلِ نرگس پہ ہین سب شبنم کرتے

دشت عالم مین جوانی بھی عجب وحشی ہے
ہمنے دیکھا اسے آہو کی طرح رم کرتے

داغ سودا ہین سدا سر پہ خریداری کو
کسی یوسف کی لیے جمع ہین درہم کرتے

کیا اثر ہے مری غم مین تری آنسو نکلے
ساری مژگان کی صفین درہم و برہم کرتے

ناز کی حد کی تھی مہندی نہ لگائی ہوتی
سرخ بوسون سی تری ہاتھ ابھی ہم کرتے

پھینک دیتے وہ گلوری کو چبا کر جو اوگال
ہم ابھی زخم دل زار کا مرہم کرتے

غم لطافت نہین حاسد کی دل آزاری کا
قدردانی ہین تری صاحب عالم کرتے

سیکڑون تیر نظر جب تری در آئینگے
زخم فوراً دل مشتاق کے بھر آئینگے

باغ مین آپ کے دیوانے اگر آئینگے
ہر شجر سے عوض سنگ ثمر آئینگے

عکس دندان صنم پڑتے ہی بھر آئینگے
دلمین ناسور اگر لیکے گہر آئینگے

اپنے دربار مین تم حکم تو دو آنے کا
لیکے ہم نذر کو دل اور جگر آئینگے

بھیجکر سینے کبوتر جو بلایا ہے اونھین
گو وہ الفاظ نہ سمجھینگے مگر آئینگے

گر بلاؤنگا اونھین عیب سے لکنت ہوگی
گو وہ الفاظ نہ سمجھینگے مگر آئینگے

قلقل شیشہ مے دل سی سینگے واعظ
گو وہ الفاظ نہ سمجھینگے مگر آئینگے

آپ اگر حسن دکھائینگے تو ارمان دل کے
اشک بن بن کے ابھی آنکھ مین بھر آئینگے

بزم مین منتظر اونکی ہین کہ ہون ہم پہلو
بیٹھنے کے لیے دیکھین وہ کدھر آئینگے

دل نازک مین سمائینگی حسین وقت شباب
مست سر شیشہ مین پیر اداقمر آئینگے

عشق دندان سے مری دل مین لگی جب
آپ بے لی کی بجھانے کو گھر آئینگے

شمع مین بن کے جلون کیون نہ میان محفل
رخ مرا ہوگا اودھر آپ جدھر آئینگے

آشنا ہونگے تو سب آپ کرینگے جو یہ مین
ڈوب کر بحر محبت مین اوبھر آئینگے

بوسے لینے سے ترا حسن دو چندان ہوگا
اور یہ چاند سے رخسار نکھر آئینگے

تم نکالو گی جو کوچہ سے اوٹھین گے نہ قدم / ساتھ ہی دل کے لگے مری پاؤن بھی پھر آئینگے

بدگمان ہین جو لطافت سے کہ جو ہین ہوتے پا سر / قبر مین شبا نہ بلائی وہ اوتر آئینگے

بنی خاک شفا خاصیت اکسیر مٹی کی / خدائی کوچۂ جانان مین ہے تاثیر مٹی کی

جنون مین نال ساری نہ مری توقیر مٹی کی / مجھے پہنائی ہے خدا نے زنجیر مٹی کی

اداے ناز سے غمزہ سے ہین عاشق بنا لیتے / وگرنہ یہ حسین در اصل ہین تصویر مٹی کی

کدورت جمع کر لیتے ہین رنج ہجر جانان سے / برائے حسرت مردہ کرین تدبیر مٹی کی

جو دیکھو غور سے انسان ہے کھیل اوسکی قدرت کا / خدا کی شان ہے باتین کرے تصویر مٹی کی

جو بدلی حیثیت تو بھی نمود اسفل کی نا ممکن / بنائین لاکھ پر ہے بے صدا زنجیر مٹی کی

اجل کہتی ہے جب جسم بشر بے روح ہوتا ہے / زمین پر آدم خاکی ہے اک تصویر مٹی کی

وہ مین آتش قدم دیوانہ ہون جو اگر جکڑی / ابھی کشتہ ہو سب لوہا بنے زنجیر مٹی کی

رکھی تو وہ بنانی کو ہے خاک عاشق مژگان / تنی تم نے اکھٹا بہر مشق تیر مٹی کی

ترا لاغر اوڑا کر خاک پیچ و تاب کھاتا ہے / گمان ہوتا ہے دیوانونکو ہے زنجیر مٹی کی

وہ طالب وصل کا ہون خاک پروانونکی جب لائی / برائے شمعدان کیا جمع ای گلگیر مٹی کی

عجب انداز سے جھپکائین پلکین او کمان ابرو / دم صید افگنی چلا کیے ہے تیر مٹی کی

لڑکپن مین اگر وہ کھیل سے شوق فلک چھیکین / چمک کر تیغ ماہ نو بنے شمشیر مٹی کی

تمھاری ناوک مژگان دل مردہ پہ چلتی ہین / تماشا ہے نیا دیکھو لڑائی تیر مٹی کی

لئے شاہ و گدا موجود ہے کوئی خاکسار اسکا / کفن پر ہے سیاہی کی عوض تحریر مٹی کی

بنایا عطر معشوقون نے الفت کی جو خوشبو تھی / ہوئی ہے خاک ہونے پر بھی یہ توقیر مٹی کی

بنایا دین کما لی ابر نے میری خاک کا تودہ / ہوا ممنون مین تو نے عزیزا ای تیری مٹی کی

ہوئی خاک شفا ساری زمین کوچۂ جانان / نہ کیون لکھون ثنا ہے قابل تحریر مٹی کی

مع گرد کدورت خون عاشق کا جما ایسا
کہ تیغ آبدار اونکی ہی شمشیر مٹی کی

بتونکا عشق چھوڑا کام سنگ و خشت سے لیا
ارادہ ہے کہ اک سبحہ کرین تعمیر مٹی کی

بلا سے گر نشانی کے لیئے مغز نما سے
اٹھی ہو دور سے لہرک یوا شکل تیر مٹی کی

دل مغموم کیا ہی مکدر شب کو سوتے ہین
نیا ہے خواب کوئی خاک دے تعبیر مٹی کی

غبار دل نکالا ہمنے تمسے باتین کرتا تھا
دہان تفسیر مین مجلو وہم تفسیر مٹی کی

بیا گل شمع کا پروانی سے باتین کری کیونکر
دہن مین اپنے رکھتا ہے زبان گلگیر مٹی کی

تمہارا عاشق بیمار ہے آنکو تمکے دریا مین
تیمم کے لیے کوشش ہے دو دو بتیر مٹی کی

جنون مین خلعت شاہانہ ہے سارا لباس اپنا
قبا ہے گرد صحرا کا ہے ... مٹی کی

لطافت کربلا مین خاک ہو جا چلکی غرت ہو
نہ ہے تسبیح خاک پاک ہو تو قبر مٹی کی

موئے خط ہین رخ روشن پہ نکلنے والے
دھوپ کی طرح وہ جوبن سے ہین ڈھلنے والے

مر کے پہنین گے کفن قبر مین جلنیوالے
اک نیا بھیس بدل کر ہین نکلنے والے

پھر خفا ہوگی وہ اٹھتی کو ہین پہلو سے مرے
بھرے اشک ہین آنکھونسے نکلنے والے

ناز سے اوسنے لپٹ کر شب وصلت پوچھا
انتو نکلے ترے ارمان نکلنے والے

مین ترے عشق مین وہ یا تو ہون خشک قبا
یہ شجر وہ ہین کہ پانی سے ہین جلنے والے

داغ سودا ہمین دیدے نکلے جنون کہتا ہے
رائج الوقت یہ دینار ہین چلنے والے

غول کے غول چلے جاتے ہین اوس کوچہ مین
جانے دیتے نہین کعبہ مین نکلنیوالے

کوچۂ یار کہان ہے جو سمجھتے ہی نہین
ہین مہ و مہر شب و روز کے چلنے والے

موت کردیگی جو باہر ترے گھر آنے سے
چار کے کاندھے پہ ہم چڑھکے ہین چلنے والے

یار جانی کو ہے تسبیح شب وصلت ہی قریب
جلد نکلین جو ہین ارمان نکلنے والے

اور عالم تھا وہ طفلی کا یہ پیری کا ہے عہد
ٹوٹکر اب کی نہین دانت نکلنے والے

ہم سا ہوگا نہ گنہگار کوئی نازک طبع
زیست مین فکر جہنم سے ہین جلنے والے

تنگ عشاق ہین ٹہرے ہوا کی اجہی سن لیتے
خط تقدیر کسی سے نہین چلنے والے

وصل کس سے ہو کہ کا عاشق کو یہ جنت بھی نصیب
مثل اغیار جہنم بھی ہین جلنے والے

کشتۂ حسرت و ارمان ہین تنگ آ ئے ہین
دل ہین عاشق تری پیکانسے بدلنے والے

اس سے حسن ہا نکیوکا ہے طفل دل
میرے مٹی کی کھلونے سے بہلنے والے

کسقدر صاف ہے وہ رخ کہ ذقن پر ہے خال
ہین مرے دلکی طرح یہ بھی پھسلنے والے

حد کی شفاف ہین انہین تری ہے آئینہ تن
ہے تختہ کیا پا ہے نظر بھی ہین پھسلنے والے

کوئی افتادہ ہو دنیا کی گر ہین کوہ الم
یا علی کہکے سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

مثل آہو کی پھرا کرتے ہین بیخوف و خطر
دامن دشت مین دیوانے ہین پلنے والے

ای صراط الفت حیدر مین ہے ثابت قدمی
ہان نہین پاؤن لطافت کی پھسلنے والے

خبر بھی لی نہ سینے سے نکلکر روح نے دلکی
یہ کیون لیلی کو نفرت ہوگئی صورت سے محمل کی

بسی تھی ہے صورت آہین یوسف شمائل کی
عزیز و مصر کا بازار ہے بستی مرے دل کی

دکھا کر اوسکو تصویر اور شیشہ مین یہ کہتا ہون
وہ صورت ہے ترے دلکی یہ صورت ہے مرے دلکی

مرا پردہ نشین پیدا تونکو غیرت دلاتا ہے
برہنہ آئی دیکھو بیحیائی شمع محفل کی

نہایت دور کوئے یار ہے تو غم نہین اسکا
مجھے تڑپا کے پہونچا دیگی بیتابی مرے دلکی

بڑی مشکل سے تارے گن کے کاٹی ہے شب فرقت
اوداسی رات بھر تھی تہر اس نشان محفل کی

بڑھی الفت مین بیتابی تو دلبر دیکھنے آئے
نئے سیماب سے قلعی ہوئی آئینہ دلکی

سخی ہون ہائے ناداری مین کیا کیا رنج ہوتا ہے
مجھے تلوار ہوتی ہے درازی دست سائل کی

مسافر اس جہان مین ہین نہین ہوگے سفید پہنے
یہ اوڑا اوڑکر جمی سر پر ہمارے گرد منزل کی

بخیل افسوس گر دیتے نہین کچھ مال دنیا سے
تو اتنا ہی کرین دیدین خجالت روئے سائل کی

...مین ہزارون آرزوئین حسرتین لاکھون
...جہان مین عمر طولانی ہوا ہی منعم اگر سکھیے
...بیٹھیے رکھکر ہاتھ پڑھیے فاتحہ صاحب
...نو کو خجل کرنے چلا وہ یار ابرو سے

بڑا اک شہر عشق آباد ہی بستی مری دل کی
تری ہمت کی کوتاہی درازی دست سائل کی
ہوا ہی عشق مین مردہ یہ تربت ہی مرے دل کی
نہی ہی بحث قابل دیکھیے تد مقابل کی

لطافت کیا ہی پروانے ہوئی شرمندہ محفل مین
جو شب کو سوزش دل شمع سے ٹھہری مقابل کی

...ن ہجر کے صدمون مین ہوئی جاتی ہے
...تے ہین جو پروانون کو موت آتی ہے
چند ہی روز مین جو تن سے نکل جاتی ہے
...کیا تیری ہنسی زیر نقاب آتی ہے
...کی دید کی طمع دام مین کیون لاتی ہے
عشق ہی طرفہ بلا جان حزین جاتی ہے
...پروانون کی جب گرد نظر آتی ہے
پہلے دنیا کفنی طفل کو پہناتی ہے
...نے زنجیر مجھے کھینچے لئے جاتی ہے
ہجر کی شب جو کسی طرح نہین آتی ہے
دل سوزان پہ ہین پھولکی آتی ترے تیر
دشت مین غش مجھے آتا ہی جو پھرتے پھرتے
مین تو ہون نزع مین تم سکو ہی رونگی پڑی
خندہ گل پہ ہے رونا مجھے آتا بلبل
...کے کہتا ہی وہ محبوب گلو بنسے کے اشر

مسی پایس آئی کی جوانی مری پچپاتی ہے
شمع بیکس کی ہر اک مردہ کو نہلاتی ہے
روح اس خانۂ تاریک مین گھبراتی ہے
ابر مین برق چمک کر مجھے ترپاتی ہے
کیا مین نادان ہون جو دنیا مجھے بہلاتی ہے
دل نہین پار پہ آتا ہے قضا آتی ہے
شمع محفل مین کھڑی ناز سے اٹھلاتی ہے
دیکھ آغاز مین انجام کو دکھلاتی ہے
پھر جنون خیز بیابان کی ہوا آتی ہے
نیند اوڑا اوڑکے قیامت کی خبر لاتی ہے
جان آتی ہی اگر سرد ہوا آتی ہے
نوک ہر خار کی تلوے مرے سہلاتی ہے
دوستو غل نہ مچاؤ مجھے نیند آتی ہے
ان چھٹے کپڑون مین کس طرح ہنسی آتی ہے
عارضی حسن تمھارا ہی مرا ذاتی ہے

بلبلو غنچہ دہن یار سے کیا نسبت دون / سونگھ لو منھ سے اگر غنچہ کی بو آتی ہے

جاگتے جاگتے کٹتی ہے جو کروٹ شب وصل / بسنے کا جل وہی آنکھون مین رہا جاتی ہے

بے مدد عالم پیری مین نکلتا نہین کام / دانت ہنستے ہین زبان جیسے کہ ہو جاتی ہے

شب وصلت مری آخر ہوئی تو سبکو ہی غم / صبح بھی چاک گریبان کئے آتی ہے

حسن ہوتا ہی رخ یار پہ عاشق کا غبار / یہ وہی گرد ہے آئینہ کو چمکاتی ہے

شعلۂ حسن کسی کا ہی جلاتا ہر شب / سر پہ ہر شمع لگن فخر سے گل [illegible] ہے

دیکھتی دھوپ مین ہی گل کو تو ہر بلبل باغ / پھر سایہ پر پرواز کو پھیلاتی ہے

عجب آفت مین ہی انسانکو پھنساتی دنیا / دام گیا درہم و دینار کی پھیلاتی ہے

جھلملاتا نہین پروانے جلاکر شعلہ / یہ اشارہ ہی کہ سر شمع بھی ٹکراتی ہے

خاک ہو جاتی کوئی چند ہی دنمین ای قبر / صورت شاہ و گدا ایک نظر آتی ہے

آمد و رفت نفس بھی ہے جہان مین آرہ / زکریا کیطرح عمر کٹی جاتی ہے

ہجر کی رات بسر ہوگی لطافت کیونکر
شام ہوتی ہے طبیعت مری گھبراتی ہے

لگا لیتے گلے سے انکو ہم دلمین شک جاتے / ذرا ای کاتب اعمال پہلو سے سرک جاتے

ہلا کر قبر نالونسے ہین کوئے یار تک جاتے / دو فتنے زلزلے مین جسطرح سے ہین سرک جاتے

نہ یون آہونکی شعلے ضبط گریہ سے بھڑک جاتے / ٹھہر جاتا دل مضطر جو دو آنسو ٹپک جاتے

اگر نکلی زلف سیہ خط سبز اون گوری گالون پر / نہین کچھ دیر لگتی زہر افعی کا چھلک جاتے

نکیرین آگئی تھے پھر سوال آفت تھی تربت مین / قیامت تھی جو پہلو سے کہ مولا سرک جاتے

گنہگار آپکے پھر حساب آئی جو محشر مین / تو لینے کے لئے شعلے جہنم کے لپک جاتے

وہ مسکین ہون جو زیر تاک روتا خواہش مے مین / تو آنسونکی سب انگور خوشو سے ٹپک جاتے

لطافت ہوتی جو میری بیکسی پر ذبح ہونیمین / تو آنسونکی جو ہر چشم خنجر سے ٹپک جاتے

تماشا عشق مین ہین دیدۂ گریان حبابونکے
کہ دو آنکھونمین یہ کم ظرف پانی بھر چھلک جاتے

جو ہبی گھر سے جاتے شب کو وہ اندھیرو جاتا
کہ پہونچانی انھین سب شمعونکی شعلے لپک جاتے

مرا دل سینۂ صدچاک مین تڑپا کرے وہ بولے
نہ دیکھا ہو تو دیکھو دام مین بلبل پھڑک جاتے

نئی صورت سی ہوکر ذبح دل قاتل کا بہلایا
تڑپنا دیکھتے میرا تو بسمل بھی پھڑک جاتے

بلاسی یہ دل مضطر تو پہلو سے نکل جاتا
بہت ہوتا لہو کے اشک آنکھونسے ٹپک جاتے

اجازت ملتی آنے کی جو ہمسی ناتوانونکو
لطافت گرتے پڑتے پھر دلدار تک جاتے

گر ہوا خوشبو وہ گیسوے معنبر کھل گئے
یا قرابی عطر کی صدہا برابر کھل گئے

رو چکا جب مین تو آہونکا دھوان کم ہوگیا
ابر کے دوچار لگے تھے برس کر کھل گئے

نکلے سینونسی دل تپاں جب عشاق کے
ہنسکے وہ بولی کہ سیمابی کبوتر کھل گئے

گر یوہین ان ابروؤنکی تیز بانکی رہین
شہر کے دیکھنا ای ترک خنجر کھل گئے

دیکھنے اونکی سواری جمع کیا خلقت ہوئی
بند بازار اونکو رستے ہوگئے در کھل گئے

ابروؤن پر یار نی افشان چنی کس حسن سے
آج دونون نیمچون کے ہمپہ جوہر کھل گئے

دیکھنا ہوگا نہ سارے دمنین بھی ہو احتساب
گر مری عصیان کے روز حشر دفتر کھل گئے

دی گواہی آستین و دامن سفاک نے
خون عاشق کی قیامت کو یہ محضر کھل گئے

عشق ظاہر ہوگیا باندھی جو اشکونکی جھڑی
آج سارے راز دل ای دیدۂ تر کھل گئے

شرمگین کیون ہو جو سینہ سے دولائی ہٹ گئی
کیا ہوا سوتے مین گر ای ماہ پیکر کھل گئے

قبر میری بند ہونی کو ہی اب تو آئیے
ہٹ گیا منہ سے کفن اور بند چادر کھل گئے

کھلکے جوڑا مار گیسو غیر نے باندھی تو ہین
جل گیا جسمن ہمارا کوئی منتر کھل گئے

موسم گل مین قسمت نی رہا ہونے دیا
جب قفس مین بند مین بلبل ہماری پر کھل گئے

عشق کو گوئے یار نے کیا مرکے دکھلائی بہار
بند جب آنکھین ہوئین فردوس کے در کھل گئے

دام دانائی سے لیکر باغ مین آتا ہے تو
تخفنگان ناک جاگ اوٹھینگے طوفان سے ابھی
جب بتقابل حسن قدّیار سے ہمنے کیا
ہو گیا سبزہ عیان جب چہرۂ شفاف پر
فصد مین بھی شکر خالق کا ہی مجہ وحشی کو دھیان
مکر سے آنسو بہائے غیر نے سمجھا وہ یار
بازیٔ اطفال سے سختی اسیری کی گئی

جعل تیرے آج ای صیاد ہمپر کھل گئے
چشم گریان کی جو سوتے ای سمندر کھل گئے
باغ مین سب عیب تیرے ای صنوبر کھل گئے
آپ کے آئینہ عارض کی جوہر کھل گئے
منھ رگون کے بہر مدحت کھا کے نشتر کھل گئے
آبرو جاتی رہی جھوٹی تھی گوہر کھل گئے
قفل زندان ایکبون کھا کھا کے پتھر کھل گئے

ای لطافت حال دل سنکے مرا کھتے ہین وہ
منھ لگایا کیا تجھے شکوونکے دفتر کھل گئے

بیداب اور کوئی پر بیداد کیجیے
گھر تو جنونکے جوش مین برباد ہو چکا
نکلے گی اپنے منھ سے نہ شکوونکی ایکبات
ہے جوش جنونمین سلاسل کی احتیاج
مدت سے آپکے قد موزون کا ہی غلام
وحشت ہی سخت آپکے عاشق کو آجکل
دہشت سے ٹکڑے چرخ پہ ہو رعد کا جگر
جتنی جفائین آپنے کین مینے سب ہین
مانند شمع دلپہ یہ ٹھانی ہے عشق مین
کافی ہے نوک خار مغیلان کی بہر فصد
تدبیر بلبلون نے رہائی کی سوچی خوب
سب اک طرف حضور کو اتنا تو چاہیے

بھولے سے بیوفا نہ تجھے یاد کیجیے
اب چل کے قیدخانہ کو آباد کیجیے
گو آپ لاکھ طرح سے بیداد کیجیے
دریافت کس سے خانۂ جلاد کیجیے
قید چمن سے سرو کو آزاد کیجیے
تیار قید خانۂ فولاد کیجیے
فرقت کی شب وہ نالہ و فریاد کیجیے
اب ظلم کوئی سوچ کے ایجاد کیجیے
کٹ جائے سر بھی گر تو نہ فریاد کیجیے
صحرا مین کیون تجسس فصّاد کیجیے
نالون کے بدلے مدحت صیاد کیجیے
غیرونکو بھولئے تو مجھے یاد کیجیے

آپ سے ہیں بلبلیں یہی کہتی ہیں باغ میں
غنچے دل بنا تھا جن [illegible] فریاد کیجیے

دوڑائیے سمند بچاکر نشانِ قبر
ہم دل جلوں کی خاک [illegible] برباد کیجیے

واں صاحب شفیق ہو [illegible]
پھر کیوں لطافت اور کو [illegible] دیجیے

مثل دل غیر کے پہلو میں مری جان رہے
کس کے گھر رات کو بتلائیے مہمان رہے

بعد مرنے کے مری قبر پہ کھنچا تلوار
کشتۂ ابروئے خمدار ہوں پہچان رہے

باہیں گردن میں مرے ڈالکے وہ کہتے ہیں
لے گئے دل کہ نہ دل میں ترے ارمان رہے

آج انعام میں غیروں کو ہیں بوسے ملتے
کہے دیتے ہیں ہمارا بھی ذرا دھیان رہے

سر کے چہرہ پہ وہ تلوار لگا کر بولے
دل لگایا تھا کسی ترک سے پہچان رہے

عید قرباں میں تو لوگوں نے کیے طوفِ حرم
ہم مگر کعبۂ رخ پر ترے قربان رہے

زندگی کا نہ ہمیں لطف ملا دنیا میں
ہائے دو روز کو آئے بھی تو مہمان رہے

دو قدم میرے جنازہ کو اوٹھاتا آکر
کہے دیتا ہوں مری جان تمھیں دھیان رہے

قتل ناحق تو کیا مجکو مگر پچھتائے
دیر تک سر کو جھکائے وہ پشیمان رہے

بھاگ کر کوچۂ قاتل سے یہ کہتا ہے رقیب
آبرو جائے رہے یا نہ رہے جان رہے

ہمنوا ہی دستِ جنوں ہاں ترے جب قائل ہوں
ایک ہی جھٹکے میں دامن نہ گریبان رہے

میں وہ بلبل ہوں کہ ماتم مرا عالم میں ہوا
بال سنبل کے گلستان میں پریشان رہے

ہاتھ دل چھین لیا آپ نے عیاری سے
کیا تکلف ہے کہ نادان کے نادان رہے

بوسہ دیکر مجھے وہ ناز سے فرماتے ہیں
بھول جانا نہ کہیں یاد یہ احسان رہے

دشت کی اسکو دے کوہ کی بتلائی راہ
قیس و فرہاد پہ کیا کیا مرا احسان رہے

کرلو دنیا میں گناہوں کی لطافت توبہ
لطف کیا مر کے ہمیشہ جو پشیمان رہے

دلِ حزین کا ہے ماجرا سنو تو سہی
مزے کی ہے یہ کہانی ذرا سنو تو سہی

کہے یہ چلتے ہین عاشق سے چپرا شرنالے
وہ بولے چپ تو رہو غل ہے کیا سنو تو سہی

شبِ وصال ہی رات بھر کہا کیے وہ
ذرا اذانِ سحر کی صدا سنو تو سہی

قبول کرتے ہو شرطیں پہ ہو صنم مختار
مگر برا ہے خدا مدعا سنو تو سہی

رقیب نے یہ کیا عرض حال ہو تجھے
ادھر تو آؤ مرے دلربا سنو تو سہی

فراق یہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
گجر کے بجنے کی یارو صدا سنو تو سہی

اگر نہ ہو گا یہ دلِ حبیب پہ سنتا تم
شبِ فراق کا قصہ ذرا سنو تو سہی

ہمارے گھر مین جو کل رات کو تم آئے تھے
رقیب کرتے ہین کیونکر گلا سنو تو سہی

کہان چلے ادھر آؤ تو بوسے لے عاشق
ملی ہے ہاتھوںمین تمنے حنا سنو تو سہی

لبِ رقیب کو کیون وقت نزع جنبش ہے
قریب کان تو لاؤ ذرا سنو تو سہی

ہے آج وصل تو خوش مجکو دیکھتے ہو صنم
تمہارے ہجر مین کیا حال تھا سنو تو سہی

یہ تشفلا ہون کہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
مرے حبیب کی آئی صدا سنو تو سہی

سوال بوسہ پہ وہ یہ جواب دیتے ہین
ہماری گالیان کچھ دن بھلا سنو تو سہی

پکارتی ہے ہر اک گوش گل مین یون بلبل
یہ زمزمہ یہ مرا چہچہا سنو تو سہی

دکھا کے شکل لطافت وہ غیب سے بولے
انھین بھی عشق ہمارا ہوا سنو تو سہی

جب اوسنے کہا تم یہ مر جائینگے
کہا آ کے ہم دفن کر جائینگے

غمِ ہجر سے ہم گذر جائینگے
یہی زندگی ہے تو مر جائینگے

جو غسال آئے ہین کھدتی ہے قبر
نہا دھو کے ہم اپنے گھر جائینگے

وہ بولے جو کوچہ مین دیکھا مجھے
کہان آپ آئے کدھر جائینگے

نہ آئین دمِ نزع عاشق کے پاس
ابھی تو وہ کمسن ہین ڈر جائینگے

حسینوں کے فقروں مین آنا نہ تو
یہ دل لیکے دم مین گذر جائینگے

ترے در پہ بیٹھے ہین دربان تو کیا
نظر کی طرح ہم گذر جائینگے

اوٹھا دیگا جب در سے اپنے وہ یار
تو بیدست و پا ہم کدھر جائینگے

شب وصل کہتے ہین وہ شام سے
ہوئی صبح ہم اپنے گھر جائینگے

اکیلے ملے وہ بہت دنکے بعد
بھلا آج بچکر کدھر جائینگے

وہ گھر اپنے جائینگے ہم قبر مین
ولا وہ اودھر ہم ادھر جائینگے

مجھے خوف ہے خیر جوبن کی ہو
یہ ظالم اے ستمگر کدھر جائینگے

وہ سوتا ہے لین بوسہ رخسار کا
اگر جاگ اوٹھے گا مکر جائینگے

کہا ونے مجھسے یہ کعبہ وہ دیر
حضور آپ کہیے کدھر جائینگے

سنا جب سے کشتی ہے سائل کی پاس
تو کچھ دینگے ہم پار اوتر جائینگے

دلا جب نہ راتین رہین وصل کی
تو فرقت کے دن بھی گذر جائینگے

لطافت یہ سمجھین گے پایا بہشت
سخف مین پہونچ کر جو مر جائینگے

سامان دل جلوں کی لحد پر شہانہ ہے
شمعین ہین نالے دود جگر شامیانہ ہے

بیگانہ کو الم ہے تعلق مین یگانہ ہے
غمگین ہمارے مرنے سے سارا زمانہ ہے

الفت ہے سرنگوں صنم اعجاز مانہ ہے
مسجود خاص و عام ترا آستانہ ہے

عشق دہان تنگ حسین نے کیا ہے گھر
عنقا کا آج کل مرا دل آشیانہ ہے

اوس حور کا بناؤ دکھاتا ہے سحر سے
دن رات ایک جا ہے کہ آئینہ شانہ ہے

آنسو ابل رہے ہین ہوا ہے جو درد عشق
فوّارہ اے چشم کا یہ دل خزانہ ہے

موسی کی طرح وجد مین کیا نظر کرین
ہمکو تو لن ترانی جانان ترانہ ہے

اللہ نے کیا ہے مجھے کیا صنم عطا
یکتا ہے روزگار وحید زمانہ ہے

الفت میں پردہ پوش ہوا خوب درد دل
آنسو بہانے کا ہمیں اچھا بہانہ ہے

ہشیار غافلو کہ گذرگاہ ہے جہان
چلنے کی کوئی فکر میں کوئی روانہ ہے

موجود تھے جہان مین کل جو کہ نامور
افسوس آج حال وہ جن کا فسانہ ہے

نوبت نہ آئی وصل کی تا صبح اے صنم
انکار دل سے ہے یہ حیا کا بہانہ ہے

کیا غم ہے عاشقونکو غنی ہین جہانمین
درہم ہین داغ عشق صنم دل خزانہ ہے

کوئی گرا نگاہ سے نظر پر کوئی چڑھا
گردش تمہارے آنکھ کی مثل زمانہ ہے

دنیا مین خاکساری افتادگی کو سیکھ
سبزہ ہی زمین پہ گرا جو کہ دانہ ہے

حسن کلام کا ہی لطافت یہی تو لطف
معشوق کہتے ہین کہ غزل عاشقانہ ہے

ابن ابو طالب علی اللہ کا مطلوب ہے
کیون نہو نام خدا محبوب کا محبوب ہے

بوسہ بازی ٹھہری جو سر کھیلتا محبوب ہے
جیتنا بھی خوب ہے اور ہارنا بھی خوب ہے

دلربا میرا وہی معشوق خوش اسلوب ہے
جو حسین اللہ کے محبوب کا محبوب ہے

حسن مین یوسف زیادہ یا مرا محبوب ہے
اے زلیخا سچ بتا معشوق کسکا خوب ہے

سبزہ اوس چاہ ذقن پر قریب رخ خوب ہے
کیا گلستان کے کنوئین پر لہلہاتی دوب ہے

ہائے دلکی شورشون نے تلخ کردی زندگی
حسن حسین مین ہی ذرا سا بھی نمک مرغوب ہے

بوسہ اس لب کا جو مانگا کیون خفا ہوتی ہین آپ
یہ بھی اک بڑ تھی نہ غصہ کیجیے مجذوب ہے

آنکھ پڑتے ہی غضب ہے چھین لیتا ہے دل
چشم پوشی حسن خوبان جہان سے خوب ہے

سرد آہین بھرنے کہین جب انجمن مین بولے وہ
ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوا ہمکو بہت مرغوب ہے

عشق کرنیکی سزا ہی بیقراری کا مزا
تجربہ اے دل جسقدر جور و ستم ہو خوب ہے

دلکو بازار وفا مین بیچتی ہین ہے صدا
مال ہے مردکا خریدار ہان کوئی محبوب ہے

اس نے سے پوچھتے ہین بادہ کس کو محتسب
میکدہ مین دختر رز کس مست سے منسوب ہے

سخت جانی میری وہ کی نازکی نے کیا کیا
منفعل میں ہوں وہ قاتل اور وہ محجوب ہے

ای لطافت ٹھہری سیرہی بعضو نکو تحمل
آج کل شاعر کا خلعت واہ وا ور کیا خوب ہے

سیر گل منظور قاتل کو اگر ہو جائیگی
چار پھول اپنے لیے حاضر سپر ہو جائیگی

[illegible] کی تحریر منظور اونکو گر ہو جائیگی
آنکھ پر یونہی پھر بندگا ہونکی نظر ہو جائیگی

دانت ٹوٹینگے عیاں تیری اگر ہو جائیگی
کاروان ہوگا روان جسدم سحر ہو جائیگی

پھر نہوگا گر شب وصلت سحر ہو جائیگی
دل کی دھڑکن تیری سینہ میں جگر ہو جائیگی

ہمسری دندان جانانسے اگر ہو جائیگی
آبرو تیری تری سلک گہر ہو جائیگی

وصل کی شب آئیگی تو مختصر ہو جائیگی
گھٹکے اوس قاتل کی خاطر سے سپر ہو جائیگی

دشت میں گریان جو میری چشم تر ہو جائیگی
شاخ آہو سبز مانند شجر ہو جائیگی

آئے ہو کاجل لگا کر گھر ا باغ میں
آنکھ پر یونپر چشم نرگس کی نظر ہو جائیگی

وصل ہونے بھی نپایا ہوگئی باتوں میں صبح
کیا خبر تھی شام ہوتے ہی سحر ہو جائیگی

تیمیہ اونکا لپک کر دم میں لیگا میری جان
پھر کر دیگا جو تماشہ گر ہو جائیگی

گر یونہیں تقدیر کی برگشتگی بڑھتی گئی
آہ کی صورت دعا بھی بے اثر ہو جائیگی

ہم ہیں مشتاق شہادت تیغ کھینچیگا جو وہ
تیرہ بختی سامنے اگر سپر ہو جائیگی

موت کہتی ہے کہ ہو رخصت نہیں تیار قفس
حسرت دل ساتھ لی زاد سفر ہو جائیگی

دیکھتے ہی دیکھتے گر جاؤنگا لاغر وہ ہیں
دفن ہو کافی تری گرد نظر ہو جائیگی

عاشق صادق ہے پروانہ جلائیگی اگر
شمع محفل رو سیہ وقت سحر ہو جائیگی

عکس پڑ جائیگا جب قاتل کی روی صاف کا
دیکھنا فولادی آئینہ سپر ہو جائیگی

بیشمار ایسے مرے عصیان ہیں گر ہوگی حساب
قد سیو روز قیامت دوپہر ہو جائیگی

وصل کا سنکر تقاضا اسکے لو ہے شب کو وہ
خیر تیری کبھی خوشی تیکھلے پہر ہو جائیگی

آج موئی سر سپید ہوئے ہین کچھ ہو گئے سفید
دیکھنا اس شام کی اک دن سحر ہو جائیگی

ہی قصر و عقل منعم کیون بناتا ہی قصور
قبر آخر جسم کی رہنے کو گھر ہو جائیگی

گر شب فرقت آئیگی بلا سے موئے مر
صبح تو یہ ہی موت کی جھوٹی خبر ہو جائیگی

دل پہ جو گذریگی ہو جاویگا فورا مطلع
اشک کے دوڑینگے ہرکارے خبر ہو جائیگی

ہم نشینونکو چھوڑ کر چھپ جائینگی پیش خدا
عمر ساری یہی کیونکر ہمین بسر ہو جائیگی

غم نہین تیغ ہی کی جب کرینگے وار غیر
سینہ آگے آکے ہر تیغ کی سپر ہو جائیگی

چاک ہو جاویگا بعد مرنے کے گریبان کفن
کیا شب تاریک تربت مین سحر ہو جائیگی

شانہ بالون مین جو ہوگا اور جلوگا حسن یار
زلف ہر رخسار پر کھلتے ہی پر ہو جائیگی

باغ مین چھوٹی ہین گل ہمیں تو کل ختم ہے
گو کہ چپکے لیٹے ہین شب مشکل بسر ہو جائیگی

مر گیا عاشق بلا سے کیون ہی چرچا شہر مین
ہان یہ غم ہی حسن کو اونکو نظر ہو جائیگی

ای لطافت ہی سلیمان کا بہت لطف و کرم
اب ہمین عمر قلیل اپنی بسر ہو جائیگی

تم جو ای غیرت یوسف کبھی بازار چلے
نقد جان ہاتھ مین لیکر خریدار چلے

سنگ اطفال سے جب کم نہوا درد سر
ای جنون پھوڑنے سر جانب کہسار چلے

سامنے سب کے لیا بوسہ ترے اثر کا
مجھسے اغیار سے کسطرح نہ تلوار چلے

چشم ساقی کی تصور مین وان یہ ال اسطرح
لڑکھڑا آتا ہوا جیسے کوئی میخوار چلے

بعد مدت کی شب وصل صنم آئی ہی
صبح کی توپ کوئی کہدے نہ زنہار چلے

نہ دیکھا کبھی وازہ تو اللہ رے شوق
پاؤن دشت پھاندنے میخانے کی دیوار چلے

گرم رفتار حسینون مین ہی یون وہ شہ حسن
فوج کے بیچ مین جیسے کوئی سردار چلے

نیچے شمشیر کے کاوی کی حقیقت جو لکھون
اپنی کاغذ پہ قلم صورت پرکار چلے

چشم دلدار نزاکت سے ہی یون گردش مین
جیسے آہستہ بمشکل کوئی بیمار چلے

ہوگیا آہ شرربار سے کار شعل — شب کو جب ہم طرف کوچۂ دلدار چلے

عشق مین گوہر دندان لب لعلین کے — جب چلے سیر کو ہم جوہری بازار چلے

آگے دنیا مین ہوا غیر گنہ کچھ نہ حصول — یان سبکسار ہم آئے تھے گرانبار چلے

شبکو ہی بام پہ خوابیدہ مرا رشک قمر — دوڑ کر ماہ فلک پر نہ خبردار چلے

آنکھ کھلجاتی ہے روش پہ نہ مرے گلرو کی — باغ مین زور سے صرصر نہ خبردار چلے

ہے یہ احسان ترے راہ رونکو نفرت — دھوپ مین بھی نہ تہ سایۂ دیوار چلے

کوئی مشکل ہوئی درپیش لطافت کو اگر
لے امداد وہین حیدر کرار سے چلے

خفا ہو کر جو میخانے سے وہ ساقی نکلجائے — تو خنجر موج مے کا گردن مینا پہ چلجائے

ہوا الٹی غضب ہے محفل الفت مین چلجائے — کہ پروانے کا دل ٹھنڈا ہو جب دم شمع جلجائے

ہمارے منھ سے فرقت مین اگر نالہ نکلجائے — تو ڈر کر برق چمکے رعد دہشت سے دہل جائے

جو وہ انکو دھوپ مین ساتھ غیرونکے نکلجائے — یقین ہے مہر انکا دوپہر کی طرح ڈھلجائے

ابھی تو فاش ہوجائے ہمارے عشق کا پردا — جو اے بیتاب بیٹھے دل آنکھ سے آنسو نکلجائے

اگر چھوٹو وہ اپنے در پہ انکی اجازت دین — یقین تو ہے کہ عاشق سجدے کرتا سر کے بل جائے

گدا ہی کوچۂ جانان سدا مست قناعت ہین — غرض کسکو کہ پیش منعم و اہل دول جائے

دل پر داغ عاشق لیچلا ہے اونکے کوچے مین — ندامت ہو گی خالی ہاتھ کیا پہلے پہل جائے

بہے گر خون غیر تلخ کام اسطرح بدخط ہو — دہن سے میانکے وہ غنچہ ہر دم اوگل جائے

جلی جاتی ہے اپنے حسن کی گرمی سے محفل مین — نہ کیونکر شمع کو دیکھا پر پروانہ جھلجائے

تعلی کی بہت لیتے ہین آکر بادہ خوارونمین — نہ عمامہ کسی دن شیخ صاحب کا اچھل جائے

تن خاکی سے روح اپنی گئی جسم مثالی مین — کوئی پوشاک میلی جیسے گرمی مین بدلجائے

برائے صد کبر فی قصۂ فرعون و موسی ہے — جو تو ہو دوست انسان ہاتھ سے دشمن کی پلجائے

کمر کو عشق مین جو مو جاون چمن مین لاغر | قضا آئی تو ناف یار کی مانند ٹلجائی
فقط عاشق کی دھمکائی کو ہی معشوق کا غصہ | خدا کی شان مجھسی تو جبین ابرو کہ چلجائی

لطافت سی گلو ملجاور وز عید ہو صاحب
برسون بعد تو کچھ حوصلہ دل کا نکلجائی

ہجر کے غم سی ہوی دل مشفق مین دو ٹکڑے | کیجیے تیغ جفا سے سپر تن دو ٹکڑے
دونون زلفین تری مشکلین ہین بنا دون شانے | دی اگر شاخ کے آہوی ختن دو ٹکڑے
آکی بلبل کی جو وہ پھول بھی گلچین توڑی | کیون نہو دل سبب غنچہ دہن دو ٹکڑی
ہو خجالت کی سبب زہرہ اک سرخ عقیق | جائین اس لبکی اگر سوئی یمن دو ٹکڑی
عارض یارکی دیکھی جو صفائی اک رات | آئنہ مہ کا کری چرخ کہن دو ٹکڑے
موسم گل جو گلستان سی ہوا ہو اکبار | کیون نہو غمسی دل مرغ چمن دو ٹکڑے
دور وحشت نی کسی شی کا نہ رکھا پابند | ہو گئی ایک اشارہ مین رسن دو ٹکڑے
شیشۂ مے کو نہ تو توڑنی مین کر تعجیل | دل کرای محتسب شیشہ شکن دو ٹکڑے
تیرے ساعد کی صباحت پہ جو پڑجائی نظر | باغبان جلکو کری شاخ سمن دو ٹکڑے
امتحان تیغ نگہ کا جو کرے وہ شوخ یار | تکے جو رنگ ہو ہر ایک ہرن دو ٹکڑی
چاہ مین وسکی مجھی زیست نہین خوش آئی | رسن عمر کری عشق ذقن دو ٹکڑے
سنگدل غیر نی منھ یار کی لب پر رکھا | آج تپھر سے ہوا لعل یمن دو ٹکڑے
حسن مین کوئی نہین دیکھتی ہین عیب کو سب | کیون نہو غم سی دل اہل سخن دو ٹکڑے
خط کی قلمین نہین اوس چاند سی چہری پہ ملا | قدرت حق سی ہوا ہی یہ گہن دو ٹکڑے

آبرو کا ہون طلبگار لطافت وس سے
جسکی خاطر سے ہوا دُرِ عدن دو ٹکڑے

جب کہ تلوون پر ہوئی پھر پھر کی بن مین آبلا | پاؤن ٹکر مجبوری آئے وطن مین آبلے

ہو جوانی آہ سوزان کو شب فرقت مع عروج
تار ہو جائین تن چرخ کہن مین آبلے

فصل گل آئی ہی تھا لو نہین پانی جھڑ دیا
بلبلون نے دل کی چہوڑی ہر چمن مین آبلے

ہی یہی صحرا نوردی گر تو مر جاینگا تو
تفرقہ ڈالینگے آندن جان و تن مین آبلے

باغ مین اس شعلہ رو کی لب جو ہنسے اگر
قطرہ شبنم ہون غنچہ کی دہن مین آبلے

ہجر جانان نے جلا کر یہ ہین تحفے دیئے
دل مین سو زخم او داغ سینہ مین بدن مین آبلے

شمع کو دیکھو وہ رخ روشن تو ایسا رشک ہے
جل گئے پیدا ہون تن شمع لگن مین آبلے

کب شرارت سی یہ معشوقونکی عاشق کو ضرر
ہو یہ آتشخوار کی کب ہین دہن مین آبلے

رات دن السی یعنی گردش ہے ہماری پاؤن کو
چرخ گردان سی ہوئی ہمسر چلن مین آبلے

شعلہ رونکی محبت ہو گیا دل کا ضرر
آگ سے کب ہین سمندر کی بدن مین آبلے

چہو لیا منقار سی مجھ دلجلی کا خط اگر
ہو گئی پیدا کبوتر کے دہن مین آبلے

باغ کو تنے جلایا ذبح کر کے بلبلین
غنچہ گل کے ہین پڑ گئی ہر چمن مین آبلے

زندگی بھر کی جو ہر جائی سی تہا دل کی ملا
مر گئی آخر نہ چہپا ہوئی کفن مین آبلے

وحشت جانی سی یہ پیدا بادیہ روشن ہو گیا
پڑ گئی مہر درخشان سی جلن مین آبلے

ہی لطافت نام جب مجھ دلجلی کا لے لیا
ہو گئے پیدا رقیبونکی دہن مین آبلے

خون فشانی پر ہو آمادہ جو بن مین آبلے
فرق کچھ رکھین نہ صحرا و چمن مین آبلے

السی تنگ آگئی ہون اپنے ہین کیٹری آپ سے
ہون نہ حدت سی کبہین نازک بدن مین آبلے

سوختہ تیغ ہون دیکھی جو اگر میرا زخم
ہی یقین پیدا ہون دست برہمن مین آبلے

وضع کی پابند ہین تکلیف سی رہتے بری
کب ہوئے پانچ گرفتار رسن مین آبلے

شب کو اگر چاندنی مین نا رسی کہتی ہیں وہ
دھوپ ہے تیز پڑ جائین نہ تن مین آبلے

موتیے کی پہول گلشن مین نہین یہ جا بجا
آتش گل سی پڑی ہین ہر چمن مین آبلے

وحشت بہائی سی کچھ کم تہہ نہ لایا جوش شیر
پائی مجنون بیابان تجھ دست کوہکن مین آبلے

آہ سوزان کر رہا ہون ہی تپ کے پنڈلین مرے
ہین غم فرقت سی جا بدن مین آبلے

اگر میرے فرقت سی تن جھلکا ہی دہر ہی لباس
آگ جل جل کر لگائین پیرہن مین آبلے

گرم گرم آنسو بہائی اسقدر حد سی سوا
دیدۂ تر نے کئے رنج و محن مین آبلے

دل جلا کر سوز فرقت نی ہے ہیجان کر دیا
ہین شہادت نامہ کی تو کفن مین آبلے

باتین جل جل کر کبھی کرتا ہی غیر بنسی جو وہ
چھوٹتے ہین اپنے دل کی ہر سخن مین آبلے

ایسے ہوتی ہاین غیرونکی جو بیٹھی شب کو وہ
شمع سان روشن ہوئی اوس انجمن مین آبلے

کھل گیا حال دل معشوق پروانون چھپا
شمع کی آنسو ہی گر کر لگن مین آبلے

آہ سوزان کی جو بہتے قبر مین بعد فنا
لگتے کافور کی ٹکڑے کفن مین آبلے

دل جلا عاشق ہو نہین کہانا سمجھکر پان
اے ہما پڑ جائینگے تیرے دہن مین آبلے

ہمسری کرتا ہی اوس رخ سے قمر جلتا ہو نہین
سچ تو یہ ہے دل کی چھوٹینگے گہن مین آبلے

ای لطافت نکتہ چینی کرتے ہین ہیجا عدو
جا حسد سے ہین دل اہل سخن مین آبلے

دیکھی جو ساتھ غیر کے وہ حور چاندنی
منظور ہو نہین مرے ہو شب بحور چاندنی

بچھوائی بام پر جو مرا حور چاندنی
ہو جاتی صاف شرم سے بی نور چاندنی

مر جاؤن مین نحیف نہ دیکھ کر شب فراق
ای آسمان مجھسے رہے دور چاندنی

عکس رخ صنم سے مقابل ہو ر آنکو
رکھتی نہین جہان مین یہ مقدور چاندنی

ساقی کا آتا ہی جو شب ماہ مین خیال
کرتی ہی اپنا شیشہ دل چور چاندنی

اوس رخ کا عکس کیون دل مجروح کو ہی یاد
ہم سی چاہیے کہ رہے دور چاندنی

کھینچین شب فراق جو ہم آہ آتشین
ہو دھوپ کی طرح ابھی بی نور چاندنی

دیتین ہی اوسکے پرتو رخ کا ہمیشہ دھیان
رہتی اپنے گھر مین بدستور چاندنی

پیری مین داغ دل کی ضیا کا یہ حال ہی
جیسے سحر کو ہوتی ہی بی نور چاندنی

یعنی عروج کسکو نہین دہر مین زوال
ناحق ہی چاند رو پہ یہ مغرور چاندنی

مستو تمکو شش جہت مین ہی چارون عزیز مین
گلزار آبجو مے انگور چاندنی

تار شعاع ماہ ہین فرقت مین نشتر ن
ہے دلکو اپنے خانہ زنبور چاندنی

مر جای رات کو ترا وحشی جو دشت مین
شبنم کفن ہوا اور ہو کافور چاندنی

او رشک ماہ گھر مین لطافت کی آ کبھی
ہو جای ایکدن شب دیجور چاندنی

کہتے ہین وہ جو ہجر مین ایذا بڑی سہی
احسان مجھپہ کیا ہی بلا سی سہی سہی

تمکو ہین دل لگا مگر کیسی ہی ہی سہی
ہی عشق تو محال بہت دل لگی سہی

دینا پڑیگا مال کا منعم تجھے حساب
رکھی رہیگی طاق پہ مرکر بہی سہی

ہو زیست یا کہ موت پری ہو کہ حور ہو
ہی کام دل لگانی سے ہمکو کوئی سہی

جو راست باز ہین وہ نہین بندہ عوام
آزاد کیون نہو کہ ہوا سرو بھی سہی

اغیار کچھ دونون بھی نہ ثابت قدم رہے
مینے تو مدتون ہی حضور آپکی سہی

مسجد مین وعظ کہتا ہی واعظ چلو سنین
سنیو ار و قصور ہی پرچاو دل لگی سہی

جو کچھ تری طرف سے ہی دلکو پسند ہے
ناز و ادا تو جھیل گئے ظلم بھی سہی

رکھیے نہ فرق بات مین کہدیجئی صاف صاف
مانگ آپکی لگائی ہی کسنے سہی سہی

یہ حسن ہے وہ چیز کہ سب کو پسند ہے
عاشق ہو تمکا ذکر ہی کیا متقی سہی

مینے کہا جو ہنس کے غیر دلکی تم ہو دوست
کہنے لگی ڈھٹائی سی اچھا یہی سہی

بوسہ ضرور لونگا لب سرخ یار کا
کام اپنی کا سی کچھ بھی لا کھی سہی

کہتے ہو تم جو غیض مین مجھکو کرونگی قتل
حاضر ہون سر جھکائی ہوئے مین ابھی سہی

سالک گھر کو دیکھ کے وہ یار ہنس پڑا
لو آج آبرو گئی بالکل رہی سہی

تم ظلم و جور کر کے پشیمان نہین ہوے
مینے کیا نہ صبر و تحمل یہی سہی

مینے بلائین لینے کو ہین ہاتھ یہ بڑھاے
تم اپنے دلمین سمجھے ہو جو کچھ وہی سہی

مجکو وہ اپنے گھر مین بلاتے نہین اگر
در پر پڑا ہوا ہون لطافت یہی سہی

ایذا اوٹھائی ہمنے کڑی پر کڑی سہی
پر آنکھ حسن یار سے اپنی لڑی سہی

جو دل لگا کے ہمپہ مصیبت پڑی سہی
زنجیر کی بھی چوٹ جنون مین کڑی سہی

تجلی تمھارے دانتون کی ہنگام قہقہہ
کڑکی اگر تو خلق ڈری جب پڑی سہی

کیا وجہ ہے جو منھہ سے وہ بت بولتا نہین
غیرون سے بات کوئی نہ کوئی جڑی سہی

کافی ہمارے قتل کو اے نازنین ہے
تلوار گر نہین تو نہو اک چھڑی سہی

ساقی نہ ڈھونڈھ جام گلابی مین دے شراب
ہے فصل گل جو پھول نہین پنکھڑی سہی

عاشق کا چل چلاو ہے اب دیکھہ جائیے
پھرون نہ آکے بیٹھیے کوئی گھڑی سہی

کہتا ہے کون جانکی مستی نے جان لی
کیون نیلی پیلی ہوتی ہو دھو کا دھڑی سہی

جانیکو ہے وہ یار بہانا ہو کچھ نہ کچھ
گر مینہ نہین تو آنسوون ہی کی جھڑی سہی

کوئی نہ کوئی سلسلہ جنبان جنون مین ہو
زنجیر پاے وحشی جو نہین ہتکڑی سہی

کہتا ہے کون اونکی رکاوٹ نے جان لی
سینہ مین آکے سانس ہماری اڑی سہی

لازم ہے دستگیر ہے دیوانہ اے جنون
احباب تو گھڑی مین نہین ہتکڑی سہی

مجنون ہماری سایہ مین گھبرا کے چھپ گیا
دم بھر جو دوپٹ پشت جو نکلی کڑی سہی

کہتی ہے شمع رو کی جو کرتی ہے مجکو یاد
مین بزم یار مین تو ہون آئی کھڑی سہی

باتین ہی کیجیے جو اوٹھتے نہین نقاب
مہتاب چھوڑتے جو نہین پھلجھڑی سہی

بخت سیہ سے میرے نہ بحث اے شب فراق
چل قصہ مختصر ہوا تو ہی بڑی سہی

لذت اوٹھا چکے تھے لطافت جو وصل کی

ہجر صنم مین جب کہ مصیبت پڑی سہی

اییا صدمے جفا کشی سے
آ کیا دل کا لگانا دلگی ہے
دانا بنتا ہے جب کہ نادان
ہنگی بہی دانت پیستی ہے
غفلت ہی شباب مین یہ کہتی
سو رہیے رات ابہی پڑی ہے
دولت پہ نہ منعمو ہو مغرور
ہر تی پہرتی یہ چاندنی ہے
عاشق ہوئے خواب مین ہین تمہپر
سوتے مین آنکہ لگ گئی ہے
کیا کیجیے آہ کس سے کہیے
بگڑا ہے یار آبنی ہے
پروانہ جو جلکے مرگیا ہے
شمع محفل سنتی ہوئی ہے
شاخ گل تر خزان نے کی خشک
بلبل سے نئی جلی کٹی ہے
اف اف تپ عشق پہنکرہا ہون
دل مین اک آگ سی لگی ہے
مرمرکے بنے ترے خریدار
بیعانہ کے بدلے جان دی ہے
جو دل نے کہا وہ کر دکہایا
کیونکر نہو بات کا دہنی ہے
الفت ترے ابروونکی قاتل
تلوار ہنی گلے پڑی ہے
ہم عشق مین جان کو ہین روتے
اے دل تجہے اپنی ہی پڑی ہے
پیچہلے سے نہ جایے شب وصل
نوبت کب صبح کی بجی ہے
در پر سے مجہے دیکہکر وہ بولے
دل جسکا لیا تہا تو وہی ہے
راحت سے کہلائیگا نہ غم بہی
یہ پیر فلک بڑا دہی ہے

دنیا کو نہ چاہ اے لطافت
جگ کی یہ پیرزن ہوئی ہے

لیا او س مصحف عارض کا بوسہ بڑکے گیسو نے
خدا کی شان کافر بہی لگی قران کو چہونے
جگہ پائی ہمارے دامن مژگان پہ آنسو نے
کیا آرام گہوارے مین آکر طفل بدخو نے

گیا خال سیہ پیدا تمھارے طاق ابرو نے | غضب کی جا ہی پائی ہی جگہ کعبہ مین ہندو نے
مری فریاد اپنے گھر مین سنکر وہ کہتے ہین | ارے کمبخت کیا کوسون مجھے رسوا کیا تو نے
بنا کر بال بیٹھے ہو تیونکی کا نہین چھپائے | نیا مینہ آج برسایا تمھارے ابر گیسو نے
تمھاری زلف مشکین کی ذرا خوشبو جو پائی ہے | کلیجے سے لگایا ہے ہر اک نافہ کو آہو نے
گلستان مین خیال آیا ہمین گلزار جنت کا | دلایا یاد کوچہ یار کا قمری کی کو کو نے
نہ ایسا حال تھا گو بیقراری بھی تھی الجھن بھی تھی | ہماری جان لی فرقت مین اب درد جگر تو نے
نہین ہے چشم مست یار مین سرمہ کا دنبالہ | تماشا ہے نئی یہ شاخ پیدا کی ہے آہو نے
گلستان مین جو بیٹھی قامت جانانہ سے نسبت | قد اپنا تن کے دکھلا نہر مین سرو لب جو نے
برہنہ ہو کے خلوت مین جو بال الجھے ہوئے پائے | نہ ہاتھ اوسکی شانہ آئینہ دکھلایا زانو نے
دوپٹے مین لگائی آپ اطلس کی جو گوٹ اونسے | دکھایا لطف موج آب میرے دلکو اتو نے
دکھا کر ذرہ افشانی کیا قتل نہی عاشق کو | نئے جوہر نکالے آپکی شمشیر ابرو نے
قرین ابرو کی اوس ماتھے پہ ہے سیندور کا ٹیکا | عجب ہے سانپ کے مانند من اوگلا ہے بچھو نے
چمن لبریز مثل نہر جب رو کر کیے مینے | دکھایا صاف فوارے کا عالم شاخ شبو نے

خدارا کربلا یحیل کہین جا بہی لطافت کو
دکھائی ہمبی تو لا کر ای بخت رسا تو نے

روان جو حلق پہ اوسکی حسام ہو جائے | تمام عمر کا قصہ تمام ہو جائے
تمھارا حسن جو مشہور عام ہو جائے | تو آکے چاہ سے یوسف غلام ہو جائے
نہان یہ چہرہ روشن تمام ہو جائے | جو زلف کھولیے دنکو تو شام ہو جائے
عدم کا قصد ہے تربت مین تھک کے آئے ہین | یہین پہ آج کی شب اک مقام ہو جائے
دل آلی یار پہ تو آنکھ مین بھر آئین اشک | چھلکے جو شیشہ تو لبریز جام ہو جائے
نئی ہی سیر کہ لخت جگر ہین مژگان پر | نہ کیونکر آنسوؤن کا ازدحام ہو جائے

بناؤ کر کی وہ آئینہ مین جو دیکھی مانگ — عیان حلب مین وہ ملک شام ہو جائے

پڑی جو اوس رخ رنگین کا میکدی مین عکس — ہر ایک شیشہ یہ مینے کا کام ہو جائے

خدا ہی خیر کری سامنا عدم کا ہی روز — نہ کام عشق دہن مین تمام ہو جائے

شب فراق نہ غش آئی تو وہ ناز کرون — تمام خلق کو سونا حرام ہو جائے

جب آئے غیر کی تربت پہ وہ تو مینے کہا — نشان اسکا مٹا و تو نام ہو جائے

چمن مین اوڑ کی جو مین عندلیب ارجلون — تو روح نکہت گل مثل دام ہو جائے

خدا کرے تری آنکھونکا آئی دلمین خیال — ان آہوونکا حرم مین مقام ہو جائے

پڑی جو عکس خط سبز یار جوہر مین — تو صاف آئنہ طوطی کا دام ہو جائے

عمامہ سر اعظا اوچھالنا رند و — جب اسکی وعظ و نصیحت تمام ہو جائے

یہ لطف مہی تک تو لطافت آیا ہے
سفر ترے کا بھی یا رب تمام ہو جائے

عشق اوس بت دہ نشین معشوق کا اوس لمین ہے — روح مجنون دیکھلی لیلی نہان محمل مین ہے

یہ فقیر ونکو نظر آتا مہ کامل مین ہے — بھیک کا ٹکڑا پڑا اک کاسہ سائل مین ہے

دین و دنیا کا مزا اول سے آب و گل مین ہے — دو جہانسے بڑھکی گنجایش ہمارے دلمین ہے

جام جم مین اک جہان کی سیر تھی تو فخر کیا — دو جہانسے بڑھکی گنجایش ہماری دلمین ہے

عاشقی مین بلبل و پروانہ دونون ہین تباہ — کوئی نالان باغ مین سوزان کوئی محفل مین ہے

دار پر منصور بولا عشق صادق مجھی کو کہان — عاشقو ہان امتحان یہ پہلی ہی منزل مین ہے

بھر کی حسن رنگ عارض رخ مین صبا تعزی کہا — تن بھی سکھنے کی نہین جا اب تو اس محفل مین ہے

تیر سینہ پر لگا کر طعن سے کہتے ہین وہ — کیجئے اب بھی بوسہ مژگان کی حسرت دلمین ہے

حاجت ساز و نمایش علم ذاتی کو نہین — کس نے دیکھا رقص طاوس چمن محفل مین ہے

سر او سر جا پنگا میر اگر بہادر یا سے خون — صاف کشتی کی روانی خنجر قاتل مین ہے

بیٹھ منعم ہاتھ پھیلانی سے ہے بے فائدہ
پیشتر آتی ندامت ہی کف سائل مین ہے

ہجر مین ویسی سدا رہتی ہی آرام و قرار
قافلہ تو چل بسا ہو کا مکان منزلمین ہے

ابرو و مژگان قاتل کا مجھے یکسان ہی عشق
گر جگہ اسکی جگر مین ہے تو اوسکی دلمین ہے

پردہ غفلت کا اگر دلسی اوٹھی تو دیکھ لے
جسکا تو مجنون ہے وہ لیلی اسی محمل مین ہے

پوچھتے ہو تم کہین کیا خاک حالت دلکی ہم
حسرت مردہ گڑی اتنی کدورت دلمین ہے

شاد و خرم دل جوانی مین ہین پیری مین اداس
شکل بستی دلکو ویرانہ ہر اک منزل مین ہے

کیا ہمارے خون کی قطرے نے دکھلائی بہار
تازہ کونپل نکلی شاخ خنجر قاتل مین ہے

قاصد ونکا پوچھتا ہے اس تپے سے میرا نام
چشم مین اشک آہ لب پر بیقراری دلمین ہے

آنکھ سے جو دیکھ سچ ہے کان سے جو سن جھوٹ
فرق ایدل چار انگل کا حق و باطل مین ہے

ہجر مین کس کس جگہ کا درد ای ہمدم کہون
آنکھ مین سینہ مین پہلو مین جگر مین دل مین ہے

قتل پر عشاق کی بیڑا اوٹھایا ہے ضرور
پانکی سرخی زبان خنجر قاتل مین ہے

ہو چکا جب دفن مین نالان تو بولی سب رفیق
قافلہ تو راہ مین ہے اور جرس منزل مین ہے

جب اوٹھا مجنونکا لاشا عشق نے دی یہ صدا
قیس ہے تابوت مین لیلی اگر محمل مین ہے

جسکو کہتی ہین زمین ذرہ ہے یہ اوسکا غبار
آسمانکی سمت سے جو کچھ کدورت دلمین ہے

موجین کہتی ہین ترے مجنونکو دکھلا کر حباب
بی ثباتی مثل لیلی دیکھ اس محمل مین ہے

دیکھ لی صحبت غنی کی ہی سدا رکھتی خراب
سب خس و خاشاک دریا دامن ساحل مین ہے

سر اوٹھا کر آسمانکو دیکھتا ہے کیون حباب
آبلہ ایسا ہی اک بالکل ہماری دلمین ہے

اسطرح کی دوستی سے رای لطافت آجکل
ہی تو ظاہر مین صفائی پر کدورت دلمین ہے

بچھڑا ارمانونکی مجمع حسرتونکا دل مین ہے
غم زدونکا قافلہ اوجڑی ہوئی منزلمین ہے

جی بھری کسطرح شوق ذبح میرے دلمین ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے

حلق تک آتی ہی طاقت آئی میرے دلمیں ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل میں ہے

ہاتھ پاؤں مارنیکی خو جو ہر بسمل میں ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل میں ہے

رنج بھی ہی باعث تسکین پر وابستہ کو
ضرۂ خال شفا ہی یالد ورت دلمین ہے

سایۂ گیسوی محبوب کا اسوجہ سی غائب ہوا
بٹ گیا مثل تبرک جو رعین کے دلمین ہے

جب نظر کی ہی پیشانی پہ دل دو ہو گیا
کیا زہے قطع بیت ابروی قاتلمین ہے

غیر شیطان نی نکالا ہی جو کوئے یار سے
آدمی ہوں مثل گندم چاک میرے دلمین ہے

دل رخ و گیسو کی الفت میں مسافر بنگیا
صبح اس منزل میں ہی تو شام دوسری منزل میں ہے

ذبح ہو کر ظلم پر قبضہ کیا مانع ہوں میں
ہاتھ کی ہڈی کا دستہ خنجر قاتل میں ہے

جمع ہیں لخت دل سہم خوردہ غمگا تیر ہے
دیکھنا کیسی طراوت سبزۂ ساحل میں ہے

حضرت موسی کہاں ہیں آکی جلوہ دیکھلیں
طور پر جو تھا وہ نور اوسکی جبین کے تل میں ہے

خون بسمل کی یہ چھینٹیں رنگ لائیں بعد ذبح
مثل گلدستے کے دستہ خنجر قاتل میں ہے

لاشین ہیں پروانوں کی شمعیں کہیں گھٹتی ہیں سر
جائین کیا سامان مقتل کا ہر اک محفل میں ہے

پھر طلب قاتل کی ہی اللہ اکبر شوق ذبح
نعرۂ تکبیر اک نعرۂ بسمل میں ہے

حلق تک آتی ہی وقت کیا کھٹک ہی پیاس کی
آگ کی تاثیر آب خنجر قاتل میں ہے

انتہا کی ہی صفائی ہی طلائی و نگار رنگ
کیا فقط آب گہر اکسیر آب و گل میں ہے

ناتوانی نازکی سے قہر برپا کر دیا
وہم نہ سمجھیں یہ قوت بازوی قاتل میں ہے

حلق کا دربان بنا ہی تا نہ عاشق دم چرائے
مستعد پہرے کو دستہ خنجر قاتل میں ہے

حق سی پھر کر سرنوشت اپنی غلط سمجھا ہی تو
ای برہمن کفر قشقہ کی خط باطل میں ہے

جسم میں زنار گردن ہی ترا نفس خبیث
ای مسافر خوی دروغی ہی سگ منزلمیں ہے

لوٹ جاتا ہی یہ مٹی کی بری بھی دیکھکر
کیا بری عادت مچل جانیکی طفل دلمیں ہے

شکل ہی میم دہان یار کی ایما سے یہ
یعنی جو عاشق ہوا اسکا بڑی مشکل میں ہے

حلقہ حلقہ شمع کو پروانی ہین صدقے شمع پر
شکل فانوس خیالی کی ہر اک محفل مین ہے

خیر کرنے سے ہی حاصل سیر جنت منعمو
قفل باب خلد کی کنجی کف سائل مین ہے

قیس کو مجنون جو سمجھے ہین وہ خود مجنون ہین
قدر اسکی ہی اوسیکو عشق جسکے دل مین ہے

ہمکو الفت اونکو نفرت کس سے جا کر پوچھیے
دل کسیکا ڈالتا کوئی کسیکے دل مین ہے

دل تہ و بالا کیئے شانے نی گیسوئے زلف مین
قافلے پر اتکو ڈاکا پڑا منزل مین ہے

ذبح ہو کر مین نہ تڑپا مر گیا اس دھیان سے
سب کہین کیا خوب قوت بازوئے قاتل مین ہے

ملکے دو دل شیشہ ساعت بنی تو یہ ہی تھہ
اک کدورت ہی کبھی اس دل کبھی اوس دل مین ہے

جو مہر و نکا ہم تماشا دیکھتے ہین وقت ذبح
کشتیونکا جھرمٹ آب خنجر قاتل مین ہے

پڑ رہی غفلت کے اوٹھی تو اسی لطافت سمجھے ہم
ڈھونڈھتی تھی جسکو مدت سے وہ اپنے دل مین ہے

گزشتہ مدتون سے یہ پیر آسمان ہے
بندے سے ہوگئی کیا تقصیر آسمان ہے

منظور ہجر کی شب تغیر آسمان ہے
دود جگر ہمارا زنجیر آسمان ہے

اوس غیرت قمر کو ہی شوق چاندنی کا
چمکی ہوئی مگر اب تقدیر آسمان ہے

جسم ہلال سر خم اور کہکشان کو دیکھا
دیوانی سمجھے طوق و زنجیر آسمان ہے

وہ ترک دیکھکر یہ کہتا ہے ماہ نو کو
کس کام کی ہی ناقص شمشیر آسمان ہے

فرقت مین پھونک دیگی اک آہ آتشین سے
سوجھی یہ ہمنے جلکر تدبیر آسمان ہے

فصل بہار مین جب ابر تنک کو دیکھا
میخوار سمجھے دام تدویر آسمان ہے

فیروزئی گل کا اوسکے ہی وصف لکھا
کھنچی زمین شعر مین تصویر آسمان ہے

کوچہ مین اوسکی مرکے پائی زمین نہ ہمنی
قسمت کی یہ خطا ہی تقصیر آسمان ہے

ہی قرب ماہ تابان کب ذو ذنب ستارہ
ثابت ہوا کہ شمع و گلگیر آسمان ہے

قطعہ

اونکے فراق مین ہی کیا تھہر جوشش باران
ہر بوند اپنے دل پر اک تیر آسمان ہے

کرتی ہی ذبح ہر دم شمشیر برق ہمکو — آواز رعد گویا تکبیر آسمان ہے
دیکھا جو کہکشان کو وہ نوجوان یہ بولا — شاید عصا یہ تیرا ای پیر آسمان ہے
فرقت کی شب جو ٹوٹا تارا کوئی تو سمجھے — ہم ہین نشانہ اسکی یہ تیر آسمان ہے

کہتے ہین دیکھکر وہ سوئی فلک یہ ظرافت
ہمسا جوان کوئی ای پیر آسمان ہے

آفت کی پیچ یار بلا کا بہانہ ہے — ڈستے ہین مار زلف قضا کا بہانہ ہے
کوچہ مین اوسکے ہم عمداً جا کی گر پڑے — مطلب ہے اور لغزش پا کا بہانہ ہے
مہندی لگا کی دیکھ رہی ہین وہ اپنی ہاتھ — تعریف کر رہے ہین دعا کا بہانہ ہے
میرے لیے ہین وہ کف افسوس مل رہے — بدنامیونکے ڈر سے حنا کا بہانہ ہے
منظور ہے کہ بند ہون آسان ہون مشکلین — کافی ترے کرم کو دعا کا بہانہ ہے
بند ہوا ہی خون ناحق عاشق نے اونکے ہاتھ — پائی سزا نجل ہین حنا کا بہانہ ہے
دینا شفا مریض کو اللہ کا ہے کام — ظاہر مین اہی طبیب دوا کا بہانہ ہے
ہے خلق کی دکھانیکو زاہد تری نماز — لیکن فائدہ رضائے خدا کا بہانہ ہے
منظور ہے کہ کھائین سنگ یار ہڈیان — ظاہر مین انتظار ہما کا بہانہ ہے
بولا وہ بدگمان مرے مرنیکا سنکے حال — اک یہ بھی ترک عشق و وفا کا بہانہ ہے
توبہ جو توڑنی ہو چلو رند میکدے — حیلہ بہار کا ہے گھٹا کا بہانہ ہے
منظور یار کو نہین آنا ہمارے گھر — بارش کا عذر ہے تو گھٹا کا بہانہ ہے
ہے بوسۂ رقیب کا اوس ہاتھ پر نشان — شوخی تو دیکھو وہ حنا کا بہانہ ہے
منظور ہے کہ ہو مرے شمع مزار گل — ظاہر مین آسمان کو ہوا کا بہانہ ہی
نظرین ہین نیچی وہ شرمائی جاتی ہین — آتا ہی یاد وصل حیا کا بہانہ ہے
سہمے ہین کم سنی سی گیا ہی جو مجکو ذبح — پھیرے ہوئی ہین منھ کو حیا کا بہانہ ہے

آلقا ولیت لطافت یار وہ مین نقید ہے
کروند حسن کی کہ ہوا کا بہانہ ہے

غزل ذو قافیتین

دل جو ہی خوف زدہ پیچ و خم کاکل سے
باغ مین ہٹ کے ہون چلتا چمن سنبل سے

گرم تقریر اگر صحن چمن مین ہو وہ گل
نکلے آواز نہ ڈر کر دہن بلبل سے

ہمسری کی تری خوبی سے جو چمن مین گل نے
باندھ لین جسن نے مشکین رسن کاکل سے

باغ مین صفت جو کرتی ہی کبھی وس گل کا
پھول جھڑتے ہین ہزارون دہن بلبل سے

غنچے چٹکے نہ کوئی باغ مین وہ آئی ہین
کہہ و نالہ بھی نہ نکلے دہن بلبل سے

زلف جاناں کی جو سودے مین چلا جانب دشت
بندھ گیا پاؤن چمن مین رسن سنبل سے

گر پڑا چاہ زنخدان مین اگر دل میرا
کیون پریشان ہو نکالو رسن کاکل سے

چل بسا جوش جوانی دلسی عادت رہگئی
شیشہ سے ہو گیا خالی پہ نکہت رہگئی

مرتبہ دیکھو سخاوت کا حکایت رہگئی
مدتین گذرین رہا حاتم نہ ہمت رہگئی

معرکہ مین خنجر قاتل سے غیرت رہگئی
خون کی چادر بدن پر بنکے خلعت رہگئی

پھول مرجھائے خزان سے دلمین حسرت رہگئی
عندلیبون مین گلستان کی حکایت رہگئی

شب کو زاہد روز سوتی ہین ندی کی طرح
[illegible] کو بھی ہم تھوڑی سی غفلت رہگئی

وصل مین بھی گرم گرم آہین مری باقی رہین
آتش فرقت بجھی لیکن حرارت رہگئی

جب بہار آئی ہوئی زاہد بھی مستو مین شریک
طاقت پرہیز دلمین سب نصیحت رہگئی

یاد عصیان نے خجل کر کے ڈبویا تھا مجھے
آبرو آئی چشم تر تیری بدولت رہگئی

روشنی بے دانہ کو بلبل کو رنگ گل پسند
اب جہانمین اپنے مطلب کی محبت رہگئی

دیکھا تقدیر غالب آگئی تدبیر پر
مرگئے یونانیون کی ساری حکمت رہگئی

چاندنی چھٹکی جو اونکی نورِ حسنِ یار میں ۔ سنبل بیجا مین چھپکر شب کی ظلمت رہ گئی
خط سی اونکی حسن عارض کا لفافہ کھل گیا ۔ پڑھ لیا مضمون تو عرضی کی حقیقت رہ گئی
کی تھی بیعت یار کی دستِ حنائی سی کبھی ۔ پنجۂ مرجان مین اک ہلکی سی نکہت رہ گئی
منھہ نہ زاہد کو لگایا بات رندونکی رہی ۔ حشر تک ای دخترِ رز تیری حرمت رہ گئی
تیشۂ ہر کوہکن کی آج تک ہے یہ صدا ۔ مر گیا فرہاد شیرین کی حقیقت رہ گئی
اور سب رتبے رسالت مین تو حیدر نبی کی مثل تھے ۔ باقی اک پیغمبری مہرِ نبوت رہ گئی
ملکِ ہستی سی عدم کو لیچلا ہی شمشیر یار ۔ دم مین پہونچا ہاتھ بھر کی کل مسافت رہ گئی
حضرتِ آدم سی عیسیٰ تک سلا مہمان پھرتے ۔ آ کی ختم المرسلین کے گھر نبوت رہ گئی
لطف ہے خالی جلانا بھی نہین معشوق کا ۔ ابتک بھی موسیٰ کلیم اللہ جو لکنت رہ گئی
اوس لبِ نازک پہ سب کہتے ہین مستی کی دھڑی ۔ تیرہ بختون نی لیے بوسے تو رنگت رہ گئی
اکیا بہارِ خانہ باغ یار پر عاشق ہوئے ۔ اچاندنی کے پھول بنکر صبحِ وصلت رہ گئی

ای لطافت قبر مین سب پھینک کر آئی ہو
حبِ آلِ مصطفےٰ پھر حمایت رہ گئی

سبزہ ہی اوسکی رخ پہ کہ گلشن مین گھانس ہے ۔ ہر رونگٹا مری دلِ نازک کو پھانس ہے
یعنی جو ٹھنڈی ٹھنڈی گلِ تمانضہ سانس ہے ۔ بلبل کی اونگلیو مین رگِ گل کی پھانس ہے
ناخن جسے سمجھتے ہین صیاد و باغبان ۔ بلبل کی اونگلیو مین رگِ گل کی پھانس ہے
کیا جانکے بہار مین گلزار سے اٹھا ۔ بلبل کی اونگلیو مین رگِ گل کی پھانس ہے
صیاد مجھہ مجال نہین اسکا اشتکار ۔ بلبل کی اونگلیو مین رگِ گل کی پھانس ہے
کیونکر نہ دم بھرون رخِ رنگین یار کا ۔ غنچہ دہن ہی نکہتِ گل اوسکی سانس ہے
اوڑتا ہی مثلِ کاغذِ بادی تنِ نحیف ۔ لیتا ضعیف و زار ترا جبکہ سانس ہے
یون پوچھتا ہی اپنی مریضونکو وہ مسیح ۔ کس کسکی دم نکل گئی کس کس مین سانس ہے

گلونکا عشق گرہن ہے تمام مرد لمین
جو پایا ہمنے چلن اوسکے قد موزون کا
سنبل ہمنے رکھی آبلون کی صحرا مین
آنکھ جھپیدہ کو سیر مین لیکے جاؤن کہان
نہ نیند آئے کسی شب اگر مری گل کو
جو بوسہ لب جان بخش سے ہین مست مدام
اثر جنونکا دکھایا بہار نے بلبل

سبق پڑھا تھا گلستانکا بوستانکو لیے
چمن مین جبتک کے قدم سرو بوستانکو لیے
ہزار آیا ہے گانے کی سوچتی ہوئی پانکو لیے
[illegible] گوشہ نشین ہین تو لبانکو لیے
[illegible] اور کی ہزار آرائی دستانکو لیے
پہنچے ہین نہ آب آتا ہم جاہ وانکو لیے
کہ تنتے پہلے ہی جو آئے آشیانکو لیے

نہین ہے کام لطافت کو عیب بینونسے
کہے ہین شعر یہ دو چار قدر دانکو لیے

جگر کا غم کرین یا نوبت آئی دل کی ماتم کی
سدا رہی دوانت سب گویا ہین تصویر ہے غم کی
لگا دیتا ہون لڑیان تار اشک چشم پرنم کی
نکیون عادت ہو تیرے غمزدہ وحشی کو ماتم کی
نئی تیاریان کمین خرچ کی آمد جو تھی غم کی
رجا و خوف کی جھگڑے نے دیوانی چھیڑی کیسے
نکیونکر گندمی رنگونپہ دل آئے جو ہو میرا
کیا جب انجمن مین خندۂ دندان نما اوسنے
سدا حلقہ بگوش انگشتر دستے ان تھی
سدا اسباب دنیا مرتبہ کو پست کرتی ہین
نبی کے جسم نورانی کا سایہ کسطرح ہوتا
ارے غافل طمع و حرص آ رہی ہے مال کی جانب

ابر انکو اس کا رونا ہے کہ فرصت نہی کوئی دم کی
یہ محفل تھی مزے کی ہائے کیا پھیری نئی برہم کی
عالم مین آہ کی حاجت اگر ہوتی ہے پرنم کی
جنونکی سلسلہ جنبانیان ہین زنجیرین محرم کی
سفیدی پھیر دی بیت الحزن مین صبح ماتم کی
خبر ہی آج تک انکو نہین جنت جہنم کی
جبلت نے مجھے تلک پہونچی ہے یہ میراث آدم کی
تڑپ کر بیقرارون نے تھا تجلی کدھر چمکی
نظر آئی تھی کیا مہر نبوت سیر خاتم کی
حکایت یاد ہے تجھے سوزن عیسی بن مریم کی
خدا نے بخشش امت کو تھی رحمت مجسم کی
شکار آیا ہے حاجت ہے سگ نفس معلم کی

کسی ان یا پھینک دیجے آپ گال اپنا | سنا ہے زخم گل کو باغ مین حاجت ہے مرہم کی

اشارہ صف مژگان کا نہایت ہی لطافت سے
ہر اک محفل فلک نے یون ہی ہم او برہم کی

انہی شوخی و قم بر زمین مرا خونریز کرتا ہے | کہ مہندی مین لہو عشاق کا آمیز کرتا ہے
الہی خیر کسکو قتل وہ خونریز کرتا ہے | طپنچہ بر کی اپنا آج خنجر تیز کرتا ہے
شفا ہو کسطرح فرقت مین مجھ بیمار ہجران کو | مسیحا تو مریض عشق سے پرہیز کرتا ہے
کبھی روشن اگر میری لحد پر شمع ہوتی ہے | حسد سے آسمان جلکر ہوا کو تیز کرتا ہے
جنون اقرار نامہ مجھسے لیتا ہے جو وحشت کا | گریبان پر ز ہی کر دست آویز کرتا ہے
بہایا خون عاشق کا گلی ملنی کو دھوکے سے | مری قاتل کا خنجر خوب فقری تیز کرتا ہے
عجب ہوتا ہے عالم آمد فصل بہاری مین | زبان سوسن کی کھلجاتی ہے بلبل بیز کرتا ہے
چمن مین بلبل نالان جو ٹھنڈی سانس بھرتی ہے | صبا کا جھونکا آکر آتش گل تیز کرتا ہے
کہانتک مست بھر آتا ہے پانی منھ مین زاہد کو | مے گلگون سے ساقی جام جب لبریز کرتا ہے
ہوا ثابت مجھے دیکھی جو گردش چشم قاتل کی | یہی سنگ فسان تیغ نگہ کو تیز کرتا ہے

لطافت پوچھتے ہین پاسبان سے اپنے وہ شب کو
مری کوچہ مین نالے کون درد آمیز کرتا ہے

ساتھ موسی کی تلاش رخ روشن مین رہے | ہم تری کوچہ مین وہ وادی ایمن مین رہے
رنگ یان جلد مین لالہ ہاری کی جتنے دن مین رہے | مست ہم عشق مین مغرور وہ جوبن مین رہے
قہقہے چھوٹے احباب کے ساون مین رہے | کبھی میخانہ مین جاکر کبھی گلشن مین رہے
مستی عشق تو نے یہ لگا کر جو وہ گلشن مین رہے | شرم سے پھر نہ او دہ ہیئت گل سوسن مین رہے
صبح تک وصل کی شب جشن گلشن مین رہے | رات بھر ہاتھ مری یار کی گردن مین رہے
غیر کی دست سیہ فام الہی شل ہون | رات بھر ہاتھ یہی یار کی گردن مین رہے

ہوشیار ولیسی بھی تھی ہے یہ تاکید جنون
اُ کین چاک گریبان بچپن مین رہے

ہے یہ ستار کی مژگانکی بنانے سے غرض
کہ حیا چاہئے ہر آنکھ کو چلمن مین رہے

عاشق زار جو پہونچے تری دیوار کی پاس
تو نگہ بنکی نہان دیدۂ روزن مین رہے

میکدہ مین وہ صراحی سا گلا یاد آیا
دیر تک ہاتھ مرے شیشہ کی گردن مین رہے

ڈوبنے کے لیے دریا جو گیا مین وحشی
طوق گرداب کے وان بھی مری گردن مین رہے

دل جلی جو کہ ہین عاشق انھین کیا گھر سے غرض
کسنے دیکھا ہے کہ پروانے نشیمن مین رہے

قول دانتو نمین زبانکا ہے سدا نرمی کر
یون بلا لاتا ہے محفل دشمن مین رہے

ہم وہ دیوانے ہین راحت سے ہوئی عمر بسر
نکلے گھوارے سے تو دشت کی دامن مین رہے

جب نکلے جانے لگے زخم جگر بولی آنکھ
تار اشکو نکا مری دیدۂ سوزن مین رہے

زار تھے سینے مین دیکھا کیے پیراہن یار
بنکے ہم تار نگہ دیدۂ سوزن مین رہے

جوش وحشت مین ہے سوکھ کی کانٹا جب ہم
الجھے ایسے کہ سدا دشت کی دامن مین رہے

ڈھونڈھنے جانے تجھے کعبہ کسی ہر جائی کو
پہلی منزل جو ہوئی دیر برہمن مین رہے

سر سے سو پیسے حسینون نے ہے سختی جھیلی
مدتون سنگ ہر اک طفل کی دامن مین رہے

تیغ قاتل مین ہے مرخونکی قطرے ہین جمے
پھول ہمشکل تھے تلوار کی دامن مین رہے

دوست بندہ کا خدا ہو تو مثال ہو سئے
چین سے دلکی طرح پہلوئے دشمن مین رہے

بجلیان بالیو نمین آپ پہنئیے تو ہو لطف
اک تماشا ہو نیا برق جو خرمن مین رہے

ہمدمو نور نظر سے ہین سوا طفل اشک
جا کرے تو آنکھ سے نکل کر مرے دامن مین رہے

محفل شعر مین ہے شاعر خاموش عبث
نفع کیا بلبل تصویر جو گلشن مین رہے

عیب چھپ جاتے ہین لطافت کے سبب جنبش تحت
بعد مرنیکے نہان کرتے ہی دامن مین رہے

جو بنوائی عمارت وہ بنے پیر پتھر کی
کرین سب برہمن سجدے پھری تقدیر پتھر کی

علی نے توڑ کر کعبہ میں تصویر پتھر کی — شکست فاش ظاہر کی صنم تکبیر پتھر کی

ادا و ناز و غمزہ گر نہو بیکار ہی ہر بت — کوئی کیا سر سے ماریگا یہ تصویر پتھر کی

کبھی سودا بڑھا میرا کبھی سر سنگ سے پھوڑا — ہمیشہ عشق میں حاجت رہی زنجیر پتھر کی

دل پروانہ توڑا سر جو کاٹا شمع کا تو نے — ستم میں تیری خاصیت ہے ای [illegible] پتھر کی

جو وہ معجز نما محبوب آئے سمت بتخانہ — ابھی ہو جائے ہر اک مورت مثال تصویر پتھر کی

وہ بت سنگ لحد پر نام پڑھکر ہو گیا برہم — ہوئی حق میں ہمارے زہر کیا تحریر پتھر کی

تو تسی ملکی الفت میں دل نازک مرا ٹوٹا — بھرا خود جا کے شیشہ اسمیں کیا تقصیر پتھر کی

ہم آہیں کر رہے ہیں یار یاں سخت کیا ہے — لڑائی عاشق و معشوق میں ہے تیر پتھر کی

یقین ہے لکھو موافق ہاد جوئی شیر لایا تھا — نظر آئی سفیدی جب مثال شیر پتھر کی

کہاں ہیں سنگدل دیکھیں علی کی معجز ایسک — بنے در نجف چمکی عجب تقدیر پتھر کی

حضور یے وجانان شمع سنگ فرش سے پگھلوں — اگر جلکر مجھے حاجت ہوا ی گاگیر پتھر کی

اثر آہیں کرینگی سنگدل گریار ہے تو کیا — سمجھتے کچھ نہیں ہیں اصل اسیر تاثیر پتھر کی

لکھوں ہجر بتاں کی سختیاں تھوڑی جو ممکن ہوں — قلم فولاد کی لوحیں پہ تحریر پتھر کی

تبھو نکی مدح میں تیغ زباں کو صاف کر و عظ — اگر حاجت ہے بہتر ہے تیز تقریر پتھر کی

رقیبوں کی دل سخت اپنے کو چہ میں نہ رہنے دو — تو انداپا یہ ٹھوکر کھا کے بھر تکبیر پتھر کی

تماشا کوہ پر دیکھینگے آتش کے شرارونکا — ملاقات اے جیتوں ہوگی اگر زنجیر پتھر کی

سنا کر حال بیتا ہیں بتونکو نرم دل سے کلھ — مٹا دیتی ہیں ہم سختی تیرہ تقدیر پتھر کی

اگر ہم بلیہ اشراف ہوں اجلاف کیا تھے — جواہر تول کر بڑھتی ہے کب توقیر پتھر کی

مرد ہی سنگدل کی تیز رہتی ہیں سدا ظالم — اصالت لاکھ ہو محتاج ہے شمشیر پتھر کی

نہ چلتا طور کیونکر طالب دیدار کا حامل — کہ موسیٰ بچگئے ثابت ہوئی تقصیر پتھر کی

دلوں پر نقش شرح مصحف رخسار جاناں ہے — نہیں محتاج چھاپے والوں سے تحریر پتھر کی

وہ مجنون سخت جان ہم ہین جو کھینچین جانکنی کی آتش مین
ابھی دریا کی موجین جسم کی ہون زنجیر پتھر کی

دکھاؤن گر اثر عشق بتان مین ٹھنڈی آہ ہو تیکا
تو شعلے قرالی ہون شمع مین مع گلگیر پتھر کی

کلیجے چھن گیا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا میرا
اثر ہی یان تو منین خاصیت ہے ناصح تیر پتھر کی

یہ تونگی عشق کی ہے چوٹ کھائی روز ازل ہے
غذا دی آسمان نے مجکو جائے شیر پتھر کی

رہائی عمر بھر پائی نہ جوئے شیر لانے سے
پڑی تھی پاؤن مین فرہاد کی زنجیر پتھر کی

اثر ان نیک کا ہوتا ہے ظاہر بد کی صحبت سے
زرِ خالص کے حق مین ہے کشش اکسیر پتھر کی

یہ قیس و کوہکن کو در بدر ہونا کیا ایما سے
علامت آجتک ہر دو پہ ہے زنجیر پتھر کی

بتونکو خواب مین دیکھا اوٹھائی تجھ کو ناحق
تناسب دیکھنا اچھی ہوئی تعبیر پتھر کی

ترا بیمار گر چاہے تیمم سجدہ کرنے کو
زمین ہو جوب نے قسمت سے دو دو تیر پتھر کی

خدا سے ڈر خرابی کعبہ دل کی نہ چاہ اے بت
برائے ابرہہ مخبر ہے ہر تفسیر پتھر کی

تلاش اعلی کی ہوتی ہے تو ادنی پوچھے جاتی ہین
کہ زرگر زر سے پہلے کرتے ہین تدبیر پتھر کی

وہ دیوانہ ہون فرمائش ہے یہی بت تراشنے سے
بنا و صورت مجنون مع زنجیر پتھر کی

وہ بدقسمت ہون مین گر نہ برسنے کی دعا مانگون
کرے بارش عوض باران کی چرخ پیر پتھر کی

فقط ہین استخوان مجھ سخت جان دیوانہ کی باقی
ہر اک کو شک ہے زندان مین کہ ہے زنجیر پتھر کی

ہوئی دل خاک جلکر خواہش زرین سجیلو نکے
مہوس ہین کدھر دیکھین نہین اکسیر پتھر کی

جنون جب سخت ویرانہ کو ہو گا پھر کی سرا مین
بنینگے جسم کی آنسو شمع کی زنجیر پتھر کی

ارادہ ہے اوٹھا دین ہم دوئی شیخ و برہمن سے
اکھٹا کرکے بت مسجد کرین تعمیر پتھر کی

گلیمین اغلطونکو سنگ کی تسبیح رہتی ہے
جنون تھا سخت پہنائی گئی زنجیر پتھر کی

لطافت حیف کی جا ہے جو تھا نخل احمد
ہوئی بارش وہی یہ کربلا مین تیر پتھر کی

تڑپتا ہون لبونپر جان ہے درد جدائی سے
یہ سچ ہے یا نہین پوچھو تم اپنی بیوفائی سے

جو میری قبر خالی وہ آئے بیوفائی سے
فقیروں سی طمع باز آؤ ایسی بیحیائی سے
گھر کہتے ہین چھوڑا ہمکو کیسی بیوفائی ہے
نہین خال سیہ وسمہ کے گورے گال کے اوپر
یہ دشمن دوست سے ہے قول نیت ور دوئی آئینہ
تمھارا رنگ کندن سا جو وقت غسل دیکھیگا
نئے نعلین مجنون آبلے مل ملکے تلووں کے
وہ تیرہ بخت لاغر ہون جو خوش چشمو نپہ مرجاؤن
تعجب کیا جو انکی دیکھنے والے ہین نابینا
ترے بت سی کسیکا کام بھی اے برہمن نکلا
پڑا ہی میرا سر وہ اوس گلی مین جان آنکلی
سکندر دیکھ لین آب بقا مین لال مچھلی ہے
تماشا دیکھنا شاگرد و استاد آج بحثینگے

اگر ہی بھولونگی بھری خود بخود ڈھلکر کلائی سے
گدائی تاجدار و بہتر ایسی بادشاہی سے
پڑے ناسور دلمین ہجر کی ناآشنائی سے
اگر ہی سرمہ بخود حسن پر ہو کر سلائی سے
کدورت سے کدورت ہے صفائی ہے صفائی سے
کرینگی بحث موج آب زنجیر طلائی سے
ہوا کیا پاؤنکو آرام اس آرام پائی سے
کرین سب دفن سرمہ مین بھی لکھو دین سلائی سے
ہوئے ہین اندھے آئینے بھی جلوت آشنائی سے
یقین اسکا نہو تو پوچھ لی ساری خدائی سے
لگا دینگے اگر ٹھوکر بھی وہ بی اعتنائی سے
وہ مسی مل رہی ہین لب پہ انگشت حنائی سے
کریگا ہمسری سرمہ کا دنبالہ سلائی سے

منافق آتش رشک و حسد سے جلتی تھی کیا کیا
لطافت احمد مختار کی معجز نمائی سے

عشق مین ہستی نہی ہی دل جو میرے پاس ہے
قبر مین اعمال بد لکھتا ہون لکھو پاس ہے
دفتر عصیان کراما کاتبین کے پاس ہے
کیا دماغ جان عطر ہے جو عاشق پاس ہے
طلب کرتے ہین اپنے گھر مین فرماتی ہین وہ
خط مرے سو دیکا لکھا ہے اونھین احباب نے

بھیڑ ارمانونکی رہتی ہی ہجوم یاس ہے
منھ دوات انگشت خامہ ہے کفن قرطاس ہے
ہین مرے اعمال بد کیونکر سیہ قرطاس ہے
ملگجے کپڑونمین اونکی عطر کی بوباس ہے
وہ رستی ہمکو بلایا اسقدر تو پاس ہے
چاک مانند گریبان نامہ سر قرطاس ہے

اہل جوہر ہو جہان مین خاکساری تو جو سیکھ
دیکھ اے غافل کہ مٹی مین نہان الماس ہے

آبرو گر ہو بخیلونکو نہ رکھ امید فیض
آب گوہر سے کہان بجھتی کسیکی پیاس ہے

ظلم صیادونکی لکھتی جاتی ہین گلزار مین
خامہ ہے منقار بلبل برگ گل قرطاس ہے

شمع اٹھتی ہے زبان شعلہ دکھلا کر یہی
خون پروانونکا محفل مین ہونکی پاس ہے

پھیر کر میرے دل مردہ کو فرماتے ہین وہ
کون اسکو لے مقام وہم ہے وسواس ہے

منتین کرتے ہین جب ہوتا ہے راضی وصل پر
سر قدم پر یار کی رکھنا ہمین تقدیر اس ہے

کہئیے گا آپ اگر انکار مر جاؤنگا مین
وصل کی امید پر تو زندگی کی آس ہے

گھر چلا صبح شب وصل وہ کھلی منہ دھوتا ہے وہ
آفتابہ آفتاب اور ماہ کامل طاس ہے

آبرو بھی جان بھی ایمان بھی لیتا ہے یہ
آدمی کے واسطے مہلک مرض افلاس ہے

باغبان اوس گل کی آنکھون سے ملاتا ہے عبث
دیکھ چشم نرگس بیمار پر آماس ہے

ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا غصہ کیا جب آپ نے
پیسنا دانت اپنے حق مین سودۂ الماس ہے

ٹھنڈی سانسین تو نے ای بلبل بھری ہین اسقدر
چہرۂ گل پر ہوئی باغ مین آماس ہے

کیا صفائی کیا چمک دندان جانان مین ہے آہ
منفعل بجلی ہے در ہے نجم ہے الماس ہے

انقلاب دہر پر لازم ہے ای منعم نظر
دیکھ اولٹا منہہ دکھا کر کہہ رہا الماس ہے

دین عبرت سے غافل حال اسکندر کا دیکھ
حرف مین جتنے ہین جوہر آئنہ قرطاس ہے

خط لکھا کرتا ہے کسکو سمت مغرب آسمان
مہر و مہ کا جو روانہ روز و شب قرطاس ہے

حسن و خوبی دیکھکر کہتے ہین یوسف تجکو غیر
مرد ہے تشبیہ دیتے ہین مجھے وسواس ہے

یہ نظر کسکی لگی جو بھر بھر آئی چشم جام
میکدے مین کیون شکم پر شیشہ کے آماس ہے

سینۂ نازک پہ اونکی ہے جو پستانکا اوبھار
نازنین ہین ہر نگہ کی چوٹ سے آماس ہے

جب نکیرین ای لطافت آئینگی لحد میں
سونگھ لو حب علی کی قلب مین بو باس ہے

رباعی اس سے مشکل باعلی معلوم ہوتی ہے

ہم وہ بلبل ہین اسیری مین وطن بھول گئے / ہای چھوٹی بھی قفس سے تو چمن بھول گئے

روی روشن پہ جوا و نکی نظر آئین زلفین / برہمن محو ہوے چاند گہن بھول گئے

سنکے وحشت مری احباب کے ہوش اوڑ گئے / برہنہ دفن کیا مجکو کفن بھول گئے

دیکھکر قامت موزون صنم گلشن مین / ہو گئی پست قدی سرو چمن بھول گئے

ہم وہ مجنون ہین کہ مر کر بھی اسیری نہ گئی / کھولنا قبر مین سب بند کفن بھول گئے

ہاے کیا چین سے ہم دل مین جگہ کر دیتے / تیر اپنا نہ کوئی صید فگن بھول گئے

شام کو نبرعہ یہ روشن رخ جانانہ ہوئی / لانا احباب مری شمع لگن بھول گئے

آستان چومنے آئی تھی خطا کیجے معاف / لب لیے بوسہ رخسار و دہن بھول گئے

ہای دن میری ولادت کا ہوا روز وفات / بدلے کفنی کے دیا سب نے کفن بھول گئے

محتسب ہے کہیں غیبت مستی ساری / باندھنا نشہ مین شیشہ کا دہن بھول گئے

بیخودی نے ہمین برباد کیا الفت مین / دل کہین دیکھے ہم آوارہ وطن بھول گئے

جب عنادل نے تری عارض و لب دیکھ لیے / گل کا رخسار تو غنچہ کا دہن بھول گئے

تجھ پہ ہم ایک نظر کر دہی یہ محو ہوئے / حسن دیکھا جو کمر کا تو دہن بھول گئے

ہین وہ برباد و پریشان کہ نہ پھر کر آئے / صورت نکہت گل ہم جو وطن بھول گئے

لب شیرین شکر تمھارے جو کبھی دیکھ لیے / جوہری لعل تو کیا ملک یمن بھول گئے

آکے دنیا مین عدم کا کبھی آیا نہ خیال / یہ سفر بھی ہے عجب جسمین وطن بھول گئے

آج کیا تھا کدھر آنکلے کہو خیر تو ہے / راہ شاید ادھر ای مشفق من بھول گئے

وقت حاجت ہے عجب نفع کی اور وعدہ امید
کیا لطافت در سلطان مین بھول گئے

قریب آنکھونکی بینی لی حسین معلوم ہوتی ہے / دہن کی دید کو نہ وربین معلوم ہوتی ہے

کھینچا خنجر چڑھی وہ آستین معلوم ہوتی ہے
تڑپنے سے مرے چین جبین معلوم ہوتی ہے

جو باتین شان غنچہ جنت ہمین معلوم ہوتی ہے
زمین کربلا عرش برین معلوم ہوتی ہے

سبک نفقہ تیرا حسن بین ہی دیکھکر گھٹتا
کسی محبوب کی تابان جبین معلوم ہوتی ہے

جو لیٹا مجھسے وہ آرام جان ہنس ہنس کر تیور چھپا
کہو اب درد کی ایذا کہین معلوم ہوتی ہے

شب وصلت ستارونکا جو آئینہ مین عکس پڑتا ہی
پر افشان صاف اوس کی جبین معلوم ہوتی ہے

تمھاری عشق کا دریا ہی ناپیدا کنار ایسا
نہ ساحل ہے نہ آسمین تہ زمین معلوم ہوتی ہے

بنا ہی آئنہ سنگ در اونکا جبہہ سائی سی
خط تقدیر پڑھ لونگا جبین معلوم ہوتی ہے

اطبا نبض کیا دیکھین تیرے بیمار و لاغر کی
ہوئی گم عقل خالی آستین معلوم ہوتی ہے

کھینچی تصویر تیری کیا ہوئی گم عقل مانی کی
دہن کیسا کمر بھی تو نہین معلوم ہوتی ہے

جو درد سر مین ہلکا ہلکا وہ صندل لگاتی ہین
تو ماہ زیر ابر اونکی جبین معلوم ہوتی ہے

نکیونکر لوح قرآنی ادب سے بوسے لے عاشق
کہ مصحف حسین کی یہ جبین معلوم ہوتی ہے

مرے تاونکی چھالی خون روتے ہین جو صحرا مین
تو ہر سوختہ لالی کا زمین معلوم ہوتی ہے

جو بہر وصل وہ آئینہ تن کی یاد آتی ہین
تو پشت پا ہی صفا اسی جبین معلوم ہوتی ہے

گریبان طوق ہو جاتا ہے مجہ لاغر کی گردن کو
جنون مین تنگ ہی ہر آستین معلوم ہوتی ہے

پسینا حشر مین آیا تو حیدر کو پکارونگا
ہوا ہون غرق تصور ایسی جبین معلوم ہوتی ہے

حباب اسکو تماشا بی ثباتی کا دکھاتا ہے
لگا ہی موج دریا دور مین معلوم ہوتی ہے

ہوئی عزت جو تیری در پہ میری جبہہ سائی کی
یہ مہر عبدیت رب جبین معلوم ہوتی ہے

شب وصل آئنہ زانو کا تصویر بنہ ہو کر
جنو افشان صفائی سے جبین معلوم ہوتی ہے

مشبک کر دیا خود ہی تمہاری تیر مژگان نے
نقاب اولٹو نہ تم صورت یو ہین معلوم ہوتی ہے

نظارہ حسن کا در پردہ جب مین آنکھ کرتا ہون
تو چلمن یار کی چین جبین معلوم ہوتی ہے

محبت مین یہی جی چاہتا ہی مر کے گڑ جاؤن
جو کوئی یار مین خالی زمین معلوم ہوتی ہے

چلے ہیں باغ سے منہ ہو کے وہ گلشن جو ہونگی
ہر اک نہر چمن بر جبین معلوم ہوتی ہے

مرا خون خنجر قاتل پہ طرفہ رنگ لایا ہے
صفائی نوک کی زیر نگین معلوم ہوتی ہے

بلندی ہے جو دود آہ کی گردوں رتبہ
نرالا آسمان طرفہ زمین معلوم ہوتی ہے

شب وصلت جوانی ہے تری مہتاب کی شاید
چھلاوے کی طرح جاتی کہین معلوم ہوتی ہے

تڑپ کر زلزلہ لاتا ہے تو کچھ چین آتا ہے
ترے مضطر کو گہوارہ زمین معلوم ہوتی ہے

لب رنگین پہ ہے پرتو تری مسی کی ریخو نکا
عبارت کندہ بالائے نگین معلوم ہوتی ہے

کہینگے یہ فرشتے دیکھکر کرسی پہ حیدر کو
لطافت کی بعد اک شہ نشین معلوم ہوتی ہے

نہ اٹھو قبر بامل جہان لیکے آئے
فقط ایک مشت استخوان لیکے آئے

فرشتے میان جہان لیکے آئے
گنہگار ہونگا کہان لیکے آئے

پے نذر دل جان جان لیکے آئے
جہان تم گئے ہم وہان لیکے آئے

وہ بولے میں جب پھول نرگس کے لایا
یہ دیدۂ آنکھین کہان لیکے آئے

وہ عالی طبیعت ہین گر ہو اشارا
زمین غزل آسمان لیکے آئے

کہا نامرادی نے محروم پھر جا
کوئی التجا ہم جہان لیکے آئے

غم ہجر ہو ملا نگاہ میکشی سے
کہو شیشہ سے ہچکیان لیکے آئے

تبا ملے اوس روئے روشن کا نقشہ
ورق مہر کا آسمان لیکے آئے

دم حشر کہتی ہے چہ اوسکی بخشش
کہ امید سارا جہان لیکے آئے

خجل داغ دل سے ہی خورشید محشر
جو دعوی ہو کچھ آسمان لیکے آئے

سنا قصہ فرقت اوسنے تو بولا
اٹھا نا یہ دکھڑا کہان لیکے آئے

نہ اک بوسہ بھی تمسی عاشق نے پایا
کوئی آرزو کیا یہان لیکے آئے

رکھی دشت میں جب سبیل آبلون نے
تو کانٹے بھی سوکھی زبان لیکے آئے

لیا بوسۂ زلف دل دیکے اوسکو — یہ سودا نہایت گران لیکے آئے
گئے بہر نظارۂ حسن جب ہم — ترے بوسے ایمان جان لیتے آئے
ورم جبہ سائی کہا اونکے در نے — جو تقدیر بگڑی یہان لیکے آئے
ہین اصحاب کہف اور یا بخت عاشق — یہ دو فرقے خواب گران لیکے آئے
دنی جب کہ دنیا کو دیکھا نہایت — یہان رزق منت سے مہمان لیکے آئے
یہ بیخود ہوئے دیکھکر اونکا جوبن — بمشکل ہمین مہربان لیکے آئے
دکھاتون کرامت جو عشق فن مین — وہ پیاسا ہون پانی کنوان لیکے آئے
وہ لاغر ہون مین بام پر تیرے پہنچون — اگر آہِ دل کا دہوان لیکے آئے
نہ کیونکر کہون کوئے جانان کو جنت — گیا میرا اچھا جوان لیکے آئے
جنونکی نشانی یہ تھی حشر مین بہی — کفن کی پہٹی دھجیان لیکے آئے
بخیلونکی نیت پہ ایسی ہے آفت — کہ آئے تو کچھ میہمان لیکے آئے
ترے دل جلے ہین جو زلفونکے عاشق — عوض روح کے کچھ دھوان لیکے آئے
لگاونگا مین عشقِ ابرو مین پہانسی — یہ منت ہی حلیہ کمان لیکے آئے
بتادے کوئی قبر مجھ منتظر کی — خطِ یار قاصد یہان لیکے آئے
جوانی کے آتی ہی خط رخ پہ نکلا — وہ توام بہار و خزان لیکے آئے
موذن ہو صبح شبِ وصل قاتل — چھری کہدو قبلِ اذان لیکے آئے
سیہ کار تہا عاشق اون گیسوونکا — لحد مین فرشتے دھوان لیکے آئے
نہ یہ وفا وعدۂ وصل کی ہے — وہ آئے تو اک میہمان لیکے آئے
وہ زلفِ معنبر ہے بڑھ بڑھ کے کہتی — جسے دل ہو دنیا یہان لیکے آئے
عزیزونکے احسان سے گڑ گیا مین — لحد تک جنازہ گران لیکے آئے
حرم مین ملوگے کہ بیت الصنم مین — کہو دل یہ عاشق کہان لیکی آئے

یہ منعم سے دنیا و عقبی سے ہے کہتی ‏— وہان دیکے آئے یہان لیکے آئے

نہ سمجھے مجھے تشنہ پیک یوسف ‏— زنخدان کا اندھا کنوان لیکے آئے

دل سوختہ اونکی قلیان کو دین ہم ‏— جو خوشبو ہو ہمکی دھوان لیکے آئے

دل ایسا بڑھا جاکے اون گیسوؤن مین ‏— کہ اس طفل کو ہم جوان لیکے آئے

چہ قبر مین سب عزیزون نے پھینکا ‏— نیا ساتھ ہم کاروان لیکے آئے

ہمہ تن ہین مانند شمشیر جوہر ‏— فقط ہم زبان ہی زبان لیکے آئے

منالائین احباب احسان ہوگا ‏— وہ یوسف گیا کاروان لیکے آئے

جو ہم بھیجے نکلے آئینہ دل ‏— حسین جمع دیکھے جہان لیکے آئے

ہماری لحد کا نشان تک نہین ہے ‏— کوئی دوست اونکو کہان لیکے آئے

مرقع ہی دنیا کا یہ جسم خاکی ‏— ہم اس تن مین سارا جہان لیکے آئے

تری زلف اے خوش قد آئی قدم تک ‏— قیامت نہ کیونکر دھوان لیکے آئے

غضب توٹے چرخ تیر ستم سے ‏— غنیمت ہی اولٹی کمان لیکے آئے

کجا کوے جانان کجا قبر یارو ‏— بتا یا کہان تھا کہان لیکے آئے

لطافت سے ہمسر ہو وہ شاعری مین ‏— جو کوثر سے دھوئی زبان لیکے آئے

ہر جز مین جدا تری جلوی کا ڈھنگ ہے ‏— غنچہ مین بو ہے شمع مین ضو گل مین رنگ ہے

اون گوری گالون پر جو خط سبز رنگ ہے ‏— آنکھون مین مست جام بلورین مین بنگ ہے

سرخ انکھڑیون مین عکس خط سبز رنگ ہے ‏— طرفہ مین جام طرفہ ہی کو طرفہ بنگ ہے

ہیمشل چال مین ترا اسپ سرنگ ہے ‏— چلنے مین یہ ہوا ہے تو اوڑنے مین رنگ ہے

مدت ہوئی کہ عشق کی لیلی امنگ ہے ‏— بدلا ہوا کچھ آج طبیعت کا رنگ ہے

کل تک تو وعدہ وصل کا تھا مہربان تھے آپ ‏— بدلا ہوا کچھ آج طبیعت کا رنگ ہے

لے بوسے دلمین کھینچ خط سبز کا حبیب کی
مینا تو ہی حرام مگر پاک رنگ ہے

غنچے کی سمجھ کے گلو دیکھ کے کہتی ہین بلبلین
ہملو بہار باغ کا شیشون مین تنگ ہے

پھولی جو صبح کو شفق افلاک نے کہا
پیریکا رنگ وہ یہ جوانیکا رنگ ہے

کہتا ہون بوسہ لیکے خط سبز یار کا
پاکیزہ و حلال ہے جو یہ وہ بنگ ہے

کرتا ہے تیر قتل پہ شمشیر یار کی
قاتل ہمارا فکر سے دیکھو تو سنگ ہے

یون ہین کے دلکی وجہ ہے ہست بو و عشق
جس طرح جسم غیر کا محتاج رنگ ہے

آنکھین یہ سرخ کرتی ہے وہ دست و پائے یار
اعلا حنا سے رتبہ مین ہر طرح بنگ ہے

پہنے ہین مرنیوالے کفن اسلیے سفید
انسان تو کیا پسند ملائک یہ رنگ ہے

مضمون لڑتے ہین شعرا کی ہی ہے سیر
ہر اک مشاعرہ ہے کہ میدان جنگ ہے

پیری یہ کہہ رہی ہے دکھا کر خضاب ریش
اوڑہ کر جما شباکی مہندیکا رنگ ہے

موئے خط سیاہ ہین رخسار یار پر
ملک حلب مین آمد افواج زنگ ہے

سرو روانے سیر اوٹھایا تھا کبھی
سرو سہی کا آج تلک پاؤن لنگ ہے

تبدیل وضع خلق مین ہے وجہ دشمنی
دونون مین ایک شیشہ کوئی کوئی سنگ ہے

صبر و قرار و ہوش کا ہے قافیہ اون
نالہ فراق یار مین آواز زنگ ہے

بجلی ہے لے اوڑی ان بتابکی تڑپ
بالکل سحاب مین مرے رونیکا ڈھنگ ہے

باغ جہان مین پھولنی پھلنے سی ہے گزند
ہر نخل میوہ دار کو آسیب سنگ ہے

دیکھا جو ہمنے چشم حقیقت سے بالیقین
ثابت ہوا اخیر کہ دنیا دو رنگ ہے

ہے وقت گریہ خط سیاہ صنم کی دید
بارش مین دلکی آئینہ کو خوف زنگ ہے

لاغر وہ ہین کہ ہل نہین سکتے ہین قبر مین
ہمکو جواب نامہ بھی چھاتی پہ سنگ ہے

آنکھین لڑا رہا ہون حسینوں سے عشق مین
باطن مین یہ ملاپ ہے ظاہر مین جنگ ہے

دل میرا لینے آئے تماشا عجیب ہے
خواہان وفا کی ہین تو حسینوں مین جنگ ہے

کرتی ہے طبع طائر مضمون سے اشکار
مفلس بھی شب کو فضل خدا سے ہین مالدار
بھیجا ہین فراق مین دل نازک نے سختیان
فصل خزان مین جو دل بلبل ہوا تھا خون
کیا شوق شام وصل مین ہین بیقراریان
دھبا لگیگا لاگھی دوپٹہ نہ اوڑھیے
بے طور طفل لگی ہین الفت مین شوخیان
تصویر حسن یار ہو مین دل پہ کھینچتا
عشاق مانگتے ہین مرادین مزار پر

ہاتھا ہم نگاری ہاتھ مین گویا تفنگ ہے
سونیکا نام کو تو میسر پلنگ ہے
دیکھا جو فکر کرکے تو شیشہ بھی سنگ ہے
گل سے ٹپک رہی ہین نکی رنگ ہے
آراستہ ہے الگ اسکی پلنگ ہے
تیغ ادا مین لوگ کہینگے کہ زنگ ہے
سچ یہ جانہار ہے مزہ کا ڈھنگ ہے
وسکا رب جو اسنے یوسف کا رنگ ہے
بے شبہ کوئی بت جمری بت سنگ ہے

تیر شہاب جسکو زمانہ ہے جانتا
یہ ای لطافت آہ رسا کا خدنگ ہے

حسب اصرار جناب صاحب عالم میرزا سلیمان قدر بہادر دام اقباله

ترے روشن گلے مین کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
کرن خورشید کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
ہنسی مین عکس پڑتا ہے جو انکی صاف دانتونکا
گلے مین ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
جو باہین زرد و لاغر ڈالتا ہون انکی گردن مین
تو سونیکی عجب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
مجھے کیا رشک ہوتا ہے لپٹ جاؤن گلے یوہین
ترے گردن کی جب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
سنہرے رنگ مین انکی کبھی ہے ایسی گردن پر
کہ سونیکی نہین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
جو باسی ہی مرجھائی گلے سے انکی لپٹی ہے
طلا سرخ کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
مثال آئنہ انکا گلا ہے عکس تو دیکھو
سنہری ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
صراحی دار گردن انکی ہے شفاف اسدرجہ
کہ سبکو پشت سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
سنہرے رنگ سے انکے ہے یہ رنگ طلا پھیکا
گلے مین نقرہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ستارے اگر اتر کے فلک سے ہیں آتے اسکو
دو ٹوٹے ہوئے تیرے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

عجب انداز سے وہ دیکھتی ہیں گردن و سینہ
اگر آئینہ میں چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہے اوس تصویر میں ہالہ سنہری گرد چہرے کے
تجھے پر تو فگن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ارادہ ہے کہ لپٹا ہوں بڑھکے بوسے اونکی گردن کے
گلے میں کیا بھلی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ستارے صبح گردن میں نظر آتے ہیں عاشق کو
مرصع جب تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہٹا دی جب دولائی اوسنے پوچھا بام پر آکر
تمہیں بھی دور سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

نہ پہنو غیر کی بھیجے ہوئے زیور کو گردن میں
کہ ناگن مجکو یہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترا طوق طلائی حسن پر ہوتا ہے جب نازان
گلے میں خندہ زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلے پر رکھنے منہ بوسے کبھی لینے نہیں دیتی
مری دشمن تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

نکالے ہیں جو وقت رخصت اشک اوس نے گلے ملکے
تو مرواریدکی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہرے زخم گلو میں جب لگے ٹانکے تو وہ
نئی اندازکی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مرصع ای لطافت ہے غزل سب جو ہری کہتے ہیں
نئی ہر بیت میں چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترے گھونگٹ کی ہیکل کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
دولھن پہنے ہوے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

تری گردن کی زینت دیکھکر ہیں سب سمجھتے ہیں
ہمیں تعویذ بھا نسلی ب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

رقیب اوس حور کو زیور پنہا کے بہت بیتاب ہیں
جگر پر نیش زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

شب وصلت ہے گردن اوسکی ہے اور ہم گلے ملتے ہیں
گران تمکو اگر چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

لڑکپن ہے تو وقت میکشی وہ یار کہتا ہے
کہ ساغر میں مری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

اوچھالا اوس گل کے سینہ کا بہار نخل قامت ہے
یہ پھل ہے پھول وہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو زرد و ہری ہیں کنٹھی میں موتی ہیں زمرد کے
جڑاو سوہنی کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

اگر وہ دست بند اعلم تنہا پہنتی ہیں تو ہم سے کہیں
گلے میں شمس کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

آسیا ہے آسمان سے رزق کی کمی اسکو ہے / پیسنا ہی کام اسکا پاس اسکے پاس ہے
وله
جھک کے شیشہ دم قلقل یہ صدا دیتا ہے / سچ مثل ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے
وله
چمن مین آج غنچون نے شکست فاش پائی ہے / ہوئے ہمسر دہان یار سے کیا منہ کی کھائی ہے
وله
سدا غل ہے سواری دیکھ لو منعم کی عبرت سے / اسو سر کو سمجھا لو وہ دنیا و دولت سے
وله
دم بھر جو آگئی پاس وہ قاتل ٹھہر گیا / تخفیف درد مین ہوئی کچھ دل ٹھہر گیا
وله
عاجز ہی اسمین ریاکاری جاوسمین آئیگی / روسیاہی رند کی زاہد کے ماتھے جائیگی
وله
حسن و انداز نہ عیب سے نقصان سے دور / ولیسہی تجھی ہی یوسف مین تری جانی دور
وله
وہ قہقہے وہ فقرے اور وہ صنم نہ رہے / وہ دل وہ سن وہ جوانی وہ دل وہ ہم نہ رہے
وله
جب نیا تھا عشق صدمے ہو چکے / مدتین گذرین کہ دل کو رو چکے
وله
زمستان نہین جو دیکھا رو حسن روئے جانان کو / کہا لو شامت آئی دن لگو مہر درخشان کو
وله
جب دکھایا اوسنے رخ دل سیکڑون لینے پڑے / وقت بوسہ تھا جو آیا لینے کے دینے پڑے
وله
اسوجہ سے ہی طفل کو آرام دوش پر / آغاز دوش پر ہے تو انجام دوش پر
وله
نہ عشق ہو نہ کسی بت کے متصل آئے / خدا کرے نہ کسیکا کسی پہ دل آئے
وله
نہ سہے جو کوئی وہ اونکے ستم سہتا ہون / عشق کی مار پڑے جھوٹ اگر کہتا ہون
وله
آئے نہ وہ نہ ہم گئے شکوے یونہین رہے / ہم ناتوان رہے وہ سدا نازنین رہے
وله
ذکر جل جل کے جو مرنیکا ہے کاشانون مین / رات بھر کہتا ہے ماتم مرا پروانون مین
وله
نہ قرار آتا ہے دلکو نہ سحر ہوتی ہے / کس مصیبت سے شب ہجر بسر ہوتی ہے
وله
ہے چشمون مین غیرت ہوئی مجھ سے سر پا کی / اے دیدۂ گریان تجھے رحمت ہے خدا کی
وله
شب فرقت کہن مہتاب پر کب آشکارا ہے / ہمارے دود آہ دل نے کاجل جا کی پایا ہے
وله
جلوہ گر بام پہ تو شب کو اگر ہوتا ہے / چاند اے رشک قمر شہر بدر ہوتا ہے
وله
پروا نہین ہے دور رہے یا قرین رہے / آنکھونکے سامنے ہی وہ دلبر کہین رہے
وله
جلایا عمر بھر ہمکو لب رنگین جانان نے / لگائی آگ دلمین آتش لعل بدخشان نے

مصرع بر مصرع مشہور فارسی

سودا گر عشقم بجہان از سر ... / من قاش فروشی دل صدپارہ خویشم
اور وہ بہ بازار محبت دل ریشم / من قاش فروشی دل صدپارہ خویشم
ہر چشم دو دکان ست دو گریہ بیچ / من قاش فروشی دل صدپارہ خویشم

مصرعہا بر مصارع عیسی

شاخ گل جب باد خزان سو کھہ گئی / غنچے بلبل کی زبان سو کھہ گئی
ہمین ہے وصلکی شادی ہر اک غم کا چلن بدلے / لباس نیلگون کہدو کہ اب چرخ کہن بدلے

اپٹ کر لیجیے بوسے نہ کچھ شرم و حیا کیجے | بوقت وصل اگر معشوق سوجائے تو کیا کیجے
بوسہ کا قصد نزع مین مجھ زار نے کیا | پرہیز ہوئے مرتے نہ ہمارے نے کیا
نیند آئے ہوا سے جو نہ اوس رشک پری کو | غنچہ مین کیا بند نسیم سحری کو

تخمیس بر شعر مرزا تقی صاحب ہوس مغفور حسب فرمائش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

جو روح دنیا مین تن سے نکلی تو بھولی عیش و نشاط و غم کو | نہ مال و زر کی خبر ہی بالکل نہ یاد بھی ہے حشم خدم کو
عجیب غفلت ہے طرفہ عالم ثبوت ہوتا نہیں ہے ہمکو | کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

ابھی تو اچھے بھلے تھے بیٹھے نصیب تھا لطف بزم ہمکو | ایکایک آئی کچھ ایسی آفت کہ بھولے سب الفت و کرم کو
ضرور ہے ہم یہ پوچھتے کسی سے جو ہوتے ہشیار ایک دم کو | کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

کہاں ہے سامان کدھر ہے توشہ ہوئی روانہ جو سب ارم کو | بیان مفصل کیا تو ہوتا سمجھ تو لیتے سوا کو کم کو
چلے ہین زاد سفر ہی کیا کیا بتایا یہ بھی نہ حال ہم کو | کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

شراب پی لی قضا کی سب نے کسی نے پوچھا نہ ہائے ہمکو | پڑی ہے یا نہ جہان مین بھلا کے سب لطف کو کرم کو
اجل کی ساغر چڑھا چڑھا کر سوے ہین مستی شدید ہو کے دم کو | کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

سنائی سب سرگذشت قیصر ثنائی افراسیاب و جم کو | دکھانے اسکندر و سلیمان پڑے ہین جمعو ہی ہوئے ختم کو
یہ راز پوشیدہ پوچھ لیتے جو ملتے اصحاب کہف ہمکو | کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

یہی تردد یہی تفکر یہی تفحص سدا ہے ہمکو | کہ مرنے والے عجب ادب سے پڑے ہین کھو کھو کے اپنے دم کو
تو بولتے ہین نہ چالتے ہین نہ مانتے ہین کسی قسم کو | کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

دیے دم غسل منھ پہ چھینٹے کہ دیکھیں اسطرح تنبیہ غم کو | لگایا کافور تا کہ زائل کرے الم کو
پکار تلقین کی بہانے ہلائی تشانہ عجب ہے ہم کو | کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

ہزار نالے کرین لحد پر ہزار طرح ہر کرین الم کو | ہزار منت کرین کہ چونکی ہزار دکھلائین بحر و غم کو
ہزار رو رو ہزار شیون جواب دیتے نہین ہین ہمکو | کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم اونکو جگا جگا کر

روانہ پہلے ہی ہو گئے سب بڑھا کے سوئے جنان قدم کو | پھری ہین آنکھیں خفا ہین شاید کہ کیونکر دکھائین غم کو

خبر کس کو نہین لطافت کیا چھوڑا اسکو ہم ہو — کہاں کی نیند آگئی آنکھ مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے ہم [illegible] بلو جگا جگا کر

مخمس بر غزل جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

طبیعت آگئی ہے جب سے [illegible] کو ترستی ہے — ہوا ہون مست حیران فلک کی کس طرح [illegible] ہے
عجب جھگڑے مین عقل پڑ گئی یون جوش مستی ہے — محبت ہر صنم کی مدتون سے دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نیا کیا عجب حیرت نرالی میری ہستی ہے — سدا ہون صورت تصویر مین حسرت برستی ہے
الگ بیٹھا ہون چپکا جوش وحشت ہے نہ مستی ہے — محبت ہر صنم کی مدتون سے دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نرالا ولولہ دلکا میان باغ ہستی ہے — بھرے ہاتھ ساغر لئے رہے مین تیز دستی ہے
چمن مین [illegible] بجتے ہین مے پرستی ہے — جوانی کی بہار آئی ہے فصل جوش مستی ہے
وصال یار کی خاطر طبیعت کیا ترستی ہے

مدد بخت رسا ساقی و ساغر نے ہے یاری کی — کہو [illegible] مین بجھا دین تشنگیان بادہ بہاری کی
لپٹ کر اونکے بوسے لین کہین ہو [illegible] کی — شب وصلت ہے کیفیت نہایت بادہ خواری کی
ادھر وہ نشہ مین بیخود ادھر عاشق کو مستی ہے

جوانی مین عجب کام آئی عادت بادہ خواری کی — کبھی ہے بوسہ بازی گاہ نوبت بادہ خواری کی
بغل مین ہر حسین معشوق کثرت بادہ خواری کی — شب وصلت ہے کیفیت نہایت بادہ خواری کی
ادھر وہ نشہ مین بیخود ادھر عاشق کو مستی ہے

وہ قامت ہے الف نام خدا گلزار عالم مین — ہزارون بلبلین جس پر فدا گلزار عالم مین
حسین خوش وضع زیبا [illegible] گلزار عالم مین — عجب بوٹا سا قد اونکا ملا گلزار عالم مین
نہایت خوشنما موزون بلندی ہے نہ پستی ہے

ہوئے ہین باغبان پھر شاد گلشن مین بہار آئی — اوٹھا شور مبارکباد گلشن مین بہار آئی
ہنسین غنچے رحم ای جلاد گلشن مین بہار آئی — رہا کردے ارے صیاد گلشن مین بہار آئی
قفس مین [illegible] گل کے واسطے بلبل ترستی ہے

محبت کا اثر دیکھو طبیعت ایسی [illegible] آئی — ہوا بیتاب وہ دلبر سواری جلد منگوائی
محبت کی کشش اوس بیوفا کو کھینچ کر لائی — تعجب سے کہا جب قبر عاشق کی نظر آئی
یہ کس بیکس کی تربت ہے جہان حسرت برستی ہے

جگر مین خار غم ہین گل کے دامن سے جدا ہوکر — پھنسی ہے عندلیب آفت مین مسکن سے جدا ہوکر
تڑپتی ہے [illegible] نشیمن سے جدا ہوکر — قفس مین موت آئی ہے جو گلشن سے جدا ہوکر

نو گل مین جاکے روح بلبل تماشا دستی ہے

عبث اس حسن صورت پر فدا ہو دیکھ ای غافل
مرقع زندگی و موت کا ہی دیکھ اسے غافل

یہ جوبن عارضی ہے یہ فنا ہو دیکھ اسے غافل
دو رنگی آسمہ دکھلا رہا ہی دیکھ اسے غافل

ادھر نقشہ عدم کا اسطرف تصویر ہستی ہے

نظر کر سرخ سرخ آنکھونپہ تو کرتی ہے مے غافل
بہت تنہا سفر تار و رہی کس وجہ ہو غافل

یہ دنیا ہی فنا ہو جائیگی ہر ایک شے غافل
دو رنگی آئینہ دکھلا رہا ہی دیکھ اسے غافل

ادھر نقشہ عدم کا ہی ادھر تصویر ہستی ہے

شراب طیب طاہر کا اس دنیا مین ہون مفتون
محب ساقی کوثر ہمیشہ سے ہے دل محزون

نجس بادہ ہے جو مین سمجھتا ہون او ملعون
غرض شیخ و برہمن سے نہین ملین زمشرب ہون

عبادتخانہ میخانہ ہے مذہب مے پرستی ہے

کیے بیچ و شکن مین ہیچ کیا کیا زلف پرخم نے
تڑپتا تھا جگر مدت سے کچھ اب لگا کہنے

مگر نقصان نہ کچھ اپنا ہوا بیخود کیا غم نے
تمہارے رخ کے تل کا بوسہ دل دیکر لیا ہمنے

نہایت بیش قیمت جنس ان مولونپہ سستی ہے

محبت جب سے کی آفت ہوئی نقصان ہے جانکا
کہون کیا اور ہی عالم ہے کچھ طبع پریشان کا

ہمیشہ سامنا ہی پیچ و تاب رنج و حرمان کا
ہوا ہے جب سے سودا افعی گیسوئے جانان کا

دل شیدا کو میرے زلف ناگن بنکے ڈستی ہے

وفا کیسی محبت کیسی کیسا سحر کیا منتر
حسینونکو غلام اپنا بنا لیتے ہین اہل زر

مقدم مال ہے خود رام ہو جاتے ہین سب دلبر
بکے ہین جب سے یوسف مصر کی بازار مین جاکر

ادسی دن سے متاع حسن اس عالم مین سستی ہے

بتون سے دل لگا یا جب سے تب ہر وقت محرق ہے
وفور عشق کا ذب مین کبھی مل ہے کبھی دق ہے

تنزل سوے مغرب گہ ترقی سوے مشرق ہے
عجب آسان رستہ عاشقونکو عشق صادق ہے

حقیقت مین اگر دیکھا بلندی ہی یہ پستی ہے

نہین معلوم خط دیکھا تو کیا دلبر نے فرمایا
جو نامہ بھیجا تھا اوسکا جواب ابتک نہین پایا

شکایت کی کلام آئی کہ رشک آنکھونمین بھر لایا
ہوئی مدت کہ قاصد پاس سے اوسکے نہین آیا

نہ پیغام زبانی ہے نہ کوئی خط دستی ہے

یقین ہے بن سنور کی سامنے وہ مہ جبین آیا
ہوا میری طرح کیا وہ بھی عاشق جب قرین آیا

مقرر نامہ بر کا بھی دل زار و حزین لایا
ہوئی مدت کہ قاصد پاس سے اوسکے نہین آیا

نہ پیغام زبانی ہے نہ کوئی خط دستی ہے

نہ کھاتا ہی نہ پیتا ہی نہ سوتا ہے ترا عاصی

نہایت خوف ہی جان اپنی کھوتا ہی ترا عاصی

ایضاً

غافل ہو نہ بادشاہ بحر و بر سے
لیتا ہے جو جام ساقیِ کوثر سے
آنسو رہیں چشم میں لطافت ہو پل
ہوتی ہے صدف کی آبرو گوہر سے

ایضاً

انسان کو عبث غرور ہے نخوت سے
دنیا ہے عبرت سرا نظر حسرت سے
کل غنچے کے احوال یہ عبرت سے تھی چشم
حال آج اوس غنچے کا قابل عبرت ہے

ایضاً

کرتا ہے گنہ عفو کا مشتاق بھی ہے
دولت کی طمع صبر تجھے شاق بھی ہے
رحمت پہ جو نازاں ہے توکل بھی کر
غفار اگر خدا ہے رزاق بھی ہے

ایضاً

ہنسنا نہ کسی پہ تو نہیں یہ زیبا
تو بھی کہیں اک روز ہنسا جاوے گا
ہر اک گل زعفران کو ہاں فکر سے دیکھ
ہے من ضحک ضحک کا مضمون پیدا

ایضاً

کب چین یہاں چرخ کہن ملتا ہے
دردو و قلق و رنج و محن ملتا ہے
دنیا ہے دنی مقام ہے عبرت کا
جب جان سی شے دو تو کفن ملتا ہے

ایضاً

اس جاہ پہ مثل نمرود مغرور رہو
خدام و سواری سے نہ مسرور رہو
عبرت ہے ہشو بچو کے غل سے یہ ثبوت
پاس آ سکے ہے دولت کی بلا دور رہو

ایضاً

افسوس نہ اتفاق کچھ جو ہم ہیں
دعوا ہے تشیع کا عبث مضطر ہیں
عاصی ہیں کہیں علی کو کیا اپنا امام
مشہور امام متقین حیدر ہیں

مخمسہ

نہ عشق فاسد و کیش دارم
حبیبے از حبیبان بیش دارم
عجب دردے لذیذے پیش دارم
دل از عشق محمد ریش دارم
رقابت با خدائے خویش دارم

مخمسہ

خلاف شرع دوالفت نباشد رسم و راہ من
محبت از حسین دارم تو اے بت این گناہ من
بشر زادان و عاجز چیست عاشق شد الٰہ من
ندید از عشق خالی لامکان را ہم نگاہ من
خدا ہم نیست بے معشوق پیغمبر گواہ من

مسدس

چاہیے شکر خدا کا تجھے دولت گر دی / سیکڑون تجھ سے کیا کرتے ہین کو جیہ گر دی
ہو ہر اک سے متواضع کہ ترقی گر دی / سب کہین کوٹ گئے خو بی و سخاوت بھری
لطف یہ ہے کہ نہو کبر نہ ہو بید ر دی / گر ہو دولت بری مست نگر دی دی

تاریخ ولادت دختر جناب مرزا ابراہیم شکوہ قمرالدین حیدر بہادر ادام اقبالہ کہ در مصرع یکسین پیدا ست

اہل رتبہ قمرالدین حیدر ١٣٠٠ھ / مخزن خوبی و منبع خیرات ١٩٤٠
دی ہے خالق نے صبیہ تحفہ اب / ہو یہی صدر نشین عفت
سال تاریخ لطافت لکھوا ١٠٤٦٧ / ایک نعمت یہ الٰہی رحمت ١٢٩٠ ١٣٠٠

قطعۂ تاریخ وفات جناب سید آغا حسن صاحب امانت مغفور والد مصنف دیوان ہذا

دریغا کہ ہمر آہ او ستاد کامل / ہمہ گو ہمہ دان و عالی طبیعت
ولا سید آغا حسن اسم اقدس / تخلص در آفاق مشہور امانت
جہان تیرہ و تار زین واقعہ شد / بگو سال تاریخ ہجری لطافت
درین فکر بودم کہ رضوان فردوس / بگفتار سیدہ امانت بجنت ١٢٧٥ ہجری

تاریخ طبع واسوخت سید آغا حسن صاحب امانت مرحوم

مشہور جو مولوی ہین یعقوب / چھاپا یہ اونھون نے خوب نسخا
پڑھتے ہین عاشقان جانسوز / ہے شمع کی بھی زبان پہ چرچا
ہوتے ہین کباب سنکے دشمن / دل جلتا ہے غم سے حاسدون کا
لکھی تاریخ اسے لطافت / واسوخت عجب صحیح چھاپا ١٢٧٦

تاریخ ولادت پسر راجہ محمد امیر حسن خان صاحب بن راجہ نواب علی خان صاحب مغفور

جو ہین امیر حسن خان جہان مین راجہ / سخی و صاحب اقبال و جاہ و جود و عطا
محب و شیفتہ و دیندار و مومن کامل / سدا ہین عاشق و شیدائی سید الشہدا
جہان مین انکو ملا اب غم حسین کا پھل / کہ اک پسر ہے بفضل خدا ہوا پیدا
بروز شنبہ ولا چارم محرم کو / ہوا ہے خلق عزادار شاہ ہر دو سرا
ہوئی جو سال ولادت کی ای لطافت فکر / تو آسمان چہارم سے مجکو آئی صدا
عبث تلاش ہے آگاہ ہو نہ کر تشویش / کہ آفتاب ریاست طلوع آج ہوا ١٢٩٦ھ

تاریخ وفات جناب مجتہد العصر مولوی سید محمد صاحب رضوان مآب اعلی اللہ مقامہ

چون قبلہ و کعبہ در ارم جاے نفیس / با حور جنان شدند در قصر جلیس
تاریخ بطرز نو لطافت گفتا / اعداد کتب بہشت ایمہ بنویس ١٢٨٤ھ

تاریخ کتاب حلیۃ العرائس تالیف شیخ امراؤ علی صاحب در بیان نکاح و متعہ

شادی و جشن و عشرت گردید مومنین را — ابلیس از خجالت مغموم و منفعل شد
عقد دو حکم شرعی باہم شدہ مبارک — حال نکاح و متعہ تحریر مستقل شد
در قلب طالبان شد مطلوب جا بجا لیکن — در سیر این سالہ ہر شخص مشتغل شد
بنویس اے لطافت تاریخ بے مشقت — این حلیۃ العرایس حجلہ نشین بہ دل شد ۱۲۸۶

تاریخ طبع دیوان نواب احمد حسن خانصاحب جوش

رنگینیان ہین کیا چمنستان جوش مین — مضمون مین گل تو سرو ہی مصرع ہر ایک تر
احباب کے شگفتہ ہوے غنچہ ہاے دل — تازہ بہار ایسی گلستان کی دیکھکر
یہ لطف دیکھکر جو لطافت نے فکر کی — دی آسمان سے ہاتف غیبی نے یہ خبر
ہے معجمہ حروف مین تاریخ طبع کی — دیکھو بہار آئی ہے اس نظم جوش پر ۱۲۸۷ھ

تاریخ انتخاب دیوان نواب سلیمان خانصاحب اسد

سلیمان خان اسد ذی فہم اہل دانش و شاعر — عجب دیوان نو کردند از طبع رسا موزون
زان گلزار کردند انتخاب این تازہ گلدستہ — کہ بر رنگینیٔ او عندلیب دل شدہ مفتون
بہار رنگش از لطافت دید و گفت این سال برجستہ — بگو تاریخ اے بلبل زہے عطر گل مضمون ۱۲۸۷ھ

تاریخ ختم قرآن سلطان جہان بیگم بنت شاہ جہان بیگم رئیسہ بھوپال

دلا بھوپال کی جو ہین رئیسہ — ملی ہین جو بیان اونکو خدا داد
جہان مین شہ جہان بیگم جو ہے نام — مثال شہ جہان ہے عدل و داد
ہین اونکی جو کہ دختر نیک اختر — بہت ہین مان کے تابع اور منقاد
یہ بس سلطان جہان بیگم ہین مشہور — بڑھے عمر انکی سب دشمن ہون برباد
بہ شدّ و مد بشان و شوکت و جاہ — ہوئی شادی ہیئے منشرح دل ہوئے شاد
بنٹے جوڑے عطا سب کو ہوا مال — ہوا انعام و خلعت بہر استاد
لطافت اسکی تاریخین رقم کر — بجا لا مینول صاحب کا ارشاد
رقم کر دے ہوا ہے مصحف اب ختم — ملا ہے سال یہ ہجری خدا داد
بشان و شدّ و مد قرآن پڑھایا ۱۲۸۸ھ — مگر ہجری کے ہین اسمین بھی اعداد
ہوئی ہے خرمی و عشرت اب لکھ ۱۲۸۸ھ — مسیحی سن بہ تحقیق و بہ اسناد
مبارک ہو مبارک ختم قرآن ۱۲۸۸ — کیا یہ مادہ سنبت مین ایراد
رقم کر اور اک تاریخ ہجری ۱۹۲۰ سمت — طلب کر صاحب قرآن سے امداد
ہوا جب محفل شادی مین مجمع — حشم سے آئین بیگم نیک بنیاد
صدا ہاتف نے دی منبر پہ جائین — الم نشرح لک صدرک کرین یاد ۱۲۸۸

تاریخ حمام جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ہے بہر حضور اب مدد عترت اطہار — حمام بنایا ہے کہ ہو رفع اذیت
گرمابہ پئے صوم و صلوٰۃ آگیا ہر ... ل — شیطان ہے جلتا گئی سرما کی شکایت
پانی ہے موافق ہین نفاست سے بھرے حوض — کرتی ہے نہانے پہ یہان میل طبیعت
آرام سے کیا فصل زمستان ہے گذرتی — پاکیزہ کہا اک مصرع تاریخ لطافت
ہر دو ہین عجب فیض ہوا لطف سے جاری — حمام ہے ہر اک کے لیے آب گرم طہارت ۱۲۸۸

تاریخ بنا و اتمام امام باڑہ جناب قبلہ و کعبہ ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب

قبلہ و کعبہ اہل علم و اہل — ہمہ دان متقی و با ہمہ
مجتہد جامع الشرائط ہین — زاہد و عابد مطیع خدا
علما ہین بہت ہین یہ ممتاز — جگر و جان سید العلما
ہے جو انکا امام باڑہ رفیع — خوب و مرغوب و تحفہ و زیبا
اس مکان شریف واقدس کی — جب ہوئی اس جگہ شروع بنا
کہہ دیا تعزیت سرا ہے حسین ۱۲۸۹ — بس لطافت نے سال ہجری کا
بن چکا جب تمام اور مکمل — ہو گئی مجلس عزا برپا
کی رقم دل نے دوسری تاریخ — تعزیہ خانہ حسین ہوا ۱۲۸۰ھ

تاریخ وفات نبیرہ نواب میر یوسف علی خان صاحب

افسوس واہ سید عالی نسب حسین — ہے مہر والدین کو اسکے قمر کا داغ
یکشنبہ بارہوین رمضان کی قریب شام — پہنچا دل ملول کو نور نظر کا داغ
تاریخ کی ہوئی جو لطافت کے دل کو فکر — ہاتف نے دی صدا کہ زخم رسیدہ کا داغ ۱۲۸۸ھ

تاریخ رسالہ مرزا رحیم بیگ صاحب در علم موسیقی مسمی بہ تسہیل ستار

جو کہ رنگین طبع ہین مرزا رحیم — علم موسیقی کے ماہر بے گمان
ہے رسالہ اونکا تسہیل ستار — ولے عاشق جسکے اکثر نوجوان
کی لطافت نے بجائے خود جو فکر — تاکہ اک تاریخ ہجری ہو عیان
وقت تحریر آئی در پردہ صدا — لکھدے تسہیل ستار ساز دان ۱۲۸۹

تاریخ وفات جناب داروغہ دلدار خان صاحب

مشفق و یار و حبیب و دوست من آہ آہ — تیرہ و تاریک شد از رحلت او این جہان
خوش نصیب و خوشدل و خوش خلق و خوش اقبال بود — داشت وقت آمد پیری عجب بخت جوان
آہ نجم بود و بود تاریخ نجم وقت شب — رفت پیش پنجتن از پیش جنت با عز و شان
چون لطافت را بدہر این صدمہ تازہ رسید — در حروف نجمہ شد سال تاریخش عیان
گفت رضوان شیعہ حیدر رسیدی صد مرحبا — اے زہے طالع بیا در خلد یا دلدار خان ۱۲۸۹ھ

تاریخ وفات جناب مرزا والا جاہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

عجب واقعہ شد بہ نصف شب افسوس — کہ دردناک و ملول اند از خواص و عوام
ازین جہان سوے باغ جنان نمود سفر — امیر ابن امیر اہل دل بلند مقام
وحید عصر محمد بہادر اسم شریف — فقیہ و عالم و عابد از بس نیک انجام
زکی و شاعر ماہر تخلصش عاشق — کمال بود بشعر و سخن فصیح کلام
معاون فقرا زیب محفل امرا — دو بار رفت بحج زائر امام انام
ز طبع خوب لطافت چو مصرع تاریخ — بگفت صوری و ہم معنوی بلطف تمام
حروف مصرع آخر اگر شمار کنند — شود معاینہ تاریخ ماہ سنہ فی آلام
حرف اول مصرع نمود روز وفات — غرض شدند ہمہ یکجا ز فکر و کوشش تام
بوقت این غم جانکاہ سال ہجری بود — ہزار و دو صد و ہشتاد و نہ بماہ صیام

تاریخ وفات زوجہ برادر منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار ۱۲۸۹

ہین جو کہ نولکشور مشہور — اہل مطبع ہین لکھنؤ کے
تھے شاد بھتیجا ہوگا پیدا — امید ہوئی تھی فضل رب سے
ناگہ بھاوج کو موت آئی — لی دم مین جان دردِ زہ نے
افسوس فلک نے کیا کیا ظلم — دشمن کو بھی اس طرح نہ غم دے
لکھے مصرع سال اے لطافت — کیا رنج دیا خوشی کے بدلے

تاریخ وفات جناب میر ببر علی صاحب انیس اعلی اللہ مقامہ مداح و ذاکر سید الشہدا ۱۲۹۱

جو میر ببر علی تھے انیس ذاکر شاہ — وحید دہر سب اہل زبان کے راس و رئیس
فصیح و کامل و حسان وقت و دعبل عصر — جنان مین جا کے ہوے ساتھ حور عین کے جلیس
قریب شام ہوئے وہ بہ کمال تمام — اخیر چاند تھا گذرے تھے آہ دن انتیس
سنا یہ واقعہ جانکاہ جب کہی تاریخ — کہ جسمین لفظ ہین آئے مناسب و سلیس
بیان مصرع آخر کے اب صنایع ہون — بہ فکر سمجھین لطافت جسے حساب نویس
شروع مصرع تاریخ جو کہ ہین دو حرف — مہینہ ایک ہے اور دوسرا ہے روز خمیس
سنین بھی ہین عیان اوس سے عیسوی ہجری — جو بینات زبر ہون رقم بطور نفیس
وہ مرثیہ نہ وہ پڑھنا نہ وہ بڑے مجمع — اور اس مجلس ماتم ہی سامعین و جلیس
عجیب مصرع تاریخ سے ملا کہتا — یہ پنجتن کا ہے نوحہ انیس ہاے انیس

تاریخ وفات جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی اللہ مقامہ مداح حضرت شبیر ۱۲۹۱ھ

صائب وقت انوری عصر سحبان جہان — دعبل دوران و حسان زمان مرزا دبیر
صاحب عز و شرف مداح آل مصطفی — تھے فرزدق مرتبہ روح القدس کے ہمصفیر

سمت ملک جاودان اس فانی سے گئے
داغ بر دل خاک بر سر غم سے ہین برنا و پیر

روز سہ شنبہ تھا اور سلخ محرم وقت صبح
ماتم شہ مین ہوئے یہ ماہ غم کے ساتھ اخیر

مع حمید رمین عجب تھا وجد اور جوش و خروش
تھے مدام اس دور مین مست مئے خم غدیر

ہر طرح اللہ نے اونکو کیا تھا اہل دل
تھے رجوع قلب سے شاگرد و دلگیر و ضمیر

مجلسین سنسان ہین ویران ہین ماتم سرا
ہائے وہ گریہ نہ وہ شہرے نہ وہ جم غفیر

واقعہ یہ سنتے فکر سال جب مجھکو ہوئی
آئی ہاتف کی صدا یہ تخرجہ ہے بے نظیر

ہان الم سے سر اوٹھا کر لکھدے تاریخ وفات
باغ بے بلبل ہے ہندستان لطافت بے دبیر ۱۲۹۲ھ

تاریخ مسجد آغا علی خان صاحب

ساخت آغا علی خان مسجد
حبذا کار خیر و اقبالش

اے لطافت بگفت ہاتف غیب
اے زہے خانۂ خدا سالش ۱۲۹۴ھ

تاریخ طبع دیوان جناب راجہ نواب علی خان صاحب مغفور

راجہ نواب علی خان سحر
دین و دنیا پئے آن شد مجموع

شیعۂ خاص و عزادار حسین
زاہد و متقی و اہل خضوع

عابد وقت سحر شب بیدار
این تخلص بوے وا اتش موضوع

شاعر کامل و خوش فکر و فصیح
طبع عالی و کلامش مطبوع

نغز شہ بود کلام رنگین
در گلستان جہان مثل فروع

پسر صاحب اقبالش سحر
صاحب خلق و مروت ز شروع

خوش خطاب ست امیر الدولہ
ہر صفت نیک بذاتش مجموع

جمع دیوان پدر افرمود
بہر اعلان و پئے طبع و شیوع

یافت تاریخ لطافت فوراً
شد طبیعت چو پئے سال رجوع

مصرع روشن و تابندہ نوشت
چہ بیاض سحر از طبع طلوع ۱۲۹۳ھ

تاریخ وفات جناب میر نواب صاحب مونس مداح و ذاکر سید الشہدا

ذاکر و مداح و زائر مرثیہ گوئے حسین
فخر سحبان رشک حسان صاحب فکر بلند

در فصاحت بے عدیل و در بلاغت بے نظیر
طبع رنگین و کلامش بود مطبوع و پسند

در شوال کرد از درد دل فوراً وفات
در شب جمعہ دل احباب گشتہ دردمند

آہ قبل از نصف شب ثانی عشر از ماہ بود
کان زبان دان جہان زان شد زبان یکبارہ بند

مومنین احباب اعزا دوست بہر نوحہ خوان
سامعین و مجلسیہ ماتم او میکنند

سال تاریخ وفاتش اے لطافت خواستم
یک بیک ہاتف بطرز تازہ در خاطر فگند

بہر سال اعداد مونس را بغیر صفر گیر
واو کن مقلوب میم ملعون ہم حسین را دو چند ۱۲۹۲ھ

تاریخ عطائی سند بہ میرزا حاتم علی صاحب مہر

جناب میرزا حاتم علی مہر
مثال بدر روشن مہر کمالش

سند از قیصر ہندوستان یافت
بحمد اللہ ترقی کرد حالش

[illegible] گفت از لطافت وقت تحریر
زہے خوش طالعی مہر سالش ۱۲۹۳ھ

تاریخ جشن صاحبزادگان جناب نواب میرزا محمد مہدی علی خان بہادر دام اقبالہ

جو ہین نواب عالی رتبہ و ذی شان و ذی شوکت
کہ اس عالم مین ہے جا بجا رفت و ہجوم اونکی خوبی کی

جہاں بین حضرت مہدی علیخان نام نامی ہے
ہوئے اونکے پسر مختون نکلی آرزو جی کی

عجب محفل ہوئی طرفہ سمان تھا جشن و راحت کا
نشاط و عشرت و عیش و مسرت نے ترقی کی

خوشی کی نوبت آئی انجمن آراستہ دیکھی
و فور روشنی سے تھی عجب نشرت تجلی کی

لطافت پڑھیا اک مصرع تاریخ ہجری لکھ
مبدل نور سے ہے محفل دنیا کی تاریکی

لیا جراح نے کیا نام روشن بزم عالم مین
گل شمع مسلمانی لیا سنت ادا بھی کی ۱۲۹۵ھ

تاریخ ولادت لبشمیر صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ

اے زہے نیکی شمیر صاحب والا حشم
صاحب انصاف و عقل و فکر و علم و عدل و داد

حاکم بیدار مغز و نکتہ سنج و منتظم
دوستدار ذی کمال و دشمن اہل فساد

نیکی و رحمش ثمر آورد در باغ جہان
نور چشم و رونق خانہ خدا فرزند داد

سال تاریخ ولادت را لطافت نظم کرد
اختر جاہ و جلال و دولت و اقبال باد ۱۸۷۳ء

تاریخ تعمیر چاہ جناب نواب صادق علیخان بہادر

خان و نواب و اہل جود و کرم
پسر بنت شاہ چشمۂ فیض

اسم صادق علی است بحر سخا
صاحب عز و جاہ چشمۂ فیض

بہر نفع عوام از حکمش
شد بنا طرفہ چاہ چشمۂ فیض

مصرع مادہ لطافت گفت
اے زہے واہ واہ چشمۂ فیض ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات زوجہ داروغہ میر دائم علی صاحب

سید عالی نسب دائم علی داروغہ اند
زوجہ اش با طور احسن رفت پیش فاطمہ

ماہ چارم نوزدہ تاریخ سہ شنبہ وقت شب
سیدہ بود و ز مدفن رفت پیش فاطمہ

چون لطافت این خبر بشنید فوراً فکر کرد
گفت سال آن پاکدامن رفت پیش فاطمہ ۹۶

تاریخ وفات گوہر النساء خانم

گشت چون گوہر النسا خانم
غریق دریائے رحمت یزدان

روز جمعہ ربیع الآخر بود
گر شد آخر بہار ہستی شان

بود تاریخ ماہ یازدہم
سوئے زہرا از شوق گشت روان

فکر تاریخ شد لطافت را
گفت با داغ مقام باغ جنان

تاریخ بنائے ... جناب مرزا بہرام شکوہ قمر الدین حیدر بہادر دام اقبالہ ۱۲۹۶ھ

جو بنایا دل و شکم فرحین ہین
جو ہین صاحب عالم و نامور

سنہ آذات سے جنکے جاری ہے خیر
برستے ہین ابر کرم سے گہر

لطافت اگر مادہ کی ہے فکر
تو سن ہجری و عیسوی جمع کر

جو مصرع کے لین بنا سترور زبر
ملین عیسوی سب ہو لیکن بدر

فقط لین زبر گر کہا چھوڑ کے
تو ہو سال ہجری عیان بے خطر

غرض طرفہ تاریخ موزون ہوئی
کہا واہ حوض لطیف قمر

تاریخ ولادت فرزند چودھری سعید الدین صاحب سعید بدایونی ۱۲۹۵ھ

صاحب خلق و مروت شاعر شیرین بیان
چودھری جو ہین بدایون مین سعید الدین سعید

انکھ کا تارا ضیائے چشم اور نور نظر
حق تعالے نے دیا ہے اونکو فرزند رشید

یہ مہ نو دیکھکر کیونکر نہ سب کا دل کھلے
یہ پسر قفل دل پر آرزو کی ہے کلید

اے لطافت نظم کر سال ولادت اسطرح
دھوم ہو تاریخ ہے یہ قابل دید و شنید

آٹھ حصے گر ہٹا نکے بدر سے یہ پسر
سال پیدائش یہ طرز خوب ہو جا پدید

یعنی لین نو بار اعداد سعید اہل خرد
سال ہجری ہاتھ آئے گا کر ہو مستفید

مصرع آخر کے گر لکھین زبر اور بینات
عیسوی تاریخ نکلے خوب بے مثل وحید

ایک ہی مصرع مین ہے تاریخ ہجری عیسوی
واہ امین کر کہا تو آسمان نے بھی سعید

تاریخ واسوخت جناب مرزا ثریا قدر بہادر خلف جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ ۱۲۹۶ھ

چہرہ از طبع ثریا قدر رخ چون ماہ
رقم واسوخت عدیم نور و پر ضو

نے سال مسیحی اے لطافت
بگو منظم ثریا عمدہ و نو

قطعہ تاریخ بنائی امام باڑہ جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب در صنعت توشیح

جو ہین سلیم حاذق و یکتائے روزگار
اکمل طبیب اور ہین تشخیص مین وحید

دست شفا خدا نے دیا اونکو وہ عطا
گویا کہ قفل نعمت صحت کی ہے کلید

نباض وہ کہ حال کہین خود مریض کا
مشتاق وہ کہ کھوئین مرض کہنہ و جدید

یونان کے حکیمونکو اپنے مثال کیا
یہ مومن اور شیعہ وہ دہریہ و عنید

لقمان عصر انکو کہون مین تو ہے بجا
احباب کے مسیح تو فعال ہین حمید

بے طمع و طرفہ تجربہ کار و دانشناس
ہے نسخہ انکا قابل مدح و ثنا و دید

بے مثل خلق مین ہین تواضع مین بے عدیل
ختم انکسار ہے بخوشی مثل ماہ عید

جنکا مثال بدر کمال انکا شہرہ شہر
مانند ماہ فیض قریب اور ہے بعید

تا بہ بقیہ زائر شبیر نیک خو
کہتے علی محمد انھین ہین یہی ہے نام
ہے یہ امام بارہ بنا انکے فیض سے
خوش قطع خوش نما ہے عزاخانہ رفیع
کیا خوب کی ثنا مدح اہل بیت سے
ہوتی ہے شام کو جماعت یہان نماز
مجلس مین شیعہ کیا ملک آتے ہین شوق سے
کیا کیا مریض عشق حسین آتے ہین یہان
عصیان کا ڈر ہے آنسو و بتی کرکے متقیہ
حرف شروع مصرع اگر ایک جا ہون جمع
ہجری سنین کی جو لطافت نے فکر کی
نکلا مثال اشک یہ صحت یہ باوہ

۱۸۸۰ع

اہل مروت اہل کرم اہل دین سعید
مشہور شیخ سن مین جوان عاقل و رشید
بہر عزا و ماتم شاہنشہ شہید
حورون مین دھوم ہے کہ یہ قصر جنان قرید
بہر غم حسین انہین لی ہی خوش خرید
ماتم شیعہ سید امام انکے ہین وحید
آتے ہین پنجتن بھی بجا ہو نہ کیون شدید
اپنی دوا سمجھتے ہین رونے کو جو عمید
کھوتے گناہ کا ہین مرض کہنہ و جدید
ہو سال عیسوی عجب انداز سے پدید
مصرع ملا ہوا کرم خالق مجید
درد عزا کو واہ یہ بیت الشفا مفید

۱۲۹۷ھ

تمت

تقریظ از چکیدۂ قلم جادو رقم ناظم کلیات نثار بزمنا جناب شیخ فدا علی عرف اچھے صاحب عیش

لطافت سخن و فصاحت کلام حمد اوس ناظم کلیات کی ہے کہ جسنے ایک لفظ کن سے مسدس جہات و مسبع افلاک و رباعی عناصر و مخمس حواس و مثمن جنات و معشر عقول و مثلث ارواح کو ایسے صنائع و بدائع کے ساتھ خلق فرمایا کہ جس کا لطف معنی و مطلب باریک آج تک کسی حکیم فیلسوف کی سمجھ مین نہ آتا تھا نہ آیا ہے مہندس جسے جو یدا ز راز شان * ندانند کہ چون کردی آغاز شان * خیمہ چرخ برین و سپہر رفیع کو اگر بدیدۂ حق بین و چشم بصیرت سے ملاحظہ فرمایئے تو یہی کہیے کہ اسکو بانئ قدرت و سعت بی اسباب و اوتاد با وصف اس فاصلہ کبرے کے کیونکر استادہ کیا ایک مطلع کونین مین کیا کیا مضامین حکمیہ نظم فرمائے ہین کہ جنکا حل مفصلات کسی زمانہ مین کسی شاعر نازک خیال اور دبیر عطارد نظیر کے ذہن وقاد اور طبع نقاد مین نہ گذرا آخر معترف عجز و قصور ہو کر صاف صاف کہدیا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت السمیع العلیم سب کا قافیہ تنگ ہو گیا ہر دانشمند النسان اوسکی عجائب عجائب قدرتون کو دیکھکر آئینہ کی صورت دنگ ہو گیا خاتم بکم کا نقشا ہو اگونگے کا سپنا ہوا کلام بلاغت نظام کی شہرت اور رونق نعت اوس شاہ بیت قصیدۂ رسالت کی ہے کہ جو اس دو غزلہ دارین مین وہ مصرعہ برجستہ ہے کہ جس کا مصرعۂ ثانی صورت ذات باری ہاتھ آنا غیر ممکن بلکہ ممتنع الوجود ہے ہم کیا ہماری تعریف کیا چھوٹا منھہ بڑی بات اوس اشرف کائنات خاتم النبیین سید المرسلین کی مدح و ثنا قرآن مجید و فرقان حمید مین موجود ہے انک لعلی خلق عظیم خود ارشاد معبود ہے تعریف سخن منقبت اوس مطلع دیوان امامت کی ہے کہ جو بیت خدا کا مصرعۂ ثانی ہے جسکے اثبات شرف و فضل مین یا ایہا الرسول

بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ارشاد ربانی ہے اسی طرح گیارہ فرزند
ارجمند اونکے کہ بعد دیگرے ارکان دین مبین و در رغرر بحر شرع متین ہین اما بعد ناچیز کو جو
سخندانی ہرزہ گرد بیابان نادانی تراب اقدام شعراے باکمال و سخنوران نازک خیال بندۂ مستہام
آماجگاہ سہام آلام فدا علی عرف اچھے صاحب عیش براے نام خدمات عالی درجات سخن سنجان معنی آفرین
مین مدعا طراز و گزارش پرداز ہے کہ ان دنون معشوق مشکین کلالہ غالیہ مو ماہرو رنگین عذار وہ شاہد
سراپا ناز ہے کہ جسکے حسن کے روبرو شاہدان خلخ و چگل کی تعریف محض فضول و بیکار رہے بلکہ طبع
عنقریب آراستہ و پیراستہ ہوکر رونما ہونے والا ہے لاریب عجب عابد کش زاہد فریب نگار ہے
کہ جسکا نظیر مرقع طبع و خیال شعراے دیار و امصار مین دشوار ہے آج تک ایسا دلبر شوخ و شنگ
ہمنے تو کیا پیر چرخ نے بھی باین پیرانہ سالی با وصف عینک مہر و ماہ دوسرا ہمسر دیکھا نہ سنا رنگین عذار
خورشید رخسار حور پیکر جادو نظر برق وش دلپذیر و دلکش ماہ سیما مہر لقا نازنین مہ جبین غنچہ دہن یاسمین بدن
نازک اندام دلآرام حشر رفتار گلشن حسن کی تازہ بہار سرو قامت بھولی شکل پیاری صورت
شوخ مزاج شاہدان سخن کا سرتاج حاضر جواب غیرت آفتاب عشوہ گر نازک کمر عربدہ جو تند خو سرمست بادہ
غرور رشک پری غیرت حور یوسف جمال صاحب غنج و دلال ابرو کمان یاقوت لب گہر دندان
ہ بدقت میتوان فہمید معنی ہاے نازادہ کہ شرح حکمت لعین ست در کان و راز او بہ طبیعت مین
چلبلا پن بھرا عضو عضو سے جوبن ٹپکا پڑتا ہے مثالی کی خودنشانی ہے اوٹھتی کوپل نئی جوانی ہے
ز فرق تا بہ قدم ہرکجا کہ مے نگرم * کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست * یہ کون محبوب دل نواز ناظورۂ
رنگین ادا سراپا ناز ہے جسے ہم طرح دن ہین نے انا ہے جسکی تعریف مین یہ نثر بلا تشبیہ اعجاز ہے
نام اس آفت جان غارتگر تاب و توان ہوش رباے اہل جہان کا ریاض لطافت ہے دیوان
اوس مہر سپہر سخندانی خسرو اقلیم معانی کا ہے جسکے فصاحت و بلاغت کی تمام عالم مین شہرت ہے وہ کون گل
سرسبد گلشن خوش بیانی بلبل شیوا زبان حدیقۂ الفاظ و معانی در یتیم بحر سخنوری لعل نایاب بدخشان معنی
گستری سیاح بحور عروض دانی سیاح جہان نکتہ رانی غیرت فردوسی و خاقانی سخنور بے مثال شاعر
باکمال فخر شعراے ماضی و حال جلی بند عرائس ابکار خیال رشک سعدی شیرازی فارس مضمار نکتہ پردازی
عندلیب گلزار ہندوستان سخن سنج ہمہ دان دلدادہ رعایت لفظی و معنوی خلاق معانی و مضامین نو سخن
رس عدیم المثال رنگین فکر نازک خیال خورشید آسمان بلاغت شمع شبستان فصاحت یعنی
سید حسن متخلص بہ لطافت مغفور خلف اکبر سید آغا حسن امانت ہین جنکے کلام
بلاغت نظام کے شائق و طالب قدردانان والا فطرت صاحبان دانش و فرہنگ و شعراے
نازک فکر عالی طبیعت ہین اگر چشم انصاف و دور از اعتساف سے ملاحظہ فرمایے تو فی الحقیقت یہ دیوان
لطافت کی جان ہے عذوبت الفاظ پر فرہاد وار جان شیرین قربان ہے سواد حروف پر قیس آسا
لیلی وشون کی دیوانگی ظاہر ہوا چاہتی ہے بین السطور پر کہکشان آسمان یا مہ جبینون کی مانگ کا شبہہ

گذرتا ہے الفاظ مرکب و مفرد سے وصل و ہجر محبوب خوبرو کی صورت پیدا ہے جو نقطہ ہے خال رخسار عنبرین مویان کجکلاہ کی طرح انتخاب ہے جو دائرہ ہے غیرت بدر کامل رشک وہ آفتاب جو غزل ہے بے نظیر و بے مثال ہے جو مضمون ہے اپنی ہمتائی پر آپ دال ہے جو مصرعہ ہے برجستہ برق خرمن سوز عقل و ہوش ہے زیور نقاط زیر و زبر سے معلوم ہوتا ہے کہ معشوق مرصع پوش ہے جو بیت ہے دیوان ہلالی کا جواب یا بیت ابروے کشیدہ معشوق شوخ و شنگ ہے الغرض یہ دیوان اپنی ہمتائی مین فرد ہر شعر مین نیا رنگ ڈھنگ ہے ہزارون دیوان دیکھے سیکڑون اشعار سنے مگر یہ مضامین جدیدہ یہ ترکیبین نفیس یہ بندشین عمدہ یہ تناسب الفاظ یہ رعایت لفظی و معنوی کی پابندی یہ سلاست یہ فصاحت یہ بلاغت جو لطافت کے کلام مین موجود ہین انکے معائنہ سے بے ساختہ دل پھڑک جاتا ہے ہر مرتبہ جوش خود رفتگی سے یہ مطلع زبان پر آتا ہے لطافت کا یہ مخزن ہے ہر اک خوبی کا مجمع ہے ۔ نہین دیوان قصاید حسینان کا مرقع ہے بس عیش حزین بس اب دعا پر ختم کرے الٰہی یہ دیوان لطافت نشان فصاحت عنوان تا بقاے جہان و جہانیان مطبوع طبائع خاص و عام رہے ایسی شہرت ہو جس سے دیار و امصار مین مصنف مغفور کا نام رہے

تاریخ طبع دیوان متعلق تقریظ

چو این کلام لطافت بہ طبع شد مطبوع ۔ تجلی از حسن و جمالش عروس ماہ جبین
و لم بگفت مکن عیش فکر تاریخش ۔ برار سال ز لفظ نگار و شوخ و حسین

تاریخہاے وفات جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم از طبائع گہربار شعراے عالی وقار

الشن جناب میر مہر علی صاحب ذاکر و مداح حضرت سید الشہدا

لطافت از چمن دہر رفت چون بہ ارم ۔ بغیر او شدہ بے لطف صحبت شعرا
شکستہ شد گہر نظم چون دل احباب ۔ سخن حزین شد و ہر بیت شد مکان عزا
براے سال وفاتش جز این نگوئیم افسوس ۔ جا بجا صد اصحاب ماتم بود مشاعرہ ہا

افضل جناب فضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علیخان صاحب شوکت جنگ خلف اصغر جناب امیر مغفور

عالم چرا سیاہ نگردد بچشم من ۔ افضل غروب شد بہ زمین مہر شاعران
دل گفت سال فوت ز نام و تخلصش ۔ سید حسن لطافت زائر شد از جہان

ادب جناب سید حیدر میرزا صاحب خلف جناب سید حسین میرزا صاحب عشق مرحوم

اے بار جمع توشۂ راہ عدم بساز ۔ معلوم نیست از چہ سبب آہ غفلت است
گر صد ہزار سال گذاری بعیش و غم ۔ آخر ہمان لحد کہ دران جوش وحشت است
انجام انبساط و سرور جہان ہمین ۔ در احتضار و تربت و برزخ مصیبت است
ای دوست پرس از لحد کیقباد و جم ۔ اکنون کجا حکومت و جاہ و ریاست است
آن خانہ را کہ رشک گلستان نمودہ بود ۔ در وے ہجوم غول بیابان و وحشت است

برزیبت سکندر و دارا نظیر بلبن | خبر بیکسی و یاس کجا شان و شوکت ہست

پس بشنو از من این سخن چند ای حبیب | ہر گہی تو غور بانہا ضرورت است

بردار دل ز الفت یاران و اقربا | کن عمر صرف الفت حق ہر چہ مہلت است

خوشتر مگر ز عشق خدا نیست مومنے | گر زوے ز وحشت لحد تا ز فرصت است

بنگر بمرگ حضرت سید حسن بغور | غافل مشو کہ دار فنا جاے محنت است

رفتیم چون بہ دفن مرحوم اے ادیب | گفتیم جاے نوحہ و آلام و عبرت است

امیر جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی اوستاد والی رامپور سابق ۱۳۰۱

خبر چو وفات لطافت شنید | پے سال رحلت بہم بسود و ید

گذشت از شمار حروف و نقاط | ہم از مصرع سال اضافت کشید

پس آنگہ بگفتا کہ بشنو امیر | لطافت بجنت لطافت رسید

انجم جناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب فوتوگرافر شاگرد جناب امیر مغفور ۱۳۰۱ھ

حیف سید حسن از بزم جہان رحلت کرد | شاعران را بہ غم و رنج و محن مے بینیم

بکنم فکر چو انجم پے سال فوتش | بے لطافت گل رخسار سخن مے بینیم

اخگر جناب میر وزیر علی صاحب تلمیذ رشید میر عباس صاحب سلیم مرحوم ۱۳۰۱

روا رفت سوے ملک بقا | بجنت فضا رفت سید حسن

براحباب طاری شد از ہجر او | غم و درد و ایذا و رنج و محن

بہر مجلسے ذات مرحوم بود | گلے در چمن شمع در انجمن

بملک فصاحت عجب ناظمے | سواد بیاضش چو مشک ختن

بمضمون رنگین اشعار او | غزلہاے دیوان چو گل در چمن

بہ زہد و ورع بود در شش جہت | مطیع خدا امیر و پنجتن

شد اخگر خیالم بہ رنج و ملال | کہ سال وفاتش کنم نظم من

ندا کرد ہاتف ز روے قلق | شدہ بے لطافت ریاض سخن

آغا جناب مرزا آغا حسن صاحب تلمیذ جناب میر وزیر حسن صاحب مرحوم ۱۳۰۱ھ

از غم مرگ جناب مرحوم | بتر و دلم گشت و فور حسرت

بہر تاریخ نوشتم آغا | شد لطافت بجد و جنت ۱۳۰۱ھ

احمد جناب غلام احمد خان صاحب عرف کپتان صاحب ساکن کانپور

زد ار رفتار رفت سوے جنان | سخن دان ہمیشہ و معجز بیان

دلم گفت احمد پے سال فوت | بگو اشرف شاعران زمان ۱۳۰۱ھ

اعجاز جناب سید اعجاز حسین صاحب تلمیذ جناب مشتاق

خاصان خدا عشق نکردند ز دنیا — کردند مگر لعنت و نفرین و ملامت
چون سید مرحوم نظر کرد بدنشان — زحمت سفری بست ازین دار مصیبت
هیچ نه خیال غم احباب نمودن — یک سینه صد رشتهٔ انفاس محبت
اعجاز دم آه و بکا گفت سن او — رفته به گلستان جنان آه لطافت

بسمل جناب سید محمد عسکری صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ۱۳۰۱ھ

فریاد از جفائے فلک تلسم روزگار — اوستاد من لطافت شیرین سخن بمرد
نام سخن ز فکرت مرحوم زنده بود — افسوس او چه مرد دل اہل فن بمرد
بسمل به بینات و زبر سال عیسویست — یکتائے روزگار و وحید زمن بمرد

تعشق جناب سید میرزا صاحب برادر جناب سید حسین میرزا صاحب عشق مغفور ۱۳۰۱ھ

چون گذشت از دہر فخر شاعران سید حسن — آنکه نظمش از لطافت داشت زیب بوستان
فکر در سال وفات او تعشق کرد و گفت — حیف رفته بلبل شیوا زبانی از جہان

تسنیم جناب نواب محی الدین حسین خان صاحب بلد راسی شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

شاعر بے نظیر او ستاد بے — آه چون کرد رحلت از دنیا
گفت تسنیم سال تاریخش — پاک رفت لطافت از دنیا

ثریا جناب شاہزادہ مرزا ثریا قدر بہادر خلف الصدق جناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ ۱۳۰۲ھ

شیرین کلام شاعر چون طوطی سخن گو — اشعار آبدارش جمله پر از بلاغت
اصداف لفظ مملو از گوہر معانی — ہر مصرع سلیسش سرمایهٔ متانت
از صرصر اجل شد پژمرده آن گل تر — بربست رخت ہستی آخر ز دار محنت
تاریخ سال رحلت گفتا چنین ثریا — با خاطر حزین و در حالت مصابت
زیر زمین نہان شد از جور دور گردون — آشوب ناک در دا سید حسن لطافت

ثمر جناب چھوٹی خان صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

حیف صد حیف لطافت نے ثمر — کی قضا عالم فانی سے ہائے
سال تاریخ یہ ہاتف نے کہا — مرگیا شاعر یکتا ہائے وائے

جاوید جناب سید بندہ کاظم صاحب نبیرہ جناب رضوان مآب ۱۳۰۱ھ

چون گذشت از دار دنیا شاعر شیوا زبان — نخلبند گلشن حسن بیان سید حسن
گفت جاوید از برائے سال او تش اینچنین — از لطافت شد تہی پیمانهٔ باغ سخن

جلیل جناب سید ہادی علی صاحب شاگرد مصنف مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

شاعر نامور لطافت بود — ز جہان کرد انتقال ائے وائے
خواست از دل چو سال فوت جلیل — گفت اوستاد ذی کمال ائے وائے

حکیم جناب مرحمت الدولہ بہاء الملک منشی سید غضنفر علیخان صاحب صولت جنگ خلف اکبر جناب امیر مغفور

ز دست جور ظلم چرخ فریاد
کہ از دنیا شفیق حال من رفت

بدل شوق زیارت داشت پنہان
بسوے کربلا سید حسن رفت

ز ہستی جانب ملک عدم شد
بغربت بود آوارہ وطن رفت

چو دل از صبح و شام دہر برخاست
سوے شام لحد صبح کفن رفت

ز لطف نثر آقا نی بے نظم
عجب فخر زمن رشک زمن رفت

کلام اندر کلام حسرت انگیز
سخن اندر سخن زیب سخن رفت

چرا تیرہ نگردد محفل دہر
حکیم از بزم شمع انجمن رفت

مثال ہجر روح و تن بتاریخ
بگفتا دل لطافت از چمن رفت

۱۳۰۱ھ

حاذق جناب آغا سید محمد صاحب جابری اہل زبان

افسوس کہ بست ستم چرخ جفا جو
افگند ز پا نخل برومند کرم را

از مرگ لطافت شہ اقلیم سخن کرد
اندر دل غمدیدۂ ما رنج و الم را

چون شمع توانم کہ دہم رنج و غم خود
با حالت افسردۂ ارباب قلم را

تعیین سانحۂ ہوش ربا بیسر و پا کرد
شعر و سخن و جود و سخا زہد و حکم را

۱۳۰۱ھ

حامد جناب شیخ حمید اللہ صاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان

آہ سید حسن لطافت بود
صاحب علم و فضل و اہل کمال

وا دریغا کہ رفت از دنیا
دوستان را فزود رنج و ملال

حامدا خواستم چو تاریخش
بدرشتۂ نظم گفت ہاتف سال

۱۳۰۱ھ

خورشید جناب مولوی سید مصطفے صاحب عرف لڈن صاحب نبیرۂ جناب رضوان مآب

سیدے آن شاعرے یکتا بدہر
کو بعالم بود ہمنام حسن

دیدہ چون زشتی دنیائے دنی
شد سوئے جنت ازین دار محن

جوش خون چون نالہ و فریاد بود
ہر دو شد در غمش بیت الحزن

چون نباشد ز ارتحالش مردہ دل
بود او جان و جہان با تن تن

ہست از تیغ غمش در باغ دہر
ہر گلے چون کشتگان خونی کفن

در سنین فوت او کردم چو فکر
داد ہاتف این ندا با صد محن

سال مرگ او بجو از عیسوی
مثل بو رفتہ لطافت از چمن

۱۸۸۴ع

ذرہ جناب حکیم شیخ اعظم علی صاحب تلمیذ جناب امیر مرحوم

بست و سہ از ربیع اول بود
چار شنبہ ز یوم و اول شب

آہ از انتقال آن مرحوم
گشت افزون بہ قلب رنج و تعب

چون بدل داشت اشتیاق لقا
رفت از دہر سوے رحمت رب

صاحب وضع و شاعر کامل
سید و زائر امیر عرب

گفت رضوان بہ سال ہے وزہ
شد لطافت بجنت الطیب

١٣٠١ھ

رشید جناب پیارے صاحب برادرزادہ جناب آغا عشق مرحوم

از مرگ حبیب آہ صد آہ رشید
رفت سید حسن لطافت بہ لحد

از دنیا اینقدر شکایت دارم
بسپرد امانت امانت بہ لحد

١٣٠١ھ

رسا جناب مرزا شبیر علیخان صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

کیست فلک بر من این ظلم وای عالم این گردش چیست
حیف لطافت رفت ز دنیا دردا گشتیم بے استاد

از غم عالم در چشم ما مثل سیخ تم گشت سیاہ
ہر دل از احبابش شد مانند قلب ما ناشاد

بود از ماہ ربیع الاولی ہاے شب بست و سوم
شاہ سخن از دنیا رفت و ملک سخن گشتہ برباد

در فکر تاریخ وفاتش بودم ناگہہ طبع رسا
در حرف معجم عیسوی در مہمل ہجری کرد ایجاد

بہر ہر دو سال رسا این مصرع تکلم کرد رقم
رفتہ در آغوش قبر و کرد ارم را او آباد

١٣٠١ھ ١٨٨٤ع

سید جناب مولانا و مقتدانا مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ فی الجنان

غم سید حسن صاحب لطافت
دہانی بعد اخوانی جدیدا

عجب خلق حسن لطف سخن داشت
وکان محب سادتہ سعیدا

لطافت رفت از بزم فصاحت
فاورثنی بذا الما شدیدا

نوشتم مصرع سال وفاتش
مضی لسبیلہ فردا وحیدا

١٣٠١ھ

سطوت جناب نواب حمید الدولہ محمد تقی علیخان ساہی علیخان تلمیذ مصنف و مولف از خاندان شاہ اودھ

حیف سید حسن لطافت حیف
زین جہان رفت سوے ملک عدم

شدہ این واقعہ چو ای سطوت
بود بر دل ہجوم رنج و الم

ہر کہ پرسید سال تاریخش
گفتم استاد رفت از عالم

١٣٠١ھ

شاد جناب شیخ محمد جان صاحب پیر شید منیر مغفور

کرد رحلت چون لطافت شاعر خوش گو حسن
ہر غزل شد نوحہ و ہر بیت شد بیت الحزن

بلبل روحش پرید و گشت طوبا آشیان
بوستان تر زبانی شد خزان دیدہ چمن

شاد تاریخش چو گفتہ ہمزہ آمد در حساب
بے لطافت شد گل نوبادۂ نظم سخن

١٣٠١ھ

شمس جناب مولوی سید محمد علی حسن صاحب وکیل مغفور

دریغا شاعر شیرین زبانے
لطافت در جہان بر سر زبان رفت

چگویم حال یاران کاندرین غم
ز دل راحت زتن تاب و توان رفت

سخن سنج یکی یکتا ہمانده
کہ از جسمش بروں مانند جان رفت

بلاغت در غمش چون شد سیہ پوش
فصاحت بر مزارش نوحہ خوان رفت

بجا کش چون امانت تا سپردند
فغانہا از زمین تا آسمان رفت

بہ فرزندش بگفتم بہر سالش
بگو بابا لطافت از جہان رفت

شہرت سید باقر حسن عرف اچھے صاحب سلمہ اللہ الوہاب خلف الصدق جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم ١٣٠١ھ

مرگ جناب والد سے حال ہے یہ میرا
محزون ہے دل وان مین لکھو لینے اشک حسرت

عیش و سرور و فرحت ہے دور دور مجھسے
لمحے کہے ہوئے ہے ہر دم رنج و غم و مصیبت

ناگہ ہوئی جو فکر سال وفات مجھکو
ہاتف پکارا لکھو یون مجمع مین شہرت

رونق نہین ہے اب وہ باقی مشاعرہ مین
بزم سخن ہے ویران افسوس بے لطافت

صحت جناب میر مومن علی صاحب ڈاکٹر شاگرد مصنف دیوان ١٣٠١ھ

قف کرد افسوس سید حسن
فصیح و بلیغ زمن بود ہائے

بگفتیم صحت سنین وفات
لطافت ز اہل سخن بود ہائے

صداقت جناب سید صادق صاحب شاگرد جناب حکیم ١٣٠١ھ

اوٹھ گئے دنیا سے جب سید حسن
اے صداقت عیسوی تاریخ لکھ

ہوگیا ویران باغ شاعری
گل ہوا الابد چراغ شاعری

ضیا جناب سید محمد نصیر صاحب خلف میر زبیر صاحب نور مرحوم خویش جناب لطافت مغفور ١٨٨٤ع

حیف سید حسن لطافت حیف
گئے دنیا سے سوے ملک بقا

فکر تاریخ اے ضیا جو ہوئی
ہاتف غیب کی یہ آئی صدا

سال ہجری کی جستجو ہے اگر
لکھدو برباد ملک نظم ہوا

ظہور جناب منشی ظہور حسن صاحب شاگرد جناب اسیر مغفور ١٣٠١ھ

شکل آئینہ چو زین واقعہ گشتم حیران
آمد آواز بگوشم کہ عیان را چہ بیان

آہ سید حسن از عالم ایجاد برفت
بغم رحلت او پشت فلک گشت کمان

ہر زمین غزل از گوہر او رونق یافت
زینت چرخ سخن بود چو ماہ تابان

محو گردید ز دل ہر کہ کلامش بشنید
حق چنین است کہ مے بود عجب سحر بیان

صرصر مرگ چو در باغ وجودش آمد
رفعت نخل حیاتش شدہ پامال خزان

آہ از سوز درون داغ دل گردون شد
روشنان چشم چو آئینہ سراسر حیران

مبتلاے مرض وجع مفاصل شد حیف
کارگر گشت دعا و نہ مؤثر درمان

بود آن واسطۃ العقد لسالک شعرا
مرد میدان و سخنور ز مشاہیر جہان

آن سبک روح چو شد راہی اقلیم عدم
چو جرس قافلہ جملہ اقارب بفغان

سال آن منتخب دہر چو پرسید ظہور
آمد آواز کہ شد داخل گلزار جنان ١٣٠١ھ

علی جناب میر علی محمد صاحب نبیرہ جناب میر خورشید علی صاحب نفیس خلف جناب لطافت مرحوم

فرمود سفر لطافت از خلق افسوس | از فرط ملال شد تنم کاھیدہ
دیدیم و ز بہر ہجری سال شش | گفتا ہاتف بمرقدے خوابیدہ ۱۳۰۱ھ

عیش جناب شیخ فدا علی عرف اچھے صاحب شاگرد جناب عرش مرحوم

لطافت آنکہ نام پاک او سید حسن بودہ | برفت از روضۂ عالم مقیم باغ جنت شد
عجایب شاعر شیرین زبان شیرین سخن بودہ | ز فوتش گلشن اشعار رنگین بی لطافت شد
بجائے آب ہمی انگاشت عباس حسن اورا | برادر بود لیکن بے پدر گویا فصاحت شد
بملک نظم بودہ رشک خاقانی و قاآنی | نظیر صائب و سعدی و فردوسی فطرت شد
ہمہ ہم عیش بے روئے بہار از سال فوتش گفت | لطافت ناز پروردہ ز گلزار امانت شد

عنایت جناب شیخ عنایت حسین صاحب شاگرد مصنف مولف دیوان ۱۳۰۱ھ

ای عنایت بدور چرخ کہن | حیف صد حیف ذی کمال بمرد
سال ہجری چو خواستم ز سروش | گفت استاد بیمثال بمرد ۱۳۰۱ھ

فروغ جناب میر امیر حسن صاحب خلف جناب داروغہ میر اعلی صاحب معشوق نبیرہ جناب بقا

شگفتہ ہے نہ گل باغ جہان مین | نہ رنگینی ہے بلبل کی بیان مین
بہ قلب صاف کہتا ہے یہ رضوان | لطافت ہے گلستان جنان مین

فاخر جناب لوہی سید اصغر حسین صاحب نبیرہ جناب علی حسین مکان جیش نواب تاج محل صاحبہ مرحومہ

جناب لطافت سے بسیر خلد | چو رفت از جہان سوے ملک عدم
خبر دگفت فاخر حسن رحلتش | بگو از سر شیون وآہ و غم ۱۳۰۱ھ

قسمت عبد دو المنن خاک شیخ عنایت حسین برادر جناب سید عباس حسن شاگرد مصنف مولف دیوان ۱۳۰۱ھ

او رفت و بمن ز مرگ مرحوم | کوہ الم و غم و مصیبت
شغل فریاد و آہ دارم | معدوم سرور و عیش و راحت
اشعار بہ ماتمش چہ گویم | مشغول ہے شو و طبیعت
آن صائب وقت و عرفی عصر | زین دہر برفت سوے جنت
خورشید سپہر نکتہ دانی | پنہان گشت آہ زیر تربت
حسب ارشاد چند احباب | فکر تاریخ شد فصاحت
ناگہ دل گفت سال ہجری | بودہ جان سخن لطافت ۱۳۰۱ھ

فوق جناب حیدر مرزا صاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان ۱۳۰۱ھ

صد افسوس سے فوق استاد من | ز کاخ جہان سوے تربت برفت
بکرد انتقال آہ سید حسن | ورین عہد گویا امانت برفت

ریاض سخن بلبل باغ دہر　　زگلزار عالم بجنت برفت
بسعیم بگو زبر وہم بناست　　زدنیای فانی لطافت برفت

فرحت جناب سید محمد تقی صاحب خوشنویس شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ہذا ۱۳۰۱ھ

حیف سید حسن افسوس صد بار　　درجہان گشتہ قیامت ہے ہے
سال تاریخ بگفتم فرحت　　زجہان رفتہ لطافت ہے ہے

فراست جناب مرزا محمد حسین صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

گیا لطافت سے باغ نظم آباد　　اوسپہ آئی خزان برنگ چمن
لکھ فراست یہ مصرع تاریخ　　مرگیا آہ بادشاہ سخن

قمر جناب سید سرفراز حسین صاحب تلمیذ مصنف و مؤلف دیوان ہذا ۱۳۰۱ھ

سید عالیمقام زائر شاہ انام　　رہرو دار السلام بود عدیم المثال
شاعر طیب اللسان صاحب طبع روان　　طوطیٔ ہندوستان بلبل شیرین مقال
رحلت استاد من ای قمر خستہ تن　　داغ باہل وطن داد ز رنج و ملال
اہل کرم بود او منکسر و نیک خو　　سال وفاتش بگو آہ چراغ کمال

کامل جناب مولوی سید نجم الدین علی الحسینی المعروف بہ سید علی مشہور علی میان صاحب

سید حسن آن نامور کاندر لطافت نظم او　　بود است چون آب روان نزد اولو الابصار دہر
آن شاعر شیوا زبان آن ماہر رنگین بیان　　آن بذلہ سنج نکتہ دان آن جیغۂ دستار دہر
کز طلعت و نور و بہا اشعار او را بیگمان　　با سلک گوہر ہمسری ہمپایہ در بازار دہر
آن صائب ہندوستان کاندر سخن یکتاییش　　معلوم ہر عاقل بود بے منت اظہار دہر
آن مصقع بالغ نظر کز صیقل افکار او　　پرتو چو مہر و مہ گرفت آئینۂ افطار دہر
بگذشت از دار فنا اندر ربیع اولین　　تنہا نہ داغ از مرگ خود بر سینۂ احرار دہر
تا چشم را بربست او گردید چون جیحون روان　　سیلاب اشک اندر غمش از دیدۂ خونبار دہر
کامل کہ در آغوش جان رنج و بلا را پرورد　　شیرین بود کام و لبش از لذت منشار دہر
چون گوش کرد این ماجرا خواند از برای فوت او　　شد بلبل معنی سرا ای آہ از گلزار دہر ۱۳۰۱ھ

کلیم جناب شیخ رحیم بخش صاحب شاگرد مصنف و مؤلف

اوٹھے میرے اوستاد دنیا سے ہائے　　نہ باقی رہا شاعری کا مزا
ہوئی طبع کو فکر تاریخ جب　　تو یہ ہاتف غیب نے دی ندا
رقم کر یہ سال ہجری کلیم　　فنا آج بے مثل شاعر ہوا ۱۳۰۱ھ

مہجور جناب ابن مرزا محمد عباس خان صاحب بہادر از خاندان شاہ اودھ

جناب لطافت چو رحلت نمود　　شدہ در غم او بپا شور و شین

همین است کافی شرف بهر او
که بوده ز آل شه مشرقین
نوشتم بسالش ز روی ادب
حسن در جنان فی نعیم نزد حسین

مشتاق جناب نواب باقر علیخان صاحب عرف نواب شیخو صاحب

چو سید که بوجه حسن بدی کامل
به بست رخت ز هستی بدل بهجت کامل
چو جای ماندن در تنگنای دهر نیافت
بسوی وسعت ملک عدم دوا شتافت
بجاست گر بغمش نالها کند بلبل
که شعرهای لطافت فزون بدی از گل
عجب مدار بماتمش گر جهانست غمین
که بود صنعت کمالات او محیط زمین
بفن شعر چو دندان فشرده بود بسی
نبود ثانی و همتای او بدهر کسی
طناب فکرت او انچنان دراز کشید
که تا بخیمه گردون بی طناب رسید
بسی مضامین از طبع او هویدا شد
هزار نور زیک آفتاب پیدا شد
کسی ز بخشش جامش نه در جهان باقی
رحیق مسطبه نظم را بدی ساقی
نموده بود چو ستایش به بحر جهان
هزار لنگر رحمت هنوز از وست روان
سواد نامه او تا بملک فضل رسید
مداد خامه بچشم کمال سرمه کشید
سزد بماتم بگوئیم سال ترحیلش
بدین مثابه که چون بر محک زر بی غش
اگرچه قولم مشتاق مسره و بدلیل
مگر صحیح است گر من ساختمش با تعجیل
دو لخت دل به سر تار فکر در سفتم
هزار و سه صد و یک سال فوتش گفتم ۱۳۰۱ه

ماهر جناب مولوی سید مهدی حسین صاحب نبیره جناب علیین مکان

سید حسن که بود لطافت تخلصش
فی الواقعی بفن سخن داشت وحدتی
از فکر او فلک نه شدی چون زمین شعر
از اوج نظم او چو حضیض است رفعتی
مثل تخلصش چو کلامش لطیف بود
او از جهان برفت که از باغ نکهتی
ماهر بگو بسال وفاتش که در جهان
چیزی نماند بعد لطافت لطافتی ۱۳۰۱ه

مانوس جناب منشی سید تفضل حسین صاحب شاگرد جناب اسیر مرحوم

دلا سید حسن استاد کامل
برفت از دار دنیا سوی جنت
لباس ورع در بر چست کرده
بدل راغب سوی زهد و عبادت
بفن شعر یک رکن رکین بود
بنظم و نثر برده گوی سبقت
بیانش معتبر در سخن بود
زبانش مستند بد در فصاحت
مثال شمع در سوز و گداز است
دل احباب او از داغ فرقت
انیسش باد در کنج مزارش
دعا از خلق و از خلاق رحمت
نوشت این مصرع تاریخ مانوس
ارم نازان شد از لطف لطافت ۱۳۰۱ه

مظہر جناب منظر آغا صاحب

تو دیعنی بنولہ سنج نکتہ دان سید حسن
شد زدار دہر و مظہر گفت ہجرت او

آنکہ بود اندر ضمیرش طلعت معنی منظم
سے لطافت شد بہار جنت معنی منظم

نصرت جناب یعقوب علی خان صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

بے عدیل و بے مثال و سید و استاد من
مخزن حلم و محبت سدرۂ فضل و کمال
وا دریغا وا حسرت بی نظیر و لاجواب
چاک داماں و گریباں قبا ہم در غمش
فکر سال ہجری و ہم عیسوی کردم بدل
در حروف غیر منقوطہ سنین ہجریش
مہر نوشش گفتم ای نصرت بیک مصرع دو سال

پاک طینت نیک خصلت زائر شاہ امم
معدن خلق و مروت منبع جود و کرم
از سرای دہر فانی شد روان سوی عدم
داغ بر دل آہ بر لب خاک بر سر داشتم
آمدن ہر دو بیک مصرع بطرز نو بہم
باز دو منقوط بہر عیسوی ہم دو قلم
طاہر و اطہر برحمت رفتہ در باغ ارم

نجابت جناب میر کاظم علی صاحب شاگرد رشید جناب امانت مرحوم

ہیہات اجل کی دست ظلم و جفائے تو سے
کیونکر نہ ای نجابت رنگ زمانہ بدلے
تاریخ سال رحلت از روی آہ یہ ہے

رہنے نہ پائے زیر چرخ کہن لطافت
مخصوص جب ہو بہر [illegible] لطافت
دلکو ہے رنج مرگ سید حسن لطافت

وحید جناب سید ہادی صاحب خلف جناب میر مہر علی صاحب انیس مداح حضرت شبیر

رحلت نمود آہ لطافت چو از جہان
زیباست ہم صفیر اگر نوحہ خوان شوند
شد شکستہ آشکار باشعار حال او
شور صریر نیست قلم نالہ می کشید
گفتم وحید سال وفاتش بانجمن

تاب و توان زغم بدل دوستان نماند
آن بلبلی بگلشن ہندوستان نماند
گویا بقالب سخن نظم جان نماند
کان با کمال و اہل فن و نکتہ دان نماند
ہم بزم حیف شاعر رنگین بیان نماند

اشہر جناب منشی محمد سجاد صاحب سن شاگرد مصنف دیوان ہذا

مرگ استاد شہر چون بشنید
گفت سن عیسوی از روی بکا

قلب مجروح زغم شد واللہ
افتخار شعرا بود ای آہ

ہدا جناب سید ہدایت احمد خان صاحب منجم نبیرہ نواب مجیر الدولہ سید الممالک حکیم سید بشارت احمد خان اسد جنگ

حقا سرای فانی جای فرود گہ نیست
ہر کس ز ملک لاہوت آید بخاک تیرہ
بر ہر کسی فرید این ہر سہ تا مصیبت
سہمت است ازین سہ گونہ بر جان اہل دنیا

دار و مسافرانہ ہر کس درین سکونت
البتہ مینماید از آسمان شکایت
کسل مزاج و ہجران بیرون بہ غیر حاجت
یا دوستی درد فرقت یا دشمنان رفاقت

ما ہم ز جور گردون وارہیم و استا تنہا
از ماجراے خود ما گوییم چنین حکایت

گشتم بسے بعالم در جستجوے شخصے
کان غیر حسن صورت باشد بحسن سیرت

یک آشناے صادق یکبار دوستی موافق
آمد بچشم بینا من بعد چند مدت

ہم عمر و قوم و دین بود ہم طبع دل حزین بود
از گریہ محبت میداشت گرم صحبت

لیکن چرخ تفرقہ گر یکجا دو کس نہ بیند
میکرد حیف سوے کلکتہ آن عزیمت

سرمایۂ ہلاکت حاصل ازان سفر شد
گردید باز گشتش اما بصد مشقت

چون از قدوم ایشان مارا خبر رساندند
رفتم زپاے الفت از دل پے عیادت

چون چشم من بروئے آن دوست او فتادہ
آن حالتے بدیدم شد حیرتم بحیرت

چون مہ جسم لرزان و رنج تب فراوان
سقلے زبان گرفتہ اموسے نمط حکایت

چون دید روے مارا خندید مثل گلہا
من گریہ مثل بلبل کردم زعین شدت

اے واے بعد چندے افتاد شور ماتم
در خانہ اش کہ باشد ہنگامہ قیامت

چون این نواے حیرت میکوفت سامعم را
رفتم بخانۂ غم با صد غم و مصیبت

بردند نعش اورا چون آشنا بدریا
سر کرد از دو چشمم سیلاب اشک حسرت

القصہ بعد غسل و تکفین چو دفن کردند
در بحر او فگندم برفرق خاک تربت

جستم سن وفاتش چون از سروش غیبی
گفت آہ انتقال سید حسن لطافت ۱۳۰۱ھ

بار ثانی شروع وختم طبع دیوان ریاض لطافت از طبائع شعراے عالی طبیعت والا منزلت افضل جناب افضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علیخان صاحب بہادر شوکت جنگ خلف اصغر جناب امیر مرحوم

زہے نظم والاے سید حسن
کہ ہے حسن خلقت مین خلقت پسند

زہے حسن ارباب باطن کو بھی
معانی کی صورت ہے صورت پسند

ہے بندش مین اسطرح کی تازگی
کہ کرتی ہے اوسکو نزاکت پسند

فصاحت کو مطبوع گر لفظ ہین
تو ہین سارے معنی بلاغت پسند

لکھی کلک افضل نے تاریخ طبع
کلام لطافت فصاحت پسند ۱۳۰۶ھ

ادب جناب سید حیدر میرزا صاحب خلف جناب عشق مرحوم

بود سید حسن خلیق و ادیب
داشت بر قلب الفت مرحوم

در فصاحت نظیر خویش نداشت
ہست ماہر بلاغت مرحوم

بدلم داغ فرقتش دادہ
آہ ناگاہ رحلت مرحوم

طبع شد چون کلام منظومش
گشت مشہور جودت مرحوم

در سن ہجری ادب گفتم
یادگار لطافت مرحوم ۱۳۰۵ ہجری

انجم جناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب فوٹوگرافر شاگرد جناب امیر مغفور

خریداروں کو قدر و قیمت کیا دیوان لطافت کا — سراپا ہی یہ معشوق زلیخا کی طرح زیبا
سر بازار جذب عشق اسکا کھینچ لایا ہے — یہ سن اتفاق وقت سے سامان ہوا پیدا
وہ ہر سطر اسکی ہے زلف پری ہو جسکی دیوانی — وہ لوح اسکی ہے صفحہ جیسے ہو پیشانی حورا
ہر اک مد کشیدہ شکل تیغ ابروے قاتل — ہر اک ہے دائرہ چشم سخن گوئی طرح گویا
اشارے کر رہے ہیں حرف مضمون باتیں کرتے ہیں — نہ کانوں نے سنا تھا جو کبھی وہ آنکھ سے دیکھا
معانی اسطرح الفاظ سے دست و گریبان ہیں — کہ جیسے اپنے معشوقوں سے ملتیں عاشق و شیدا
لکھا انجم نے سال طبع اس دیوان کا خوش ہو کر — چھپا کیا خوب دیوان لطافت ہے یہ دلہا ۱۳۰۵ھ

آغا جناب مرزا آغا حسن صاحب شاگرد رشید جناب صبا مرحوم

چھپ کے دیوان جب ہوا تیار — جسکا ہر ایک صفحہ رشک چمن
سال تاریخ یہ لکھا آغا — پاک پاکیزہ عاشقانہ سخن ۱۳۰۵ھ

اعجاز جناب سید اعجاز حسین صاحب شاگرد جناب مشتاق

زہے دیوان شاعر مرحوم و مغفور — کہ بودہ کوکب سیار الفت
فصیح و بذلہ سنج و نکتہ پرور — بیانش رونق اذکار الفت
کلامش بود جنس خوش قماشی — برائے گرمیئے بازار الفت
سخن نظمے کہ از ہر مصرع تر — بجوش آمد و صد انہار الفت
خوشا گلزار مضمونہائے رنگین — کہ گل شد اندران ازہار الفت
نمودم فکر تاریخش چو اعجاز — دلم گفتا بصد اقرار الفت
سن فصلی اگر خواہی ز تم کن — بگو گلدستۂ گلزار الفت ۱۲۹۵ فصلی

احمد جناب غلام احمد خانصاحب عرف کپتان صاحب ساکن کانپور

ہست دیوان لطافت پر بہار — رشک صد بستان بفضل ایزدی
بلبل دل گفت احمد سال طبع — گلشن نازک خیالی معنوی ۱۳۰۵ھ

بقا جناب میر بادشاہ علی صاحب خلف جناب میر وزیر علی صاحب صبا مغفور

چھپا لطافت کا خوب دیوان — تمام شہروں میں ہے یہ شہرت
نئے ہیں مضمون نئی ہے بندش — زہے فصاحت زہے بلاغت
جو لفظ رنگیں ہیں غنچہ و گل — تو بیت ہے رشک بیت جنت
بقا سے سنو سال طبع دیوان — بوقت تحریر فی التحقیق
ہے عندلیب قلم کا نغمہ — زہے گلستان پر لطافت ۱۳۰۵ھ

ثریا جناب مرزا ثریا قدر بہادر خلف جناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر

خوشنوا زبان سخنور آغا حسن امانت — پور رشیدش مسمیٰ سید حسن لطافت

چندان درصفا مین از بحر طبع خود ریخت | بر صفحہ ہای دیوان کانہا گرفت شہرت
از بہر انطباعش ہمت گماشت اکنون | با حسن اہتمام و از سعی خود فصاحت
تاریخ طبع دیوان بنگاشتم ثریا | مطبوع طبع دیدم گلدستۂ لطافت ۱۳۰۵ھ

حکیم جناب مرحمت الدولہ بہادر الملک تخلص سید غضنفر علی خانصاحب صولت جناب خلف اکبر جناب اسیر مغفور

جناب سید حسن لطافت کہ بود در فن شعر کامل | گذشت و بگذاشت طرفہ دیوان کہ در تجلیست سحر لامع
حکیم در خیال سالش چو حسب حکم برادر او | نوشت تاریخ طبع کالکم خوشا کلام فصیح و جامع ۱۳۰۶ھ

ذرہ جناب حکیم شیخ اعظم علی صاحب تلمیذ جناب اسیر مغفور

بیان کیا ہون اوصاف کیا یہ حسن | کہ الکن زبان میری مدحت مین ہے
نہین چھپکے دیوان مجلد ہوا | یہ در گویا درج امانت مین ہے
جو ذرہ نے شہرت سنی یہ کہا | فصاحت کلام لطافت مین ہے ۱۳۰۵ھ

رسا جناب مرزا شبیر علی خانصاحب شاگرد رشید مصنف دیوان ہذا

کیسے اوستاد کا صد شکر یہ دیوان چھپایا | شہرہ ماہی سے ہوا نام کہ جسکے تا ماہ
لکھ رسا طبع کے ہون سال اک مصرع مین یا | کس لطافت سے لطافت کا چھپا دیوان واہ ۱۳۰۵ھ

سطوت جناب نواب مجید الدولہ محمد تقی علی خانصاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان ہذا

جناب لطافت جو اوستاد تھے | ہین مشہور آفاق مین جا بجا
کلام بلیغ اونکا چھپتا ہے اب | ہر اک دیدہ کا جسکے مشتاق تھا
ہوا قصد تاریخ معجم مین جب | تو یہ بلبل طبع نے دی صدا
اگر سال ہجری کی سطوت ہے فکر | لکھو ہے ریاض لطافت چھپا ۱۳۰۵ھ

شاد جناب شیخ محمد جان صاحب نبیرہ میر مرحوم

چو شد مطبوع دیوان لطافت | بصد آرایش شیرین زبانی
بسنجش گفت شاد پیر و میر | ز باغ گلبن معجز بیانی ۱۳۰۵ھ

شہرت سید باقر حسن عرف اچھے صاحب سلمہ ولد اکبر خلف جناب لطافت مرحوم

والد ماجد لطافت کا چھپا دیوان خوب | ماہر شعر و سخن کہتے تھے سب کامل جنھین
عندلیب طبع نے شہرت کہا یہ سال طبع | شعر ہین دیوان مین یا گل ہین یہ گلزار مین

عاشق جناب مرزا محمد مرتضی صاحب عرف مرزا مچھو بیگ صاحب

واہ کیا دیوان سے نکلے | ہر غزل ورد زبان دہر ہے
کیا فصاحت کس لطافت کی ہے نظم | مدح خوان ہر نکتہ دان دہر ہے
اوج و رفعت مین زمین شعر کی | آفتاب آسمان دہر ہے
طبع کے تاریخ عاشق یہ لکھو | شمع بزم شاعران دہر ہے ۱۳۰۵ھ

عقیل جناب سید مہدی حسن صاحب شاگرد جناب حکیم

پسند ہمہ شاعران گشت دیوان — کتاب بلیغ و فصیح لطافت
عقیل سخن سنج تاریخ گفتا — چہ شیرین کلام صحیح لطافت ١٣٠٥ھ

عشرت جناب خواجہ عبد الرؤف صاحب شاگرد جناب شاد

ہوا جب طبع دیوان لطافت — گل نو باوہ باغ فصاحت
کہی عشرت نے یہ تاریخ اوسکی — عجائب گلشن فکر لطافت ١٣٠٦ھ

فاخر جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب نبیرہ جناب علیین مکان خویش نواب تاج محل صاحبہ مغفورہ

طبع دیوان لطافت جو ہوا — دیکھکر سب نے کہا ہے ہان خوب
کہی فاخر نے یہ تاریخ اوسکی — اکہ لطافت سے چھپا دیوان خوب

فصاحت عبد ذو المنن خوشہ چین خرمن ارباب سخن سید عباس حسن عفی عنہ شاگرد و برادر مصنف مولف دیوان ١٣٠٥ھ

دیوان جناب بھائی صاحب مرحوم — سچ کہتے ہین سب چھپا نئے رنگ سے ہے
تاریخ فصاحت اب لکھو ختم کی تم — عالم مین یہ بڑھکے نقش ارژنگ سے ہے ١٣٠٦ھ

فرحت جناب سید محمد تقی صاحب خوشنویس تلمیذ مصنف و مولف دیوان ہذا

مرے اوستاد عالی مرتبہ تھے — رہے دنیا مین ملک نظم کے شاہ
کلام پر معانی کا ہے شہرہ — ہر اک ہے شرق سے تا غرب آگاہ
بحمد اللہ اب دیوان اون کا — ہوا مطبوع سبکے حسب دلخواہ
کہا ہاتف نے کی جب فکر تاریخ — لکھو فرحت چھپا مرغوب دل واہ

محمد جناب نواب مرزا محمد عباس علی خان صاحب از خاندان شاہ اودھ ١٣٠٥ھ

واہ دیوان لطافت کس لطافت سے چھپا — مشتری جسکا ہے دل ہر صاحب ادراک ہے
یہ وہ گلشن ہے رہیگی تا ابد جسکی بہار — باغبان سے خوف گلچین سے نہ اوسکو باک ہے
دل بہل جاتا ہے تنہائی مین اسکی دید سے — عاشقون کے واسطے یہ باغ فرحت ناک ہے
شاہد مضمون کی رنگینی ہے لفظون سے عیان — جسکو دیکھو نت نئی پہنے ہوئے پوشاک ہے
نکلا مطبع سے یہ دیوان یا کہ معشوق حسین — شہرت اسکے حسن کی ہر سو تہ افلاک ہے
شاخ گل ہے یون محمد نے لکھی تاریخ طبع — یہ وہ گلشن ہے کہ آسیب خزان سے پاک ہے

صحبت جناب سید واجد حسین صاحب تعلقدار رسولی شاگرد مولف دیوان ہذا ١٣٠٥ھ

جو مرے اوستاد تھے اوستاد تھے — رشک فردوسی و سعدی و ظہیر
یہ کلام پر بلاغت اونکا ہے — جسکے ہین مشتاق سب برنا و پیر
لکھو فصلی مین صحبت سال طبع — واہ یہ دیوان چھپا ہے بے نظیر ١٢٩٦ فصلی

ہدا جناب سید ہدایت اللہ خان صاحب منجم نبیرہ نواب مخبر الدولہ سید الممالک تلمیذ سید ثناء اللہ خان صاحب نجفی

یہ فن شاعری وہ شے ہے جسمین دوست دشمن ہین — نگاہ لطف بھی کرتے ہین تو چشم عداوت سے
مرکب سہو و نسیانسے ہر اک انسان ہے روشن ہے — خطا گر ہو گئی خود یا کہ کاتب کی کتابت سے
نظر اک قبح پر کرتے ہین گو سو حسن رکھتا ہو — بیان کرتے ہین ہر اک بزم مین جا کر حقارت سے
سمجھتے ہین ہنر اپنی جگہ وہ عیب بینی کو — اسی پر فخر اوستادی کا کرتے ہین مسرت سے
بنا کر خوردہ گیری پر ہے اوستادی کی دنیا مین — کرین اپنے سخن کو پاک پہلے اس فضیحت سے
تو یہ ممکن نہین ہو نقص سے ماہ سخن خالی — کلام اللہ ہے وہ جو کہ خالی ہے قباحت سے
مبرہ عیب سے ورنہ کلام انسانکا مشکل ہے — مگر ہان خوب یہ دیوان چھپا حقکی عنایت سے
گلستان مضامین اسکو گر کہیے تو زیبا ہے — شگفتہ غنچہ ہر مضمونکا ہے فیض لطافت سے
سر و طبع دیوان جب بھی اچھی طرح ہوتا — مصنف جب کہ چھپواتا اسے سو حسن صحت سے
ولیکن بعد اونکے جسقدر صحت ہوئی اسکی — ہوا ہے سب یہ حسن جوہر فکر فصاحت سے
کہ بھائی بھی ہین اور شاگرد بھی ہین جانشین بھی ہین — اب اوستاد اونکی شاگردونکی ہین یہ اونکی صورت سے
حقیقت مین بہت خوش فکر ہین شیرین زبان بھی ہین — نئی اک بات پیدا کرتے ہین رنگ طبیعت سے
ہوا تھے پانچ تیرہ سو پہ جب چھپنے لگا دیوان — ہوا جب ختم تیرہ سو پہ چھہ تھے سال ہجرت سے
لکھا یہ مصرع برجستہ سال طبع دیوان کا — ہوا ہے طبع دیوان لطافت بھی لطافت سے ۱۳۰۶

ہنر جناب منشی محمد سجاد صاحب مدرس تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

دیوان اوستاد لطافت چو طبع گشت — بیت و غزل پسند خواص و عوام شد
اشعار را ز دیدۂ انصاف چون بدید — بنگاشتہ ہنر کہ لطافت تمام شد ۱۳۰۶

خاتمۃ الطبع

بتا سید چمن آرائے رنگین بیانی بتفضل جلوہ افزائے شیرین زبانی درین ایام نزہت انضمام چمنستان فصاحت و بلاغت یعنی دیوان ریاض لطافت از کلام بلاغت نظام حسان زمان سحبان دوران رشک طوسی و نظامی غیرت فردوسی و جامی اوستاد فن ماہر رموز شعر و سخن جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم خلف اکبر جناب سید آغا حسن صاحب امانت مغفور فراہم نمودہ جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت دام فیضہ برادر مصنف دیوان ہذا با طرز خوب و احسن اسلوب بکمال صحت در مطبع جناب حکیم سید جعفر حسن جعفر صاحب جاہ مسمی بہ شوکت جعفری باہتمام جناب سید عابد حسین صاحب مہتمم از زیور طبع بلسان عروس نو آراستہ و پیراستہ گردید فقط

اعلان

واضح ہو جملہ حقوق اس لیے اون کے محفوظ ہین کوئی صاحب قصد چھاپنے اور چھپوانیکا نہ فرمائین عوض نفع کی نقصان نہ اوٹھائین جسقدر جلدین مطلوب ہون مطبع شوکت جعفری لکھنؤ محلہ گولہ گنج سے طلب کر لین فقط
قیمت مجلد ۳ — راقم یعقوب علیخان ناصر

قیمت بخشہ عہ